

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تذکرہ
عبدالحق عظیمی

سوانح و سیرت

اقبال اکاڈمی پاکستان

۱۱۶ - میکٹور روڈ - لاہور



یاد بود

جشن فرخنده تاجگذاری

محمد رضا پهلوی آریامهر

شاهنشاه ایران

و

علیاحضرت فرح پهلوی

شهبانوی ایران

آبانماه ۱۳۴۶



۱۹۹۱

د افغانستان

د کلتور او ارثو وزارت

د کابل

۱

د افغانستان

د کلتور او ارثو وزارت

د کابل

تذکرہ شہزادہ علی بیجاپ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تذکرہ

شعرا و پنجاب

— گرد آورده —

سرہنگ خواجہ عبدالرشید

آبانہ ۱۳۲۶ خ

اقبال اکادمی پاکستان

۱۱۶۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور



جملہ حقوق بحق اقبال اکادمی پاکستان محفوظ ہیں

۱۹۶۸ء

۱۹۸۱ء

ایک ہزار

۵۱ روپے

اشاعت اول

اشاعت دوم

تعداد

قیمت

ناشر

ڈاکٹر محمد معز الدین

ڈائریکٹر اقبال اکادمی پاکستان

۱۱۶-میکلوڈ روڈ، لاہور

طابع

سید خالد محمود

مطبع

فالکن پرنٹنگ پریس

۴۰ - اردو بازار لاہور

فہرست مطالب

۲۱	-	آشفته ۳۳
۲۲	-	آشفته ۳۴
۲۳	-	آشنا ۳۴
۲۴	-	اصغری ۳۶
۲۵	-	اصغری ۳۷
۲۶	-	اظہر ۳۷
۲۷	-	اعجاز ۳۷
۲۸	-	آفرین ۴۰
۲۹	-	الفت ۴۷
۳۰	-	الواشی ۴۷
۳۱	-	افصح ۴۸
۳۲	-	افضل ۴۹
۳۳	-	اکبر ۴۹
۳۴	-	اکبری ۵۰
۳۵	-	اکرام ۵۱
۳۶	-	اکرم ۵۲
۳۷	-	اقبال ۵۳
۳۸	-	الفتی ۵۹
۳۹	-	امام ۶۰
۴۰	-	امامی ۶۰
۴۱	-	امداد ۶۰
۴۲	-	امین ۶۱
۴۳	-	امین حزین ۶۱
۴۴	-	انسی ۶۲

انتساب	الف
فہرست منابع و ماخذ	ع
فہرست اختصارات	ر
عرض احوال	۱
۱- آزاد	۱۷
۲- آزاد	۱۸
۳- آزاد	۱۹
۴- ابن مناج لاہوری	۲۰
۵- آتشی لاہوری	۲۰
۶- اثر	۲۱
۷- احسن بتالوی	۲۲
۸- احسن	۲۲
۹- احسن	۲۲
۱۰- احسن	۲۴
۱۱- احسن	۲۵
۱۲- احمد	۶
۱۳- اختر	۲۹
۱۴- ادیب	۳۱
۱۵- ارسلان	۳۱
۱۶- اسحق	۳۱
۱۷- اسحق	۳۱
۱۸- اسد	۳۲
۱۹- اسیر لاہوری	۳۲
۲۰- اشرف	۳۳

(ح)

۷۶- ہالپر ۹۵	۴۵- انصاف ۶۲
۷۷- پروانہ ۹۵	۴۶- انور ۶۲
۷۸- پیر بخش ۹۵	۴۷- انور ۶۳
۷۹- تاثیر ۹۶	۴۸- انوری ۶۳
۸۰- قایب ۹۶	۴۹- اولاد ۶۴
۸۱- تبسم ۹۶	۵۰- الہدایہ ۶۴
۸۲- تبسم ۹۸	۵۱- الہدایہ ۶۴
۸۳- تجرد ۹۹	۵۲- ایجاد ۶۴
۸۴- تجرد ۹۹	۵۳- ایمن ۶۵
۸۵- تجرید ۱۰۰	۵۴- ایوب ۶۶
۸۶- تحسین ۱۰۱	۵۵- باہر ۶۸
۸۷- تحسین ۱۰۱	۵۶- باہو ۶۸
۸۸- تسکین ۱۰۱	۵۷- باہو ۶۹
۸۹- تسلیم ۱۰۲	۵۸- برخوردار ۶۹
۹۰- تنہا ۱۰۲	۵۹- برق ۷۰
۹۱- تشبیہی ۱۰۳	۶۰- برق ۷۱
۹۲- ثاقب ۱۰۴	۶۱- برہان ۷۱
۹۳- ثقہ الدین بن یوسف محمد ۱۰۴	۶۲- برہمن ۷۲
۹۴- ثنائی ۱۰۵	۶۳- برہمن ۷۲
۹۵- میر جان علی ۱۰۶	۶۴- بسمل ۷۸
۹۶- جان محمد ۱۰۶	۶۵- بشارت ۷۸
۹۷- مولوی جان محمد ۱۰۶	۶۶- بلبل ۷۹
۹۸- جریدہ ۱۰۷	۶۷- بلبل و محمد ۷۹
۹۹- جشنی ۱۰۷	۶۸- بلکرامی ۸۰
۱۰۰- خوشابی ۱۰۷	۶۹- بیخود ۸۰
۱۰۱- جمال الدین علی ۱۰۷	۷۰- بیدار ۸۲
۱۰۲- جمال الدین بن یوسف ۱۰۷	۷۱- بیدل ۸۲
۱۰۳- جنون ۱۰۸	۷۲- بیدل ۹۰
۱۰۴- جودت ۱۰۹	۷۳- بہاؤ الدین زکریا ملتانی ۹۰
۱۰۵- جوش ۱۰۹	۷۴- بیرنگ ۹۱
۱۰۶- جویا ۱۰۹	۷۵- بیغم بیراگی ۹۲

(ط)

۱۳۸- خبث ۱۳۸	۱۰۷- جهانگیر ۱۱۰
۱۳۹- خدا بخش ۱۳۸	۱۰۸- جیون ۱۱۱
۱۴۰- خدا بخش ۱۳۸	۱۰۹- چالاک ۱۱۱
۱۴۱- خرد ۱۳۹	۱۱۱- اغ
۱۴۲- خرد ۱۳۹	۱۱۱- پناہی ۱۱۲
۱۴۳- خسرو ۱۴۰	۱۱۲- حافظ ۱۱۲
۱۴۴- خسروی ۱۴۲	۱۱۳- حاکم ۱۱۳
۱۴۵- خطابی ۱۴۲	۱۱۴- حاکم ۱۱۴
۱۴۶- خطیر الدین محمد ۱۴۳	۱۱۵- حالتی ۱۱۸
۱۴۷- خوشتر ۱۴۴	۱۱۶- حرمان اصفہانی ۱۱۸
۱۴۸- خوشدل ۱۴۴	۱۱۷- حزین ۱۱۸
۱۴۹- خوشدل ۱۴۴	۱۱۸- حسام ۱۲۰
۱۵۰- خلیل ۱۴۵	۱۱۹- حسن ۱۲۰
۱۵۱- خواجه محمد رشید ۱۴۵	۱۲۰- حسن دهلوی ۱۲۶
۱۵۲- دانا ۱۴۷	۱۲۱- حسین ۱۲۶
۱۵۳- دبیر ۱۴۷	۱۲۲- حسینی ۱۲۶
۱۵۴- دستور ۱۴۷	۱۲۳- حسینی ۱۲۶
۱۵۵- دلشاد ۱۴۷	۱۲۴- حضوری ۱۲۸
۱۵۶- دیدار ۱۴۹	۱۲۵- حفیظ ۱۲۹
۱۵۷- دیدہ ۱۵۰	۱۲۶- حقوری ۱۳۲
۱۵۸- ذاکر ۱۵۱	۱۲۷- حقیقت ۱۳۲
۱۵۹- ذرہ ۱۵۱	۱۲۸- حمید ۱۳۳
۱۶۰- رازی ۱۵۲	۱۲۹- حمید الدین مسعود ۱۳۳
۱۶۱- راسخ ۱۵۳	۱۳۰- حمیدی ۱۳۳
۱۶۲- رائج ۱۵۴	۱۳۱- حیدر ۱۳۴
۱۶۳- رایج- ۱۵۸	۱۳۲- حیدری ۱۳۵
۱۶۴- راہب میرزا جعفر ۱۵۸	۱۳۳- حیران ۱۳۵
۱۶۵- رحیم ۱۵۹	۱۳۴- حیرت ۱۳۶
۱۶۶- رسای ۱۵۹	۱۳۵- خادم ۱۳۶
۱۶۷- رضوان ۱۶۰	۱۳۶- خاک ۱۳۶
۱۶۸- ربیع ۱۶۰	۱۳۷- خاور ۱۳۸

(ی)

۱۸۸ سوزی	-۲۰۰	شیخ رکن الدین ابوالفتح	۱۶۱	-۱۶۹
۱۸۸ سوزی	-۲۰۱	روحی	۱۶۱	-۱۷۰
۱۸۸ سویدا	-۲۰۲	روشن	۱۶۱	-۱۷۱
۱۸۸ سیادت	-۲۰۳	روشن	۱۶۲	-۱۷۲
۱۹۰ سرابی	-۲۰۴	رونی	۱۶۲	-۱۷۳
۱۹۱ سیف	-۲۰۵	ریاضی	۱۶۶	-۱۷۴
۱۹۱ سیفی	-۲۰۶	زار	۱۶۷	-۱۷۵
۱۹۲ شادمان	-۲۰۷	زاهد	۱۶۷	-۱۷۶
۱۹۳ شادمان	-۲۰۸	زیب	۱۶۸	-۱۷۷
۱۹۴ شاعر	-۲۰۹	زیبا	۱۶۹	-۱۷۸
۹۴ شاکر	-۲۱۰	سارق	۱۶۹	-۱۷۹
۱۹۵ شایق	-۲۱۱	مناغر	۱۷۰	-۱۸۰
۱۹۵ شاه خوش قاضی	-۲۱۲	مالک	۱۷۰	-۱۸۱
۱۹۶ شاه	-۲۱۳	سامع	۱۷۱	-۱۸۲
۲۰۲ شبابی	-۲۱۴	سامی	۱۷۱	-۱۸۳
۲۰۲ شتری	-۲۱۵	مخا	۱۷۱	-۱۸۴
۲۰۲ شجر	-۲۱۶	سرابی	۱۷۲	-۱۸۵
۲۰۳ شرف	-۲۱۷	سرآمد	۱۷۲	-۱۸۶
۲۰۵ شرافت	-۲۱۸	سرآمد	۱۷۲	-۱۸۷
۲۰۵ شریف	-۲۱۹	سرخوش	۱۷۳	-۱۸۸
۲۰۶ شعری	-۲۲۰	سرهذ	۱۷۸	-۱۸۹
۲۰۷ شفیع	-۲۲۱	سرور	۱۸۰	-۱۹۰
۲۰۷ شفیق	-۲۲۲	سروری	۱۸۰	-۱۹۱
شمس الدین حاجی بچه	-۲۲۳	سروری	۱۸۱	-۱۹۲
البستی	۲۱۰	سعادت	۱۸۱	-۱۹۳
شکوه	۲۱۰	سعید	۱۸۲	-۱۹۴
شوق	۲۱۱	سلامت	۱۸۳	-۱۹۵
شوقی	۲۱۱	سلطان	۱۸۳	-۱۹۶
شهاب	۲۱۱	سعد	۱۸۳	-۱۹۷
شهاب	۲۱۲	سمندر	۱۸۷	-۱۹۸
شهر یار	۲۱۲	سند	۱۸۷	-۱۹۹

(ک)

۲۳۴	شیخ عبدالله	۲۳۰	شہید
۲۳۴	عبیدی	۲۳۱	شیری
۲۳۵	عراق	۲۳۲	صادق
۲۳۷	عرشی	۲۳۳	صادقی
۲۳۸	عرفانی	۲۳۴	صافی
۲۴۰	عرفی	۲۳۵	صافی
۲۴۳	عزیز	۲۳۶	صالح
۲۴۴	عزیز	۲۳۷	صانع
۲۴۴	عطا	۲۳۸	صداقت
۲۴۵	عطا	۲۳۹	صرفی
۲۴۶	عطا بن یعقوب الکاتب	۲۴۰	صمدانی
۲۴۶	عطار	۲۴۱	صوفی
۲۴۷	عظامی	۲۴۲	صیرفی
۲۴۹	عظیم	۲۴۳	ضیائی
۲۴۹	علی	۲۴۴	ضیا
۲۵۰	علی	۲۴۵	ضیا
۲۵۶	علی محمد کتجائی	۲۴۶	طالب
۲۵۷	عنایت	۲۴۷	طالب
۲۵۷	عنایت	۲۴۸	طغرائی
۲۵۸	میرزا عوض بیگ	۲۴۹	ظفر
۲۵۸	غیان	۲۵۰	قاضی محمد عارف
۲۵۸	غازی	۲۵۱	عارف
۲۵۸	غبار	۲۵۲	عاشق
۲۵۹	غبار	۲۵۳	عاشق
۲۵۹	غربتی	۲۵۴	عاصی
۲۶۰	میرزا غلام احمد قادیانی	۲۵۵	عاطر
۲۶۱	غلام جیلانی	۲۵۶	غالی
۲۶۱	مفتی غلام رسول	۲۵۷	عباس
۲۶۲	مولانا غلام رسول	۲۵۸	عبدالرفیع بن ابی فتح
۲۶۰	غلام رکن الدین المعروف بہ	۲۵۹	عبدالصمد
۲۶۳	شاہ مراد بخش	۲۶۰	محمد عبدالکریم قریشی

(ل)

۲۸۸ قادری	-۳۲۱	۲۶۳ میان غلام علی اوچہ	-۲۹۱
۲۹۰ قادری	-۳۲۲	۲۶۳ سید غلام قادر نوشاھی	-۲۹۲
۲۹۱ قابل	-۳۲۳	۲۶۳ غلام محی الدین کنجاہی	-۲۹۳
۲۹۱ قاسم	-۳۲۴	۲۶۴	
۲۹۲ قتیل	-۳۲۵	۲۶۴ غنیمت	-۲۹۴
۲۹۴ قدرت	-۳۲۶	۲۶۷ فارغ	-۲۹۵
۲۹۴ قدرت	-۳۲۷	۲۶۸ فارغ	-۲۹۶
۲۹۵ قدسی	-۳۲۸	۲۶۹ فاروق	-۲۹۷
۲۹۹ قرشی	-۳۲۹	۲۶۹ فاضل	-۲۹۸
۲۹۹ قل	-۳۲۰	۲۶۹ فاضل	-۲۹۹
۳۰۰ قل	-۳۳۱	۲۷۰ فائز	-۳۰۰
۳۰۰ قلندر	-۳۳۲	۲۷۰ فائق	-۳۰۱
۳۰۳ قمر	-۳۳۳	۲۷۱ فتوت	-۳۰۲
۳۰۳ قمر	-۳۳۴	۲۷۲ فدائی	-۳۰۳
۳۰۳ کاتبی	-۳۳۵	۲۷۲ فدا	-۳۰۴
۳۰۴ کاران	-۳۳۶	۲۷۳ فدائی	-۳۰۵
۳۰۵ کلاھی	-۳۳۷	۲۷۳ فخر	-۳۰۶
۳۰۵ کلیم	-۳۳۸	۲۷۴ قاضی محمد فخرالدین	-۳۰۷
۳۰۷ کوکب	-۳۳۹	۲۷۴ فرحت	-۳۰۸
۳۰۸ گرامی	-۳۴۰	۲۷۵ فرخ	-۳۰۹
۳۱۰ گلشن	-۳۴۱	۲۷۹ فرقہ	-۳۱۰
۳۱۶ گورو نانک	-۳۴۲	۲۷۷ فرید	-۳۱۱
۳۱۶ لائق	-۳۴۳	۲۷۸ فصاحت	-۳۱۲
۳۱۷ لسان	-۳۴۴	۲۷۸ فضلی	-۳۱۳
۳۱۷ لٹائی	-۳۴۵	۲۸۱ فضلی	-۳۱۴
۳۱۸ لکنی	-۳۴۶	۲۸۱ فطرت	-۳۱۵
۳۱۸ لوئی	-۳۴۷	۲۸۲ فنا	-۳۱۶
۳۱۸ متین	-۳۴۸	۲۸۲ فیروز	-۳۱۷
۳۱۸ محب	-۳۴۹	۲۸۲ فیضہ	-۳۱۸
۳۱۹ محبوب	-۳۵۰	۲۸۳ فیضی	-۳۱۹
۳۱۹ محتاج	-۳۵۱	۲۸۷ فیضی	-۳۲۰

۳۳۷ معطری	-۳۸۳	۳۲۰ معزون	-۳۵۲
۳۳۷ مظهر	-۳۸۴	محمد ۳۲۰	-۳۵۳
۳۳۸ معصوم	-۳۸۵	محمد بخش ۳۲۰	-۳۵۴
۳۳۸ مفتون	-۳۸۶	محمد جواد ۳۲۱	-۳۵۵
۳۳۹ مفتون	-۳۸۷	محمد حسین شاه ۳۲۱	-۳۵۶
۳۳۹ مفید	-۳۸۸	محمد حیات ۳۲۱	-۳۵۷
۳۴۰ مقیمانی	-۳۸۹	محمد حیات سید ۳۲۱	-۳۵۸
۳۴۱ مکمل	-۳۹۰	محمد خویشی ۳۲۲	-۳۵۹
۳۴۲ ملا	-۳۹۱	محمد صالح ۳۲۲	-۳۶۰
۳۴۳ منشی	-۳۹۲	محمد عالم ۳۲۳	-۳۶۱
۳۴۴ منصف	-۳۹۳	محمد علی ۳۲۳	-۳۶۲
۳۴۵ منعم	-۳۹۴	محمد علی ۳۲۴	-۳۶۳
۳۴۶ منعم	-۳۹۵	محمد یوسف ۳۲۴	-۳۶۴
۳۴۷ منور	-۳۹۶	محمود ۳۲۵	-۳۶۵
۳۴۷ منہاج	-۳۹۷	مجتبی ۳۲۶	-۳۶۶
۳۴۸ منیر	-۳۹۸	مجتبی الدین ۳۲۶	-۳۶۷
۳۵۱ منیر	-۳۹۹	محیط ۳۲۶	-۳۶۸
۳۵۲ منیری	-۴۰۰	مخلص ۳۲۷	-۳۶۹
۳۵۲ موالی	-۴۰۱	مخلصی ۳۲۸	-۳۷۰
۳۵۳ منہر	-۴۰۲	مخلص ۳۲۸	-۳۷۱
۳۵۳ مہندس	-۴۰۳	مختفی ۳۳۱	-۳۷۲
۳۵۵ میر	-۴۰۴	مدهوش ۳۳۲	-۳۷۳
۳۵۵ میرزا	-۴۰۵	مراد ۳۳۳	-۳۷۴
۳۵۶ میرزا	-۴۰۶	مرہب ۳۳۳	-۳۷۵
۳۵۷ میگراج	-۴۰۷	مستانہ ۳۳۳	-۳۷۶
۳۵۷ مینائی	-۴۰۸	مستثنی ۳۳۴	-۳۷۷
۳۵۷ نادز	-۴۰۹	مسکین ۳۳۴	-۳۷۸
۳۵۸ نادری	-۴۱۰	مسیح الہی ۳۳۴	-۳۷۹
۳۵۸ نازش	-۴۱۱	مشتاق ۳۳۵	-۳۸۰
۳۶۰ قسبتی	-۴۱۲	مشتاق ۳۳۵	-۳۸۱
۳۶۰ ناصر	-۴۱۳	مشرقی ۳۳۶	-۳۸۲

۲۸۸	واله	-۴۴۵	۳۶۴	ناطق	-۴۱۴
۳۹۲	وامق	-۴۴۶	۳۶۵	ناظر	-۴۱۵
۳۹۲	وامن	-۴۴۷	۳۶۵	ناظر	-۴۱۶
۳۹۳	وجدان	-۴۴۸	۳۶۶	ناظم	-۴۱۷
۳۹۵	وجیه	-۴۴۹	۳۶۶	ناسی	-۴۱۸
۳۹۵	وجیه	-۴۵۰	۳۶۶	نجات	-۴۱۹
۳۹۶	وحدت	-۴۵۱	۳۶۷	نجاز	-۴۲۰
۳۹۷	وحشت	-۴۵۲	۳۶۷	نذر	-۴۲۱
۳۹۷	وفائی	-۴۵۳	۳۶۸	نصر	-۴۲۲
۳۹۸	وقار	-۴۵۴	۳۶۸	نصرت	-۴۲۳
۳۹۸	وقار	-۴۵۵	۳۷۱	نظام الدین	-۴۲۴
۳۹۹	وقوعی	-۴۵۶	۳۷۱	نعنی	-۴۲۵
۳۹۹	ولی	-۴۵۷	۳۷۲	نعیم	-۴۲۶
۳۹۹	هاتف	-۴۵۸	۳۷۲	نعیم	-۴۲۷
۴۰۰	هندی	-۴۵۹	۳۷۲	نکتی	-۴۲۸
۴۰۱	هنر	-۴۶۰	۳۷۳	نقی	-۴۲۹
۴۰۲	همایون	-۴۶۱	۳۷۴	نواز	-۴۳۰
۴۰۳	یتیم	-۴۶۲	۳۷۴	نواز	-۴۳۱
۴۰۴	یکتا	-۴۶۳	۳۷۵	نواز	-۴۳۲
۴۰۷	یکتا	-۴۶۴	۳۷۶	نوری	-۴۳۳
۴۰۸	یگانه	-۴۶۵	۳۷۷	نوری	-۴۳۴
۴۰۹	یعنی	-۴۶۶	۳۷۷	نوری	-۴۳۵
۴۱۰	یعنی	-۴۶۷	۳۷۷	نوشاهی	-۴۳۶
	ضمیمه		۳۷۸	نوشه	-۴۳۷
۴۱۳	اختر	-۴۶۸	۳۷۸	نیر	-۴۳۸
۴۱۴	اسلم	-۴۶۹	۳۷۹	واحد	-۴۳۹
۴۱۵	بدر	-۴۷۰	۳۸۰	وارث	-۴۴۰
۴۱۶	بقائی	-۴۷۱	۳۸۰	وارد	-۴۴۱
۴۱۶	پطرس	-۴۷۲	۳۸۰	وارسته	-۴۴۲
۴۱۷	تپش	-۴۷۳	۳۸۲	واصف	-۴۴۳
			۳۸۲	واقف	-۴۴۴

(س)

۴۸۲ -	میر ولی اللہ ۴۳۰	۴۷۴ -	ترک ۴۱۷
۴۸۳ -	وفا ۴۳۰	۴۷۵ -	جگر ۴۳۰
۴۸۴ -	وفائی ۴۳۰	۴۷۶ -	حالی ۴۳۱
۴۸۵ -	عارف ۴۳۱	۴۷۷ -	راجل ۴۲۴
۴۸۶ -	وزیر ۴۳۲	۴۷۸ -	شبلی ۴۳۶
۴۸۷ -	فہرست شاعران بلحاظ قدمت	۴۷۹ -	صرفی ۴۲۸
	تاریخی ۴۳۵	۴۸۰ -	محروم ۴۳۸
۴۸۸ -	اشاریہ ۴۵۱	۴۸۱ -	منظور ۴۲۹

* * *

فہرست منابع و مآخذ

- آیین اکبری ابوالفضل علامی بن شیخ مبارک
 اختر تابان ابوالفضل محمد عباس ۱۲۹۹ مطبع شاہجہانی ، بہوپال
 ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ، اردو، داکٹر سید عبداللہ ، ۱۹۴۲ ، انجمن ترقی
 اردو ، دہلی
- اردو نامہ شماره ۲۵ ، مدیر شان الحق حق ، ستمبر ۱۹۶۶ ، کراچی
 ارمغان پاک شیخ محمد اکرام ، ۱۹۵۳ میلادی ، ادارہ مطبوعات پاکستان ،
 کراچی
- اقبال - متفکر و شاعر اسلام ، محمد تقی مقتدری ، ۱۳۳۴ خورشیدی ، تہران
 انجمن - مجموعہ کلام فارسی ، صوفی غلام مصطفی تبسم ، ۱۹۶۱ میلادی ،
 مکتبہ جدید ، لاہور
- انجمن خاقان فاضل خان ، فاضل خان ، نسخہ خطی در دانشگاه پنجاب لاہور
 پارسی سرایان کشمیر ، داکٹر گ۔ ل۔ تیکو ، ۱۳۴۲ خورشیدی ، تہران
 پاکستان میں فارسی ادب (اردو) جلد ۱ ، داکٹر ظہورالدین احمد ، ۱۹۶۶ میلادی
 کتاب خانہ دانشگاه ، لاہور
- پنجابی قصے فارسی میں ، اردو ، داکٹر محمد باقر ، ۱۹۵۷ میلادی ، لاہور
 تاریخ اقوام کشمیر جلد ۳ ، منشی محمد دین فوق ، ۱۹۴۳ میلادی ، لاہور
 تذکرہ آثار الشعراء ہنود جلد ۲ ، منشی دیبی پرشاد دلشاد ، ۱۸۸۵ میلادی ،
 دہلی
- تذکرۃ الشعراء ابن امین اللہ طوفان ، قاضی عبدالودود ، ۱۹۵۴ میلادی ، آزاد پریس ،
 پتہ
- تذکرۃ الشعراء ، عبدالغنی خان ، ۱۹۱۴ میلادی ، علیگر
 تذکرۃ المعاصرین ، شیخ علی حزین ، خطی ، دانشگاه پنجاب لاہور
 تذکرہ بینظیر ، سید عبدالرزاق افتخار ، ۱۹۴۰ میلادی ، الہ آباد

(ف)

تذکرہ حسینی ، میر حسین دوست سنبل ، ۱۸۷۵ میلادی ، نول کشور ، لکھنؤ
تذکرہ خواتین ، محمد ذہنی آفندی ، ۱۳۱۴ ہجری ، بمبئی
تذکرہ روز روشن ، مولوی مظفر حسین ، ۱۲۹۷ ہجری ، مطبع شاہجہانی ، بہوپال
تذکرہ ریاض العارفین ، رضا قلی خان ہدایت ، ۱۳۴۴ خورشیدی ، تہران
تذکرہ سخنوران چشم دیدہ ، مولانا ترک علی شاہ ترک قلندر ، مطبع شمس الاسلام
تذکرہ شعرائے کشمیری پنڈتان ، بہار گلشن کشمیر ، جگ موہن رائی رینہ شوق
تذکرہ معراج الخیال ، وزیر علی ، خطی ، دانشگاه پنجاب ، لاہور
تذکرہ شمع انجمن ، نواب صدیق حسن ، ۱۲۹۲ ہجری ، مطبع شاہجہانی ، بہوپال
تذکرہ صبح گلشن ، سید علی حسن خان (؟) ، ۱۲۹۵ ہجری ، مطبع شاہجہانی ،
بہوپال

تذکرہ صوفیای پنجاب ، اعجاز الحق قدوسی ، ۱۹۶۲ میلادی ، کراچی
تذکرہ طالب املی ، سرہنگ خواجہ عبدالرشید ، ۱۹۶۵ میلادی ، فیروز سنز ،
کراچی

تذکرہ فرحت الناظرین ، قاضی محمد اسلم پسروری
تذکرہ گل رعنا ، لچمن نرائن شفیق اورنگ آبادی ، ۱۲۲۳ ہجری ، حیدر آباد ،
دکن

تذکرہ گلزار اعظم ، محمد غوث بہان بہادر ، ۱۲۷۲ ہجری
تذکرہ گلزار بہار معروف بہ نظم بہار ، دیوان رائی بھگونت رائی صاحب بہادر
سناسی ، ۱۹۲۶ میلادی ، دہلی

تذکرہ مراۃ الخیال ، شیر علی لودی ، ۱۳۲۶ ہجری ، بمبئی
تذکرہ مردم دیدہ ، عبدالحکیم حاکم ، باہتمام ڈاکٹر سید عبداللہ ، ۱۹۶۱ ہجری ،
لاہور

تذکرہ مقالات الشعراء ، میر شیر علی قانع تتوی ، ۱۹۵۷ ہجری ، ہندی ادبی بورڈ
تذکرہ میخانہ ملا عبدالنبی فخر الزماتی قزوینی ، ۱۹۲۶ میلادی ، لاہور
نتایج الافکار (تذکرہ) ، مولانا قدرت اللہ گوبالوی اردشیر خاضع ، ۱۳۳۶ ہجری ،

بمبئی
تذکرہ نگارستان سخن ، سید محمد صدیق حسن خان ، ۱۲۹۳ ہجری ، مطبع شاہجہانی
تذکرہ خزانہ عادہ ، میر غلام علی آزاد بلگرامی ، ۱۹۰۰ میلادی ، نولکشور ، کانپور
دیوان قلندر شاہ ، غلام دستگیر ناسی ، ۱۹۵۰ میلادی ، لاہور
ذکرہ نوشاہی ، سید شریف احمد شرافت ، ۱۹۴۵ میلادی ، تعلیمی پریس ، لاہور
رجال السنند والمہند ، ابوالعالی اطہر المبارکپوری ، ۱۹۵۸ میلادی ، بمبئی

(ص)

روسی، عصر، دکتر عبدالحمید عرفانی، ۱۳۳۲، خورشیدی، کانون معرفت، تهرآن
ریاض الشعراء، علی قلی داغستانی والہ، نسخہ خطی در کتابخانہ پیر حسام الدین
راشدی

ریاض الفصحاء، غلام ہمدانی مصحفی، ۱۹۳۴، میلادی، دہلی
ریاض الوفاق، ذوالفقار علی مست، ۱۳۴۳، خورشیدی، تبریز
ریحانہ الادب فی تراجم المعروفین، چاپخانہ مشترک، تهرآن
سفینہ خوشگو، خوشگو - بندرا بن داس، خطی دانشگاہ پنجاب، لاہور
سفینہ خوشگو، بندرا بن داس خوشگو، ۱۹۵۹، میلادی، پتنہ
سفینہ شیخ علی حزین مرتبہ مسعود علی - ب - ا - ۱۹۲۰، میلادی، حیدرآباد،
دکن

سفینہ ہندی، بھگوان داس ہندی، ۱۹۵۸، میلادی، پتنہ
سکینہ الاولیا، محمد دارا شکوہ، تهرآن
شعر العجم فی الہند، شیخ اکرام الحق، ۱۹۶۱، میلادی، ملتان
شیران اردو، دکتر عبدالوحید، فیروز سنز، لاہور
ضمیمہ اردو، کلیات نظم حالی، مولانا الطاف حسین حالی، ۱۳۳۲، ہجری،
تحفہ ہند پریس

عمل صالح جلد ۳، محمد صالح کنہوہ، ۱۹۳۹، میلادی، کلکتہ
فرحت الناظرین، خطی دانشگاہ پنجاب، لاہور
فیض قدس، استاد خلیلی، ۱۳۳۴، خورشیدی، کابل
کلمات الشعراء، محمد افضل سرخوش، ۱۹۴۲، میلادی، لاہور
گجرات کا دبستان شعر و سخن، فریشی احمد حسین احمد خطی (معاصر)،
کتاب خانہ شخصی قریشی احمد حسین

گلستان عزیز، محمد حفظ الرحمن حفظ، ۱۳۴۹، ہجری، بہاولپور
لباب الالباب محمد عوق، بکوشش سعید نفیسی، ۱۳۳۵، خورشیدی، تهرآن
لغت فرس اسدی طوسی بکوشش عباس اقبال، ۱۳۱۹، خورشیدی، تهرآن
مجمع النفایس، خان آرزو خطی، دانشگاہ پنجاب، لاہور
مآثر الاجداد، منظور الحق صدیقی، ۱۹۴۴، میلادی، لاہور
مآثر لاہور، سید ہاشمی فرید آبادی، ۱۹۵۴، میلادی، لاہور
مآثر الکرام موسوم بہ سرو آزاد، سیر غلام علی آزاد بلگرامی، ۱۹۱۳، میلادی، لاہور
مثنویات ہیر رانجھا مقدمہ حفیظ ہوشیارپوری، ۱۹۵۷، میلادی، کراچی
محمود نامہ، ۱۲۴۹، ہجری، مطبع مصطفائی

(ق)

مصطفیٰ خراب ، احمد قاجار ہلاکو متخلص بہ خراب ، ۱۳۴۴ خورشیدی ، تبریز
منتخبات آثار دارا شکوہ بکوشش رضا جلالی ، ۱۳۳۵ خورشیدی ، تبریز
منتخب التواریخ جلد ۳ ، ملا عبد القادر بدایونی ، ۱۸۴۹ میلادی ، کلکتہ
فشر عشق جلد ۱ ، حسین علی خان شاہجہان آبادی ، خطی ، دانشگاہ پنجاب ، لاہور
نظم و نثر در ایران ، استاد سعید نفیسی ، ۱۳۴۴ خورشیدی ، کتابفروشی
فروغی ، تہران

ذکارستان سخن ، سید محمد صدیق حسن ، ۱۲۹۶ ہجری ، بہوپال
نوی فردا ، شیخ محمد ایوب ، ۱۹۵۶ میلادی ، فیروز سنز ، لاہور
ہلال جلد ۳ شماره ۳ ، عبد الحمید عرفانی (مدیر) ، ۱۹۵۵ میلادی ، کراچی
ہلال جلد ۹ شماره ۹ ، محمد عابد الشیر (مدیر) ، ۱۹۶۲ میلادی ، کراچی
ہمیشہ بہار ، کشن چند اخلاص ، ۱۰۳۶ ہجری ، غیر مطبوعہ

* * *

فهرست اختصارات

خزاه* عامره	عاسره	آتشکده	آتشکده
عمل صالح	عمل	ابین اکبری	آیین
فرحت الناظرین	فرحت	ارمغان پاک	ارمغان
فیض قدس	فیض	اکبر نامه	اکبر
ماترا انکرام	کرام	تسبح النجمین	انجمن
پارسی سرایان کشمیر	کشمیر	تذکره* بنیادین	بینظیر
کلمات الشعراء*	کلمات	اختر تابان	تابان
کنج تابان	کنج	سخنوران چشم دیده	چشم
لباب الالباب	لباب	تذکره* حسینی	حسینی
تذکره مردم دیده	مردم	تذکره الخواتین	خواتین
معراج الخیال	معراج	سفینه* خوشگو	خوشیکو
مقالات الشعراء*	مقالات	مراة الخیال	خیال
منتخب التواریخ	منتخب	رجال السند و الهند	رجال
تذکره میخانه	میخانه	گل رعنا	رعنا
نتایج الافکار	نتایج	روز روشن	روشن
نشر عشق	نشر	ریاض الفصحا*	ریاض
تاریخ نظم و نثر در ایران	نظم و نثر	سرو آزاد	سرو
مجمع النفایس	نفایس	سکینه الاولیا*	سکینه
نگارستان سخن	نگارستان	تذکره الشعراء*	شعراء*
ریاض الوفاق	وفاق	شمع روشن	شمع
همیشه بهار	همیشه	صبح گلشن	صبح
		ریاض العارفين	عارفين

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض احوال

دوست بسیار عزیز و ارجمند نگارنده جناب آقای پیر حسام الدین راشدی که بین دانشمندان برجسته پاکستان مقام محترمی را دارا می باشند، همیشه درباره موضوع های جدید فکر نموده و نه تنها کتاب های را تالیف می نمایند بلکه دیگران را هم مورد تشویق و انگیزت قرار میدهند. روزی بنگارنده گفتند که: از زمان درازی آرزوی نوشتن یک کتاب را دارم اما بجهت اینکه من وقت ندارم از شما خواهش می کنم که آن کتاب را نگاشته آورید. در همان زمان کتاب من با اسم "تذکره طالب آملی" منتشر شده بود. ایشان با اشاره بآن کتاب گفتند که شما تذکره ای را که شامل احوال شعرای پارسی در پنجاب باشد، تالیف بنمائید. در حله اول نگارنده متوجه اهمیت آن کار نشدم اما در یک ملاقات دیگری که با پیر حسام الدین کردم اصرار شدید ایشان را کابلا درک نمودم. ایشان ضمن صحبت های خود بمن اظهار داشتند که کتاب ها و ریفرانس های زیادی در کتاب خانه من وجود دارد و قابل استفاده است و شما در راه نوشتن تذکره شاعران پنجاب با هیچگونه اشکلی روبرو نخواهید گشت. نگارنده هم مجموعه بسیار پرارزشی از کتب قدیم و تذکره های مختلف را در کتاب خانه شخصی خود دارم و با در نظر داشتن نحوه کار، فعالیت های خود را شروع نموده بتحقیق و مطالعه پرداختم. در آغاز کار نمیدانستم که چقدر شاعران پارسی گوی در پنجاب بوده اند ولی وقتی که تذکره ها و کتب دیگری را بررسی نمودم، باین حقیقت پی بردم که در

حدود دوپست و پنجاه شاعر شامل تذکره^۱ من خواهد بود . باز روزی با آقای راشدی ملاقات نمودم و بایشان گفتم که بتالیف تذکره آغاز نموده ام و اینک اهمیت این کار را هم کاملاً فهمیده ام . آقای راشدی در جواب گفتند که تعداد شاعران بالغ بر چهار صد و پنجاه شاعر خواهد بود . از شنیدن این جواب اندکی نگران شدم ولی بعزت اینک کار خود را آغاز نموده بودم ، بآن ادامه دادم .

در اوایل در کتابخانه^۲ آقای راشدی مشغول تحقیق شدم ولی بعزت ناراحتی چشم مجبور شدم کار خود را موقتاً بالتوا انداخته و تا مدت چهار ماه هیچ کاری را انجام ندادم . در اوایل سال ۱۹۶۶ میلادی این ناراحتی از بین رفت و تا اندازه ای بهتر شده تحقیق و مطالعه خود را مجدداً آغاز نمودم . اینک بعد از مطالعه و تحقیق مداوم یک سال ، احوال و اذکار بیشتر از ۴۷۵ شاعر را جمع نموده و کتاب را بپایان رسانده ام . وما توفیقی الا بالله

موانع و اشکالاتی که در راه تالیف این کتاب با من روبرو گردید زیاد بود . اما مطرح کردن آن را مناسب نمیدانم ، زیرا هیچ کاری بدون موانع و شکلات انجام نمیگردد .

نکاتی که در تالیف این تذکره لایق توجه من بوده و بدون تردید توجه خوانندگان گرامی را هم جلب خواهد نمود ، بدینقرار است :

۱ - از لغت پنجاب ، منظور نگارنده ناحیه هائست که در آن بزبان پنجابی تکلم می نمایند ، محافل شعر و سخن پارسی رواج داشت و شعرای پارسی گوی در آن جا وجود داشتند .

۲ - حدودی که برای تعیین ناحیه پنجاب در نظر گرفته ام ، عبارتست از شهر اتکالی شهر سرهند و همچنین از ملتان و اوچه گرفته تا دیره های مختلف . نواحی سند و همچنین ناحیه های پشتو زبان هم ازین حدود خارج است .

۳ - شاعرانی که برای این تذکره انتخاب و شامل آن گردیده اند عبارتند از :

(الف) در همین ناحیه بدنیا آمدند ، زندگی کردند و فوت کردند .
(ب) از نقاط دیگر جهان رخت مهاجرت بسته وارد این ناحیه شدند و در آن جا فوت کردند .

(ج) مدتی در پنجاب اقامت داشتند ولی سپس این جا را ترک گفتند . علت انتخاب شاعرانی که فقط برای مدتی در پنجاب اقامت داشته و بعداً این منطقه را ترک گفته و بمسافرت های خود ادامه دادند ، اینست که آنها شاعران محلی نیستند و روستای خود را در آنجا داده اند و بندرت اتفاق افتاده است که

شاعری از کشور های دیگر باینجا رسیده بدون اقامت و یا توقف کوتاهی ازین سر زمین بگذرد . شاعرانی که مستقیماً از راه هند بطرف گجرات احمد آباد و دکن رفتند درین تذکره مذکور نشدند الا آنهائیکه بعداً بدربار های سلاطین هند پیوسته و به پنجاب آمده بودند . عده زیادی از شاعران پارسی گوی از افغانستان ، آسای میانه و ایران باین منطقه آمدند و بعد از کمی توقف اینجا را ترک گفتند ، شامل این تذکره می باشند .

بعضی از شاعران کشمیر از قبیل غنی کاشمیری و محسن فانی از امارت کشمیر بیرون آمده بطور مستقیم بطرف دهلی ، آگره و بنارس شتافتند و توقف آنها در پنجاب باثبات نرسیده است . اینگونه شاعران را ازین تذکره حذف نموده ام . ولی عده دیگر از شاعران کشمیر از قبیل بزهمن - اقبال - تبسم - اختر و غیره از کشمیر مهاجرت نموده وارد پنجاب گردیدند . تمام این شاعران را درین تذکره معرفی نموده ام .

دوستداران زبان و شعر پارسی و دوستان و ارادتمندان شاعران پنجاب که در نواحی آنطرف دهلی زندگی می کردند معمولاً برای ملاقات و شرکت در محافل ادبی به پنجاب می آمدند و در آن زبان سه مرکز بزرگ زبان پارسی در شهر های لاهور - دهلی و آگرا وجود داشت و محافل سخن در آن جا برگزار می شد . اینگونه محافل با اسم "مشاعره" معروف بود - لاهور دارای اهمیت فوق العاده ای بین این سه مرکز بود زیرا در ابتدا رسم برگزاری محافل سخن و یا بقول ما "مشاعره ها" از ایران بلاهور رسید - این مشاعره ها باشکوه خاصی برگزار میشد . و ایاب و ذهاب شاعران آنزمان باعث شد که تفهیم بیشتری بین عده مختلف ایجاد گردد و موضوع های جالبی در شعر و سخن اختراع شود . درین باره در کلمات الشعراء چنین آمده است :

در اوایل روزی قنبر راوی گفت که مسوده اشعار ملا ندیم بدست ناصر علی افتاده و اشعار آن را بنام خود می خواند . گفت : امتحان شعر غزل است بیاید باهم طرح غزل کنیم .

بهمین ترتیب مشاعره ها در دهلی بر قبر سیرزا عبدالقادر بیدل هم برگزار میشد . صاحب خزانه عاشره نوشته است که مشاعره ها از زبان قدیم رواج داشت اما بتدریج رواج مشاعره های پارسی کمتر شد و اردو جای آن را گرفت . حقیقت اینست که در باره ترویج و خدمت زبان و ادبیات پارسی بین شاعران و دانشمندان ایران و هندوستان اختلاف نظر وجود داشت و مسلمانان هند و پاک عقیده داشتند که آنها خدمت بیشتری را به پارسی کرده اند . مصحفی در کتاب تذکره هندی گویان

چنین نوشته است :

”بمقتضای رواج زمانه آخرکار خود را مصروف به ریخته گوئی (اردو) داشته - برای اینکه رواج شعر فارسی در هندوستان به نسبت ریخته کم است و ریخته هم فی زمانه به پایه اعلای فارسی رسیده و بلکه از و بهتر گردیده -“

شاعران بمنظور تصحیح و شوق اشعار خود بمسافرت های صعب و طولانی ای درنگ می نمودند و در مشاعره ها شهرکت میجستند - نویسنده کتاب ریاض الفصحا درین باره نوشته است :

”پیش از چند سال فقیر در روز هائی که بنای مشاعره تجدید بردوش انداختم ، به حلقه شاگردی من در آمده و چند غزل را به اصلاح رسانیده -“

شاعرو شاعری بفیض اینگونه مشاعره ها با پیشرفت برخوردار گردید و شاعران مختلف تحت نفوذ و تاثیر اشعار همدیگر قرار میگرفته اند . دوست عزیز من جناب آقای دکتر محمد عبدالله چغتائی با لطف خاص خود اقتباسی از یک نسخه خطی کرم خورده که خوانا نیست بمن فرستاده اند و آن اقتباس این موضوع را کاملاً روشن می کند که شاعران قسمت های مختلف لاهور در یک محل مخصوصی حضور بهرسانیده به شعر و مشاعره مشغول می شدند - شاعرانی که درین اقتباس مذکور گردیده اند ، خیلی معروف اند و در اطاق های مختلف مسجد وزیرخان جمع میشدند - قسمتی از آن اقتباس در زیر نقل میشود :

راهی که این کمترین در خدمت و صحبت تحریر العصر والدوران فهماید روزگار والاقتدار افضل خان (۱) کسب سعادت می نمود . در دارالخلافت اکبر آباد مجلس کن و صحبت دلنشین در خانه معارف آگاه خواجه محمد صادق (۲) منعقد شد و یاران صاحب سخن از هر طرف جمع آمده هنگام سخن را فصاحت و بلاغت ملا شیدا که از شعرای مشهور روزگار بود و ملا منیر و ملا وجدی و ملا چشتی از شعرای این تخلص بوده اند ، در هفته دو مرتبه آن عزیزان مجتمع گشته گرمی بخش هنگام سخن میکردند . گاهی این بامنه از اشعار ضروری فرصت

۱ - افضل خان - اسم اصلی او ملا شکر الله بود . وی از فاسیل های

میرزا عبدالقادر بیدل و نخست وزیر دربار شاهجهان بود -

۲ - محمد صادق - یکی از تاریخ نگاران آن عصر بود -

می... آورده با اصلاح بهرمانند.

صاحب تذکره سخنوران چشم دیده در تأیید این موضوع نوشته است :
”روزی در لاهور در حویلی میان مبارک پدر فیضی بتقریب مشاعره
جمله شعرای هندوستان و ایران و ملتان جمع شدند و برین مصرعه
طرح هر کسی غزلی گفته بود - اینست :

دو چار شد ناگهی با من آن جوان تنها

چون نوبت بحضرت مکمل رسید ، حضرت استادی این مطلع برخواند :

زدیم بر صف مزگان جان ستان تنها

طرف شدیم باین لشکر گران تنها

بعد از آن جمله شعرا ، غزلهای سربریده یعنی بغیر از مطلع برخواندند .
هیچ کس مطلع بر زبان نیاورد - در آن بزم پادری پالپر که مدت ها در
ایران گذاشته بود و در آن دور کسی همسر او در اهل فرنگ نبود
و در عربی و پارسی او را علما و فضیلا هند و غیره مستند می شمردند ،
برخواست و خوانهای شیرینی و پانصد رویه نذر کرده ، بشاگردی حضرت
مکمل درآمد -“

ازین اقتباس ها ثابت گردید که منظور و هدف برگزاری مشاعره ها تربیت
شاعران بود و شاعران در مشاعره ها شرکت جسته مستفید و مستفیض میگرددند -
ملتان (۱) هم مرکز شعر و سخن بود ولی لاهور از بدو ورود اسلام به هند این

۱ - در تاریخ فرشته نوشته است :

”شاهزاده عالم و عالمیان محمد سلطان خان شهید که نزد پدرش سلطان
غیاث الدین بلبن عزیز تراز فرزندان دیگر بود بمکارم اخلاق و محاسن اوصاف
اتصاف داشت ، و آن مقدار صفات خوب که در پادشاه زاده میشاید حق
سبحانه و تعالی او را کرامت فرموده بود و در فضیلت و دانش و هنر قرین و
عدیل نداشت و همیشه مجلس همایون خود را بفاضلان سعادت قرین و شاعران
فراست آیین آراسته در حق همگنان انواع الطاف و اعظاف مصروف داشتی
و زمانه از وجود فائز الجودش بهار بهار و چمن چمن نسرین و نسترن در جیب
و پامن کردی ، امیر خسرو و خواجه حسن پنج سال در ملتان ملازم او
بودند و در سلک ندیمان او انتظام داشتند و عزت ایشان پیش از ندیمان
دیگر داشتی و بنظم و نثر آنها خوش کردی و چنان مهنه و مودب بود
که در مجلس فرماندهی هر تمام روز و شب نشستی زانوی خود بالا نکردی

مقام را بهست آورده بود - فخر مدبر در تاریخ فخر الدین مبارک شاهی لندن در سال ۱۹۲۰ چاپ گردید، نوشته است. که: "لاهور مرکز اسلام و ثانی دارالملک غزنین است"

و سوگند اوجز لفظ حقا نبودی و در مجلس شراب و اوقات غفلت و سستی
حرف نا ملائم بر زبانش نرفتی - شعر
ادب بزرگ کند مرد را تو شاهد طبع
بحیله ادب آرای تا بزرگ شوی

در مجلس منیف اوشاهنامه و دیوان خاقانی و انوری و خمسه مولوی نظامی و اشعار امیر خسرو میخواندند و ارباب فهم و دانش به شعر فهمی او اقرار داشتند - از امیر خسرو منقول است که بجدت طبع و دریافت معنی دقیق و سخن شناسی و یاد داشت اشعار متقدمین و متأخرین همچو محمد سلطان کم کسی را دیده ام . بیاضی داشت که قریب بسیت هزار بیت بسایقه عالی خویش از کتب قدما انتخاب کرده بخط خوب نوشته بود ، امیر خسرو و خواجه حسن آن اشعار را پسندیده و خوش کرده بر شعر فهمی و ادراک بلند او آفرین میگفتند و بعد از شهادت او سلطان غیاث الدین بلبن آن بیاض را با میر علی جامدار عنایت فرمود و پس از و با میر خسرو رسیده و جمیع صاحب طبعان آن بیاض را دیده اشعار منتخب آنها در بیاضهای خود نوشته و بر فوت شهزاده نوجوان تاسف میخوردند . و وقتیکه محمد سلطان در ملتان اقامت داشت شیخ عثمان ترمذی که از بزرگان وقت بود وارد شد . تواضع افراط کرده نذر و هدیه گزرائید و سعی بسیار کرد که در ملتان اقامت کند و جهت او خانقاهی بسازد و قریه ها وقف کند . شیخ قبول ننموده مسافر شد - روزی شیخ عثمان و شیخ صدر الدین ولد بهاؤ الدین زکریا در مجلس شهزاده تشریف داشتند - از استماع اشعار عربی ایشان و سایر درویشان که در آن مجمع بودند در وجد شده برقص در آمدند و شهزاده محمد سلطان خان شهید پیش ایشان دست بسته ایستاده زار زار میگریست و اگر احمیاناً کسی در مجلس وی شعری از شعرای متقدمین خواندی که متضمن وعظ و نصیحت بودی ترک مصالح دنیویه کرده گوش باواز داشتی و رقت فرمودی و دلیل وفور دانش و بینش او همین بسست که در آن ایام که خطه ملتان را بمیان قدم خود رشک گلستان آرام داشت دو مرتبه نزدیکان خود را با تحف و اسوال فراوان به شیراز نزد شیخ مصلح الدین سعدی فرستاده التماس قدم میمنت لزوم فرمود و خواست که در ملتان برای او خانقاهی

بهمن جهت شاعری که اول باین شهر آمدند خود شان را " لاهوری " نامیده اند - عده ای دیگر از شاعران غیر پنجابی از مالک دیگر به پنجاب آمدند و تعداد آنان در زمان اکبر شاه بیشتر شد - شخصی بنام ملا مبارک هم در زمان اکبر شاه وارد لاهور گردید و مکانی باسم " مبارک حویلی " برای خود ساخت - مبارک که پدر فیضی و ابوالفضل علامی بود در همین حویلی فوت کرد - شاعری دیگر باسم عرفی هم در همین شهر فوت و مدفون گردید - شاعر اسلام و نابغه عصر ما علامه اقبال لاهوری هم زندگی خود را در همین شهر گذارند و در لاهور مدفون گردید - همانطور یکه در بالا گذشت ، ملتان هم مدتی مرکز علم و شعر بوده است - محمد عوفی به " اوچه " رسیده بدر بار ناصر الدین قباچه پیوست در همان دربار اثر تاریخی خود را باسم " لباب الالباب " نگاشت که شامل احوال شعرا می باشد - او جوامع الحکایات را هم در همین شهر ملتان نگاشت - باز در همین شهر تاریخی بود که محمد بن غیاث الدین بلبن دارالسلطنت داشت و شاعرانی از قبیل اسیر خسرو دهلوی و عراقی داماد شیخ بها و الدین زکریا ملتانی بآنجاز رفته رونقی بمحافل سخن بخشیدند -

این افتخار فقط نصیب لاهور شده است که آنرا " غزنین خورد " و " اصفهان ثانی " می گفته اند - شکی درین نیست که این شهر قدیمی اولین مرکز ادب پارسی بود و این شهر خدمات بزرگی را بزبان پارسی انجام نموده است - صوفی ها ازین و اولیای بزرگ اسلام هم باین سرزمین قدم گذاشتند و مردم این خطه را مورد رشد و هدایت قرار دادند - مریدان بعضی ازین ها و عده ای از خود صوفی ها شاعر بودند و بیک شیعر میسرودند .

نمیتوان بطور دقیق گفت که زبان پارسی کی باین ناحیه پنجاب وارد گردید اما بطور حدس میشود گفت که پارسی در پنجاب در زمان قبل از اسلام وارد گردید . هخامنشیان تا رود معروف ستلج حکومت خود را گسترده و زبان آنان پارسی بود . سپس یونانی ها - پارساها - سائرها و ساسانی ها آمدند و البته زبان همه اینها پارسی بود . ارتشی که همزمان با حمله یونانی ها وارد بعضی از قسمتهای پنجاب گردید ، از ایرانی ها تشکیل شده بود . اسکندر هم از راه ایران باین منطقه رسید و بدین ترتیب می بینیم که تمام این نیروهای خارجی پارسی زبان بودند و یا پارسی تکلم می نموده اند . و پارسی از بدو تاریخ با پنجاب

بسازد و قریه ها وقف کند . چون شیخ پیر و ناتوان شده هر دو کورت عذر خواست و هر بار سفینه اشعار خود را از غزلیات و غیره بخط خود برای او فرستاده - " (فرشته ، جلد اول ، ۷۹)

ارتباط داشت. ازین اصل هم نمیتوان انکار کرد که با این آسیرش زبان جدیدی در پنجاب ایجاد گردیده بود که نه فارسی بود نه پنجابی و این همان زبانست که زمان ما بعد امیر خسرو دهلوی، صورت اردو را بخود داده است. عقیده اینکه اردو در زمانه ما قبل حکومت مسلمانان برهند وجود نداشت، مبنی بر اشتباه است. اردو صورت اساسی و ابتدائی خود را در زمان قبل از اسلام بخود داده بود. پس باین نتیجه پی بردیم که پارسی در زمانه قبل از اسلام در پنجاب معرفی شده بود و در همان زمان بنیان اردو هم گذاشته شده بود.

در قدیم شعر پارسی با سیمائی فعلی خود در هندوستان یا در پنجاب وجود نداشت. زیرا این فن همزبان با ورود اسلام در ایران و هند معرفی گردیده و رواج پیدا کرد. اصطلاحاتی از قبیل بیت، ردیف، مصرع، شعر، غزل، مثنوی و غیره از عرب ها بما رسید و از "بیت الشعر" استنباط گردیده است. باز هم باید گفت که شعر در صورتی غیر از شعر فعلی در ایران قدیم وجود داشته است زیرا جمله های موزون و ززمه سرائی از مختصات طبیعت و فطرت انسانی است. اوزان شعر و بحور و قوافی هم زاده فطرت است.

یک نکته بسیار جالب اینست که زبان پارسی در آن زمان در آسیای میانه، کابل، هرات، فرغانه و مناطقی زیادی رواج داشت و بآن تکلم می کردند. بعلت ایاب و زهاب مرخم آن ناحیه ها و پنجاب، پارسی از آن ناحیه ها و مناطق هم به پنجاب رسید و پنجاب همیشه روابطه بسیار نزدیکی را با مناطق فارسی زبان داشته است. سپس همزمان با بوجود آمدن حکومت های اسلامی روابط آنها بهتر و مستحکم تر گردید و ایاب و زهاب توسعه یافت. استحکام داخلی و نیروی خارجی حکومت های اسلامی، هندوستان و همچنین تقدیر و پذیرائی شاهان هند از دانشمندان و شاعران، توجه بسیاری از آن ها را به هند جلب نمود. ورود شاعران ایرانی بدربار های هندوستان در زمان حکومت مغول ها چند برابر گردید، آنها بمحض ورود خود با کمک هزینه و مناصب بزرگ استقبال میشدند و خدماتی را انجام می دادند. در زمان هرج و مرج و حملات خارجی این عده دانشمندان متواری میگردید و بعد از استقرار صلح و امنیت باز بخدمات خود ادامه دارند. معمولا شاعران بسرعت زیادی معروف میگردند و بهمین جهت متجاوزین خارجی از معروفیت آنها بهره مند گردیده و میخواستند قصیده ها در مدح خود و هجو در مذمت تسخیر شدگان نویسانند ولی چون اکثر شاعران باین کار تن نمی دادند و متواری میگردیدند، مدتی زندگی آرام و گمنامی را بسر برده و بالاخره چشم از جهان می بستند. عده ای از شاعران بودند که این کار را بد

ندانسته بطور سابق به‌دربار جدید خدمت می‌کردند و با منافع مالی برخوردار می‌گردیدند .
برای همین است که بازار مشاعره ها هیچ وقت در هندوستان کساد نگردید و
شاعری همچنان ادامه داشت .

رسم سخن در آن زمان طوری بود که شاعران محلی تحت تاثیر شاعران
خارجی قرار می‌گرفتند و گاهی اتفاق می افتاد که شاعران خارجی از طرز و فکر
شاعران محلی بهره مند می‌گردیدند . این رسم قرن ها ادامه داشت و بهمین جهت
پنجاب نتوانست سبکی مخصوص را ایجاد نماید ، و سخن سرائی در بن منطقه بوضع
مخلوط ادامه داشت . یک سبک مخصوصی که زاده سبک های مختلف عراقی -
خراسانی و مخلوط بود بتدریج ایجاد گردید و بالاخره با اسم سبک هندی معروف
گردید . اگرچه سبک هندی در هند معروف گردید ولی حقیقت اینست که هرگاه
شاعری بزرگ بوجود می آمد سبک خود را بوجود می آورد و آن سبکی بود که
هرگز نمیتوان بآن سبک هندی نامید - بزرگترین مثال آن سبک علامه اقبال
لاهوری است که اصولاً فقط سبک اقبال است و هیچ ربطی را با سبک های هندی -
عراقی - خراسانی و غیره ندارد .

تصنع و آورد یک قسمت مهمی را از سبک هندی تشکیل میدهد ولی
ایرانیان هیچ گونه ارزشی را برای آن قایل نمیشوند - تشبیهات نادر ، استعارات
دقیق و مشکل ، مضمون آفرینی و خیال آرائی اشکالاتی را در راه فکر ایجاد می کند
و این اشکالات را ایرانیان دوست ندارند و بهمین جهت ایرانیان سبک هندی را
مورد استقبال قرار نمیدهند .

سبک خراسانی که در سده پنجم هجری پایان میرسد منحصر بایران بود
و یکی از مختصات آن متانت الفاظ بود . همچنین درین سبک از تشبیهات و استعارات
بعید از قیاس خود داری میشد . سپس دوره سبک عراقی آغاز گردید و تا سده هشتم
هجری ادامه داشت . زیبایی الفاظ ، تناسب لغات و حسن بیان از مختصات این سبک
بود ، و الحق همین سبک ایرانی ها بیشتر پسندیده و مرغوب بود زیرا شاعرانی مانند
سعدی و حافظ که بزرگترین شاعران قرن های قدیم بشمار میروند در همین سبک
شعر سروده اند .

در زمان مغول ها سبکی کاملاً متفاوت پدید آمد ولی ایرانی ها ازین سبک
جدید استقبال نکردند . اگر بنظر عمیق مطالعه کنیم باین موضوع پی می بریم که
یکی از مختصات مهم سبک هندی عصیت طرز بیان شاعر می باشد . نسل جدیدی
که با امتزاج مغول ها و ایرانی ها بوجود آمده بود . دارای افکار شهامت انگیز
و دلیرانه بود - آنها دیگر فکری کردند که برتر از طبقه نسوان هستند و همین

احساس آنها باعث گردید که در شعر اثر کند و سبکی متفاوت بوجود آورد. در سبک خراسانی و عراقی اثر مردانگی و شمهات بطور کامل دیده نمیشود ولی سبک هندی همیشه با افکار مردانه و شجاعانه برخورددار بوده است. شعر هندی جذبات انسان را می انگیزد و در ایجاد روحیه قوی کمک می نماید. ولی سبک خراسانی و عراقی در ابطال جذبات خیلی موثر است و شاید بهمین جهت اشعار صوفی ها همیشه مورد پسند ایرانی ها قرار گرفته است و شاعری عشق بنظر استحسان دیده شد. مختصات سبک هندی که ما بیان کردیم در شعر عبدالقادر بیدل و علامه اقبال لاهوری کاملاً مشاهده میشود.

خطه پنجاب در حدود بیش از یک هزار سال با زبان پارسی و شعر و ادب این زبان شیرین آشنا بوده و عده زیادی از شاعران درجه یک را بجهان دانش تحویل داده است. علت اینکه پنجاب تعداد زیادی از شاعران را بوجود آورد غیر ازین نیست که زبان پنجابی دارای استعداد قبول کردن و پذیرفتن لغات و ترکیبات خارجی می باشد و پنجابی ها بزودی زبانهای خارجی و مخصوصاً زبان شیرین پارسی را فرا میگیرند. بهمین جهت شاعران پنجاب معمولاً بسه زبان مختلف شعر میسرودند و این خصوصیت فقط منحصر به پنجاب است. در عصر حاضر هم شاعرانی مانند صوفی غلام مصطفی تبسم و قریشی احمد حسین احمد بسه زبان مختلف یعنی بارودو - پنجابی و پارسی شعر می سرایند. در این سه زبان اوزان و ردیف و قوافی بهمان یک ترتیب دیده میشوند.

در زمانیکه پارسی زبان رسمی شبه قاره بود، زبانهای دیگر هم وجود داشت ولی اردو در بین زبانهای محلی مقام محترم و مهمی را دارا گردیده و بتدریج جای زبان پارسی را گرفت. ناگفته نماند که بعلت آمیزش زبان پارسی با زبانهای محلی، در زمان قبل از اسلام، زبان جدیدی بوجود آمده بود که باسم "بهاشا" معروف گردیده بود ولی آن زبان فاقد لغات عربی و ترکی بود. لغات عربی و ترکی همزبان با زبان پارسی بعد از اسلام وارد زبان "بهاشا" گردید و این زبان غنی تر گردیده دارای زیبایی و حسن کلام شد. همین موضوع را بدین ترتیب هم می توان گفت که پارسی قدیم (پهلوی) و سنسکرت (پالی) بهم تشابه داشتند و آمیزه این دو زبان بصورت "بهاشا" درآمده مشابه هندی گردید. بعد از ورود مسلمان ها در پنجاب، این ناحیه با مناطقی پارسی زبان نزدیک شد و پارسی نفوذ بیشتری را درین قسمت بدست آورد. غالباً بهمین مناسبت است که بعداً در شعر اردو هم از شعر پارسی تقلید شد و تمام موضوع ها از همین زبان گرفته شد.

تردید درین نیست که زبان پارسی محبوبیت بیشتری را درین منطقه شبه قاره بدست آورد. یک نکته دیگر که پس از مطالعه تذکره ها متوجه آن میشویم اینست که شاعران ایرانی و افغانی بعد از ورود خود به هندوستان (پنجاب) کمتر حاضر شدند ازینجا برگردند. آنهائیکه برای مدت کوتاهی بطرف دهلی یا آگره و غیره رفتند بزودی ازینجا برگشته و در پنجاب سکونت گزیدند. علت توقف آنها در پنجاب این بود که هوا و محیط و فرهنگ اجتماعی پنجاب از اول شبیه ایران و آسیای میانه بوده است. و شاعران ایرانی همیشه این قسمت را دوست داشته درین جا زندگی میکرده اند. آنها بزودی با زندگی پنجاب وارد می گردیدند و احساس اجنبیت را نمی کردند. ورود شاعران ایرانی هم بدین ترتیب یکی از علل ترویج زبان و ادبیات پارسی در پنجاب می باشد.

نکته دیگری که در مطالعه این تذکره مورد توجه است اینست که برای گذارش احوال شاعران قدیم فقط از تذکره ها اقتباس گردیده است. بعضی از تذکره نویسان در تحقیق خود بر تذکره های دیگر تکیه نموده اند و آشکار است که نقل اقتباس از هر دو تذکره، تکرار مطلب میشد و ما ازین تکرار مطلب خود داری نموده فقط مطالبی را بیان نموده ایم که تازه و جدید باشد. بعضی از تذکره ها هنوز چاپ و منتشر نگردیده است. اینها تذکره هایی مانند مجمع النفایس، نشتر عشق و ریاض الشعراء است، که منحصر باین ناحیه است و ما فقط ازین ها اقتباس گرفته و نقل کرده ایم.

یک نکته دیگر راجع به انتخاب اشعار این است که هر یک از نویسندگان تذکره اشعار را منتخب می کند و ما هم همین روش را در پیش داشته ایم. در انتخاب اشعار هم از تکرار خود داری نموده و سعی کرده ایم که فقط ذوق و سلیقه شعری خود را در انتخاب اشعار نشان داده باشیم. یعنی ما اشعاری را منتخب کرده ایم که مطابق ذوق و سلیقه ایرانیان باشد و بر طبع آنها ناگوارا نباشد. ما میدانیم که ایرانی ها افکار مشکل را در شعر دوست ندارند و میخواهند اشعاری را بخوانند که ساده و لایق فهم باشد و ما امیدواریم که ازین انتخاب اشعار خوششان خواهد آمد. ابیات بعضی از شاعران بیش از دوسه بیت نبود و در آن صورت ما مجبور بودیم همانرا نقل نمائیم. ولی با آن ایرانیان از شعر مخصوص پنجاب آشنائی خواهند یافت. همیشه در تذکره ها انتخاب طولانی ای از اشعار داده می شود ولی ما با در نظر داشتن حجم کتاب و برقراری معیار و آسانی خوانندگان گرامی بایات معدودی اکتفا نموده ایم. دواوین بعضی از شعرای پنجاب که در دسترس ما بود، مورد مطالعه عمیق ما قرار گرفت و ما انتخاب اشعار را مطابق

میل خود نموده ایم ، باز هم تعداد اشعار هیچ گاه زیاد نبوده است زیرا ما نخواستیم
ایم که این کتاب بصورت خسته کننده ای در بیاید - آشکار است که ذکر سوانح
زندگی ، پانصد نفر شاعر و مرتب نمودن انتخاب اشعار کار آسانی نبود و هر گونه
دقت و سلیقه در آن نشان داده شده است .

انتخاب ابیات هم موضوع جالبی است و همیشه اشخاص مختلف ابیات مختلفی
رامی پسندند ، این طور هم اتفاق می افتد که در اوقات مختلف و موارد مخصوصی پسند
و سلیقه افراد متفاوت میشود ولی باز هم ما سعی کرده ایم ابیاتی را نقل و منتخب
نمائیم که از هر حیث مورد تمجید و تحسین ایرانیان قرار بگیرد ، بهمین جهت ما اشعار
زاید و بیفهمومی را حذف نموده ایم تا نه تنها افکار شاعران را در نظر جلوه گر
سازیم بلکه محاسن شعری را هم خاطر نشان ساخته باشیم . ولی در مواردیکه اشعار
زیادی از یک شاعر در دسترس ما نبود ما مجبوراً همان را نقل نموده ایم ولی توقع
داریم که این مجبوری ما را خواهند بخشید .

معمولاً داستانهای لطیف و طولانی ای را در تذکره ها می خوانیم ولی ما از
ذکر داستان ها بطور کلی اعماض ورزیده ایم . در مواردیکه فن شاعری یا داستان
پر ارزش تاریخی در تذکره ها بچشم ما خورده است ، آنرا عیناً نقل کرده ایم
تا سود مند باشد - درین ضمن ما هم داستانهای را ذکر می نمائیم که سالیان دراز
پیش شنیده بودیم ولی درسی مطالعه تاریخ و تذکره ها باین داستان برخورد نکرده
ایم . بهمین جهت آنرا درین تذکره نگاشته می آوریم تا برای آیندگان محفوظ
گردد و مورد استفاده قرار گیرد . این داستانها هم مانند بسیاری از داستانها فقط
قولاً نقل شده است ولی در صحت آن شکی نیست زیرا در محفل شنیده بودیم که
مجمع ادبای بزرگ و شعرای برجسته ای بود در زمانیکه ما این داستان را
شنیدیم سن ما فقط شش سال بود و سال ۱۹۱۸ میلادی جریان داشت .

در آن زمان منزل ما بعنوان مجمع و محفل ادبای بزرگ معاصر معروف بود
و مخصوصاً در زمانیکه پدر بزرگ و پدر مادر ما از تعطیلات استفاده نموده وارد شهر
تاریخی لاهور میشدند برونق این محافل افزوده میشد . یکی از شرکت کنندگان
این گونه محافل علامه اقبال لاهوری هم بود که قرابت خانوادگی را با ما داشته
و برادر نسبتی دائی ما بود شبی ما درین محفل حضور داشته و در پهلوی پدر
بزرگ خود پتوی گرمی را پوشیده و نشسته بودیم . پدر بزرگ ما فرمودند : روزی
نورالدین سلیم جهانگیر شاه و ملکه اش نورجهان مشغول گردش و تفریح بودند
که ناگهان جهانگیر سروی را در باغ خود دیده ارتجالاً گفت :

سرود در باغ بیگ های ستاد است بنگر

نور جهان که در بدیهه گوئی معروف و ماهر بود و مخفی تخلص داشت در جواب گفت :

برکاب تو دود گر بودش پای دگر

همه زبان تحسین و آفرین گشودند ولی ما هیچ نفهمیده بطرف پدر بزرگ خود نگاه کردیم، ایشان هم منظور ما را درک نمودند و معنی آن بیت را حافی کردند. این بیت بعدی در ما موثر گشت که بلا فاصله از بر کردیم و همین بیت باعث گردید که بعد ها رغبت خود را نسبت بشعر فارسی احساس نمایم. داستان های تذکره ها را باین دلیل و جهت حذف نموده ایم که معمولاً بعد ها ساخته میشود و هیچ ارتباطی را با حقیقت ندارد. این گونه داستان ها محققین و محصلین را با اشکالات مواجه میکند و ما با در نظر داشتن این موضوع از نقل آنها خود داری ورزیده ایم. در ضمن ذکر احوال زندگانی شاعر سعی گردیده است که با توضیحات ممکنه نوشته شود ولی صنعت اختصار را از دست ندهیم یکی از اهداف ما ازین روش این بود که راه تحقیق و تالیف را برای آیندگان آسانتر سازیم و همچنین علاقمندان ادب و شعر پارسی را ارمغانی داده باشیم، محققینی که عده زیادی از شعرای بزرگ را فراموش کرده بودند بوسیله این کتاب با آنها معرفی گردیده و از آنها الهام خواهند گرفت.

خوانندگان گرامی این کتاب احساس خواهند کرد که در تعیین عصر بعضی از شاعران با اشکال روبرو گردیده ایم و ما نتوانسته ایم تاریخ و یا سال دقیقی را بنویسیم. در تصور ما فقط قرن زندگی آنها را نگاشته ایم. عده ای از شاعران را در تذکره ها بتفصیل ذکر نموده اند و ما هم بر آنچه که بدست ما رسید اکتفا نمودیم، درباره عده ای از شاعران فقط یک دو بیت نقل گردیده است و ما هم همان را عیناً آورده ایم. ما فقط دواوین و کتبی را که در پاکستان موجود است مورد مطالعه و تحقیق قرار داده ایم و بییقین هستیم که در کتابخانه های ایران و افغانستان - ترکیه - هندوستان و سایر کشور های دیگر هم کتب بسیار ارزنده ای را میتوان مطالعه نمود و انشاء الله بمحض این که فرصت و توفیق بما دست بدهد آنرا هم مورد تحقیق قرار خواهیم داد. افاده اساسی این کتاب فقط همین است که بوسیله این میتوان راه های تحقیق آینده را معین نمود و محققین میتوانند بمطالعه بیشتری بپردازند.

ضمن تدوین این تذکره توضیحات لازمه را هم بر حواشی نوشته ایم و در بعضی از موارد نظر و رأی خود را هم مرقوم کرده ایم تا موضوع و مفهوم روشنتر گردد - امید می رود که این روش ما سود مند خواهد بود - در ترتیب و تدوین این تذکره

فقط ترتیب حروف الفبا در نظر گرفته شد ولی برای اینکه تدوین آنرا بمطابق عصر هم نموده باشیم ، دریایان کتاب فهرست دیگری هم اضافه گردیده است که مطابق قدمت عصر میباشد ، بدین صورت خوانندگان گرامی میتوانند استفاده های بیشتری را ازین کتاب داشته باشند .

درین جا میخواهیم که اندکی درباره شعرای معاصر هم بنویسیم - در ضمن جمع آوری احوال آنان با اشکال های زیادی روبرو بوده ایم . شاعرانی را که زنده هستند نامه ها فرستادیم و بیشتر شاعران معاصر احوال و آثار خود را برای ما ارسال نمودند ولی عده دیگری را که جواب نامه ما را ندادند از مرجع دیگری معرفی نموده ایم - شاعرانی که در ارسال احوال خود با ما همکاری نموده اند لایق سپاس ما هستند و ما تشکرات خود را ابراز میداریم ولی درباره انتخاب اشعار آنان هم روش ما همان بوده است که درباره متقدمین در صفحات گذشته ذکر نموده ایم . انتخابی که برای ما فرستاده شد و یا کتبی که ما مطالعه نمودیم مجددا مورد انتخاب ما قرار گرفت . با این همه سعی و کوشش فراوان عده ای از شاعران معاصر را نتوانستیم معرفی نمائیم . یکی از آنها میر ولی الله ابیت آبادی است که کتابی باسم لسان الغیب در شرح حافظ شیرازی بچندین جلد منتشر نموده است - این کتاب برای اولین بار در سال ۱۹۱۶ در چاپخانه "اسلامیه ستیم پریس" در لاهور بچاپ رسید - مجموعه ای از رباعیات وی هم منتشر شده بود ولی در دسترس ما نیست . پدرش هم که مولوی محمد سلطان نام داشت اطلاعات کافی ای را در شعر پارسی دارا بود . شخص دیگری که باسم خواجه کرامت الله قمر معروف است پسر خواجه عبادالله اختر بود . احوال اختر درین تذکره مرقوم نموده ایم ولی قمر را نتوانسته ایم معرفی کنیم . قمر که باردو و فارسی شعر میگفت ، در حدود هشت سال پیش عرصه وجود را ترک گفت . ما روابط صمیمانه ای با قمر و اختر داشتیم و بهمین جهت چون آثار قمر از هیچ جا بدست ما نرسید ، مجبوراً بدختر شان نامه ای فرستادیم ولی ایشان هم نتوانستند انتخاب وی را برای ما بفرستند .

در سال ۱۹۵۶ که ما در جهلم اقامت داشتیم و این دو پدر و پسر هم از هندوستان رخت مهاجرت بسته وارد شهر جهلم گردیده بودند ، ما هفته ای یک دو بار با آنان ملاقات می کردیم و در همان زمان مقداری از اشعار ایند و بدست ما رسید که متأسفانه بعده ازین رفت . در همان سال شادروان استاد سعید نفیسی بمنزل ما تشریف فرما شده و تادو روز افتخار میزبانی را بما بخشیدند - قمر سه رباعی سروده بحضور ایشان تقدیم نمود ولی این سه رباعی هم دیگر پیش ما نیست ، زیرا

با این سه رباعی را در یک دفتر نقل نموده و در یک چمدان گذاشته بودیم که بعد ها گم شد. اینقدر زیاد ما هست که شادروان نفیسی ربا عیانتش را خیلی تحسین نموده بودند. اگرچه ما شاعر نیستیم اما رغبت و میل خود را نسبت بشاعری احساس میکنیم، روزی ما مطلع شدیم که یکی از دوستان ما سرتیپ گلزار احمد در نواحی ده کهجولا در دهکده کتاس که در شهر جهلم واقع است و بعلت معدن نمک معرف است، مدرسه ای بنام "جامعه قرطاس" اجرا نموده است، ما هم برای بازدید از این مدرسه رفتیم و چنان تحت تاثیر فعالیت های سرتیپ گلزار قرار گرفتیم که قطعه ای بفاسی سروده برای تصحیح بخواجه عبادالله اختر تقدیم نمودیم. اختر گفت که پسرم قمر از من بهتر میداند و سواد فارسی او هم بیشتر است. لذا آن قطعه را بقمر دادیم و قمر در چند دقیقه آن را درست نموده بما مسترد گردانید، آن قطعه که در زیر نقل میگردد بیشتر شامل کوششهای قمر است و ما فکر کمتری را در ساختن آن بخرج داده بودیم:

یاز ما سرتیپ گلزار آنکه بحر همتش
قطره ناچیز را هم ظرف عمان کرده است

از رعایت آنکه اسمش با مسمی می سزد
در زمین شور، خانه را گلستان کرده است

جامعه قرطاس در کوه نمک تعمیر کرد
دست جودش برخلاق لطف و احسان کرده است

رفته در کان نمک من هم نمک گردیده ام
هر یکی را خوان نمکینش نمکدان کرده است

گمراهان را رهنما شد بر صراط مستقیم
فخر بر ذات رشیدش هر مسلمان کرده است

درباره این کتاب عده ای از دوستان ما با ما همیاری نموده اند و ما بحضور آنها سپاسگزاریم. حکیم محمد حسین عرشی امرتسری یکی از آنهاست که با نوشتن نامه های متعددی ما را مورد راهنمایی قرار داده و با شاعران متعددی آشنا ساختند. آقای قریشی احمد حسین احمد، که قلعدار گجرات و استاذ زبان پارسی در دانشکده زمیندارا میباشند با فرستادن کتاب خود "گجرات کا دبستان شاعری" (اردو) و نوشتن نامه های متعددی ما را تشویق و راهنمایی کردند. همچنین آقای شیخ عبدالحفیظ هوشیار پوری هم با لطف و محبت فراوان خود با ما یاری ها نمودند. دکتر غلام چیلانی "برق" هم در تصنیف و تدوین این تذکره با ما همکاری و مساعدت نمودند و ما از همه این دوستان صمیمی تشکر می کنیم. دکتر محمد ناة

هم لایق سپاس ما هست که یک روز با ما در کتاب خانه شخصی خود گذرانده و کتب متعددی را که در تالیف این تذکره سودمند بود پمانشان داد . با این همه اعتراف میکنم که این کتاب از همه عیوب و نواقص پاک نیست و امید و ازم هرگاه خوانندگان گرامی با موضوع قابل اصلاحی مواجه گردند ، بنگارنده اطلاع خواهند داد تا در چاپ های بعدی اصلاح گردد .

در پایان ما از آقای دکتر یاسین رضوی فارغ التحصیل دانشکده ادبیات دانشگاه تهران تشکر می کنیم که فیش ها را بر کاغذ منتقل نموده و در تشکیل و تالیف این کتاب بسیار کمک کرده اند . ما از اقبال اکادمی هم تشکر می کنیم که موجبات چاپ کتاب را برای ما فراهم نموده است . دعا میکنیم که خداوند بزرگ ما را این دوستان گرامی را در هر دست و حفظ خود نگهدارد .

عبدالرشید

کراچی

۲۱ مه ۱۹۶۷ میلادی

* * *

(۱) آزاد - ابوالکلام احمد پنجابی

مولوی ابوالکلام آزاد یکی از شخصیت‌های بسیار برجسته هند و مورد احترام مسلمان‌ها بود. او خوش ذوق و خوش کلام بود و بین دوستان خود شیک پوش معروف بود. در اوایل قرن بیستم بجزله ای هفتگی با نام الهلال و سپس البلاغ اجرا نمود و بدین ترتیب مسلمان‌های این کشور را درس آزادی داد، انشای بسیار زیبا و سرصعی را بزبان اردو بی نگاشت، در زمان جنگ اول جهانی وارد بازار سیاست گردید و هندیان را مورد راهنمایی خود قرار داد، درباره خود چنین گفته است :-

” این غریب الدیار عهد، وفا آشنای عصر، بیگانه خویش، و نمک پرورده ریش، معموره، تمنا و خرابه، حسرت که موسوم به احمد و بدعو بابی الکلام است، در سن ۱۸۸۸ عیسوی مطابق ذی الحجّه ۱۳۰۵ هجری از هستی غدم با این غدم هستی نما وارد شد “

پدرش که فیروز بخت نام داشت برای پسر خود اسم تاریخی برگزیده بود، و آن اینست :

” جوان بخت و جوان طالع، جوان باد “

در اوایل زندگی خود در شهر امرتسر زندگی میکرد و یک مجله ادبی را هم با نام ”وکیل“ اجرا نموده بود، چندین بار بلاهور مسافرت کرد خانواده آزاد در دهی با اسم کوهیم کرن که نزدیک قصور از نواحی لاهور می باشد، زندگی میکند. وی در حدود بیست سال در زندان بود و از دست استعمارگران انگلیسی زحمت‌ها کشید، بعد از آزادی هندوستان و پاکستان و تقسیم شبه قاره در هندوستان ماند و منصب وزارت فرهنگ بعهده او گذاشته شد. در سال ۱۹۵۸ عرضه وجود را ترک گفت - اشعار نایبی هم دارد، یک مثنوی زیبایی که بعنوان تقریظ بر کتاب

”تذکره صادقانه“ نگاشته بود در دسترس است و همان را در زیر نقل می کنم :

ای ساقی خوش خرام بر خیز	از می به بهار گل چه پرهیز
ابریکه ز کوهسار آمد	در موسم پر بهار آمد
کایام ربیع و نو بهار است	این وقت نشاط و وصل یار است
شادیم که ابر هم رسیده	بردوش هوای خوش پریده
وقتی ست که دور ساغر می	مطرب بدر آید از دف و نی
چون نغمه شود بشور قفل	کان سیر بود بصوت بلبل
از محتسبان مترس گاهی	بر ابر محیط کن تگاهی
بر کن می بی خودی به ساغر	تا این لب خشک خود کنم تر
از باده معرفت بده جام	تا کار خود شود بانجام
گر باده ناب نیست ساقی	از باده علم کن تلافی

ابو الکلام کتب متعددی را نگاشته است که عبارتند از :

- ۱- ترجمان القرآن که تفسیر قرآن مجید می باشد .
- ۲- تذکره
- ۳- قول فیصل
- ۴- مسئله خلافت
- ۵- غبار خاطر
- ۶- کاروان خیال
- ۷- هند آزادی گرفت و غیره

(۲) آزاد - فقیر عزیز الدین لاهوری

از خوش سخنان و شیرین کلماتان شهر لاهور بود و در زمان مهاراجه رنجیت سنگ بدرجه وزارت رسید . وی طیب ماهر و شاعر بی مانند بود . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است اما نگارنده در لاهور پیش پسران بزرگش دیده ام ولی متأسفانه شعری از آن دیوان بیادمانده است . قلندر شاه لاهوری در مدح وی و دیوانش چنین گفته است :

دل قلندر آزاد را بدست آورد	درین زمانه بود دلربای لاثانی
چو نام نامی آزاد را گرفت قلم	بر آمد از همه بند و نمائد زندانی
قلندرانه به آزادی وی قیدی	بوصف یار بر آمد سخن بطغیانی

فقیر عزیز الدین سه برادر بودند ، هر سه ایشان زیبا رو ، خوش اندیشه ، دانشمند ، طیب و شاعر بودند . یکی از آنها که فقیر امام الدین نام داشت ، اظهر تخلص میکرد و اشعار خوبی میسرود . قلندر شاه لاهوری راجع بوی چنین گفته است .

با دو صد شوخی قلندر سرزد از طبعم غزل

از امام الدین اظہر چشتم میدارم جواب

همین قلندر شاه لاهوری راجع به سوسین برادرش کہ فقیر نور الدین نام و منور
تخلص داشت چنین گفت :

توخوش برادری و آن منور و اظہر

یکی به از دگری . ثالثی به از ثانی

در کتاب رئیسان پنجاب سه شعر زیر را باو نسبت داده اند :

چون سایه درخت ندارد جہان قرار اے دل اگر نگاہ نمائی به اعتبار

در عالم خیال ترا اضطراب چیست در کار های خویش نداری چواختیار

بگزار کار خویش بخداوند کار خویش خود را به پرورنده خود ہم زدلسپار

شادروان مفتی غلام سرور قطعہ تاریخ و فائش را بترتیب زیر سرودہ است :

شد عزیز الدین چو با عزت بخلد بہر سال آن عزیز المومنین

پر تو افکن شد زدل "خورشید علم" از خرد شد جلوہ گر "منظور دین"

۱۲۶۰ ہجری ۱۲۶۰ ہجری

(۳) آزاد۔ حافظ غلام محمد خان وزیر آبادی

حافظ غلام محمد خان پسر حافظ عبدالرسول در وزیر آباد دنیا آمد و در
شہر شاہجان آباد بزرگ شد ، در ریاض الفصحاح (صفحة ۲۷) نسبت بوی چنین
آمده است : "در عمر چہارہدہ پانزدہ سالگی نواب فیروز جنگ غازی الدین خان
بہادر عز امتیاز پیدا کردہ . . . گاہ گاہی فکر شعر ہم میکرد . وفائش در
سال یکہزار و دو صد و ہشت ہجری . سزارش در فرخ آباد است . ازوست :

بہا اگر بنشیننی مقام حیرت نیست

ولی ز صحبت بیگانگان جدا بہ نشین

خوش آمدی تو کہ ما جان بمرگ میدادیم

کنون نثار تو سازیم ، مرحبا بہ نشین

تو پاک سیرت و او پاکباز باکی نیست

بہا بہ پہلوی آزاد برملا بہ نشین

ہر مصبرعت زعقد گہر می برد گرہ

آزاد کار تست سخن گفتن این چنین"

(ریاض ۲۷)

(۴) ابن مناح لاهوری

در تذکره 'معروف روز روشن (ص ۱۸) چنین آمده است که ابن مناح "از خوش تلاشان شهر لاهور است" - از جمله دیوان و آثار شعری ابن مناح یک رباعی هم بر صفحه ۲۱ همین تذکره نقل گردیده است که بقرار زیر میآید:

دل را برخ خوب تو میل افتادست جان دیده بامید رخت بکشادست
چشم ، آیزن خاک درت خواهد بود گر عمر وفا کند ، قرار این دادست

در تذکره لباب الالباب بر صفحه ۲۳۵ ، ضمن معرفی ابن شاعر شیرین سخن چنین آمده است : "الانام ملک الکلام سراج الدین فصیح العجم ابن منہاج اللوہوری - اگرچه مولد او در لاهور بود اما وی زمانی تحت تاثیر سبک شعر سمرقند قرار گرفت و بهمین جهت استکه در تذکره لباب الالباب چنین ذکر شده : "ازان سخنش را ذوق و شکر قند بود ، چون در قفص منبر طوطی ' ناطقه او شکر خوار شدی ، منطقی طوطیان هند پیش الفاظ چون شکر او خوار شدی و چون در چمن معاوره عندلیب فصاحت او در نوا آمدی حسان پیش کلمات حسان او بینوا آمدی و اگرچه اشعار او مشهور است اما رباعی چند از منشآت او اثبات افتاد . میگوید :

آن دل که زهجر درد ناکش کردی
وز هر شادی که بود ، پاکش کردی

از خوی تو آگهم که : ناگه ناگه
آوازه در افتد که هلاکش کردی

دیگر :

دل را برخ خوب تو میل افتادست
جان دیده بر امید لب بکشادست

چشم آیزن خاک درت خواهد بود

گر عمر وفا کند ، قرار این دادست (۱)

(۵) آتشی لاهوری

"همراه بابر پادشاه در هندوستان آمده واقعه نویس بوده بعد از آن در ملازمت پادشاه غفران پناه نیز به مناصب ارجمند سرفراز گشت و در لاهور در سال ۹۷۳ در گذشت . او راست : نظم "

۱- این رباعی را صاحب تذکره روز روشن بر صفحه ۲۱ از قول ابن مناح آورده است ، نگاه کنید ابن مناح .

سر شکم رفته رفته بی تو دریا شد تماشا کن
 بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن
 دیگر: بخنجر بمیان ، تیغ بکف ، چین بچین باش
 خون ریز و جفا پیشه کن و بر سر کین باش
 دیگر: از اهل وفا بی خبری را چه کند کس
 مایل بجفا سیم بری را چکند کس
 دیگر: در شفق گشت شب عید نمایان مه نو
 تا کنیم از بی جام می گلگون تگ و دو
 در وقت صحبت جنت آشیانی در قلعه ظفر گفته :
 رباعی: صد شکر که شاه از غم بیاری رست
 برخاست و بر مسند اقبال نشست

از صحت ذاتش خبر میگفتند
 المته لله که بصحت پیوست
 (ستخب ج ۳ ، ۱۸۰)

(۶) اثر - غلام قادر شاه جالندهری

حکیم غلام قادر شاه که طبیب بود در ناحیه هستی شیخ درویش در
 جالندهر بدنیا آمد ، تولد او در سال ۱۲۷۲ هجری اتفاق افتاد . علوم عربی
 و پارسی را در محضر خلیفه محمد ابراهیم فرا گرفت . با گراسی همدرس و رفیق بود ،
 علاقه وافری به ادبیات پارسی داشت و بسه زبان اردو ، پنجابی و پارسی شعر
 میسرود ، در خطاطی هم ماهر بود و با موسیقی علاقه داشت . دیوانش باسم
 مناقبات دستگیریه چاپ گردیده است ، از جمله آثار نثری او انوار القادریه است
 که شامل احوال بزرگان است . ازوست :

زجریده محبت بکنند محو نامت
 مشک و عنبرای اثر سودی نمی ببخشد بما
 به طلب تو یکدم اگر آرمیده باشی
 دل نیاساید بغیر از نگهت سوی کسی
 پیش از تو نگهت زگلستان بر آمده
 ای گل هنوز تونه رمیدی که با صبا
 رباعی :

ای خاک درت کس ارکشد در دیده
 هر چند خدا نه ای و لیکن بخدا
 حق بین و حقایق آشنا گردیده
 آنکس که ترا دید ، خدا را دیده
 توای دردت بجانم دردهایم رادوا هستی
 مداوا و علاجم از مسیحا هم نمی آید

(۷) احسن بتالوی

خلف ابو الفتح بتالوی است ، مولد او نیز بتاله بود ، ضبع معنی رس داشت ، و تاریخ دین بود در سنه یک هزار و یکصد و یازده وفات یافت . اوراست :

در صد هزار باده ساغر نیاقتیم کیفیتی که در نگه میفروش بود
(نشتر ۳۸)

(۸) احسن - سید احسن الله خان پنجابی

از احفاد سید شاه عزیز الله ، سرید و خلیفه سید شاه میر لاهوری بود . در عهد شاه عالم پادشاه اقدام بسیاحت فرموده هنگاسیکه در لکهنو سید نواب آصف الدوله بهادر باعزاز و اکرامش کوشیده با وی گرم جوشید ، و زمانیکه گذرش بر فرخ آباد افتاد ، رئیس آغا نواب مظفر جنگ و نواب شوکت جنگ بتعظیم و توقیرش دل نهادند -

دل اسیر خم گیسوی پریشان است
بکوچه ای که منم سیر صد بیابان است

بکنه حسن تو حاشا کجا رسد احسن
بسان آئینه چشم کشاده حیران است
(گلشن ۱۷)

(۹) احسن - احسن الله خان ظفر خان لاهوری

بصوبه داری کشمیر امتیاز داشت ، در علم و سخن اعجازها کرده دیوان رنگین از و تابکار است . ۱۰۷۳ ه هزار و هفتاد و سه در لاهور بدارالملک آخرت رفت .

من در کلاهه :

به تیغ می نیازی تا توانی قطع هستی کن
فلک تا افگند از پا ترا خود پیش دستی کن

بمهر کجا که روم وصف دوستان گویم
برائے یار فروشی دکان نمی باید
(همیشه)

سر حلقه ارباب سخن ظفر خان احسن که پدر بزرگوارش خواجه ابوالحسن تربتی خراسانی در عهد اکبر شاه وارد هند گشته بوزارت شاهزاده دانیال

ومدارالمهامی دکن امتیاز یافته و چون جهانگیر پادشاه اورنگ آرای سلطنت گشت
 خواجه را از دکن طلبیده اول بتقرر خدمت میر بخشگیری سرفرازی بخشیده و آخر
 بتفویض عهده وزارت اعلیٰ و منصب پنجهزاری ممتاز گردانید ، پس ازان صوبداری
 کابل برآن اضافه فرمود . هرگاه که شاهجهان پادشاه رونق افروز سریر شهر یاری
 گردید خواجه را بمنصب شش هزاری و صوبداری کشمیر سرافراز ساخته ظفر خان
 را نیابت پدر و خدمت کشمیر ارزانی داشت و بعد وفات خواجه صوبه کشمیر
 بالاستقلال با منصب سه هزاری و علم و تقاره به ظفر خان تفویض یافت .
 وی مدتی در کشمیر حکمرانی کرده ملک تبت را هم مفتوح ساخته و اواخر عمر
 در دارالسلطنت لاهور رحل اقامت انداخت و در ۱۰۷۳ ثلث و سبعین و الف بسفر
 آخرت پرداخت . فکر صائب و ذهن ثاقب بوده . همیشه با ارباب فضل و کمال
 صحبت داشت و نظر بترتیب و حمایت شان گماشتی ، میرزا صائب از مداحین اوست .
 این چند بیت از نتایج طبع بلندش ترقیم یافته :

دیده زلف تو مگر بی سروسامانی ما

که چنین گشته پریشان ز پریشانی ما

بسکه برخاک درش ناصیه سودیم احسن

آیه سجده توان خواند ز پریشانی ما

در بتان هند چون او دلبر خود کام نیست

رام رامم گرچه میگوید ولیکن رام نیست

(نتایج ۴۹)

پسری داشت باسم عنایت خان که آشنا تخلص میکرد و اشعار خوبی میسرود . احسن
 شنوی ای بنام مثنوی هفت منزل ساخت که در تعریف کشمیر بود . در مجمع
 النفاؤس در باره وی چنین آمده است :

“ بعد از عبدالرحیم خان خانان مثل او از اسرای هندیه نشان ندارد ”

(نفاؤس)

در زمان جوانی خود از ادامه مذهب خود غافل بود اما عقیده تامی در
 دین اسلام داشت . شبی در خواب بزیارت حضرت محمد صلی الله علیه و آله مشرف
 و بردست مبارک ایشان بیعت کرده از نواهی اسلام تایب گردید . وی این
 واقعه چنین بیان می کند :

ظفر خان خواب آید از بخت پیدار

که بر دست رسول (ص) آورد انابت

برای خواب خود تاریخ میخست
 خرد گنت "آگهی بود بطوأت"
 ۱۰۴۴ هجری

نسخه خطی دیوان احسن موجود است اما تا حال چاپ نگردیده . شعر زیر
 را احسن سروده است :

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست
 تازه گوییهای او از فیض طبع صائب است
 صائب نسبت بوی چنین گفته است :-

خان، خانان را به بزم و رزم صائب دیده ام
 درسخا و درشجاعت چو ظفر خان تو نیست

(۱۰) احسن - ممتاز حسن تلوذنی

ممتاز حسن احسن پسر محمد حسن بن غلام محمد خوشدل در دهکده
 تلوندی موسی خان که در نواحی گجرات است بدنیا آمد ، الحال ریاست بانک
 ملی پاکستان را بعهده دارد ، و یکی از ادبای معروف عصر حاضر بشمار میرود ،
 او از یک خانواده بسیار محترم و فاضلی می باشد و بیشتر افراد خانواده اش بیارسی شعر
 می سروده اند ، احوال یکی از بزرگاننش که محمد افضل نام داشت درین تذکره
 برقوم گردیده است ، او بزبان های انگلیسی و اردو و پارسی شعر می سراید ، در سال
 ۱۹۵۰ میلادی در تهران هنگام ملاقات خود با ملک الشعراء بهار چون ممتاز حسن
 این بیت را خواند ، ملک الشعراء جبینش را بوسید .

زحسنت کم نمی گردد اگر بالای بام آئی
 نقاب از رخ کشا یک لحظه دیدن آرزو دارم
 اشعار زیر بتوسط خود آقای ممتاز حسن بمن فرستاده شده است :

روی رخشانت عیان از پرده اوهام من
 گرفتار طلسم امتیاز ما و تو
 تازگی جوید ز دامان تو جان سوخته
 من گل پژمرده تو سرچشمه هر رنگ و بو
 آستان یار را پنهان ز چشمم میکند
 صد تقو بر هستی دنیا و ما فیها تقو

در سبک عراقی :-

چکنم به مهمانی که بمن دسی نسازد
 نه برون در نشینی نه درون خانه آئی
 تو اگر بمن ننگنجی بفلک چسان نشینی
 همه کائنات درین ، تو خدا و من خدائی
 نه اسیر بند اینم نه رهین فکر آنم
 که جهان فروختم من بسرور بی نوائی
 اگر از جمال شوخی سر محفلی بگویم
 دل پادشا بر آدم زحرم پارسائی
 مرا دادند قلب بی قراری
 زمین ، تحت الثری ، عرش معلی
 پریشان هر کجا مشت غباری
 حباب آسانی ای خود فراموش
 توئی غافل محیط بی کناری
 جهان دیگری را پرورش کن
 اگر باشد ترا پروردگاری
 بروز مرگ احسن گفت تقدیر
 سپرد خاک کردم خاکساری

دیگر:

تاسف میخورم از بیکنسی های تمنایم
 که من چون تیز تر سوزم ترا بیگانه ترینم
 چه باشد احسن مضطر ترا انجام می ترسم
 بهر روزیکه میگردد ترا آشفته ترینم

(۱۰) احسن - میر احسنی بتالوی

این میر ابوالفتح موسوی در بتاله که متصل لاهور است متولد شد. از علم تواریخ آگاه بود. در سال هزار و یازدهم (۱۰۱۱ هـ) ازین کهنه رباط اقامت بر بست - مثنوی شاه و ماه و دلیر و شیدا از افکار اوست ، من اشعاره :
 در صد هزار باده و ساغر نیافتیم

کیفیتی که در نکه می فروش بود

رباعی

گر خاک شوم نظر برویم نکند
 ورسبزه شوم گزرم بسویم نکند
 گر فکر شوم نبارد اندر خاطر
 گر گل کردم زناز بویم نکند
 (همیشه)

(۱۱) احمد - احمد حسین قریشی گجراتی

قریشی احمد حسین احمد پسر علامه عبدالکریم قریشی میباشد و در دانشکده زمیندارا در گجرات استاد زبان پارسی است، وی شخصی ست خوش سلیقه و خوش گوی و عبری و پارسی سخن می سراید. یکی از افتخارات او اینست که وی با خانواده قلمداران گجرات که در ادب دوستی معروفست تعلق دارد، با سه فوق لیسانس در زبانهای اردو، پارسی و عربی از دانشگاه پنجاب نایل گردیده است. در سال ۱۹۵۰ مثنوی فرهنگ عشق بزبان پارسی سرود که داستان عشق حضرت بلال حبشی شامل آنست. سپس سیرت حضرت رسول صلی الله علیه و آله را بنظم در آورد. این سیرت دارای شش هزار بیت است، دیوانش مقداری از قصیده ها و چهل غزل راهم داراست، وی شاگرد شادروان پروفیسور تاج محمد خیال می باشد، وی بحدی تحت تاثیر نظم شاهنامه فردوسی قرار گرفته است که اینک در حال بنظم آوردن "جنگ نامه" می باشد که در بحر شاهنامه آغاز و شامل وقایع جنگ اخیر هندوستان و پاکستان که در سپتامبر سال ۱۹۶۵ صورت گرفت میباشد. نگارنده ضمن تحقیق در احوال شعرای گجرات از مقاله ای استفاده نمودم بنام "دبستان شعر و سخن گجرات" که در مجله شاهین چاپ و بتوسط احمد حسین قریشی تنظیم گردیده است، در زیر انتخاب اشعار احمد درج می گردد:

خداوند ا زبان نغمه سراده	سراسر شوق نعت مصطفی ده
بخندان غنچه های آرزو را	فزون کن در جهان این رنگ و بورا
بهار فکر شوقم جاودان کن	نشاط لطف ذوقم در جهان کن
متاع زور ده عزم جوان را	بده تاب و توان تاب و توان را
سرایم از دلم رنگین نوای	نمایم در جهان خوش کن ادای
نهال شوق ایمان تازه گردد	نشاط و بلند آوازه گردد

انتخاب از جنگ نامه :

بگفتم بدل گرچه هستم غریب	خیال مهین در کمند اوتباد
چو فردوسی آرم کمال از کجا	سرایم چگونه نغمه ی دلکشا
و لیکن باین مایه بی بسی	باین نا توانی و این پارسی
کمر بستم و عرصه آراستم	بمیدان شیرین قلم تافتم

باین چرب گوئی باین کم متاع
 که در نمازیان تا شود نام من
 زمانه چو پرشور و شرگشته بود
 شده مصر را حسن بازار سرد
 بایران ایوان کسری فتاد
 هم آتش ز زرتشتیان سرد بود
 جهان سربسر تنگ و تاریک بود
 طلوع شد بملک عرب آفتاب
 که یک امی دهر دانای راز
 پیاموخت اخلاق و آئین نو
 دوبلا شد انسانیت را مقام
 ازین نور حکمت شعاعی نشان
 ز زرتشتیان آتشی سرد کرد
 فراموش گشته دران اوم (۱) و رام (۲)
 بهر قلب تاریکی و تار بود
 چون این دیر آن خسرو نامدار
 بگویند آن هژده بار آمده
 به هر بار آمد به هر بار رفت
 چنان نور را کرد محمود پاک
 پس از غزنوی نوبت غوریان
 غلامان و تغلق چه خلجی نژاد
 ز فرغانه اوج وقار آمده
 زهی شاه بابر چه کشورستان
 همایون شه کاسران کامگار

با سلامیان میدهم یک شعاع
 جهاد قلم تا شود کام من
 ره آدمیت همه بسته بود
 ز فرعونیان دبدبه گشت گرد
 تبه گشت آن رونق کیقباد
 نگون در تباهی زن و مرد بود
 تباهی بهر طور نزدیک بود
 بصد رونق و حشمت و آب و تاب
 فقیری پی منعمان کارساز
 جهان گشت معمور از دین او
 چنان داد اهل جهان را پیام
 بایران زمین گشت چون ضوفشان
 هم از مانیان نقش رفته- بگرد
 چه تعلیم و بدان چه حسن نظام
 زمانه پریشان ز کردار بود
 بدل کرد تحریک دین استوار
 بترویج دین هوشیار آمده
 بتان را تبه کرد برهم شکست
 که بنهاد بنیاد آن جای پاک
 همین طور آمد بتاب و توان
 همین طور بنیاد پاکان نهاد
 بایمان و حق استوار آمده
 که درباب عزت شده کاسران
 شهنشاه اکبر زهی تاجدار

(۱- ۲) اوم و رام اسامی خدایان مذهب هندوهاست.
 (۳) وید، دانشمندان مذهب هند و را میگویند. این کلمه مساوی با کلمه حک
 پرسی است.

شده از علم حرف جهالت دروغ
 زمانه چنین پیش زین گاه ندید
 بعالم روان گشت نو انبساط
 تعصب درین قوم آواره شد
 بجا ماند قائم شد این یک مثال
 کسی را بران دستگاهی نبود
 نه احساس تذلیل و شور شکست
 بهر کار شد درمیان دشمنی
 شد آئین مسلم به هندو قوی
 بی شکستن یکدگر هوشیار
 مسلط شد و گشت جاری روان
 به افرنگیان گشت زیر نگین
 بی شان در فتنه ها باز کرد
 بی مومنان هم همین کار بود
 بهر گوشه هند شد درمیان
 بیاید به تعظیم و جاه و وقار
 به آزادی خویش هشیار کرد
 بازادی خویش خواهان بدند
 که مشهور شد نام او "کانگریس"
 درین جنگ باهم صف آراستند
 بیان صاف اقبال دکتور کرد
 بی ما بزیید علاحد و وطن
 صدایش بهر سو بلند آمده
 که آزار بکنیم هندوستان
 که از هندوان ملت ما دگر

بهر سو شد علم و دین را فروغ
 ز شعر و سخن نو بهاری رسید
 چون دید این چنین دور عیش و نشاط
 دل هندوان از حسد پاره شد
 ولیکن در اسلام حق این کمال
 که هر لمحہ لطف و کمالش فزود
 کدورت بدلهای ایشان نشست
 به اسلامیان شد میان دشمنی
 به احساس این طور و این دشمنی
 که در ملک شد رونما انتشار
 به هندوستان حکم انگلیسیان
 که این ملک جنت نشان سرزمین
 به افرنگیان جنگ آغاز کرد
 نمودند بسیار کوشش هندو
 غرض جنگ آزادی هندیان
 درین نام سرسید نامدار
 ز خواب گران قوم بیدار کرد
 دگر سو چو هندو هراسان شدند
 بنا کرد تحریک فریاد رس
 به افرنگیان عرصه پیراستند
 میان رسز این کینه در حال کرد
 ازیشان بیاید علاحدہ شدن
 به اسلامیان این پسند آمده
 رضامند گشتند افرنگیان
 درین مومنان گشت اینهمان سپر

باین عزم و ایمان لطف فلاح
 علاحدہ ترا ملک باید ازین
 صدا چار سو شد بعالم بلند
 کہ باشند ہندو وطن پاک شان
 تقاضای اسلام تسلیم کرد
 دگر سو چو تقسیم آغاز شد
 سرا گشت شاہی بتاجش نگین
 بہر طور خود ملک آراستند
 امیر سرش نہروی نکتہ دان
 مسلمانان کردند این انتظار
 نہ آزادی ملک آمد میان
 درین کار تا ہژدہ بگذشت سال
 در فتنہ ہا این چنین باز کرد
 بہ ہندو نہ اندازہ کار بود
 چہ چیز اند احرار و اسلامیان
 بہ اینان نہ سہل است آویختن
 زہی رزم جو مرد میدان جنگ
 لقب یاب زین مرد میدان کار
 باین صاحب عزم و عالی نژاد
 ہمہ توپ ہا، تانک و طبل و تفنگ
 رہا کردہ پاپوش و تہبند خویش
 دویدند کفار از کارگاہ

احمد حسین قریشی در حال حاضر این مثنوی را بتکمیل می رساند .

(۱۲) اختر - خواجہ عبیداللہ امرتسری

خواجہ عباد اللہ اختر کہ از خانوادہ منتو و اہل کشمیر بود در شہر امرتسر

در سال ۱۸۸۰ میلادی بدنیا آمد. اسم پدرش خواجه غلام رسول منتو و پدر بزرگش خواجه جمال الدین منتو بود. پسر اختر که خواجه کرامت الله قمر نام دارد بعد از گرفتن فوق لیسانس ادبیات و لیسانس حقوق در شهر جهلم بشغل وکالت داد گستری مشغول شد. تمام خانواده خواجه عباد الله اختر از علمدوستان و ادب پروران شهر خود بود و افراد خانواده اش بفارسی سخن میگفتند. اختر پیش پدر بزرگ خود تلمذ کرده از محضر شریف وی استفاده های شایانی را بدست آورد. وی تصانیف زیادی را دارد اما پنج اثر زیر را میتوان بطور مخصوص نام برد: ۱- بیدل تذکره میرزا عبدالقادر بیدل. ۲- شرح دیوان حافظ ۳- خلافت اسلامیة - ۴- مشاهیر اسلام - ۵- مذاهب اسلام -

دیوانش هنوز تنظیم و چاپ نگردیده است. نگارنده با خواجه عباد الله رابطه نزدیکی و مودت قلبی داشته و در حدود دو سال در شهر جهلم با وی گذراندم اما متأسفانه اثری در صورت نظم از او نداشتم و بهمین جهت با دخترش محموده اختر تماس گرفتیم و او با کمال محبت و لطف اشعار زیر را برای من فرستاد:

۱- خفتگان خواب غفلت را با گاهی چه کار
در شب تیره چو اختر هیچ کس بیدار نیست.

۲- نوای ساز درد دل نمی آید بگوش من
چو شمع مرده رنگ انجمن خاموش می بینم

سرایا سوختم بهر فروغ محفل امکان
چو شمع انجمن روشن کنم بزم حریفان را

۳- بر سر من آسمان بیستون خواهد شکست
ناله من همچو تیشه کار فرهاد من است

راز می نویسی مگو با صوفی پشمینه پوش
بیرمن پنهان بگو شمع گفت ارشاد من است

اختر در سال ۱۹۵۹ میلادی ازین جهان رخت بر بست "خواجه عبید الله اختر" تاریخ وفات شد.

(۱۳) ادیب - سیف الحق لاهوری

در لاهور دیده بودم که در آن ایام عمر بیست و پنج سال بود و سودای شاعری در سر داشت. دیر شد که رحلت کرده. کلام پارسیش دستیاب نشده. معذوم. (چشم ۶)

(۱۴) ارسلان - قاسم لاهوری

”درسلک ملازمان اکبری بوده و در شعر و تاریخ‌نگاری و خوشنویسی و خط شناسی و دیگر صفات حسنه مشارالیه بیزبست در لاهور بسنه ۱۰۹۵ هجری در گذشت - ازوست :

گریان چو بسر منزل احباب گذیشتم صد مرتبه در هر قدم از آب گذیشتم،
(انجمن ۶۲)

(۱۵) اسحق (۱) - اسحق لاهوری

شیخ اسحق لاهوری مصنف ”نسب جیان“ و ”فرح صبیان“ بود. این دو کتاب برای تدریس کودکان در زمان حکومت شاهجهان، شاه مغول هندوستان در نظم فارسی تنظیم گردید. فقط اشعاری چند از دیباچه کتاب ”نسب جیان“ بدستم رسیده است :

عادل، شجاع، شاهجهان آنکه ابروار	در بحر و بر نموده زر و گهر نثار
در عهد دین پرور شاهنشهی چنین	تاریخ سال هجری در یک ”نفر“ بین
مسکین ضعیف بنده اسحق خوش بیان	در معدن فضیلت لاهور پرامان
از نکته‌های موزون شیرین عجب کلام	نماید نسب صبیان در نفع خاص و عام

(مولف)

(۱۶) اسحق - اسحق ملتانی

”از نواح مصر و از قوم جهود و از علمای قوم خویش بود و از عربی و فارسی بهره وافی داشت. اندکی حال او در رساله گلپانگ ترکی نوشته ام. پنج سال

با این در سیاحت گذاشت آخر در ملتان بعد از پوشیدن خلوت اسلام رحلت نمود . میگفت عمر من بشصت و سه سال رسیده ، و از روزیکه بجلقه اسلام در آمده بود ، نماز پنجگانه و نوافل شب را ترک ننموده . این یک شعر از فکر آن مرحوم یاد مانده :

وای بر حال من که از دشمن یار بیدرد ، در دین پرسد .
(چشم ۱۵)

(۱۷) اسد - سید اسد الله شاه گجراتی

سید اسد الله شاه صاحب علم و فضل بوده . وی از خانواده سادات بخاری "چبوداره شاخ بیج بهاره" در ناحیه برگام در امارت کشمیر بود ، ولی عمرش را در گجرات گزراند و در همان شهر فوت کرد . برادر بزرگ او که سید خلیل شاه نام داشت که نیز علاقه فراوانی نسبت بزبان های عربی و فارسی داشت و باین دو زبان شعر می گفت . وی کتابی بنام گلزار خلیل بزبان پارسی نوشت . سید اسدالله شاه هم علاقه و ذوق مفراطی در شعر و ادب فارسی داشت تضمین وی بر اشعار امیر خسرو بدین قرار است :

ای شافع روز جزا ، بحر کرم ابر سخا وی بادشاه دوسرا ، رحمی بمال بینوا
خسته شد گشته فنا در رنج و غم هم مبتلا خسرو غریب است گدا ، افتاده در شهر شما
باشد که از بحر خدا ، سوی غریبان بنگری

وی بسن شصت و پنج سالگی در تاریخ ۱۷ آوریل ۱۹۰۷ میلادی در گجرات عرصه وجود را ترک گفت . (مولف)

(۱۸) اسیر لاهوری

"مغاسین لطیف می بست و در سینه ست و ثمانین و الف از قید آب و گل رست ،
در حق دنیویکه دست زیر عارضی گذاشته خفت و نقش پنجه بر عذارش نشست ، گفت :
دست بزیر روی خود نبانده شیخی بخواب رفت عارضش از نشان آن پنجه آفتاب شد ،
(روشن ۴۶)

"بابسری سری داشت . نوبتی معشوقش دست زیر عارض گذاشته بخواب رفت .
چون بیدار شد ، نقش پنجه بر صفحه رخسار ظاهر بود . بدیه این مطلع را نظم کرد ،
دست بزیر روی خود ، مانده شیخی بخواب شد عارضش از نشان او پنجه آفتاب شد ،
(فرحت)

(۱۹) اشرف - محمد اشرف پاندوکی

اسم شریفش محمد اشرف و تخلص هم اشرف بوده - اسم پدرش مولانا عزالدین بن مولانا معصوم فاروقی بود و در دهکده پاندوکی که در نواحی شهر گوجرانواله است در سال ۱۱۰۵ بدینا آمد . بر منصب قاضی و مفتی منصوب بود در اواخر عمر خود در دهکده کالی واله زندگی میکرد و همانجا در سال ۱۲۲۰ هجری عرصه وجود را ترک گفت - سنش هنگام وفات ۷۰ سال بود. بزبان های پنجابی و اردو و پارسی شعر میسرود . کتابی منظوم باسم کنز الرحمت نوشت که در سال ۱۲۲۰ هجری نگاشته آمد، اشعارش هنوز چاپ نگردیده است. ازوست :

یوسف از عشق تو بجاه افتاد کانت ۱ از درد تو بماء افتاد
جز بسجده علاج او نبود چون نگین هر که روسیاه افتاد
قبله هر یکی چو شد مقسوم قرعه من بکجکلاه افتاد
اشرف از پور جذب رحمت او در قضا کردن گناه افتاد

(۲۰) آشفته - پندت امر ناتھ هالو

پندت امر ناتھ هالو ملقب به ملک الشعرا، و متخلص به آشفته، شاعر بزرگی بود - او شاگرد خدا بخش خان بود که تنویر تخلص و در دهلی زندگی میکرد. آشفته مدتی در استان پنجاب بعنوان قاضی انجام وظیفه می نمود ، محل تولد او دهلی بود و در همانجا زمان کودکی خود را طی کرد ، وی دارای جسم بسیار قوی و چهره زیبایی بود . در سال ۱۳۰۰ هجری که عمرش از پنجاه سال متجاوز بود در ملتان زندگی میکرد ، دیوان فارسی ترتیب داده اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است . در سال ۱۸۸۵ میلادی عرصه وجود را ترک گفت ، بزبان اردو هم شعر میسرود و بقول برخی کشمیری بود ، ازوست :

رفت در خواهش دل عمر گر انمایه تمام کاسیابی نه کسی یافت ز دور ناکام
با همین زلف تاراند نظر بر انجام همه کس روزی می طلبد از ایام

شکل اینست که هر روز بتر می بینم

دوست م شمار کسی را بجهان دانشور بار عیار و رنگ هوا نیست دگر
بر عناد است ز شوهر زن و از زن شوهر دختران راهمه جنگ است و جدل با مادر

پسراي را همه بدخواه پدر می بینم

(۲۱) آشفته - میرزا محمد صالح

میرزا محمد صالح ، آشفته تخلص ، از نجبا' و عمده زاد های کابل ، اصلش از هراتست و میرزا محمد دانش ، والدش ، داروغه توپخانه صوبه کابل بود . خود این عزیز از گردش زمانه بلاهور افتاد یکبار بخانه اش رفتم . بعد از آن گاهی سر راه اتفاق دیدنش میشد . شعر کم میگفت و چندان پی جمع کردن اشعار نبود . معتقد قاسم دیوانه و شوکت و ناصر علی بوده . در سال ۱۱۷۲ هزار و یک صد و هفتاد و دوفوت کرد . از دوستان میان نورالعین واقف بوده .

(تذکره - ص ۱۰۰)

وی طبع آزاد داشت و بعلل گوناگونی مجبور شد بلاهور مهاجرت کند . شعر کم می گفت و سرو کار زیادی با مردم نداشت . از وست :

خدا نکرده اگر چهره پر عتاب کند
بگردش نگهی عالمی خراب کند

میرو. دل بسر کوی تو پنهان از من
بدگمان گشته ندانم بچه عنوان از من

(۲۲) آشنا - میرزا محمد طاهر لاهوری

عنایت خان (احمد) آشنا خلف ظفر خان جوان دلچسپ بود . کستی در انشا' پردازی نیز داشت . احوال سی ساله پادشاهی شاهجهان بادشاه غازی را از ملا حمید وغیره فصیح تر نوشته اما به اعتقاد فقیر از منظومه رو خیر الکلام ماقبل و دل ، این نیز بهره نداشت . از وست :

- ۱ - ناقصان هم بدرش چشم طمع دوخته اند
- کور پیوسته نظر جانب بالا دارد
- ۲ - بنشین گوشه اگر آزرده ای زخلق
- پای شکسته تو بجای' ترسیده است
- ۳ - ناز بیجا چه کنی برخت ریش آمد
- شرم کن شرم که روز سیهات پیش آمد

(کلمات - ص ۵)

خلف ارشد ظفر خان احسن بود - دیوان رنگین از وی یادگار است . و احوال
 می ساله شاهجهان بادشاه نیز بقدرت و سامان نوشته و در ۱۰۷۷ هـ هزار
 و هفتاد و هفت بنهان خانه عدم رفت . من اشعاره

منه اے طفل اشک از خانه چشم قدم بیرون
 که می آیند مردم زاده ها از خانه کم بیرون
 چشم بکشودی و افتاد نگاهت بر من
 اندکی بخت من از چشم تو بیدار تراست
 (همیشه)

صاحب طبع رنگین و فکر رسا عنایت خان میرزا محمد ظاهر خان آشنا
 پسر ظفر خان است. در عهد شاهجهانی و عالمگیر با پانصدی سرفراز بوده . احوال
 می ساله شاهجهان بکمال فصاحت و بلاغت نوشته بعد اورنگ آرائی عالمگیر
 در کشمیر منزوی گردید و در سال ۱۰۸۱ هجری احدی و ثماتین و الف بخلوت
 کده عدم خوابید . از کلام اوست :

ما بزدان غمت خوبا نشستن کرده ایم
 گاه گاهی ناله ای برخیزه از زنجیر ما

دیگر

در سبک باریست آرایش سایه خوابیده قطع راه کند
 دیگر

چشم بسان آئینه در عیب خلق نیست پیوسته همچو عکس خودم دز کمین خویش
 (نتایج - ص ۵۰)

میرزا محمد ظاهر آشنا که در کلمات الشعرا باسم عنایت خان هم معرفی
 شده است دارای دیوانی است که غزلیها ، قصاید ، مثنویات و اقسام دیگری
 از شعر شایسته آنست . ازوست :

- ۱ - حکیمانه ساقی به مجلس نشست
 چرا نبض مینا نگیرد بدست
- ۲ - هر دم نوید لطف و کرم می دهد مرا
 دل می برد ز دست و جگر می دهد مرا
- ۳ - لقمه چرب خوشامد نکند رام مرا
 دل من از سگ کبوی تو فواید تراست

(۲۳) اصغری - دیوان پندت مان ناتھ لاهوری

دیوان پندت مان ناتھ پسر دیوان پندت امر ناتھ صاحب "مدن اکبری" نیرہ راجہ دینا ناتھ از خانواده کشمیری پندتان بود . علاقہ خاصی نسبت بزبان و ادبیات فارسی داشت و شعر بقشنگی می سرود ، بیشتر عمرش در لاهور بسر شد . ازوست :

بیاد آری صبا بربادی مشت غبارم ہم
 بر اندازی اگر از چہرہ تابان نقابش را
 علی از مصرع رنگین دلم ای اصغری بردہ
 کہ از صد جا گریبان چاک شد موج سرایش را
 در گشن است نو گل من خندہ زن بہیچ
 اندر چمن چمیدہ صنوبر خرام ما
 یکرنگ گشتہ ایم چو شمشاد در چمن
 در زیر سرو هست لب جو قیام ما
 ای اصغری ز حافظ شیراز مصرعیت
 "ثبت است بر جریدہ" عالم دوام ما"

حسن دارد در نقاب زلف زیبای دگر
 زیر فانوس خیالی شد تماشای دگر
 سبزہ گل را چمن پوشی است از موج شراب
 سرو بہر میکشان میداشت مینای دگر
 تشنہ کامان را گلو ترشد ز آب خنجری
 مردنم شد آرزو دارم تمنای دگر
 اصغری از انجمن شد مصرع موزون بطرز
 اینہم اندر عاشقی بالای غم های دگر

من و در حریم کویت زادب نماز کردن
 تو و در خیال بازی لب خندہ باز کردن
 نتوان گریخت آندم کہ کسی بہ تیغ نازم
 ستم است لیکن از تو در فتنہ باز کردن

شدم اصغری سخنور ز فیوض ذات شرقی
سزد از بی جمالش به ادب نیاز کردن

(۲۴) اصغری-محبوب علمی شاه پنجابی

متوطن قصبه کرنال، فقیر این بزرگ را قبل از غدر دهلی از شهر انباله دیده بودم. در آن وقت نوجوان بود و در هر زبان شعر بمناسبت زبان میگفت و در علم رسل مهارت داشت. کتاب الرسل که در هر جا بدست میرسد مصنفه آن بحر علوم است، این یک شعرش هنوز بسینه ام مخفی است:

لایق فضل توام، قابل عدل تونه ام

ای خطا پوش! بس ارحم ارحم

(سخنوران ص ۱۲)

(۲۵) اظهر-فقیر امام الدین لاهوری

در زمان سلطنت مهاراجا رنجیت منگه میزیسته و تولیت قلعه گویند گره را در شهر امرتسر بعهده داشته است. برادران بزرگ وی فقیر عزیز الدین و فقیر نور الدین هم مناصب بزرگی را داشتند و نزد مهاراجا تقرب و مناومت را دارا بودند. فقیر امام الدین بزبان پارسی شعر میگفت و اظهر تخلص داشت. اسم پدرش غلام محی الدین و جدش سید غلام شاه بود. پدرش در استانداری نواب ذکریا خان در لاهور مشغول بود، متأسفانه اشعار اظهر بدستم نرسیده است.

(۲۶) اعجاز-محمد سعید ملتانی

نام نامی آن هنگامه آرای بزم اعجاز کلامی، محمد سعید است، مولدش شهر اکبر آباد، در فضایل علم و هنر یگانه عصر بوده و در سخن سنجی گوی سبقت از همعصران ربوده... استفاده اصلاح سخن از شیخ عبدالعزیز اکبر آبادی عزت تخلص برداشتند... میرزا بیدل و ناصر علی همصحبش بوده اند... به ملتان شتافته، با مکرمت ناظر اینجا پیوسته، چندی بکامرانی یا آن منعم روزگار گذرانیده آخر در سنه یک هزار و یک صد و هفده از بی گل چینی، روضه رضوان شتافت. هر چند میان تذکره جستجو کرده باشد اما پدرباقت نیامد که بکدام جا مدفونش ساختند، چه عجب به ملتان زیر خاکش کرده باشند، از آن اعجاز طراز جادو بیان است:

گی زجوش بی خودی دور از برد جوش توام
چون نگاہ دیدہ حیران در آغوش توام

بی خود از دنبالہ آن چشم مدہوش توام
من شہید ابروی شمشیر بردوش توام
سوختی اعجاز را ای آتشین خو چون شہید
رانده ای ہر چند دور از خود در آغوش توام

(معراج - ص ۱۰)

مجموعہٴ مکارم اخلاق و گل سر سبز انفس و آفاق است ، بیشتر عمر شریف
او در تحصیل علوم معقول و منقول و اکتساب فضایل میگذرد . . . گاہ گاہ بحسب
صفائی ذہن و جودت طبع بفکر شعر نیز می پردازد . . . در وقت رفتن بہ لاهور
مطلع عارفہ بکیفیت تمام گفتہ بود :

کشیدہ ام زجنون ساغری کہ ہوش نماوند
دگر معاملہ با پیر میفروش نماوند

دیگر :

خمار آلودہ شوخی از چمن ہر چیدہ دامان شد
شکست رنگ گل مہتاب را چاک گریبان شد

دیگر :

دل غمدیدہ را اسباب راحت میشود کلفت
فتد از وہم کافور گل در چشم داغ من

(کلمات - ص ۶)

جامع کمالات طبیعی و آلمہی بودہ ، شاعری دون مرتبہ آن معدن فضل و
کمال است لیکن گاہ گاہی بحسب تکلیف وقتی زبان معجز بیان را بگفتن یک
دو مصرعی گلستان می فرسود . من اشعاره :

اے حریفان بزم روحانی	اے ندیمان جام ریحانی
اے خراباتیان بے سروپا	مژدہ ای می دہم بجان شما
عکس ساقی بساغر افتادہ	دختر تاک فتنہ زادہ
خود نما شاہدی تماشاائی	جلوہ پیرا بہار رعنائی

(ہمیشہ)

از اوسط الناس دارالخلافہ شاہجہان آباد است . از عشایر شیخ محمد
صوفی کہ درساک معارف آنجا انظام داشت و وی شاگرد رشید شیخ عبدالعزیز
عزت بود . ہم در معقولات و منقولات و ہم در شاعری ہسر بردہ . . . اواخر
عمر در دارالامان ملتان ، ہمراہ صاحب صویہ بود ، کار علمی ساختہ ، در ہزار

و صد و هفده رحلت کرد ، طرز خیال بندی اعجاز داشته با میان ناصر علی و میرزا بیدل صاحب همطرح بود ، بی تکلف از استادان این فن است و شاعر نجیب و خوش لفظ و معنی یاب : دیوان و مثنوی دارد ، از آنجاست :

عکس ساقی بساغر افتاده دختر تاک فتنه ها زاده

کشیده ام زجنون ساغری که هوش نماند

دگر معامله با پیر می فروش نماند

هزار جام گل و شیشهای غنچه شکست

شراب ناله بلبل هنوز در جوش است

نمیدانم که می آید برای پرشش حالم

که چون دل می طپد در پهلوی آئینه تمثالم

برق جولانی که گرم صید زین وادی گذشت

بر طپیدن های نبض جاده صحرا تنگ بود

بساغر گر بهار جلوه ات طرح چمن ریزد

کند در دست ساقی قلقل مینا غزلخوانی

(خوشگو ۳۶)

مولدش آگره است . بخدمت شیخ عبدالغریز عزت کسب علوم نموده و با میر عبد الجلیل بلگرامی اخلاص و ارتباط تمام داشته . در سرکار نواب مکرم خان ناظم صوبه ملتان ، مرجع ارباب حاجت بود . افسون کلامش مارگزیده های فراق راسحر حلال و عقده کشای طلسم سر بسته ، معانیش بناخن فکر دقت گزینان محال . این چند بیت از اعجاز اوست :

چه آتش ریخت ذوق سوختن در سینه تنگم

چراغ کشته روشن میشود از جستن رنگم

چو بوی غنچه دلتنگی نفس را در گره دارد

شکست خاطر ام از پرده بیرون نیست آهنکم

دیگر :

بغیر نرگس دنباله دار یار کردید

ز خود رسیده غزالی که دام بردوش است

هزار جام گل و شیشهای غنچه شکست

شراب ناله بلبل هنوز در جوش است

دیگر :

خیال بیکسی من وفا بیادش داد بجای شمع دل یار بر مزارم سوخت

دیگر :

کشیده ام زجنون ساغری که هوش نماند دگر معامله با پیر می فروش نماند

دیگر :

برنگ گرد باد آشفته ام در دشت بیتابی بود سرگشتگی شیرازه مشت غبار من

(شمع - ص ۶۰)

(۲۷) آفرین - فقیرالله لاهوری

مردیست آزاد و حق تجرد منش ، اکثر اوقات به بی تعینی در قهوه خانه
و کو کتارخانه نشسته می نماید و دنیا داران این شهر دریافت صحبتش را
غنیمت می دانند . این درویش از بسکه غنای معنوی دارد هرگز نظر توجه
بمال ایشان نمی نماید . اشعار آبدارش سامعه افروز شعر مهمان روزگار است .
اکثر در تلاش مضامین تازه جهد می نماید ، بسیار متین و با رتبه می گوید :

با دوستان در نگیرد صحبت افتادگان

بر زمین سخت کی صورت پذیرد نقش پا

آفرین تا دل ما گرد تعلق افشاند

مشت خاکی بسر مردم دنیا کردیم

رنجش از هوا خواهان شیوه مروت نیست

جان من مرنج از من حاصل کلام اینست

(همیشه)

از استادان شهر لاهور است ، گویند در کبرنی تحصیل علوم ظاهری
کرده . آزاد مشرب و بیباک شنیده شد ، تمام عمر از لاهور برنیامده چون
ساخته بهم رسانیده پدر مسجدی اقامت گرفته بود . . . بسیار صاحب کیفیت و
با انصاف است . . . گویند در عین نود سالگی خضاب میکرد ، کسی ازین جوان
مزاجیهایش پرسید ، بدیه در جواب گفت :

دشمن زندگی ست موی سفید روی دشمن سیاه باید کرد

خوشگو غزلی در مدح آفرین سروده بوی فرستاد . آفرین ازین غزل خیلی خورسند گردید . مطلع اینست :

بر کمال آفرین باد از دو عالم آفرین آفرین صد آفرین بل صد هزاران آفرین دیوان ملا آفرین را در بتاله بخدست نورالعین واقف دیدم . ازوست :
چنان کز شیشه سر بسته بوی باده می جوشد

درین محفل خموشی اهل سستی را زبان باشد
خنده زد غنچه تصویر و دل نشگفت

آه ازین عقده که در ساعت سنگین بستند

(خوشگو ۲۳۸)

فقیر الله لاهوری در آن شهر بسخن سرائی مشهور بوده . در ۱۱۴۷ هجری که راقم الحروف وارد بلده مذکور شد او را طلبیدم . چون ترک آمیزش خلق خصوصاً اغنیا و ارباب دنیا کرده بود و عزلت گزین شد ، این بیت مشهور را "دیدن من وحشت افزایش ، بیاد من بساز" با یک قصیده و چند غزل از خود نوشته با رقعہ ششمایر معذرت بسیار فرستاد مضایقه نمود . بعد از آنکه از حقیقت حال این شکسته بال مطلع شد بخلاف اول عذر نیامدن خواست و چند روز در کلبه فقیر مانده صحبتها داشتیم . چون سراها آلوده درد بود ، از مقالات و حکایاتش کیفیتی عجیبی بردم . الحق باین درد مندی کم کسی دیده شد ، غرض تا در لاهور بودم اکثر قدم رنجه می نمود و اثر صحبت بر لوله و شورم می افزود . چند سال قبل ازین بجوار رحمت الهی پیوست و در شهر مدفون گردید . دیوانش قریب به ده هزار بیت است . خود اذعان داشت که مردم هندوستان بتکلیف تمام پارسی تکلم می نمایند و بشعر گفتن چه رسد . در واقع اگر آن مغفور در ایران نشو و نما میکرد از اساتید سخنوران زمان می شد . این بیت ازوست :

آفرین خاک شد اعضای همان بیتابم

بال و پر ریختم و شوخی پرواز بجاست

(ریاض)

شاعریست معنی آفرین و شائسته صد هزار تحسین و آفرین . در لاهور متولد شده . اصلش از قبیله جویه شیعه ، قوم گوجرست و هم در آنجا ۱۱۵۴ هجری وفات یافت . دیوانش مشتمل بر قصاید و غزلیات و دیگر جنس شعر است . این چند بیت از آن فرا گرفته شد :

هنوز حسن تو نوشتی جلوه پیرانیست هنوز اول درس کتاب رعنائیست
هنوز چشمه نوش تو بوی شیر دهد هنوز لعل لب غافل از مسیحاتیست

هنوز سرو قدت گرچه گرد آغوش است هنوز لعل شکرخا ، در آستین خائست
 هنوز دامن حسنت ز صبح پاک، تراست هنوز ماه تو اینم ز داغ رسوائست
 نهال مهر وفا تا چه بار می بندد بهار حسن ترا آفرین تماشائست
 دیوانگی و مستی از بوی تومی خیزد * هر فتنه که می خیزد زا کوی تومی خیزد
 مارا نه جنونی و نه سودای بهارست بوئی بدماغ آمد و هوش از سر ما برد
 بدامن گیریش تا چند گستاخ آفرین رستم خدا سازد که گاهی نوبت بند قبا آید

بقدر تاب و طاقت مگذر از تسکین محتاجان

نداری قوت دست کرم ، دست دعا باشی

حسن را پدر اضطراب آرد شکوه عجز عشق

شمع میلرزد بخود از شوخی پروا نها (انجمن ۳۴)

شاعر متین شاه فقیر الله آفرین لاهوری . اقسام شعر خوب میگفته و انواع

لالی معانی در سلک الفاظ میسفته . (حسینی ۴۵)

در محله بخارای لاهور سکونت داشت . راقم الحروف وقتیکه از هند جانب

سندھ رفت ، بست ونهم محرم سنه ثلث و اربعین و مائه الف ۱۱۴۳ در لاهور با او

بر خورد . بسیار خوش متواضع بود . در آن ایام قصه هیر رانجها نظم می کرد .

پیش فقیر داستانی خواند . این بیت از قسمیه بیاد ماند :

بعبیان یتیمی تمنا نورد که عید آمد و جامه گلگون نکرد

(سرو ۲۰۵)

شاه فقیر الله آفرین از لاهور است . وطن اصلش معلوم نیست . مرد

خوش مشرب و آزاد و متوکل بود . صوبه داران لاهور خصوصا سیف الدوله عبد الصمد

خان بهادر دلیر جنگ مرحوم و زکریا خان بهادر پسر او بسیار تعظیم و تکریم

و توقیر او می نمودند . . . مدح اغنیا کم کرده . با فقیر آرزو خیلی ربط غائبانه

بهم رسانیده مکالمه روحانی که عبارتست از نامه و پیغام در میان داشت و مرا امام

سخنوران می نوشت . . . کلیات ضخیمی دارد مشتمل بر قصاید و مثنویات و غزل .

بسیار خوش زبان و تازه خیال بود . . . در لاهور شاگردان بسیار دارد . از آنجمله

است حکیم بیگ خان حاکم تخلص که بسیار مرد عزیز و خوش فکر است . . .

فقیر عبد الحکیم حاکم می گوید که مخدومی شاه آفرین لاهوری الاصل است

و از شعرای عهد عالمگیر پادشاه عمری دراز یافته تا سن بیست و سوئم جلوس

محمد شاه پادشاه در عرصه حیات بود . اکثر بطرز میرزا صائب علیه الرحمه و گاهی

بطور میان ناصر علی مشق میکرد . سه مثنوی دارد . یکی مسمی به ابجد فکر

در عهد عالمگیر و دوئمی ابنان معرفت در عهد بهادر شاه و سوئمی هیر رانجها در

عهد فرخ سیز و ذیوان ضحیمی در غزلیات و قصاید افریب به پنج شش هزار بیت است . در عنفوان شباب تحصیل علم و فضل کرده فاضل و عالم جید بود . در رسل نیز دستی داشت . با میر احمد فایق و خواجه عبد الله ساسی و میر محمد علی رائج هم مشق و طرح بود . و ناصر علی را همراه والد خود که در خط استاد معزی الیه بود در صغیر سن یافته و ناصر علی مثنوی خود بشاه مذکور و مغفور تبرکا عنایت فرمود و گفت هر گاه چشم هوشت باشد مطالعه خواهی نمود و میرزاییدل غائبانه تعریف و توصیف ایشان میکرد و این بیتش اکثر نمی خواند :

حجاب عشقم نداد رخصت سوال بوس از دهان تنگش
ازو نمی آید این مروت ، زمن نمی آید این تقاضا

و ناصر علی این شعرش پسند نمود :

نسیمی میکند نیلوفری صبح بنا گوشت
فغانهای شب هجران شنیدنها چه میدانی

سن شریفش هشتاد و چند بود که در سن ۱۱۰۴ هـ یک هزار و یکصد و پنجاه و چهار در لاهور رخت ازین جهان کشید و به جنت خرامید و بخانه خود مدفون گردید . فقیر قطعه تاریخ وفاتش گفته بودم . مصراع تاریخ که همین یاد بود نوشتم :

کوه کن بودن و مجنون گشتن کار شوقت نه کار من و تست
پخته کی خواهد شدن سودای خام عاشقان
مصلحت بینی که در دل نام خود دیوانه است

آفرین در ترک دنیا اینقدر تاخیر چیست
جنبش یک آستین یا پشت پائی بیش نیست

مارا ببوسه می دهد آن یار تازه خط
آبی که خضر در ظلماتش ندیده است

بپاکي نظرم عشق می خورد سوگند
خیال روی تو کردن هنوز بی ادبی ست

آفرین دستی آکه وا میکرد او بند قبا
حلقه اشب بر در چاک گریبان می زند

کامل کجا مقید اسباب میشود بی نردبان مسیح پیام فلک رسید
ز کوه گنج بی پایان خوبی بوسه ای زان لب
اگر دایم نباشد گاه گاهی آرزو دارم

قبله و قید نمای خوشیمن من هم از خود خبری یافته ام
خط نیست آفرین که ز دیوان حسن دوست
پروانه ای رسیده بتاکید بوسه ام
صورت دیوار هم هشیار شد من همان بست الستم آفرین

(مردم ۱۷)

نام او فقیر الله است . شاعری بود معنی آفرین . . . مولد و منشا او
لاهور و اصلش از قبیله جویه . . . که شیعه ایست از قوم گوجر . . .
فقیر وقتیکه از هند جانب سند میرفت بیست و نهم محرم سنه ثلث و اربعین
و مائه الف در لاهور با شاه آفرین ملاقات کرد . . . در آن یام قصه هیر
رانجها نظم میکرد پیش فقیر داستانی خواند - این بیت از قسمیه بیاد آمد :
بهریان یتیمی تمنا نورد که عید آمد و جامه گلگون نکرد
انتقال او در لاهور ۱۱۵۴ اربع و خمسین و مائه الف واقع شد - شاه عبد الحکیم
حاکم این مصرع تاریخ یافت : "رفت نقاد معنی از عالم ، حاکم مذکور
با فقیر نقل کرد که از زبان شاه آفرین شنیدم که در عهد بادشاه خلد مکان
وقتیکه خانجهان بهادر کوکه بادشاه ناظم لاهور شد ، روزی نصیرتخان خلف
خانجهان بهادر در حویلی دارا شکوه واقع لاهور بطریق سیر رفت و شاه آفرین راهم
در آنجا طلبید - هوای ابر بود و باران ترشح میکرد - نصیرتخان تعریف هوا
کرد . شاه آفرین این دو بیت زلالی خوانساری بر محل خواند :

خوشا ابری و ابری کم ستیزه که باران ریزد از وی ریزه ریزه
زنم نقش قدم زایل نمیشد زمین تر میشد اما گل نمیشد

حاکم با فقیر گفت : زبانی شاه آفرین یاد دارم که سابق در صحن مسجد
وزیر خان واقع لاهور ، جمعی از موزنونان مجلس سخن می آراستند و مشاعره
را گرم میساختند . روزی ملا محمد سعید اعجاز اکبر آبادی که در آن وقت وارد
لاهور شده بود درین بیت ناصر علی که

صریر خامه میدانم که با طبیعت نمی سازد
دریدی نامه، دل صد پاره شد، قاصد رسید اینجا

اعتراض کرد که هر گاه صریر خامه که عاشق از دور و دراز مکتوب
مینویسد با طبعش نمیسازد ، صدای پدیدن نامه که شوختر از صریر خامه است
چه قسم با او ساخت . شاه آفرین گفت : صریر خامه خود معشوق با او نمی
سازد و اعجاز خاموش ماند . . . و نیز اعجاز نقل کرد که روزی بخانه میر

جمال الدین و میر نجرالدین حسین که از اکابر لاهور بودند ، جمعی از سخن
سنجان اجتماع داشتند . میر محمد زمان راسخ سر هندی هم حاضر بود . اعزه
بر این بیت میر کلمه :

جامه صبر بیالای جنون تنگ آمد آنچه از دست برآمد بگیربان کردیم
اعتراض کردند که جامه بر بالائی کوتاه می باشد نه تنگ ، شاه آفرین
گفت : کلام میر درست است و این شعر از هاتقی از تیمور نامه^۱ او خواند :
نه هندی عنان تافت از راه جنگ نه بر قامت ترک شد جامه تنگ
اعزه ساکت ماندند . میر محمد زمان بسیار مسرور گردید . در وقت تحریر
این صحیفه دوسه جزو انتخاب از غزلیات شاه آفرین بدست آمد و این ابیات بر
چیده ثبت گردید :

ز پا افتادگان باشد مدد گم کرده راهانرا
که از نقش قدم گردد سراغ کاروان پیدا

این سخن در زیر لب گوید تهی از باده جام
کی توان در مفلسی گشتن ز لعلش کامیاب

نشه وصل تو میدانم سراپا بی خودی است
سخت میترسم مبادا گم کند قاصد جواب

مردسی باید که گیرد دست صاحب جوهری
تیغ را بی قوت بازو کشیدن مشکل است

زبان طفل بجز دایه کس نمی فهمد
بغیر عشق که داند که حال دل چون است

دیوانگی و مستی از بوی تو میخیزد هر فتنه که میخیزد از کوی تو میخیزد
تا کشودم دیده دل یار در آغوش بود
خواب ما ای آفرین محتاج تعبیری نشد

همین آواز در گوش من از دولاب می آید
که باشد سربلندیها بقدر سرفرو کردن

اثر صد رنگ دارد سوز دل مست محبت را
شراب تند باشد بیشتر در سوختن رنگین

بلا گردان شوم ، قربان روم ، گرد سرت کردم
ندارد آفرین الا ترا رحمی بحال او

(عاسره ۲۸)

از ستوطن لاهور است . مرد درویش از اهل تصوف و صاحب درد

بوده . اوقات خود را بصروف عزلت و انزوا می‌داشت ، عبدالصمد خان و ذکریا خان ، صوبه داران آن شهر ، پاس تحریم و تکریمش می نمودند . ازوست :

ابر پیش خوان احسانش صدائی بیش نیست

بهر را کشتی بکف دیدم گدائی بیش نیست
دل قبله و نیاز نماز دوام ما گرداندن رخ است ز دنیا سلام ما
از تپ غم تا کشیدم آتش افشان ناله ای

بر لب من کرم شب تابست هر بتخاله ای

(هندی ۱۱)

صاحب طبع متین ، فقیر الله آفرین لاهوری است ، بنظم پرداز شیایسته تحسین بوده و به نغز گوئی قابل آفرین . دیوانی ضخیم دارد . در ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ اربعه و خمسین و سائنه الف رهنورد عالم جاودان گشت . این چند بیت ازوست :

شدم معو تصور بسکه حسن بی مثالش را

بود هر قطره خونم دل دیگر خیالش را

ز پافتادگان باشد مدد گم کرده راهان را

که از نقش قدم گردد سراغ کاروان پیدا

صحرای طلب کاغذ آتش زده دیدم

هر سوخته جان دامن وحشت بکمر بود

ز کوة گنج بی پایان خوبی ، بوسه ای زان لب

اگر دایم نباشد گاه گاهی آرزو دارم (نتائج ۵۹)

چون از بلاد سنده عطف عنان نمودم وهفتم رجب سنه سبع و اربعین و مائه

الف (۱۱۴۷) وارد لاهور شدم و تا دوازدهم ماه مذکور در آنجا اقامت افتاد .

ملاقات مشارالیه بمرات واقع شد . مسوده اول تذکره یدیبضا تالیف فقیر که نقش نا تمام

بوده ، خواه نخواه گرفت و از منظومات خود مثنوی "ابن معرفت" بخط خودش

بطریق یادگار تسلیم فقیر نمود . عنوانش اینست :

ای معنی بوضوی تجرید صبح شد ، صبح ، نماز توحید

یعنی صبحی که ظمهورش همه جاست شش جهت سجده چو خورشید رواست

[انتخاب از اشعار آفرین در کتاب شمع انجمن آمده است و ظاهراً از متأثر

(کرام ج ۲ - ۲۰۵)

الکرام گرفته شده . مولف]

آفرین لاهوری ، اسمش فقیر الله است . خوش خیال بود و با ناخن فکر

عقد های خاطر می کشود . صاحب دیوان است . گلبن خامه او گل افشانی

می کند :

لب کفری که دارد فیض ایمان ، عشق میداند
 خط کافر مسلمان میکند - حسن فرنگش را
 بر نمی تابد نماز عشق رنگ آرزو آفرین از خون مطلبها وضو کردیم ما
 مردمی باید که گیرد دست صاحب جوهری
 تیغ را بی قوت بازو کشیدن مشکل است
 اثر صد رنگ دارد سوز دل نست محبت را
 شراب تند باشد بیشتر در سو ختن رنگین
 (بینظر ۲۳)

(۲۸) الفت - میرزا غلام محمد برلاس کلانوری

از قوم مغول برلاس است . از مدتی در کلانور تابع لاهور بوارستگی می
 باشد و به تعلیم هندو پسران سرگرم است . در وقت سیر پنجاب اکثر با او
 ملاقات میشد ، مرد خلیق و صاحب کمال بنظر می آید . به نظم اشعار توجه می
 فرماید . زبلاں خوبی دارد .
 (خوشگو ۲۹۵)

مردی عاشق مزاج بود :

به بزم من که خموشی بساز آهنگ است زبان عرض تمنا پریدن رنگ است
 تمول آفت جان میشود توانگر را پی شکست طلسم صدف ، گمهر سنگ است
 (روشن ۷۸)

(۲۹) الواشی - ابو جعفر محمد بن اسحاق لاهوری

از ائمه و علمای لوهور است ، بکمال دانش و بزرگی و فضل مشهور بود
 و اشعار او اشعار بلاغت دارد و در لوهور از خواجه ادیب شرف الدین احمد
 دساوندی شنیدم که وقتی : نجیب الملک ، شرف الخواص ، ابوطاهر المطهر
 او را امتحان کرد که قصیده ای بگویی که در هر بیت چهار جنس لازم بود
 چنانکه چهار طبع در یک بیت بسیار آورده اند ، اجناس دیگر در هر بیتی چهار
 جنس ایراد کنی ، این قصیده که عنوان نامه فصاحت و برهان دفتر بلاغتست در
 مدح او بدین ترتیب گفت :

ای پاک هم چو آب چو خاکم مدار خوار
 لطفی بکن چو باد و سوز این تنم چو نار

داری قبای رومی و روی تو ششتریست
 و اندام نرمتر ز خزد بز هزار بار

چشمت بسان نرگس و عارض چو نسترن

رخسار هم چو لاله و لب چون گل انار

نیلوفری در آیم شمشاد وار، زرد

ز آن یاسمین تازه و نسرين آب دار

ای کرده شرق و غرب و جنوب و شمال را

آثار نقش جودت پر رنگ و پرنگار

غزل :

دوش در سودای دلبر بوده ام بالب خشک و رخ تر بوده ام

در خمائر عبهر مخمور او دیده باز از غم چو عبهر بوده ام

وزنم چشم و تف دل هر زمان گویی اندر آب و آذر بوده ام

هم چو بجر و کان ز آب و خون اشک پر زرد و پرز گوهر بوده ام

(لباب ۲۳۶)

عمر بن اسحاق الواسی اللاهوری ، قال فی نزهة الخواطر : الشيخ الامام

ابو جعفر عمر بن اسحاق الواسی اللاهوری احد العلماء المشهورین فی عصره کان

شاعراً مجیداً . قال القاضی (کتاب الانساب) کان رحمه الله من رجال المائة

السادسة .

(رجال ۱۷۹)

(۳۰) افصح - میر محمد علی لاهوری

اصلش از سادات رضوی مشهد است . جدش در عهد امیر تیمور بتوران

آمده در شهر سبز سکونت و رزیه . و سلطان شاه میرزا ، والدش بمهندوستان در

عهد عالمگیر پادشاه وارد شد و سر بلند خان [صوبه دار استان تته در سند .

مولف] میر بخش دختر خود در حباله نکاح او آورد میر افصح از جید

سر بلند خان است . در اوسط عشره خاس بعد مائه الف بلاهور تشریف فرسود .

این فقیر دوسه دفعه میر مذکور را دیده بودم . بلکه تحریک فکر چند غزل - نگلاخ

نموده بر خود گمان زیاده از آنچه بود ، داشت . ازان وارد دکن گردید و در آن

باهمت یار خان بدرجه شهادت رسید . در سن ۱۱۵۴ یک هزار و یکصد و پنجاه

و چهار ، خدایش بیاسزد . این شعر پسند شاه آفرین مرحوم بود :

نمک بوسه بر آن رند قند نوش حرام که فراموش کند حق نمکدان ترا

ازوست :

شکر خدا که دیده شاهد پرست من هر چند بت پرست بود خود پرست نیست

(مردم ۱۴۹)

(۳۱) افضل - شاه محمد افضل لاهوری

از احفاد محمد ابوالمعالی بود که از اولیای لاهور است . مردی خیلی
فاضل و دانشمند و عالی بوده . گویند میان ناصر علی از وی لرزید . بپیش رسیده :
نوشتم نامه از فریاد دل برپا قیامت شد
نمیدانم قلم یا صور محشر بود در دستم (خوشگو ۳۴)
از اولاد شاه ابوالمعالی بود که اکمل اولیای لاهور است و ابن افضل در
فضلای زمانه و سخن سنجان یگانه معدود و مشهور . شیخ ناصر علی سرخندی او را
از شعرای معنی آفرین میشمرد و از مضامین تازه اش حظی می برد :
نوشتم نامه از فریاد دل برپا قیامت شد
نمیدانم قلم یا صور محشر بود در دستم
(صبح گلشن ۳۱)

(۳۲) اکبر - جلال الدین محمد اکبر

جلال الدین محمد اکبر پادشاه بن امیر هدایون که در سن دوازده سالگی
جلوه افروز تخت سلطنت دهلی گشته پنجاه و دو سال بکمال قوت و استقلال داد
کشور گشایی داده و نظم و نسق همایونش بنای رفاه خاص و عام و صلاح کافه
انام در معموره عالم نهاده تیغ صوئتش سرهای گردن کشانرا بخاک نیستی در
انداخت و بهمت والا تهمتیش لوی تسخیر ممالک در چارسوی گیتی بر افراخت .
خوشا پادشاه ذوی الاقتدار که اهل فنون روزگار در ظل عاطفش جا داشتند
و بفیض تربیتش نقوش کمالات عجیب و غریب بر جریده عالم گذاشتند . وفاتش
در ۱۰۱۴ اربع عشر و الف روداده . از طبع بلند و کلام دلپسند اوست :
شبنم مگو که بر ورق گل فتاده است کان قطره ای ز دیده بلبل فتاده است
من بنگ نمی خورم میارید من چنگ نمی زنم نیارید
قطعه :

دوشینه بکوی می فروشان پیمانہ می به زر خریدم
اکنون زخمار سر گرانم زر دادم و درد سر خریدم

(نتائج ۴۴)

اکبر شاه در قلعه امرکوت که در استان سند است متولد گردید . بعد از
فوت پدر خود در دهکده کلانور که در نواحی لاهور است مراسم تاج گذاری او
بر گزار گردید . (مؤلف)
خلف الصدیق نصیر الدین محمد همایون پادشاه ، دارای ملک هندوستان

در سال نهصد و چهل و نه، دوم ربیع الاول از بطن حدیده بانو بیگم که از نسل شیخ احمد جام قدس سره بود، درصوبه تهنه، بحصار امرکوت متولد گردید و بعمر دوازده سالگی درصوبه لاهور بقصبه کلانور بر سریر سلطنت جلوس فرود. تا پنجاه و دو سال حکمران بوده. بعمر شصت و پنج سال دوازدهم جمادی الآخر سنه اربع عشر بعد الالف ۱۰۱۴ از تخت شاهی برتخته تابوت استراحت نمود. تاریخ وفاتش اینست :

فوت اکبر شد از قضاء الله گشت تاریخ فوت اکبر شد

۱۰۱۴

این چند اشعار از کلام اکبری است :

شبم مگو که بر ورق گل فتاده است

کان قطره‌ها ز دیده بلبل فتاده است

گریه کردم ز غمت موجب خوشحالی شد ریختم خون دل از دیده، دلم خالی شد

دوشینه بکوی سیفروشان پیمانہ می بزر خریدم

اکنون ز خمار سرگرانم زردادم و در دسر خریدم

رباعی :

از بارگنه خمیده پشتم چکنم نی راه بمسجد نه کنشتم چکنم

نی در صف کافر نه مسلمان جایم نی لایق دوزخ نه بهشتم چکنم

من یار دلیم خون شد ازدوری او من یار غم زدست سپجوری او

در آئینه چرخ نه قوس قزح است عکس است نمایان شده از چوری او

(روشن ۲۷)

(۳۳) اکبری - دیوان امرناته لاهوری

وی در سال ۱۸۲۲ در لاهور بدنیا آمد. نیاکانش در زمان محمد شاه بادشاه از کشمیر رخت مهاجرت بسته وارد لاهور شدند و پدرش بمنصب های بزرگی منصوب گردید. اکبری شاگرد مولوی احمد بخش چشتی بود و سهاراجا رفیقت سینگ نسبت باو احترام و ارزش فوق العاده ای قایل بود. رابطه ارادت قلبی خود را با قلندر شاه استوار کرد و سریدش شد. در صغیر سنی شعر و سخن پرداخت و بنا بگفته خود در سن یازده سالگی " مثنوی ظفر نامه " را بدستور رفیقت سینگ آغاز نمود. شعر های زیر از همین مثنوی انتخاب گردیده است :

ای بغیال تو در و نها صفاست جلوه ذات تو برون از ثناست

کون و مکان جلوه وحدت تست پرتو کثرت کسرت ز تست

چشم بخرد باید و بیدار دل تا برسد بر سر اسرار دل
 همیو جرس گریه زلم زار آبله در دل چو جرس پر فکر
 شور تو داغم نمک آلود کرد حال سراشوق تو فرسوده کرد

شاعری نازک فکر و سخنوری شیرین مقال و خوشگو از کشمیر بود. دیوان فارسی دارد که چاپ گردیده است. دیوانش بر قصاید و غزلها مشتمل است. در دربار مهاراجه رنجیت سینگ انجام وظیفه می نمود و دربار دلیپ سنگه هم خدمت کرده است. ۱۵ لاهور زندگی میکرد. ازوست :

شوربست چو ناقوس برهنم برما از بت کده کم نیست دل ما به سر ما
 ما بست تاشا و تو در پرده نظر باز عیبی که پسندی بود آن هم هنر ما
 شد اکبری از فضل خدا صایب ثانی شاید به صفاهان برسد هم خبر ما

شد خلق محر هستی در ذوق خود پرستی
 اسرار عشق و مستی سازد که آشکارا
 کن نظر بر دل صد چاک من ای صبح به سهر

بر لب بام عبث خنده بیجا مفروش
 زار بندد برهن از یاد زلف کافرش
 مومن پریشان شد عبث اوراق قرآن در بغل

(۳۴) اکرام - سید محمد اکرم لاهوری

سید محمد اکرم شاه اکرام در دهکده مونگنان والا که در سی کیلومتری شرق لاهور واقع است در سال ۱۹۳۴ بتاریخ ۶ دسامبر متولد گردید. بعد از پایان تحصیلات خود در رشته ادبیات فارسی از دانشگاه پنجاب، بنا بتوصیه استاد ارجمند خود جناب آقای سید وزیرالحسن غابدی و دعوت دولت ایران رهسپار تهران گردید و در آن جا بانوشتن رساله ای در باره علامه اقبال لاهوری بدرجه دکتری زبان و ادبیات فارسی نایل گردید. در سال ۱۹۶۳ از تهران بلاهور برگشته و در دانشگاه پنجاب مشغول تدریس گردید.

دکتر اکرم جوانی بسیار باهوش و خوش ذوق است. اشعار بسیار خوب و فوق العاده قشنگی را بیزبان شیرین فارسی میسراید و در طرز شعر خود از سبک خراسانی و عراق پیروی می کند. نگارنده معتقدم که دکتر اکرام بین شاعران ممتاز پاکستانی قرار دارد و اسم او را میتوان در صف شبلی و گرامی برد. مجموعه ای از غزلهایش تحت عنوان "پروانه پندار" در تهران چاپ گردیده است اما هنوز دیوانش ترتیب نیافته است. ازوست :

هرگز مکن آهنگ بفر تا نشناسی
 ای غم بگو چه خواهی از بن جان خسته ام
 بیا بیا که مرا جان بلب رسید بیا
 بجام داده مرا می توان خرید بیا
 قیای هوش و خرد را جنون درید بیا
 هر آنکه روی ترا دید وماه تابان گفت
 نرگس انبته بگلشن نگران خواهد بود
 که این میخوارتر دامن بیک ساغر نمی سوزد
 چرا تویی خیر از حال زار من باشی
 مگر توای گل خندان بیاد من باشی
 جز آنکه گاه زان لب شبرین دوا کنند
 هر تیر غمزه ای که زمزگان رها کنند
 می شوم آب از پشیمانی
 تو چرا درد من نمی دانی
 راز ناگفته را نمی خوانی ؟
 داد از مهرخان تهرانی
 چند بسوزد ز عشق پنهانی
 خاک پر نور ترا کحل بصر خواهم کرد

صحرای طلب پر ز خطر ها بودا کرام
 شب تا سحر چو سایه رهایم نمی کنی
 بیا که لاله بدشت و دمن رسید بیا
 مکن نگاه بدستار و جبهام ساقی
 زدست عشق تو عریان زنگ و نام شدم
 ز حسن دلکشت ای آفتاب چهره بکشت
 چشم مخمور گر آنست که من می بینم
 بده اکرام را پیوسته جام آتشین ساقی
 کنون که عالمی از حال من خبر دارد
 درین هزان جوانی مرا بهاری نیست
 در مان تلخ کاسی هجران نمیشود
 در سینه های اهل محبت فویرود
 من اگر روز ابر منی نخورم
 تو چرا رنج من نمی فهمی ؟
 تو چرا در نگاه خسته من
 مهر لاهور از دلم بردند
 دل اکرام تا سحر چون شمع
 شهر لاهور بسوی تو گزر خواهم کرد

رباعی

نمیدانی مگر ای یار جانی ؟ که هر گل را بود در پی خزانی
 سحر میگفت با گل بلبل زار که ای گل تا بکی نا مهربانی

(۳۵) اکرم - میرزا اکرم بیگ چغتائی لاهوری

میرزا اکرم بیگ از اولاد قانی بود و در زمان مهاراجا رنجیت سنگ در لاهور تدریس میکرد. در علوم صرف و نحو، میزان و معانی، حدیث و تفسیر کلام الله مجید و شعر و سخن خیلی ماهر و فاضل بود. قرآن مجید را در یک شب می خواند، پدرش عبد الکریم شخصی زاهد و صوفی و مادرش دختر ملا صدیق بود. در آنزمان امامت مسجد وزیر خان را بعهده داشت. امر ناتاه اکبری در مثنوی خود از او تعریف نموده و احوال زندگانش را در مثنوی ظفر نامه ثبت کرده است. طبق این مثنوی، اکرم هم مرید قلندر شاه بود و محبوبیت بسزائی را نزد قلندر شاه داشت. این شعر از قلندر است :

فلیندر پیش اکرم نه تو این ابیات ناقص را
که تا انکار بر خیزد ز اقراری که من دارم

نهار زهر از اکرم می باشد :

بملک حسن و خوبی بادشاهی	ازان جمله الهی بخشش ماهی
تعالی الله بخوبی آفتابی	مه و سهر از رخس یابنده تابی
مقام مجده اهل سعادت	دوا برویش دو محراب عبادت
کتان سازد بدلها جانیه جان	خیال عارض آن ماه تابان

(۳۷) اقبال - شیخ محمد اقبال سیالکوتی

اقبال در ۹ نوامبر ۱۸۷۷ میلادی مطابق ۱۲۹۴ هجری قمری، در شهر سیالکوت در میان خانواده متوسط الحالی بجهان آمد. جد اقبال، سده رفیق، که یکی از سکنه قریه لوی هار بود با تفاق سه برادرش از کشمیر، زادگاه اجدادی خویش مهاجرت کرده در شهر سیالکوت اقامت گزیده بود. نور محمد، پدر اقبال، که در موقع ولادت وی در شهر سیالکوت مشغول امور بازرگانی بود، از جهت علاقه شدیدی که با مور روحانی داشت، سرد بسیار متدینی شناخته می شود. وقتیکه اقبال پمرحله رشد رسید، مسئله تحصیل وی مورد توجه خانواده واقع گردید. نور محمد برسم معمول آنوقت اقبال را برای آموختن قرآن یکی از مساجد برد. اقبال دوره‌ی تحصیلات مکتبخانه را طی کرد و بعد از آن وارد مدرسه ابتدائی شد. در همین اوقات بود که اقبال توجه یکی از دوستان بزرگ پدرش (میر حسن) شمس العلماء را که دانشمندی بزرگ و محقق بود و بشغل معلمی اشتغال داشت بخود جلب نمود. مرلوی میر حسن این خصوصیات و امتیازات را در اقبال مشاهده کرد و نه فقط او را بسرودن اشعار تشویق می نمود بلکه باو توصیه می کرد که بجای اینکه بسبک و اسلوب محلی می نویسد، بهتر آنست که بارذو بنویسد. اقبال پس از طی دوره‌ی دبستان برای گذراندن دوره‌ی متوسط وارد اسکچ مشن کالج در همین اوقات بود که بعضی از اشعار را که اکثراً غزل بود برای تصحیح نزد شاعر معروف اردو متخلص به "داغ" میفرستاد.

در آغاز امر، انتشار اشعار اقبال منحصر به "مخزن" بود - اقبال در شهر لاهور تحت نفوذ سر توماس آرنولد قرار گرفت و این تاثیر و نفوذ در روح اقبال عیناً مانند همان تاثیر و نفوذ مولوی میر حسن در شهر سیالکوت بود. با توجه باینکه نفوذ و رهبری مولوی میر حسن با اقبال بصیرتی عمیق داده و روحش را با مبانی نوع دوستی و فرهنگ اسلام مربوط ساخته بود، مصاحبت سر توماس آرنولد

ذهن اقبال راه به‌ترین و شریفترین جنبه‌های فکر غربی هدایت کرده و در عین حال طرق جدید و بحث و مطالعات دقیق و حساس را باز آموخت. اقبال بتوصیه سر توماس آرنولد سال ۱۹۰۵ برای کسب تحصیلات عالی‌تری عازم اروپا شد. اقبال پس از دریافت درجه استادی از دانشگاه سیونیک در ماه اوت سال ۱۹۰۸ بوطن خود مراجعت نمود. در سال ۱۹۲۸ به عضویت مجلس شورای ایالتی انتخاب شد و در سال ۱۹۳۱ ریاست جلسه سالیانه حزب مسلم لیگ انتخاب شد. اقبال که در جلسه منعقد در شهر اله آباد ریاست جلسه را عهده دار بود، ضمن قرائت خطابه اش با کمال حزم و احتیاط نقشه حل مشکلات سیاسی شبه قاره‌ی هند و پاکستان را طرح کرد.

اقبال در آغاز وقتیکه بلاهور آمد آرزویش این بود که استاد دانشکده شود لذا بهمین منظور شروع به تحصیل کرد و تا زنده بود مردی نبود محصل و فرهنگی. اقبال از ۱۹۰۸ تا سال ۱۹۳۴ بشغل و کالت داد گستری اشتغال داشت. مرض کلیه‌ی او در سال ۱۹۳۴ شدت کرد و میخواست برای معالجه به "وینه" مسافرت کند ولی دوستان وی باو توصیه کردند که بطیب مشهور هندی حکیم عبدالوهاب انصاری معروف به حکیم نابینا مراجعه کند.

اقبال در قرآن مطالعات عمیقی داشت و تمام دوره حیانتش را بمطالعه آن اختصاص داده بود. اقبال به آخرین روز زندگی از شاعری دست نکشید و آخرین اشعاری را که سروده چند روز قبل از وفاتش بوده است. کسالت مزاج اقبال در ۲۵ مارس ۱۹۳۸ شدت کرد و باوجود معالجات مداوم و مستمر و پرستاری دوستانش اوایل روز ۲۱ آوریل همان سال رحلت کرد. نیم ساعت قبل از وفاتش این اشعار را سرود:

سرور رفته باز آید که ناید نسیمی از حجاز آید که ناید

سر آمد وزگار این فقیری دگر دانای راز آید که ناید

[اقبال بسه زبان یعنی پارسی، انگلیسی و فارسی شعر و نثر نوشته است و سهارت تاسی را در هر سه زبان داشت. او عبارات و اشعار بدون تکلف مانند زبان مادری خود می نوشت. سبک جدیدی را در شعر بوجود آورد و از شاعران قدیم تقلید نکرده است.]

- آثار اقبال :
- | | | |
|------------------|--------------------|--------------|
| ۱- اسرار خودی | ۲- رموز بی خودی | ۳- زبور عجم |
| ۴- گلشن راز جدید | ۵- بندگی نامه | ۶- پیام مشرق |
| ۷- جاوید نامه | ۸- پس چه باید کرد | ۹- مسافر |
| ۱۰- ارسفان حجاز | ۱۱- بال جنزئیل | ۱۲- بانگ درا |
| ۱۳- ضرب کلیم | ۱۴- مقالات انگلیسی | |

۱-۵ - Metaphysics of Persia ۱-۶ - علم الاقتصاد .

(کلیات اشعار فارسی میلانا اقبال لاهوری . ہومیلہ احمد سروش . صفحہ ۹۲)

نگارنده چندین بار بحضور اقبال رسیدہ زیارتش کردم . زن اقبال و زن عموی بزرگوار سن ، خواجہ فیروز الدین مرحوم ، باہم خواہر بودند . اقبال بعضی اوقات در خدمت جد من آمدہ بصحبت های عارفانہ می پرداخت . هنگام فوت اقبال ، لاهوری عمر من ۲۴ سال بود . (مولف)

تم گلی ز خیابان جنت کشتہ دل ، از حریم حجاز و نوا ز شیراز است
محد اقبال موجد اصلی پاکستان و پیشوای اسلامیان اقلیم ہند در ۲۳ فوریه
۱۸۷۳ میلادی در شہر سیالکوٹ واقع در ایالت پنجاب دنیا آمدہ :

نمرہ زد عشق کہ سنونین جگری پیدا شد حسن لرزید کہ صاحب نظری پیدا شد
اجداد اقبال برہمنان کشمیری بودند و قبل از ورود بخاک پنجاب بدین مبین اسلام
مشرف شدند . از قراین بر می آید کہ آثار صوفیان و عرفای اسلام در خانوادہ اقبال
محبوبیت تاسی داشت . چنانکہ گوید :

مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی

برہمن زادہ ای رسزآشنای روم و تبریز است

با آنکہ اقبال در طی تحصیلات و مطالعات تا حدی نفوذ فلاسفہ اروپا را پذیرفت ، فکر او از متفکران و شعرای ایران چون مولوی و جامی سرچشمہ گرفت . اقبال از اتمام تحصیلات ابتدائی از سیالکوٹ بہ لاهور ، سرکز ایالت پنجاب ، رفت . لاهور مرکز شعر و ادب بود . اقبال در دانشکدہ درلٹی لاهور تحصیلات فلسفہ را بپایان رسانید و در همان جا سمت معلمی علوم فلسفہ را قبول کرد . در سال ۱۹۰۰ میلادی عازم اروپا شد . بعد از مراجعت اروپا بیش از پیش بشدت مبارزہ برای آزادی ہند افزود و منظریہای ہیجان انگیزی ساخت و بہ شغل وکالت داد گستری پرداخت و بہیچ وجہ مائل بخدست دولت نشد . آرزوی اقبال امروز بصورت مملکت خداداد پاکستان در آمدہ است و مسلمانان ہند و جہان بوجود این دولت آزاد و اسلامی افتخار می کنند و بروح اقبال درود میفرستند . در سال ۱۹۳۴ ، اقبال بمرض حنجرہ گرفتار شد و مدت چہار سال مقاومت کرد . در اواخر ماہ مارس ۱۹۳۸ ناگہان مرض وی رو بشدت گذاشت . (روسی عصر - صفحہ ۱)

اگر خواستہ باشیم سبک اشعار علامہ محمد اقبال لاهوری را چند کلمہ

خلاصہ کنیم ، باید بگویم کہ : این شاعر سبکی مخصوص بخود داشت کہ

شاید مناسب باشد آنرا بنام "شاعر سبک اقبال" بتوانیم (روسی عصر صفحه ۱۵۵)
 - کلمات استاد ارجمند جناب آقای دکتر حسین خطیبی - استاد دانشگاه تهرآن

عصر حاضر خاصه اقبال گشت واحدی کز صد هزاران بر گذشت
 هیگلی گشت از سخن گوئی بیا گفت: کل الصيد فی جوف الفرا
 شاعران گشتند جیشی تار و مار وین مبارز کرد کار صد سوار
 (روسی عصر صفحه ۱۹۰، اشعار ملک الشعراء بهار)

در دیده معنی نگمان حضرت اقبال پیغمبری کرد و پیغمبر نتوان گفت
 حیات ظاهری اقبال در اثر کسالت ممتد و درد کایه و حنجره در بامداد اول
 اردیبهشت ۱۳۱۷ مطابق با ۲۱ آوریل ۱۹۳۸ خاتمه یافت ر جسد او را با تحلیل
 و تمجید فراوان و کم نظیری در صحن باغ و جلو دیوار سردر مسجد بادشاهی
 لاهور بخاک سپردند. (اقبال، تقی مقتدری، صفحه ۲۸)

انتخاب از اشعار زیبای علامه اقبال لاهوری کار بسیار سختی است زیرا تمام
 اشعارش دارای لطافت مخصوصی میباشد و برای همینستکه مطالعه در احوال و
 آثار اقبال بدون مطالعه تمام آثار شعری و نثری وی امکان ندارد و دانشمندان محتاج و
 نیازمند مطالعه تمام آثارش میباشند/باز هم نمونه‌ای از اشعارش را در زیر نقل می‌کنم:

به بحر رقتم و گفتم به موج بیتابی همیشه در طلب آستی چه مشکلی داری
 هزار لولوی لالا ست در گریبان تو درون سینه چو من گوهر دلی داری
 تپید و از لب ساحل رسید و هیچ نگفت
 بکوه زنم و پرسیدم این چه بیدردی است رسد بگوش تو آه و فغان غم زده ای
 اگر بسنگ تو لعلی ز قطره خون است یکی در آبه سخن بامن ستم زده ای
 بخود خزید و نفس در کشید و هیچ نگفت
 رهی دراز بریدم، ز ماه پرسیدم سفر نصیب! نصیب تو بمنزلی است که نیست
 جهان ز پرتو سیمای تو چمن زاری فروغ داغ تو از جلوه دلی است که نیست
 سوی ستاره رقیبانه دید و هیچ نگفت

شدم بعضرت یزدان، گذشتم از مه و مه‌ر که در جهان تو یک ذره آشنایم نیست
 جهان تهی ز دل و مشت خاک من همه دل
 چمن خوش است ولی در خور نوایم نیست

تبسمی بلب او رسید و هیچ نگفت
 سحر میگفت بلبل باغبان را درین گل جز نیکال غم نگیرد
 به پیری میرسد خار بیابان ولی گل چون جوان گردد بمیرد

گذشتی تیز گام ای اختر صبح مگر از خواب ما بیزار رفتی
 من الزنا گهی گم کرده راهم تو بیدار آمدی بیدار رفتی
 کرا جویی ، چرا در پیچ و تابی که او پیداست توزیر نقابی
 تلاش او کنی جز خود نبینی تلاش خود کن و جز او نیایی
 تراش از تیشه خود جاده خویش براه دیگران رفتن عذاب است
 گر از دست تو کار نادر آید گناهی هم اگر باشد، ثواب است
 تو میگوئی که من هستم خدا نیست

جهان آب و گل را انتها نیست
 هوراین رازیر من ناکشود است که چشم آنچه بیندهست یا نیست
 چه خوش است زندگی را همه سوز و ساز کردن

دل کوه و دشت و صحرا به دمی گداز کردن
 قفس دری کشادن به فضای گلستانی ره آسمان نوردن ، به ستاره راز کردن
 همه سوز ناتمام ، همه درد آرزویم
 بگمان دهم یقین را که شهید جستجویم

خورشید بدادانم ، انجم بگریبانم در من نگری هیچم . در خود نگری جانم
 در زهر و بیابانم . در کاخ و شبستانم من دردم و درانم : من عیش فراوانم
 من تیغ جهان سوزم ، من چشمه حیوانم

جنگیزی و تیموری سستی ز غبار من هنگامه افرنگی . یک جسته شرار من
 انسان و جهان او، از نقش و نگار من خون جگر ، ردان ، سامان بهار من
 مز آتش سوزانم من روضه رضوانم

تقدیر فسون من ، تدبیر فسون تو تو عاشق لیلائی، من دشت جنون تو
 چون روح روان پاکم از چند و چون تو تو راز درون من ، من راز درون تو
 از جان تو پیدایم، در جان تو پنهانم

تو شب آفریدی چراغ آفریدم سفال آفریدی ، ایاغ آفریدم
 بیابان و کمپسار و راغ آفریدی خیابان و گلزار و باغ آفریدم
 من آنم که از سنگ آئینه سازم
 من آنم که از زهر نوشینه سازم

طارق چو بر کناره اندلس سفینه سوخت گفتند کار تو به نگاه خرد خطاست

دوریم از سواد وطن باز چون رسمیم ؟ ترک سبب ز روی شریعت کجا رواست

بندید و دست خویش به شمشیر برد و گفت

هر سلک سلک ماست که ملک خدای ماست
 ره بده در کعبه ای پیر حرم اقبال را هر زمان در آستین دارد خداوندی دگر
 بگو اقبال را ای باغبان رخت از چمن بندد

که این جادو نوا مارا ز گل بیگانه می سازد
 ز شعر دلکش اقبال می توان دریافت که درس فلسفه بیداد و عاشقی ورزید
 مطرب اشلزی، بیتی، از مرشد روم آور تا غوطه زند جانم در آتش تبریزی
 نه شیخ شهر نه شاعر نه خرقه پوش اقبال

فقیر راه نشین است و دل غنی دارد
 بیا که من زخم پیر روم آوردم می سخن که جوان تر زباده عنبی است
 اقبال به سبب زرد رازی که نباید گفت نا پخته برون آمد از خلوت میخانه
 بیا اقبال جاسی از خمستان خودی درکش

تو از سیخانه مغرب ز خود بی گانه می آبی

بیا بمجلس اقبال و یک دو ساغر کش اگر چه سر تراشد ، قلندری داند
 بیا که دامن اقبال را بدست آریم که او ز خرقه فروشان خانقاهی نیست
 تیغ لا در پنجه این کافر دیرینه ده باز بتگر در جهان هنگامه الای من
 من کیم تو کیستی عالم کجاست ؟ در میان ما و تو دوری چراست ؟
 من چرا در بند تقدیرم بگوی تو نمیری ، من چرا میرم بگوی
 بوده ای اندر جهان چارسو هر که گنجد اندرو میرد درو
 زندگی خواهی خودی را پیش کن چار سو را غرق اندر خویش کن
 باز بینی من کیم تو کیستی ؟ در جهان چو مردی و چون زیستی
 لا اله گوئی بگو از روی جان تا زاندام تو آید بوی جان
 این دو حرف لا اله گفتار نیست در جهان چو مردی و چون زیستی
 زیستن با سوز او قهاری است لا اله ضرب است و ضرب کاری است
 علم تا سوزی نگیرد از حیات دل نگیرد لذت از واردات

علم جز شرح مقامات تو نیست علم جز تفسیر آیات تو نیست
 صد کتاب آموزی از اهل هنر خوشتر آن درسی که گیری از نظر
 هر کسی زان می که ریزد از نظر مست می گردد بانداز دگر
 منکر حق نزد ملا کافر است منکر خود نزد من کافر تراست

درون سینه ما دیگری، چه بوالعجبی است
 کرا خبر که نوئی ناگه ما دچار خودیم
 عمرها در کعبه و بت بخانه می نالد حیات
 تا ز بزم عشق یک داناتان راز آید برون
 گفتمش در دل من لات و منات است بسی
 گفت این میکبه را زیر و زیر باید کرد
 عاشق آن نیست که لب گرم فغانی دارد
 عاشق آنست که بر کف دو جهانی دارد
 عاشق آنست که تعمیر کند عالم خویش
 در نسازد جهانی که کزانی دارد
 درد من گیر که در میکده ها پیدا نیست
 پیر مردی که می تند و جوانی دارد
 پس از من شعر من خوانند و در یابند و می گویند
 جهانی را دگر گون کرد یک مرد خود آگاهی
 صورت گری را از من بیاسوز
 شاید که خود را باز آفرینی
 گیان میر که خرد را حساب و میزان نیست
 نگاه بنده مومن قیامت خرد است
 درون دیده نگهدارم اشک خونین را
 که من فقیرم و این دولت خداداد است
 جهان از خود برون آورده کیست؟
 جمالش جلوه بی پرده کیست
 مرا گوئی که از شیطان حذر کن
 بگو با من که او پرورده کیست؟
 مرور رفته باز آید که ناید
 نسیمی از حجاز آید که ناید
 سر آمد روزگار این فقیری
 دگر دانای راز آید که ناید
 (انتخاب اشعار از مولف)

(۳۷) - الفتی - میرزا قلیچ خان لاهوری

بعد از تسخیر کشمیر در سال ۹۹۴ شاهنشاه جلال الدین اکبر شاه عده ای
 از کارشناسان را که مرزا قلیچ خان هم شامل آنها بود برای اداره امور کشمیر
 فرستاد. اما چون آنها بلاهور رسیدند، اکبر شاه دستور داد که قلیچ خان در
 لاهور اقامت گزیده امور آنجا را بعهده خود بگیرد. وی تا سال ۱۰۰۰ هجری در همان شهر
 زندگی کرد و سپس معلمی شاهپور دانیال را بعهده گرفت. وی باز در سال ۱۰۱۰

حکومت لاهور را باو دادند. وی از دستداران علم و فضل و دانش و هنر بود
و ساختمان های مجلی را در شهر لاهور بنا کرد. بعلمت علاقه منطقی که نسبت
بفرهنگ داشت یک مدرسه هم در لاهور افتتاح کرد و در آنجا درس میداد.
رباعی زیر ازوست و در مآثرالاکرام نقل گردیده:

هاشق هوس وصال در سردارد صوفی زرق ز خرقه در بر دارد
من بنده آن کسم که فارغ ز همه دائم دل گرم و دیده تر دارد
طالب آملی که ملک الشعرا دربار جهانگیر شاه بود قصیده ای دارای ۸۴ بیت
در مدح وی نوشت که دو بیت آن زیر نقل می گردد.

منم که نیست چوین شاعری ز اهل سخن

منم که نیست چوین قائلی ز اهل کلام

گواه این دوسه معنی همین قصیده بیس است

که یافت از سر شب تا سپیده دم اتمام

(۳۸) امام - امام الدین لاهوری

بادشاه جمجاه کشمیر بود. فقیر آن حضرت در ابتدای عمر وقتیکه از
کشمیر بدارالسلطنه لاهور تشریف فرما شده بودند، دیده بوم و بیش ازین احوال
آن والا حشم رقم کردن سر بسر طوالت را کار فرمودن است. از آنکه فقیر تذکره
شعرامی نویسد نه که شاهنامه که دروی ذکرشاهان سلف و حال باشد، و خود از
یک شعر آن خلد نشین قدری حال بر ملال بظهور میپيوندند. بر فقیر بسیار لطف
فرمودند. هنوز عمر شریف شان به پنجاه نرسیده بود که جهان فانی را گذاشتند.
و مزار شریف آن والا تبار در پاییز سال داتا گنج بخش لاهوری است. شعر
اینست:

امام از باغ کشمیر گرفته بزدان خانه لاهور بردند (چشم ۹)

(۳۹) امامی - میر امام الدین اوچه

از سادات بخارا، ساکن اچ. برای زیارت عتبات عالیات عبور کرد:

خیال خال تو در سینه تخم داغ دل است

خا نهال کند تا گلی مراد دهد (مقالات ۷۷)

(۴۰) امداد - شیخ سکندر شاه لاهوری

شیخ سکندر شاه بن شیخ کرم شاه از اولاد شیخ عبد الجلیل لاهوری بود.
رشته ارادت خود را در سلسله تصوف مهرورديه بسته بود و در شجاعت وجود
و سخا و زهد و تقوی عدیل در روزگار نداشت و صاحب عرفان بود و گاه گاهی

شعر هم میسرود . بار دو هم شعر میگفت . در سال ۱۳۱۴ هجری عرصه وجود را ترک گفت :

بتار موی مزگان دوختم این چشم حیران را
رفو از رشته‌ی جان کرده‌ام چاک گریبان را
خیال روی تو با من چنان هم آغوش است
که کار هر دو جهان از دلم فراموش است

(۴۱) امین - امین لاهوری

سخنور خوش تلاش بود :
ما را بجهان غیر تو مرغوب نباشد
هر خوب که دیدیم ز تو خوب نباشد
کاری نکند کس بجهان جز بمحبت
گر جور و جفا شیوه محبوب نباشد
آمد بهار و باده عشرت بکام شد
چون گل زریکه بود مرا صرف جام شد
کردم سلام و او پی قلم اشاره کرد
من یاقتم کنایه ، جواب سلام شد
(روشن - ۷۶)

(۴۲) امین حزین - خواجه محمد مسیح پال سیالکوتی

امین حزین در تاریخ ۱۴ اوت ۱۸۸۳ در خانواده با ذوق و علم دوستی
بدنیا آمد. اسم پدرش خواجه احمد دین است ، وی همواره در ترویج ادبیات فارسی
کوشیده و فعالیت های دامنہ داری را برای بدست آوردن این هدف نموده است . در
شاعری از اقبال لاهوری تقلید نموده و از غالب الهام گرفته است . اقبال عقیده
داشت که " خودی " سرمایه زندگی است اما حزین ايقان را منتهای زندگی
میداند . دیوانش در سال ۱۹۴۰ با اسم گلبنانگ حیات چاپ گردیده . وی مردی متدین
است و همواره بکارهای مذهبی مشغول میباشد و عشق واقعی ای نسبت به حضرت
پیغمبر صلی الله علیه و آله وسلم دارد . اجداد وی از کشمیر رخت مهاجرت بسته
در حدود یکصد سال پیش بسیالکوت آمدند . با نگارنده خیلی محبت می کند و
الطاف و عنایات پدرانہ ای را ابراز میدارد . بیشتر منظومه های فارسی او هنوز چاپ
نشده :

نقشی بغایت ساده ام . نه شعله ام نه باده ام یک کوکب افتاده ام . در حیرتم چون زیستم
والله ندانم کیستم . بالله ندانم کیستم

چون لاله دارم سینه ای ، خاکم دهد روزینه ای
دارم مگر ائینه ای ، نگرستم نگرستم
والله ندانم کیستم . بالله ندانم کیستم

آزاد و پابند مکان، اندر مکان لا بکان تیغ آزمای این و آن ، هستم بگرهم نیستم
 والله ندانم کیستم، بالله ندانم کیستم
 اگر زیر فلک ایقان نبودی بشر بودی ولی انسان نبودی
 صبا گر ناسدی در صحن گلشن گهی غنچه گل خندان نبودی

(۴۳) انسی - مولانا محمد شاه لاهوری

نام وی مولانا محمد شاه است . از ساورا اننهر همراه بابر بادشاه در هند آمد و بحضور همایون بادشاه بمناصب ارجمند رسیده و خدمت واقع نویسی با او ستعین شده . در لاهور بدهم شعبان سنه یکصد و هفتاد و سه در گذشت . شعر هذا را شیخ ابو الفضل در آئین اکبری تحت نام ملا صبحی چغتائی ذکر کرده . والله اعلم بحقیقه حال :

خنجر بمیان و تیغ بکف ، چین بجین باش خوریز و ستم پیشه کن و بر سر کین باش
 (نشر ۱۳)

از ارباب زادهای قندهار است . همراه بابر بادشاه در هند آمده و مدتها واقع نویسی بوده . بعده در عهد همایون بادشاه نیز بمناصب ارجمند سرفراز گشت و در لاهور در ۹۷۳ هجری در گذشت - از وی سی آید :

سرشکم رفته رفته بی تو دریا شد تماشا کن
 بیا در کشتی چشم نشین و سیر دریا کن

از اهل وفا بی خبری را چه کند کس
 مایل بجفا سیمبری را چه کند کس

(انجمن ۴۶)

(۴۴) انصاف - محمد ابراهیم لاهوری

در "آفتاب عالمتاب" چند شعر بنامش نگاشته که جمله آنها در "نشر عشق" در ضمن اشعار علی نقی خان انصاف مرقوم است و انصاف آنست که درین انصاف همان محمد ابراهیم انصاف است که بعضی او را دهلوی و بعضی لاهوری می نگارند
 (روشن ۸۰)

(۴۵) انور - ملا انور لاهوری

ملا انور لاهوری صاحب این مطلع :

درین حدیقه بهار و خزان هم آغوش است

زمانه جام بدست و چنازه بر دوش است

(تذکره حسینی صفحه ۱۷۹)

نگارنده همین بیت را بدین ترتیب شنیده ام :
 درین چمن که بهار و خزان هم آغوش است
 زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است

(۴۶) انور - نوز محمد لاهوری

نور محمد نام داشت. معنی بندهندی نژاد بود. اکثر همتش در بستن الفاظ شوخ و فصاحت عبارت مصروف می ماند. اشعار دلچسپ بسیار دارد -
 یا که نیکده را قبله زمانه کنیم ز سنگ کعبه بنای شراب خانه کنیم
 انورم ، آئینه سهر و محبت در کفم دم سزن نور وفا در جوهر احباب نیست
 (همیشه)

انوری لاهوری، نام وی نور محمد بوده. از معاصرین جهانگیر بادشاه است :

درین حدیقه خزان و بهار هم آغوش است
 زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است (ریاض)

در صبح گلشن نامش ملا نور محمد نوشته و او را از شعرای عهد جهانگیر و شاهجهانی شمرده و این بیت بنامش آورده :
 شب حدیث زلف او در مجلس احباب بود

دیده خورشید زین افسانه گرم خواب بود

و در "آفتاب عالمتاب" اسمش ملا انور، از رفقای خان اعظم کوکلتاش و سال وفاتش هزار و چهل و این ایات از او آورده. ظاهراً هر دو یک اختلاف خط است :

درین حدیقه بهار و خزان هم آغوش است
 زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است
 بجرم باده گرفتند باز انور را
 کفن بدوش و صراحی بدست وی نوش است (روشن . ۸)

(۴۷) انوری - امرتسری

نامش معلوم نیست و هیچ جا پیدا نشد. وی از شعرای معروف فارسی شهر امرتسر بود و حتماً در سال ۱۳۷۷ هجری زنده بوده است زیرا قطعه تاریخ وفات خواجه جمال الدین بن خواجه عبد الغفور گفته است :

چون جمال الدین امیر دهر از حکم اجل
 رخت خود بر بست زین دنیای دون سوی عدم

سال تاریخ وصالش خواستم از روی آه
گفت بلبهم : رحمت ایزد بروحش دمبدم

۱۲۷۷ هـ

(۴۸) اولاد (۱) - سید محمد اولاد علی گیلانی ملتانی

سید محمد اولاد علی گیلانی از اهالی شهر ملتان است. در سال ۱۹۳۸ میلادی تاریخ ملتان را با اسم "مرفق ملتان" ترتیب داده و منتشر کرد. وی بمنصب معاون شهرداری ملتان هم منصوب بوده و گه گاهی بفارسی هم شعری سروده است. قطعه زیر ازوست :

شاد ای دل نژده صبح بهار آمد بما
قیصری سوی گلستان تاجدار آمد بما
می نمائیم چون نه رنگ چشم خونبانه فشان

رشک صد اسکندر آن آئینه در آمد بما
مردمان هند را با تا همایون عهد نو
با دم عیسی شه ذی اختیار آمد بما

(۴۹) الهداد (۲) - شیخ الهداد لاهوری

در نظر آمده که موسی الیه از متوطنین لاهور است. اما اغلب اوقات در سند بسر میبرد. از جمله مصائبان سرزا جانی ترخان بوده و چندی سرکار چاکر هاله بطریق انعام تحت تصرف داشت. بعد از آنکه خان خانان میرزا جان را بدهلی میبرد، در لاهور وطن اصلی دریافت :
گر به عشق تو چو من کس بویا در سازد
ترسم آخر که بسادا بسر رحم آئی
(مقالات ۶۹)

(۵۰) الهداد - شیخ الهداد ملتانی

... ولد شیخ احمد ملتانی فاضل جید بوده. پاره تصنیف هم دارد. یک مثنوی او بنظر فقیر رسیده درو سوال و جواب گل و بلبل و شمع و پروانه به مضمونهای رنگین بسته. درین وقت یاد نیست تا کجا دیده باشم
یکسی راست سر و برگ اگر
همچو پروانه چه بندی بشر
(مقالات ۴۱)

(۵۱) ایچاد - میر محمد احسن سامانه

از نجبای سادات سامانه است. در خوش خیالی و نازک بندی یگانه زمانه، صاحب فکرهای بلند است و از علوم متداوله نیز بهره مند. غزلهای طرحی را

۱۰ عصر: نیمه اول قرن بیستم میلادی. ۲ - عصر: اواخر دهم هجری.

قدرت و سامان تمام میگوید و نثر را بطرز خاص خود می نگارد . مردیست یا اخلاق حمیده متصف و ظاهر و باطن آراسته و صحبت‌های بزرگان دریافته و همه جا مقبول بوده . و این چند بیت آئینه دار افکار اوست :

بسکه پر گردید گوشم از صدای عندلیب بوی گل گر بشنوم دایم نوای عندلیب
گر سراغی گیری از عاشق فغان آئینه است دز غبار ناله باشد نقش پای عندلیب
شد غبار آلود کافتها زلال زندگی مشت خاکی از بدن تا بر سر ما ریختند
حال سنگینی هجران توانشاء کردم سطر در صفحه فرورفت چو زنجیر در آب
(کلمات ۵)

سید صحیح النسب و شاعر شریف الحسب از سادات سامانه بود . در عهد محمد فرخ سیر بخطاب معانی خان سرافرازی یافت . احوال هفت ساله محمد فرخ سیر را از ابتدای جلوس در نثر با بسیار فصاحت و متانت نوشتند . با میان ناصر علی مرحوم و استادان دیگر صحبت ها داشته . در اوایل جلوس محمد شاه بادشاه غازی در مستقر الخلافت اکبر آباد بقضای الهی در گذشت . من اشعاره :

گرفتاری و زیبایی بیک اندازه می نالد تو گر از زلف می گوئی من از زنجیری گویم
درین چمن منشینید بلبلان ز نهار نشسته اند کمین کرده دام داری چند
(همیشه)

(۵۲) ایمن - پندت سروپ ذاراگن

پندت سروپ نارائن رینه رازدان پسر پندت بشن نارائن رینه رئیس امرتسر در شهر دهلی متولد گردید ولی در کودکی با امرتسر رسید و همراه پدر خود در همان شهر زندگی میکرده است . در سال ۱۸۹۹ فارغ التحصیل شد و برای بدتی در سال ۱۹۰۱ میلادی با انگلستان رفت . مهارتی در شعر گفتن دارد اما بیشتر بزبان اردو و غزلسرائی میکند . گاهی بفارسی هم شعر و سخن می پردازد . مجموعه ای از ایاتش چاپ گردیده است . ازوست :

ایمن است و شب تاریک و بلا های فراق کاش تو آبی و روشن کنی کاشانه ما
خوشا دلی که داشتم به صحبت نگارها سرورها - سرودها - هوای جو بیارها
برای تو دیده گل ز بهر تو رسیده بو بیک بهار حسن تو نثار صد بهارها

مشو ز لطف الهی تو نا امید ایمن کرم ز بازگشش بی حساب می آید
ایمن تو سخن گفتمی و سفتی در نایاب شعری ز بیاض توبه دیوان فروشم
ایمن از شعر مرا هیچ دگر مقصد نیست

بس کبه زینسان دل دیوانه کاری دارم
ایمن این رمز ندانی که ز راه توبه بپرسانند سپر عرش گناهی گاهی

(۵۳) ایوب - شیخ محمد ایوب گورداسپوری

شیخ محمد ایوب در قصبه مراره، گورداسپور، در تاریخ ۲۱ ماه دسامبر ۱۹۰۹ با بگینی نهاد. پدرش شیخ نور محمد مردی متدین و صوفی بود و ارادات قلبی خود را در مجلس صوفیای نقشبندی تقدیم داشته بود. هنوز ایوب مراحل کودکی را طی نکرده بود که پدرش فوت کرد ولی ایوب به تعلیمات خود ادامه داد. در سال ۱۹۲۷ وارد لاهور شده بشغل دولتی درآمد و بعداً بدلهی رفت و تا استقلال پاکستان در همانجا بود. وی مدارج تحصیلات خود را قدم قدم طی نمود و اینک در وزارت اقتصاد و مالیات بعنوان مشیر و رایزن انجام وظیفه مینماید. وی از صاحبان علم و فضل، ذوق سلیم، شیرینی سخن و صوفی منشن میباشد. فلسفه و شعر اقبال را خیلی گرامی میدارد و از او تقلید میکند. ایوب که از اقبال آموخت جگر سوزی

بی شعله آهی نیست، بی ذوق نگاهی نیست

منظومات فارسی او در "نوای فردا" چاپ گردیده است و درین کتاب کاملاً از "زبور عجم" اقبال پیروی نموده است و حتی تعداد اشعار، بحر شعر، مطلع و مقطع، طرز فکر و چاپ کتاب هم مانند زبور عجم می باشد. از وست:

جهان ها خیزد از هر ذره او نه پنداری که من مشت غبارم
جهان تو چنان آلوده کردند نمی آید / هوایش سازگرم
نه به انجمن سکونی، نه به خلوتش شکیبی

بیرم کجا، ندانم، دل بی قرار خود را
نه نگاه چشم عالم، نه نگاه دیده، من

تو بدل چنان رسیدی که کسی خبر ندارد

اگر خواهی که باشد در دو گیتی کام تو شیرین

بخور یک جرعه تلخی زمینائی که من دارم

نوازدم که ترا درد آشنا سازم تو از زبان فقیهان فسانه می خواهی
زمانه از تو تمنای رهبری دارد ولی تو رهبری از زمانه می خواهی

خرد از بی خودی شوق نداند چیزی پیش او کار جنون باءت ننگ است هنوز
ای رحمت بی پایان، من هیچ نمیخواهم از آتش عشق خود یک شعله بخاکم زن
درین زبانه که خود محتسب شراب خورد

بچشم خلق کجا اعتبار دینداری است
حسن آن نیست که نخچیر بود یک دودش
حسن آنست که در دام جهانی دارد
قصه درد تو با هر کس و نا کس گفتم . گویش باز که صد لطف پائی دارد
شوی دیوانه تر وقتیکه لیلی در نظر آید
هنوزای دشت پیمان چشم تو بر محمل افناست

ز سوز عشق اگر سینه گرمتر داری ترا گزند نباشد ز آتش نمرود
خرد ز سرمه ی خود دیده را کند روشن . ولی پدیده دل قوت نظر ندهد
در "سری" در سال ۱۹۶۶ در منزل سرهنگ حسن با وی ملاقات نمودم و ساعتها
با هم صحبت کردیم . وی هم مانند پدر خود شخص متدینی است و هیچ وقت
ترک نماز و روزه نمیکند .

استاد معظم جناب آقای سعید نفیسی ، استاد فقید دانشگاه تهران و معلم
دانشمندان جهان نسبت بوی در کتاب "نوی فردا" چنین نوشتند :

شاعر توانا محمد ایوب خان یکی از زبردست ترین پیروان این روش خاص اقبال
است . کسیکه با روش اقبال انس گرفته باشد همه جا دم مسیحائی وی را در نوای
فردا می بیند . در هر صفحه این کتاب ، اشعار بلند که از حیث لفظ و معنی
شایستگی خاصی دارد ، فراوانست . برای ایرانیان هیچ چیز گوارا تر و دلپسند تر
ازین نیست که سراینده پاکستانی تا این اندازه در بیان عالی ترین احساسات
مردی و مردانگی در زبان فارسی چیره و توانا باشد . من از جانب فارسی زبانان ،
آقای محمد ایوب خان را که چنین اثر جالبی را بر ادبیات فارسی افزوده است
تبریک می گویم .

اشعار زیر هم از ایوب است :

تو به بگلستان هستی چه دری بمن کشادی ز خزان غمی ندارم ز بهاری نیازم
چه گویم در فراقش چون بسر آید شب و روزم

فغانم هست شب بیدار و آه من سحر خیز است

عشق از منزل و انجام نداند چیزی اندرین مرحله آغاز در آغازی هست
میتوانی که سر عرش نشین سازی در پرو بال تو آن قوت پروازی هست

ایکه فروخته ای شمع فرنگی به حرم می ندانی که همین خانه بز اندازی هست
 سرا کاری نباشد با مقامی که من بر سرکب دوران سوام
 من آن چنگم که از یک ضرب مضراب هزاران نغمه بر خیزد ز تارم

(۵۴) بابر - ظهیر الدین محمد بابر پادشاه

اسم پدرش عمر شیخ میرزا و اسم مادرش قتلای نگار خانم دختر یونس خان چغتائی بود که از نواحی تاشکند بود ، علم و دانش وافری باو بارت رسیده بود . در زبان کودکی قرآن مجید ، گلستان و بوستان سعدی ، شاهنامه ، فردوسی ، نظامی ، خسرو ، ظفر نامه علی بزدی ، طبقات ناصری و غیره را خواند . اگرچه زبان مادری وی ترکی بود ولی آشنائی کاملی را با زبان پارسی هم داشت و شعر بنیکی میسرود . در کتاب تزکی بابری که کتاب خودش میباشد ، احوال زندگی خود را بزبان ترکی نوشته است . خان خانان بعداً آن کتاب را بفارسی برگرداند . بابر در علم موسیقی و شعروانشاء و املاء نظیر نداشت ، دیوانش تدوین گردیده اما هنوز چاپ نشده است . یک نسخه دیوانش در کتاب خانه رامپور قرار دارد . کتاب دیگری هم باسم فقه بابری معروف است و برای پسر خود میرزا کامران نگاشته بود . این کتاب هم در کتاب خانه رامپور وجود دارد . هنگام تسخیر قلعه معروف بیانه بابر قطعه زیر را بالبدیه سروده و به حاکم نظام خان تحویل داد :

با ترک ستیزه مکن ای میر بیانه چالاک و سردانگی ترک عیان است
 گر زود بیائی و نصیحت نکنی گوش آنجا که عیان است چه حاجت به بیان است
 شعر زیر هم از بابر است و بر لب حوض کابل کنده شده است :

نوروز و نو بهار ، سی و دلبری خوش است بابر به عیش کوش که عالم دوباره نیست
 وی چندین بار بلاهور رسیده و درین جا زندگی کرده است . وی بار اول در سال ۹۳ هجری بر لاهور حمله کرد و غازی خان را شکست داد . منه :
 در هوای نفس گمره عمر ضایع کرده ایم پیش اهل الله از افعال خود شرمنده ایم
 یک نظر با مخلصان خسته دل فرما که ما خواجگی را مانده ایم و خواجگی را بنده ایم
 ازوست :

دارد بزلف او دل ز نار بند ما سودای کفر و کافری و هر چه در ری است
 بابر رسید نامه زارت بگوش یار مجنون و قوف یافت که لیلی درین می است

(۵۵) باهو - شیخ عبد الباقی سملتانى

ولد شیخ کلاله که نواسه (نوه) قطب عالم شیخ بها الدین ذکریا سملتانى و

دایاد مسروهان صاحب سند میشود. ازوست :

سائیم و خیال رخ زیبای دل افروز چون آئینه در هکس نظر دوخته امروز
حیرت زده را پرده برخسار چه سازد از خویش کتان راست به مهتاب سرسوز
نبود به تنم جامه سنجاب که بینی اینک ز جگر شعله بر آورده همه روز
بادیده تر در رهش از خویش بتابم ترسم که ازین آب فتد خانه ام از نور
آقی به غمت گر نه سر آرد همه ایام مجبور قضا را چه رسد دست به دیروز
(مقالات ۹۵)

(۵۶) باهو - سلطان محمد شیر کوتی

پسر بازید محمد از اولاد حضرت علی علیه السلام بود. اجدادش در زمان عباسی ها وارد پنجاب شدند و باقبیله اعوان زندگی کردند. بعد از گردش پنجاب بازید محمد در شیر کوت (شورکوت) بسر می برد که در سال ۱۰۳۹ باهو بدنیا آمد. سلطان محمد باهو بدون هیچ واسطه ای از سرور کائنات حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله کسب قبض کرد و دارای علوم باطنی شد. در جوانی بر دست پیر عبد الرحمن قادری دهلوی بیعت نموده بعلوم باطنی خود استحکام بخشید. پابند شریعت بود چنانکه خودش میگوید :

هر مراتب از شریعت یافتند پیشوای خود شریعت ساختم
سلطان باهو بزبانهای اردو و پنجابی و فارسی شعر می گفت. منظومه ای از اشعار پنجابی او توسط سرور مجاز بار دو ترجمه شده است. ازوست :

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است که غیر یاد خدا هر چه هست بر باد است
بزلف یار دل بستم ، به بستن دل چنان مستم .
دو عالم رفت از دستم کنون خود را خدا سازم
ز درد دل چنان خستم ، ز جان هم دست خود شستم
کنون از درد دل گفتم که من خود را خدا سازم
سلطان باهو بسن ۶۳ سالگی در تاریخ اول جمادی الثانی ۱۱۰۲ عرصه وجود را ترک گفت. تاریخ وفات ازین شعر بدست می آید :

کاشف "اسرار الحق اهل دین" گشت تاریخ وصالش بالیقین

۱۱۰۲

(۵۷) برخوردار - محمد برخوردار ساهن پال

اسمش محمد برخوردار و تخلص او نیز برخوردار بود - لقب او بحرالعشق

و اسم پدرش نوشته گنج علوی قادری بود که اسمش درین تذکره مرقوم گردید. برخوردار علوم ظاهری را از مولانا عبدالله لاهوری و مولانا عبدالحمید سیالکوٹی فرا گرفته و حافظ قرآن مجید هم شد. علاقه وافری نسبت بزبان و ادبیات فارسی داشت و بفارسی شعر می سرود. در سال ۱۰۹۳ هجری به روضه رضوان رفت. مزار او در دهکده ساهن پال در نواحی گجرات وجود دارد. اشعاری چند از قصیده ای که در مدح غوث الاعظم نگاشته است در زیر نقل میگردد:

یا دودمان مصطفی یا شیخ عبدالقادرا یا خاندان با صفا ، یا شیخ عبدالقادرا
یا شاهباز لاسکن یا پاکباز عاشقان یا رهنمای عارفان یا شیخ عبدالقادرا
یا شاه شاهان نام تو وی چشم وحدت جام تو
بر چرخ هفتم بام تو یا شیخ عبدالقادرا
مملوک خدمتگار تو مشغول در اذکار تو درویش برخوردار تو یا شیخ عبدالقادرا

(۵۸) برق - دکتر غلام جیلانی بسالی

دکتر غلام جیلانی برق یکی از استادان زبان فارسی و نویسنده های معروف این سامان است. در ده کوچکی موسوم به بسالی که در نزدیکی شهر کیمین پور واقع است در سال ۱۹۰۱ میلادی بدنیا آمد. بعد از پایان تحصیلات عالیہ دکترای زبان های عربی و فارسی گرفته بتدریس مشغول گردید. سابقاً شعر های عربی و فارسی زیاد می سرود اما دیگر بعزت گرفتاری های گوناگون شعر کمتر می سراید. با من رابطه دوستی و صمیمت وی استوار است و گاهی مکاتبه هم میکنند. علاوه بر ادبیات فارسی و عربی و اردو، در فلسفه و تاریخ هم معلومات قابل ملاحظه ای را داراست. دکتر برق نه یکی از استادان زبان عربی و فارسی و از اولاد حضرت امیر المومنین علی علیه السلام میباشد در حدود ۲۶ جلد کتاب تصنیف و چاپ کرده است. در این زمان مشغول تالیف کتابی باسم "فلسفیان اسلام" میباشد که شامل احوال فیلسوف های بزرگ اسلام است. غزل زیر را بنا بدرخواست من فرستاده است. وی این غزل را طبق فرمایش من بتاريخ ۹-اکتبر ۱۹۶۶ سروده است:

ازان نوای سحرگاهیم جنون خیز است که گرمی' نفسم از شرار تبریز است
حذر زفته' تهذیب نو که از رگ او چکد مٹی که سرورش ملال انگیز است
برون ز بند خرد شو' به بزم عشق در آ
که جام عشق ز آب حیات لبریز است

بهشت و کوثر و تسنیم و سدره طوبی بهای دیده که وقت سحر گهر ریز است
به کشت زندگی خویش تخم اشک افشان

که دانه گرچه حقیر است صد چمن خیز است
چراغ عشق بر افروز در حریم وجود که عصر نوبه در و بام روح شب ریز است
حذر ز بوالهوسان، کین نظام جمهوری کرشمه ای دگر از جیلهای پرویز است
گذر ز قصه شیرین که نزد اهل خرد حکایت غم فرهاد بس دل آویز است
بجز تبیدن پیهم به بزم او نرسی بجان برق که آن نازنین کم آمیز است

(۵۹) برق - غلام رسول شاه گجراتی

مولانا صاحبزاده سید ابوالکمال غلام رسول شاه هاشمی نوشاهی، که برق
تخلص میکند، تولیت، آستانه دوگر شریف را در گجرات بمعهد دارد وی از
عقیدتمندان سید غلام مصطفی نوشاهی میباشد و قطعه تاریخ وفاتش را بفارسی
سروده است. دیوانش بنظم نرسیده است:

آه غلام مصطفی سلطان دین
غوث عالم، سید و روشن ضمیر
در وصالش برق چون فکری نمود
رفت از ما سوی فردوس بزین
شیخ کابل، بی مثال و بی نظیر
گفت هاتف گو: "ولی مغفور بود"

۱۳۸۴

(۶۰) برهان (۱) - احسان الدین لاهوری

خوش لباس، با ذوق و با سلیقه بود و بزبانهای اردو و فارسی شعر می
آید. وی صوفی بود و خلافت تصوف از پدرش بوی رسید. از ویست:

زر مرشک بدامان نوریان بیزم
بکار و بار من خوار اعتبار مکن
جبهانگیری ولی جاهی ندارد
جهانداری ولی گاهی ندارد
چو گویم با تو از مرد خود آگاه
برای درد خویش آهی ندارد

خوشا میستان که در زندی به پیش یار می رقصند

خوشا دیوانگان در کو بی دیدار می رقصند

خوشا سردان پاگان کز بصد سامان رسوائی

گیهی در بزم جانان که سر بازار می رقصند

سلام از ما بنام عاشقان حق پرستان را

که که بر نیزه ها رقصند که بردار می رقصند

(۶۱) برهمن (۱) جگت رائی لاهوری

لاله جگت رائی لاهوری قشقہ قبول بر جبین داشت و از علم فارسی و عربی ماهر بود . میرزا محمد طاهر نصر آبادی در تذکرہ خود چنین می نویسد :
 هفت سال است کہ از لاهور برآمده در یزد ساکن بوده . بسبب اینکه نتواند با مردم داشت از عمال یزد پاره ظلم باو رسیده مال او ضایع شده . درین سال کہ سنہ هزار و نود و یک است بشکوه آمده به علی قابی متخص شده در مجلس ایشان آئندہ از صحبت او محفوظ شد . شعر را بد نمی گوید و در مدح آئمه شعر ها گفته . غرض کہ اطوار او غرائب دارد . اگرچه قواعد هنود را دارد اما شیعه است . ناقوس برهمن به فریاد می آید :

گوگشاید مطلع حسن تو از فکر من نقاب دعوی روشن دلیها میکنم با آفتاب
 (رعنا ۲۹)

برای تحصیل زبان فرس و محاوراتش در یزد رسیده و با طاهر نصر آبادی صاحب تذکرہ مصاحبت و مطارحه داشته . بعد مدتی بوطن عود کرد :
 نگہ گرم بر آن چہرہ نازک ستم است چشم پوشیدہ تماشا می تو باید کردن
 (روز روشن ۹۵)

(۶۲) - برهمن - چندر بهان لاهوری

متوطن لاهور در دارالاسن صلح کل آرسیده و بسیار پسندیده وضع و دردمند و فقر دوست بود . بیزبان اکثری از راز دانان این دیر کهن و مورخان صاحب فن شنیده شد کہ از ابتدای عهد تیمور تا حال هندوی دنیا دار باین خوبی بعرضه ظهور نیامده . اگرچه نسبت به اعزه دیگر آن قدر نصیبہ از اسباب دنیا نداشت و از فضل و کمال نیز آنقدر بهره اندوز نبود لیکن از بس کہ اعتقاد بفرقه عالیہ فقر او است بوی از حقیقت بمشام او رسیده بود . و خط شکسته نیز درست می نوشت و در زمین انشا پردازی پیروی ارباب فضل شیخ ابو الفضل می نمود و بہنگم خواندن اشعار آب از چشمها روان می ساخت - در آغاز حال باسیر عبدالکریم میر عمارت لاهور بسر می برد . بعد از آن با دستور پانک روان افضل خان پیوست و داخل بندگان شاهجهان بادشاه شد -

(همیشه)

نام پدرش پندت دھوم داس ، اهل خطہ کشمیر بود . در چہار چمن کہ

تصنیف برهن است ، می گوید : این شکسته دل ، درست اعتقاد ، چندر بهان که شکستگی دل را باعث درستی حال خود میداند ، برهن زاده ملک پنجاب است . . . مولد و منشای این نیازمند شهر دارالسلطنت لاهور است . . . چون از عنفوان شباب این برهن عقیدت کیش را میل و رغبت بدریافت دقایق شعر و انشا بهم رسید و بعد فراغ مطالعه کتب و تواریح و نسخهای نظم و نثر متقدسین و متاخرین بمقتضای سعادت ازلی نقش خدبت عبودیت درگاه سلاطین پناه سلیمان جاه و صحبت وزرای عظیم الشان عضد الخلافت آصف خان سپه سالار و علامه العصر والدوران افضل خان و رکن السلطنت اسلام خان و علامه ارسطو سعد الله خان درست نشست در ایامی که این راه نورد وادی تسلیم و رضا را هوس آزادی در سر افتاد ، سوزش عجیبی در دل و دماغ راه یافت . و چون در عین گرمی هنگامه شباب جوش و خروش ذریای طلب افتاد ، صحبت بعضی از فقرای جمعیت دست داد . دل را تسکینی و آرامی پدید آمد و جمعیت ظاهر و باطن نصیب گردید .

از خاک لاهور پذیرائی سرشت گردیده در دارالامن صلح کل آرمیده . بسیار پسندیده وضع و خوش اختلاط واقع شده بود طبعش رساست و فکرش اوج گرامی . خط شکسته را درست می نویسد و بزبان قلم نستعلیق حرف می زند و در آئین نثر و انشا پردازی پیروی ابوالفضل میکند و به هنگام خواندن اشعار ، روان آب از چشمهای او روان میشود . سخن را بچشم تر آب میدهد و دایم مژه تر می دارد و دم از درد طلب میزند زبان قلمش بسیار خوش سخن است در آغاز حال با میر عبد الکریم ، میر عمارت لاهور ، بود . پس از آن با دستور پاک روان افضل خان بسر میرد . اکنون داخل بندگان درگاه آسمان جاه است . (صالح ج ۳ - ۴۳۴)

طبعی درست داشت . شعر بطور قدمات شسته و صاف میگفت و سلیقه انشاء پردازی نیز داشت . در هندوان غنیمت بود این بیت بنام او مشهور است اما بتحقیق بیوسته که از هندوی دیگر است :

بین کرامت بتخانه مرا ای شیخ ! که چون خراب شود خانه خدا گردد
روزی میرزا محمد علی ماهر از وی پرسید که این شعر از شما است ؟ گفت :
" شاید که گفته باشم ، بخاطر نیست " . اینجا هم حریفی بکار برده . چون بیت برجسته از وی یاد نبود بهمین قدر بذکر او اکتفا نموده شد . اشعار راست بر است نوشتن فقیر را خوش نمی آید یک بیت برهن الملک - مژه داشت ،

نگارش یاقوت :

چه اختلاط بارباب عقل شیدا را بطور خود بگذارید لحظه ای مارا (کلمات ۱۸)
 دعا گوی شاعران خوش سخن ، منشی چندر بهان برهن از سکنه اکبرآباد
 است . پاسر منشی گری دارا شکوه بادشا هزاده امتیاز داشته بود . دیوانی و انشای
 بسیار ساده یادگار گذاشته بعد قتل دارا شکوه ترک روزگار خود گفته
 بشهر بنارس . . . در سال هزار و هفتاد و سه هجری فنا گردید . (حسینی ۷۳)
 چندر بهان زنار دارا از سکنه اکبر آباد بوده برهن تخلص میکرد . خالی از
 وازستگی نبود . در سرکار شاه بلند اقبال دارا شکوه عنوان منشی گری داشت . . .
 و نظم و نثرش پسندیده خاطر شاهزاده افتاد . از تصنیفاتش نغمه چهارچمن بر
 مطلب نویسی و سادگی عبارت وی گواهی میدهد بعد از قتل دارا شکوه
 بشهر بنارس رفت تا آنکه فی شهر سن الف و ثلث و سبعین در آتشکده
 فنا گردید . راقم الحروف این غزل را در تمام دیوانش انتخاب نموده . غزل :
 همیشه زلف تو را اضطراب درکار است چگونه جمع کند خاطر پریشان را
 شبی خیال ترا آمد بخواب و آسودیم دگر زهم نگشادیم چشم گریان را
 برهن از تو سخن بی دلیل میخواهم که اعتبار نباشد دلیل و برهان را :
 (خیال ۱۳۹)

تخلص برهن ، از برهنه هندوستان و منشیان شاهجهان پادشاه بوده .
 روزی از پیشگاه خلافت امر شد که شعری از خود بغرض رساند . این بیت برخواند .
 مرا دلست بکفر آشنا که چندین بار بکعبه رقم و بازش برهن آوردم
 پادشاه بمقتضای دینداری بر آشفتم ، فرمود که این شقی را باید کشت . افضل
 خان بغرض رسانید که این شعر سعدی بمصداق حال اوست :
 خر عیسی اگر بمکه رود چون نیاید هنوز خر باشد
 پادشاه تبسم فرموده متوجه بطرف دیگر شد (ریاض)

رائی چندر بهان لاهوری ناقوس نواز بت خانه است ، و بیدخوان صنم
 کده این فن برهن در اوایل چمن سیوم می طرازد ، ملخص کلامش
 اینست :

من برهن زاده پنجابم ، آباء و اجداد من به اشتغال بمختلفه روزگار
 می کردند . مگر دهرم داس ، پدر من ، نویسندگی میکرد و در ذیل منصبداران
 پادشاهی امتیاز داشت . آخر الامر از منصب و غیره دست کشیده انزوا گردید .
 رائی بهان و اودی بهان و من سه برادر بودیم . من و رائی بهان تجرد اختیار کردیم

پس آزادی در سر داشتیم و اودی بهان بمقتضای استعداد و قابلیت به کسب :
 شش افتاد و در خدمت عاقل خان بسر برد . بعد فوتش اودی بوان هم صاحب :
 روزگار شد و هرگاه پادشاه به خانه مذکور نزول اجلال فرمود ، من هم
 بذریعہ ایشان روشناس گشتم و خان مذکور مرا فیلی داده بود تا در سواری همکلام
 باشم . تلمذ در خدمت ملا عبد الحکیم سیالکوٹی دارم .

انشای برهن و چار چمن او در دبستان متداول است . دیوانش وقت
 تحریر این صحیفه بدست آمد. این ابیات انتخاب یافت :
 همیشه زلف ترا اضطراب درکار است چگونه جمع کنم خاطر پریشان را
 هر نفس بوی محبت آید از گفتار ما می توان فهمید از گفتار ما مقدار ما
 هر چند پا کشیده روم پیشتر رود باز این دل رسیده بکوئی که آشناست
 در میکده عشق باندازه خود باش چون مستی این جرعه باندازه هوش است
 رباعی :

آنان که ز عشق رنگ و بوئی دارند در گلشن عیش آبروئی دارند
 چون غنچه بصد زمان خوش اندهمه در پرده بخویش گفتگوئی دارند

(رعنا ۸)

پسندیده ارباب سخن ، چندر بوان برهن که اصلش اکبر آباد است در
 ملک ملازمین اکبرخان شیرازی که دز سال دویم جلوس شاهجهانی بعهدہ سترگ
 وزارت مباهی گشته منسلک بوده بقیض تربیتش لیاقت باریابی آستان شاهی حاصل
 نموده . پس ازان در سرکار شهزاده دارا شکوه بعهدہ منشی گری مامور گردید
 و بچرب زبانی و طاقت لسانی رفته رفته رتبه مصاحبت هم رسانید . روزی شهزاده
 بعرض اعلحضرت رسانید که چندر بهان شاعری خوشگوست ، امیدوار است که
 در صورت صدور حکم شرف اندوزی حضور بعرض شعری پردازد . پادشاه باحضار
 وی حکم فرمود . چون بدولت باریابی ذخیره سعادت اندوخته ، این بیت
 بعرض رسانید :

مرا دلیست بکفر آشنا که چندین بار بکعبه بردم و بازش برهن آوردم
 شاه دین پناه خیلی بر آشت افضل خان شیرازی فوراً بعرض رسانید :

خر عیسی اگر بمکه رود چون بیاید هنوز خر باشد

باری فی الجمله غضب پادشاهی فرو نشست . از آنجا که بوسیلہ جمیلہ
 شهزاده روشناش دربار شاهی گشته بود در سال بیست و نهم شاهجهانی بنوگری
 سرکار شاهی مقتخر و مباهی گردیده و بخطاب رائی و منصب مناسب سرمایه
 عزت و اعتبار بهم رسانیده و بعد اورنگ آرائی شاه عالمگیر ، بمصدر نواز شای

لراوان ، بهرر خدمات نمایان گشت . آخر کار از نوکری استعفی نموده در شهر بنارس که معبد هنود است رحل اقامت انداخت و بر ریاضت بر وفق راه و رسم فرقه خود پرداخت و در ۱۰۷۳ ثلث و سبعین و الف برق اجل خرمن حیاتش را سوخت .

برهن چندربهان زنار دار ، ساکن آگره ، خالی از وارستگی نبود . در سرکار دارا شکوه عنوان منشی گری داشت . بعد قتل وی ترک نوکری نموده بشهر بنارس رفت . در آنجا براه و رسم خویش مشغول بوده تا آنکه در ۱۰۷۳ در آتشکده خاکستر فنا گردید . (انجمن ۹۲)

نگارنده نسخه ای خطی در کتابخانه خود دارم که بنظرم کاملترین نسخه خطی دیوان برهن لاهوری است . این دیوان که شامل غزلیات - رباعیات - مثنویات وغیره است در سال ۱۱۶۳ هجری در تاریخ هفتم ذی قعد ماه که برابر بود با سال سه جلوس احمد شاه غازی توسط کیتل داس نوشته شده و در شهر عظیم آباد نگاشته آمد . کیتل داس در صوبیداری نواب معلی القاب علی وردی خان بهادر مهابت جنگ بمنصب خطاطی منصوب بود . دیوان برهن که از سر تا سر دارای مضامین بلند می باشد مورد مطالعه من قرار گرفت و در ذیل انتخابی از اشعارش درج میگردد :

ای برتر از تصور و وهم و گمان ما	ای در میان ما و برون از میان ما
در بارگاه لطف تو جای سوال نیست	اینجا چه احتیاج به اظهار مدعا
چه گونه برهن از عشق احتراز کند	که حسن جلوه فروش است در زمانه ما
ما برهن حریف می ارغوان نه ایم	باشد همیشه خون جگر در سبوی ما
اشعار آبدار برهن چه گوهر است	پر کردم از جواهر معنی سفینه را

حدیث عشق از گفتار و تکرار است بستنی

برهن در محبت کفر باشد قصه خوانیها
قدم نهاده براه طلب هزارانند ولی رسیده بمطلوب از هزار یکی است
در جهان باش و لیکن ز جهان فارغ نباش

هر که فارغ ز جهانست جهانی با اوست
در میکده عشق باندازه خود باش چومستی این جرعه باندازه هوش است
در محبت حال می بارد ز قال برهن برهن افسونگری جادو بیانی بوده است
من از حجاب ادب عرق انفعال شدم

در آن شبی که بمن یاری حجاب نشست
حرف اول از برای اصل مطلب آمده ورنه هر دفتر که بینی نسخه تکرار نیست

خلوت آن باشد که در گفرت بدست آید ترا

مرد دانا در میان عالمی تنها نشست

سیر باطن دگر و عالم ظاهر دگر است
 بند ناصح نکند در دل عاشق اثری
 سخن خانه بازار نمی آید راست
 دست را صحبت هشیار نمی آید راست
 فتاده ام به بیابان عشق و حیرانم
 در خیال قد سوزون تو میگوید غزل
 بر همین زینگونه طبع خویش موزون میکند
 بر ساحل امید لب تشنگی بسوخت
 لب تر نکرد عاشق و دریا تمام شد
 خیال غمیر او در دل نمی گنجد برهن را

شود بیگانه از خود هر که با او آشنا باشد

دل من چو خواست بجمعیست آشنا گردد
 برهن از ز گناهان من زمن پرسید
 صبا حکایت زلف تو در میان آورد
 بگو که بر در رحمت جواب خواهم کرد
 فروغ سینه ز تاریک خاطران مطلب
 که غافلند ز راه حقیقت اهل معجاز
 چو روز حشر برهن حساب پیش آرند
 با بدیده بشوئیم نامه اعمال

برهن ابر رحمت را من آلوده میخوام

بیار ای ابر رحمت بر سرم کالوده دایانم

زاشک بیکسی دریای رحمت را بجوش آرم

اگر در روز محشر در میان آید حساب من

برهن تا بصبح محشر از هم چشم نگشائیم

اگر آید شبی آن آفتاب من بخواب من

ساقی! چه طرفه ساقی بدبخت بوده ای
 سیراب باد گلشن همت که برهن
 همیشه گرمی میخانه جهان باقیست
 ما را ز می شبانه مستی دگر است
 ما برهنیم لیک در مذهب ما
 من کیستم ، از راه دراز آمده ای
 از میکنده عشق درین دیر کهن
 ای آنکه بدیده آشنا می آئی
 جانی نگذاشتم که پی من باشی
 ای خواجه ، نه نام و نشان خواهد ماند
 هر چیز که هست از میان خواهد رفت
 می ریختی بساغر و ساغر شکسته ای
 لب تشنه بام بر لب کوثر شکسته ای
 هزار جام شکست و سبو خالی نشد
 وارستگی ز قید هستی دگر است
 حق دیگر و شغل بت پرستی دگر است
 در عین حقیقت بمعجاز آمده ای
 صد بار برون رفته و باز آمده ای
 دل برده ز دست و دلریا می آئی
 با این همه آشوب از کجا می آئی
 حرفی دوسه بر سر زبان خواهد ماند
 جز نام خدا که در میان خواهد ماند

(۶۳) بسمل (۱) - عبیدالله گورداسپوری

مولانا عبیدالله بن مولانا مظهر جمال در بمبئی پیش ایرانیان فارسی یاد گرفت و سپس کتابخانه های شهرهای رامپور - بهوپال و حیدرآباد دکن را مورد بازدید قرار داد بوظن خویش باز گشت. مهارت تادی در شعر داشت و اشعار بسیار زیبایی را میسرود، گفته اند که سنج، ملک الشعراء ایران، با بسمل ملاقات نمود و اشعارش را مورد تقدیر قرار داده و گفت: "والله من بهتر از تو انم گفت" بسمل در سال ۱۹۳۸ میلادی در شهر قادیان عرصه وجود را ترک گفت. تصنیفاتش زیاد است اما کتابهای زیر معروفیت دارد:

- ۱- اتالیق فارسی
 - ۲- ترجمان پارسی
 - ۳- ارجح المطالب
 - ۴- حیات بسمل
 - ۵- سراء الاسلام
 - ۶- حق الیقین
- اشعار زیر ازوست:
- جرم بیرون از حساب و فسق بیرون از شمار آنچه کس نارد بدبگه تو آن آورده ام
خام طبعی، سست خوئی، اجر جوئی، بی عمل
خود غرض جرم گدای ناتوان آورده ام

باز بسمل از ره فرزادگی رخت یاران بر سر دیوانگی -
و چه گویم از خرد بیگانه شد مست شد بدست شد، دیوانه شد

(۶۴) بشارت - بشیر احمد ساهن پال

اسم او سید بشیر احمد، کنیتش ابو الرضا و تخلص وی بشارت بود. پدرش غلام مصطفوی نوشاهی بن حافظ محمد شاه نیک اختر نام داشت و احوالش درین تذکره مرقوم گردیده است. پیش پدر خود به فرا گرفتن علوم مذهبی پرداخت و علم خطاطی را در محضر مولوی محمد حسین مبارک رقم عادل گرهی فرا گرفت. از تصنیفات او کتبخانة الفوائد و ختمات القرآن معروفیت دارند. در سال ۱۳۸۱ هجری فوت شد. مزارش در ساهن پال ساخته شد. اشعار فارسی میسرود ولی دیوانش هنوز مرتب نگردیده است. در مدح حضرت سخی شاه سلیمان نوری قادری چنین سروده است:

مالک ملک شریعت، هم حقیقت معرفت
در طریقت شاه شاهان شاه سلیمان سخی
در سخاوت گنج بخش و در شجاعت چون عمر
افتخار اولیاء دان شاه سلیمان سخی

چانشین غوث اعظم - قبله اهل بیضا
چشمه فیضان رحمان شاه سلیمان سخنی
از بشیر احمد چه آید وصف آن عالیجناب
ملجا و ماوی غریبان شاه سلیمان سخنی

(۶۵) بلبل - پندت گوری شنکر

پندت گوری شنکر از آهالی کشمیر بود و افتخار شاگردی مولانا صهبائی
مؤلف کتاب "گلستان سخن" داشت. جوانی بود خوش خلق و پاک طبع.
اشعار خوبی میسرود: ازوست:
اگر بچشم جهان نیست عزتی غم را چرا کنند سر سالتها محرم را
سرم گردد اگر اشکی ز چشم تر فر و ریزم
شود در گردش از یک قطره آبی آسیاب من
بلبل بفرز زرو مال دل مده باید که از جهان دل جمعی بهم کنی

(۶۶) بلبل و محمد - عبدالنبی رحیم یار خان

مولانا عبدالنبی المختار الحاج خواجه محمد یار بلبل گلستان بابا فرید الدین
گنج شکر بود. در کودکی از بابا غلام فرید علوم ظاهری و باطنی را کسب
نمود. در علوم موسیقی و زبان‌دانی مهارت داشت. مثنوی مولانا رومی را خیلی
دوست میداشت و بتشریح آن هم می پرداخت. معمولاً تدریس میکرد و در
شهرهای لاهور - گورداسپور - امرتسر و فیروز پور زندگی میکرد. هنگام رحلت در
لاهور بود. اول بلبل تخلص داشت اما بعده محمد تخلص گرفت. هنگام وفات
اوستش ۶۶ سال و سال رحلتش ۱۳۶۷ است. دیوان فارسی از چاپ و منتشر
گردیده است اما با کوشش بسیار هم نتوانسته ام آن را بدست آورده باشم. آقای
حبیب الرحمن خان اشعار زیر را برای من فرستاده است و با تشکر نقل می کنم:

دیده ام بنگر که باچشم سرم	شکل حق دیدم محمد یار را
رفتم از خود مدعا را یافتم	در خودی خود خدا را یافتم
خاک ما را پیر ما اکسیر کرد	در نگاهش کیمیا را یافتم
فردم از غیری فرالدین خویش	پیش ازین بلبل غزلخوان من بدم
این چه بد مستم که هشیارم هنوز	طرفه بی کارم که در کارم هنوز
گرچه آزادم ، گرفتارم هنوز	شکل مظلوم ، مستگارم هنوز
کل منم ، بلبل منم ، غلغل منم	دیو گلستان سحبت منقارم هنوز

(۶۷) بلگرامی - میر عبدالواحد قزمندی ثم لاهوری

مشهور شیرین کلاسی، میر عبدالواحد بلگرامی که اصلش از ترمذ است بکیوت حسن و اخلاق آراسته و بحلیه اوصاف پسندیده پیراسته بود - طبع لطیفش در زبان فارسی و هندی و بنظم پردازش ممتاز و ذهن سلیمش بفکر ارجمند در سخن طرازی دمساز نسخه ایست شکرستان . . . توصیف اقسام شیرینی ها برقم در آورده باعث تالیف آن رساله 'میرزا کمال ذوق و فرط رغبت بشیرینی نبوده بلکه بمقتضای تفتن طبع اظهار شیرین کلاسی درین لباس نموده و در آن جاذوقی تخلص میکند . چنانکه می گوید :

نه تنها دل ز ذوق بر فیم (۱) بیتاب میگردد

که از یاد زلابی (۲) سحر و پیچ و تاب میگردد

غرض ز سوسم برسات اوله (۳) و بوندی (۴) است

و گرنه این همه تمهید برق و باران چیست؟

بالجمله در هنگامیکه پدر بزرگوارش سید محمد اشرف بحکومت موضعی از متعلقات دارالسلطنت لاهور اختصاص داشت در آن جوار جنگ در پیش آمد. میر عبدالواحد که همراه والد ماجد خودش بود در آن معرکه در سال ۱۱۳۴ اربع و ثلثین و مائه الف جرعه کش جام شهادت گردید . ازوست :

اسروز بر جبین تو چین دیده ایم ما صد رنگ ناز را بکمین دیده ایم ما

تاکی بهوا و حرص مایل باشی ؟ زان ره که بریدنی است غافل باشی

اکنون که گذشته را تلافی خراهی از خنجر انفعال بسمل باشی

(نتایج ۷۶۷)

(۶۸) بیخود - ملا جامی لاهوری

از متوسلان نامدار خان پسر جعفر خان وزیر اعظم و هم داماد شاهجهان پادشاه بود . صاحب کلمات الشعرا که از یاران او بود مینویسد که دیوانی ضخیم دارد مشتمل بر قصاید و قطعات بسیار . تاریخ گوی بی بدل و بی نظیر بود . چنانچه تاریخ میرزا اسماعیل خلف اسد خان وزیر اعظم محمد اورنگ زیب عالمگیر پادشاه مرحوم که بخطاب ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ میر بخشی پادشاه مذکور شده بود ، چنین یافته :

۱- برفی : یک نوع شیرینی که با خامه درست میکنند . ۲- زلابی نیز

یک نوع شیرینی است و اکنون آنرا جلیبی میگویند . ۳- اوله : تگرگ

۴- بوندی : یک نوع شیرینی .

ز برج اسد رو نمود آفتاب

فقیر آرزو گوید : بعد از آن که محمد معز الدین جهاندار شاه هر سه بردار خود را در لاهور به تدبیر و حیل اسمعیل مذکور کشته ، بادشاه شده بود ، تاریخ وفات ازین مصرع یافته اند :

جامی از جام حمد بیخود شد

این رباعی ازوست :

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمین بر سر گاو است گاو است کسی که بار دنیا برداشت
(نفاثس ۵۲)

شاعر عزا ، صاحب دیوان ضخیم بود و قصاید و قطعه‌ها بسیار دلچسپ و رسا داشت . در تاریخ یاجر کارهای دست بسته میکرد . چنانچه تاریخ تولد میرزا اسماعیل خلف ارشد نواب جمده الملک امیر الامرا اسد خان که الحال ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ خطاب دارد ، ازوست :

ز برج اسد رو نمود آفتاب

تاریخ تولد شرف یار خان پسر کلان کاسگار خان "شرف یار کاسگار" یافته . وقتیکه در خانه نامدار خان پسر اول با سم حمزه میرزا تولد شد تا شش روز جشن سلوکانه کردند . هر روز قطعه تاریخی گذرانیده داد تلاش داده . چند مصرع در تاریخ نگاشته می آید . ازوست : ۱- نونهای جعفری نامدار آورده گل . ۲- زر کاسل عیار جعفری زیم جهان آمد . ۳- آمد در نامدار و شهموار . از مشفقان فقیر بود ، وقتیکه برای خود سرخوش تخلص پیدا کرد ، اول پیش او رفته ظاهر ساخت . او بسیار خوش کرده فاتحه خیر خوانده مقرر ساخت . سجع خاتم او : "جامی از جام حمد بیخود شد" بعد از وفات او فقیر از همین سجع تاریخ بی کیم و کات بر آورده :

رفت جامی بیخود از عالم در ریاض جنان مخلد شد

ها تقم گفت مصرع تاریخ جامی از جام حمد بیخود شد

روزی در خانه لهراسپ بیگ بخشی ، نامدار خان سهمان بود . دیگریچه پر از شراب در پهلو داشت ، هر لحظه جامی بدست خود پر کرده میخورد . همچو بلبل مست شعر خواندنها میکرد . چون یاران بنماز برخواستند و باجماعت نماز بگزارد . گفتم : اخواند صاحب این چه طور نماز است ؟ گفت : "بابا نماز بکیفیت همین است" . بعد از آن به میرزا لهراسپ بیگ گفت : شما شعرهای این جوان شنیده اید ؟ گفت : تا حال این جوان را سوزون هم نمی دانستیم . بعد از آن

بفقیبر تکلیف کردند . مطلع تازه گفته بودم . بر خواندم :
 کجاست دیده جویای ره کجاست ترا ؟ وگرنه هر مژه انگشت رهنما ست ترا
 اخوند لب به تحسین و آفرین کشود و گفت : هزار غزل ما بیک بیت شما
 نمیرسد ، ازوست رباعی :

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
 گویند زمین بر سر گاو است - بلی گاو است کسبیکه بار دنیا برداشت
 نیز : سگ سنی و خرشیعه اگر مشهور است در خصمی شان بیکدیگر مشهور است
 دانا نکند تعصب از هیچ طرف دندان سگ و گوشت خر مشهور است
 (کلمات ۱۱)

سر خوش صهبای نظم بود (روشن ۱۴۰)

(۶۹) بیدار - گلاب رائی ، نوشهره

گلاب رائی از قوم کهتری ، متوطن نوشهره . از اعمال دو آبه پنجاب
 خوش بیان است و شیرین زبان ، اومی طرازد :
 جائی در دیده خورشید کند چون شبنم هر کرا وقت سحر دیده بیداری هست
 فارغ از قید تعلق نشود تا دم مرگ هر که در بند غم سایه دیواری هست
 عاشق زلف ترا روشنی دیده فروز سرمه دیده بیدار . شب تاری هست
 (رعنا ۳۸)

(۷۰) بیدل - میرزا عبدالقادر

بر بام اخضر این نه رواق میهر کوس ملک الکلامی بنام نامی او صدا می
 دهد و قدوسیان بالائے عرش نوبت مسلمی باسم گرامی آن سخن آفرین می زنند ،
 سالک شاهراه حقیقت ، دانائی کند طریقت ، پرده برانداز حجله نشینان معانی ، چهره
 کشای شاهدان مضامین نهانی ، پیشوای اهل تجرید ، سرزمزه اهل دید بود .
 در وصف ذات مجمع الکمالاتش هرچه نویسم کم است ، دهلی به یمن قدوم
 میمنت لزوم آن بی پرده بحر طریقت حکم بسطام داشت ، دیوان غزلش زیاد از
 لک (۱) بیت خواهد بود . یک دیوان قصیده و یک دیوان رباعی و مشنوی نیز
 دارد و کتابی نوشته مسمی بپنهار عنصر متضمن بر نکات غریبه ، واقعات خود نیز
 جمع نمود .

از بیاض گردنیش پیداست خون عاشقان

می شود بی پرده می چندانکه مینا نازک است

۱- لک : صد هزار - این کلمه بار دو لاکه است و بفارسی لک مینوخته اند .

فرش مخمل همبساط بوربای فقر نیست
تا صف مزگان کشاید محو گردد خواب ها
(همیشه)

آنحضرت از قوم مغول در مغولان ارلاس که چهار قسم می باشند ، یکی از آنها میرزا ارلاس است تورانی الاصل ، اکبر آبادی الوطن است . آنچه نصر آبادی در اصل ایشان نوشته که لاهوربست اصلی ندارد . والد بزرگوارش میرزا عبدالخالق ، در سال هزار و پنجاه و چهار هلالی سعید و ساعت مختار قدم به بارگه شهود گذاشت روزی سیر دیباچه کتاب گلستان می نمود ، چون این مصرع رسید :

بیدل از بی نشان چه گوید باز
اهتراز و قیس (کذا) روی داد و از روح پر فتوح قبله شیراز استمداد بسته لفظ
بیدل را تخلص مبارک قرارداد . . . ملازمت پادشاه زاده عالی جاه محمد اعظم
شاه دریافت و در اندک فرصت معزز و مقبول گردید . . . بیست سال درین شغل مشغول
بود و آن وقت مشق سخن در خدمت شیخ عبدالعزیز عزت می گذرانید
وقتی عالمگیر پادشاه این بیت ایشان در فرمان پادشاهزاده معظم در مقدمه تسخیر
حیدرآباد نوشته :

من نمی گویم زیان کن با بفکر سود باش
ای ز فرصت بی خبر در هر چه باشی زود باش
و این بیت باعظم شاه مکرر نگاشته :

بتیس ز آه مظلومان که هنگام دعا کردن
اجابت از در حق بهر استقبال می آید
و نیز بر عرض شخصی که زیاد طلبی میکرد ، این مقطع مشهور ایشان دستخط
پادشاه شد :

حرص قانع نیست بیدل ورنه اسباب جهان
آنچه ما درکار داریم اکثری درکار نیست
آنحضرت در فیه معنی توحید و معارف ، پایه بلند داشته . علم تصوف خوب ورزیده
(خوشگو - ۱۰۳) بود .

بهر بی ساحل میرزا عبدالقادر بیدل ترک روزگار شاهی نموده بر تخت توکل
مریخ نشسته ، صاحب طرز خود است و کلیاتش بوزن یازده آثار است . روز عرش
آورده پهلوی قبرش که در دهلی واقع است میگذرانند و اهل زیارت اشعار ازو
میخوانند . گویند میرزا در عمر دوازده سالگی با شاهد پسری که غنچه دهانش

بیوی قرفنل و مشک دلستان را رشک میداشت ، سری داشته . در صفت نفعه جانفرایش این رباعی نگاشته :

هر گاه یارم در سخن می آید بوی عجبش از دهن می آید
این بوی قرفنل است یا نگهت گل یا رائحه مشک ختن می آید
میرزا از کاملان عصر خود بوده . در سال یکم هزار و یکصد و سی رحلت نموده .

(حسینی ۷۵)

میرزا عبدالقادر بیدل . زلال فکرش در صدف گوشها نسیانی میکند و سحاب سخنش در چمن هوسیه باغبانی مینماید . بلند پروازان اوج سخن سنجی اگر در هوای لطافت مطلب بلندش فکر هارا بعالم بالا فرستند ، رواست و صدر نشینان انجمن نکته دانی اگر طوطی طبع ز باسید طلاق در مقابل آئینه فکر صافش بگزرانند سدا حسن معنی از پرده مشکین الفاظش برنگ شمشعه جمال معشوق از حجاب نقاب نمایان و حروف دلنشینش از یر تو مضامین روشن چون خطوط شعاعی خورشید تابان ریزش معانی بر زمین اشعار مثل قطرات باران رحمت بی اندازه و شمار و کبک خوشخرام از الفاظ آبدار از قوم چغتائی برلاس است . در هند نشو و نما یافته در اوائل شباب پناه بر مصلحتی نوکری شهزاده عالی جاه سلطان محمد اعظم شاه اختیار کرده .

میرزا عبدالقادر عظیم آبادی . پیر میکده سخندانی و افلاطون خم نشین یونان معانی است . کرا قدرت که بطرز تراشی او تواند رسید و کرا طاقت که کمان بازوی او تواند کشید . چنانچه خود جرس دعوی می چنانند :

مدعی در گذر از دعوی طرز بیدل سحر مشکل که به کیفیت اعجاز رسد
. در بنگاله بیشتر بسر می برد و آغاز شباب بنوکری شاهزاده محمد اعظم خلف خلد مکان روزگار میگذرانید و بمنصبی سرفرازی داشت میرزا سویم صفر سنه ثلث و ثلثین و مائه الف بعالم قدس خرامید و در صحن خانه خود واقع شاهجهان آباد مدفون گردید . مولف گوید :

سر و سر کرده ارباب سخن از غم آباد جهان خرم رفت
گفت تاریخ و فاتش آزاد میرزا بیدل از عالم رفت

میر عبدالولی عزلت سورتی که ترجمه او در سر و آزاد مسطور است ، نقل کرد که روز عرس میرزا برسر قبرش رفتم . شعرای شاهجهان آباد همه جمع بودند و کلیات میرزا را موافق معمول بر آورده در مجلس گذاشتند . من باین نیت که آیا میرزا را از آمدن من خبری هست ، کلیات میرزا را کشودم . سر صفحه این

مطلع برآمد :

چه مقدار خون در عدم خورده باشم که بر خاکم آئی و من مرده باشم
 کلیاتش نظما و ثراً بین نود و صد هزار بیت است در بحور قلیل
 الاستعمال غزلها بقدرت میگوید . خصوص بحر کامل درین بحر میگوید :

من سنگدل چه اثر برم ز حضور ذکر دوام او
 چونگین نشد که فرو روم بخود از خجالت نام او
 نه دماغ دیده کشودنی نه سرفسانه شنودنی

همه را روده غنودنی بکنار رحمت عام او
 و در بحر متدارک که آنر ز کفن الخیل و صوت الناقوس میگوید و بنا برشانزده
 رکن میگذارد :

چه بود سروکار غلط سبقان دو علم و عمل بفسانه زدن
 ز غرور دلایل بی خبری همه تیر خطابه نشانه زدن
 اگرم بفلک طلبد زمزمین و گرم بزمزمین فکند ز فلک
 به مقبول اطاعت حکم قضا نتوان در عذر و بهانه زدن

(عباره ۱۰۳)

بیدل ، میرزا عبدالقادر عظیم آبادی . از قوم ارلاس است نوکر
 محمد اعظم شاه خلف خلد مکان بود و منصبی داشت ، شاهزاده برفن شاعری او
 اطلاع یافته . برای ایجاد قصیده خود مأمور فرمود استعفا زده ترک
 نوکوی نمود در شاهجهان آباد گوشه عزلت از دولت بخانه شاهی گرفته و
 منزوی شد . اکثری از اعیان پایه سریر سلطنت به ملاقات او نیازمندی ها را
 می نمودند . خصوصاً نواب شکر الله خان زهی سخن آفرینی که هر چه
 خود می تراشد دیگران را در بست و گشاد آن راه بحال تنگ است و آنچه بطور
 جمهور می بندد و می گشاید جبه افروز آب و رنگ . جادو طرازی فکرش روز
 بازار سحر حلال است رحلت او در شاهجهان آباد سوم سماه صفر سنه ثلث
 و ثلثین و مائه الف واقع شد . ازوست :

میرسد دلدار و من عمریست از خود رفته ام
 یک نگاه واپسین ای شوق برگردان مرا
 ز فیض دیده تر هیچ نشه نتوان یافت
 تو ساز میکده کن ما و این دو شیشه شراب
 سد راه کسی مبادا دور باش امتیاز
 هر دو عالم خلوت یار است و ما را یار نیست

حرف قانع نیست بیدل ورنه ز اسباب جهان
 آنچه ما در کار داریم اکثری در کار نیست
 حذر کن از تماشاگه نیرنگ جهان بیدل
 توطیع نازکی داری و این گلشن هوا دارد
 زر پرستی میکند دل را سیاه آخر این صفرها به سودا می رسید

(بینظیر - ۴۰)

از دهلی حرکت بجانب لاهور کرد . عبدالصمد خان ناظم لاهور بتعظیم و
 تکریم تمام پیش آمد و خدمات شائسته بتقدیم رسانید . . . و چون دولت سادات
 عنقریب برهم خورد ، میرزا در همان ایام شاهجهان معاودت نمود و سیوم ماه
 صفر سنه ثلث و ثلثین و مائه الف ۱۱۳۳ رخت بعالم باقی کشید و در صحن خانه
 خود مدفون گردید . . . عمده سخن طرازان و شهره سحر پردازان است . در اقسام
 نظم پایه بلند و در اسالیب نثر رتبه ارجمند دارد . طبع دراز کش چه قدر معانی
 تازه بهم رسانده و چه شرهای نوری که از نهال قلم افشاند ، خلاصه کلامش
 شراب میخانه هوشیاران و طلای رستایه کامل عیاران است . از آغاز شعور تا دم
 آخر چشم بر سیمای معنی دوخته و چراغ عجبی بر مزار خود افروخته . حق تعالی او
 را اعتبار و اشتها ارزانی فرمود . امرا و ارکان سلطنت همه آرزوی ملاقات داشتند .
 دیوان غزل میرزا بنظر درآمد . این چند گوهر از آن محیط بر آورده شد :

مست عرفان را شراب دیگری در کار نیست

جز طواف خویش دور ساغری در کار نیست

تم ز بند لباس تکلف آزاد است برهنگی بیرم خلعت خداداد است

من نمی گویم زیان کن با فکر سود باش

ای ز فرصت بی خبر در هر چه باشی زود باش

باز بی تابانه ایجاد نوای می کنم مطلب دیگر نمیدانم دعائی می کنم

حسن بی مشق تامل نگذشت از دل ما

صفحه حیرت آئینه عجب خوش قلم است

گویند بهشت است و همه راحت جاوید جائیکه بداغ تپد دل چه مقام است

مرده هم فکر قیامت دارد آرمیدن چقدر دشوار است

بیدل نتوان بردنم از خط جبینم نقاش عرق ریز حیا ، نقش مرا بست

ز دل حقیقت رد و قبول پرسیدم بچخنده گفت : برویا بیا که می پرسد

چندانکه ز خود می روم آن جلوه پیش است

زنگی نشکستم که برنگی نرسدم

نشه تحقیق ما را شعله جواله کرد

گرد خود گشتیم چندانی که خود را سوختیم

(الکرام ج ۲ : ۱۴۸)

چهار عنصر در حقیقت کلیه معرفت همه آثار و افکار بیدل است و هم چنین مجموعه واقعی از شرح زندگانی بیدل می باشد و تدوین شرح احوال زندگانی بیدل خود مستلزم آنست که سنین عمر وی استیعاب شود و نظر دیگران دربار وی معلوم گردد. نصر آبادی که او را از مردم لاهور شمرده غلط است . . . مولدش خطه پاک عظیم آباد از قوم برلاس و در بنگاله سیر کرده ، اکثر حالانش از کتاب چهار عنصر که از تالیفات اوست و نشرش در کمال دقت و پاکیزگی است . قریب سی سال در عظیم آباد و دهلی فروکش کرده . . . کلیاتش نظماً و نثراً ساین صد یا نود هزار بیت است .

دانشمندی که سیر فکری هر کس را آسان نیست و چون کوهیست عظیم و رفیع که به قلل آن بدشواری میتوان راه یافت او خود می گوید :

معنی بلند من فهم تند می خواهد

سیر فکرم آسان نیست ، کوهم و کتل دارم

زیرا وی چنانکه شاعر بزرگ می باشد ، عارف و فیلسوف بزرگ نیز هست خودش مشغول کتاب کائنات شد و گفت اگر فرزند آدمی عقل سلیم داشته باشد از کتاب و نسخه بی نیاز است . تا دیده می گشاید اسرار زمین و آسمان بروی منکشف میگردد :

هوش اگر باشد کتاب و نسخه ای درکار نیست

چشم و اکردن زمین و آسمان فهمیدن است

بیدل حصول این کتاب را از مغتنمات غیبی می شمرد و آنرا مفتاح گشایش اسرار میدانست . بیدل میگوید "تربیت فقیر بیدل بعد از رحلت والد مرحوم تا ادراک نشه بلوغ بعهد میرزا قلندر بود و در تکمیل آداب و اخلاق من کمال توجه داشت" . . . گفته اند بیدل تخلص خود را ازین قطعه گرفته :

عاشقان کشتگان / معشوقند بر نیاید ز کشتگان آواز

گر کسی وصف او زمن پرسد / بیدل از بی نشان چگوید باز

بزرگانی که بیدل را خضر طریقت و راهنما بودند و او از محضر شریف آنها استفاده می نوده عبارتند از شیخ کمال ، شاه قاسم ، هواللهی ، شاه فاضل ، شاه کابلی و شاه ملوکی .

میرزا سید ابوالقاسم ترمذی تاریخ تولد بیدل را "فیض قدس" و "انتخاب" در یافته و آن کلمات ماده تاریخ بنظم در آورده شده است .
 بسالی که بیدل زملک ظهور ز فیض ازل تافت چون آفتاب
 بزرگی خبرداد از مولدش که هم فیض قدس است وهم انتخاب

۸۱۰۵۴

میرزا قلندر از بزرگانی بود که بیدل را بحضور شیخ کمال و صوفی های دیگر معرفی نمود . بیدل میگوید کسی که او را از علوم رسمی باز داشت و قیل و قال مدرسه را شاعری و وجد و حال تبدیل نمود و او را دران راه تشویق کرده وی بود .

نثر میرزا بیدل مانند شعرهایش خیلی اهمیت دارد و از جمله آثار نثری وی "چهار عنصر" را میتوان بعنوان مهمترین اثر وی معرفی نمود . دیوان وی دارای یک صد هزار بیت است که غزلیها و قصاید و مثنویات و اقسام دیگری از شعر شامل آنست . در هندوستان سه بار چاپ گردید و در تاشکند هم مجموعه ای از آثارش انتخاب و چاپ گردیده است . در افغانستان دیوانش را تا ردیف "د" چاپ کرده بودند اما بعداً اقدام بچاپ کامل آن نموده و کلیه آثار وی را در پنج مجلد جمع آوری نموده اند .

و اینک اشعاری چند که نگارنده دوست میدارم در زیر اقل میگردد :

مجو بیدل علاج سر نوشت از گریه حسرت
 ب موج باده نتوان شست هر گز خط ساغر ها
 همه عمر با تو قدح زدیم و نرفت زنج خمار ما
 چه قیامتی که نمی رسی ز کنار ما بکنار ما
 چه دنیا و چه عقبی شد ره آنست ای غافل
 بیا بگذر که از بهر گذشتن است حائلها
 کنار عافیت کم بود در بحر طلب بیدل
 شکست از موج ما گل کرد و بیرون ریخت ساحل ها
 نیست جز خود شکنی دامن اقبال بلند
 آخر ای مشمت غبار این همه پرواز چرا
 در های فردوس وا بود امروز از بی دماغی گفتم ، فردا
 نقاب عارض گل خویش کرده ای مارا
 تو جلوه دادی و مدهوش کرده ای مارا

ر نگها دارد بهار عالم بی رنگ عشق
 حسن اگر دارد هنر، آئینه هم داریم ما
 نه شام ما را سحر امید نه صبح ما را دم سفیدی
 چو حاصل ماست تا امیدی غبار دنیا بفرق عقبی
 بوی ریحان مشکباری بخویش پیچیده ام چو سنبل
 ز هر رگ گل برنگ داریم چو صید طاؤس رشته برها
 احتیاجی خود شناسی جوهر آئینه است
 من اگر خود را نمیدانم تو میدانی مرا
 ستمت اگر هوست کشد که بسیر و سرو چمن در آ
 توز غنچه کم نه دمیده ای، درد دل کشا به چمن در آ
 بی ناله های رسیده بو میسند زحمت جستجو
 بخیال حلقه زلف او گرهی خور و بختن در آ
 بکنام آئینه دایلی که ز فرصت این همه غافل
 تو نگاه دیده بسملی مژه و اکن و بکفن در آ
 حرص قانع نیست بیدل ورنه از ساز معاش
 آنچه ما در کار داریم اکثری در کار نیست
 نه مخموری . نه مستی . چیست بیدل دماغت از چه عالم آفریدند
 ندانم کجا رفتم از خویش بیدل بیاد خرامی خراسیده بودم
 نه ز شور انجمنم خبر نه بشوخی چمنم نظر
 مژه ای چو شمع گشوده ام . بغبار رنگ پریده ای
 من بیدل از چمن وفا چو دل شکسته دمیده ام
 ثمر نهال ندامتی به هزار ناله رسیده ای
 همه عرض تا کسی خودیم اگر آفتاب و گر آسمان
 بکمال ما چه کمال تو ز قصور ما چه قصور تو
 بیدل سراغ عالم امکان تحریر است
 آن نیست آشیان که تو یابی نشان او
 دوروزی ازین ما و من مست نازی بخواب عدم گفته باشی فسانه
 اشارات
 شبی در طربگاه فکر و سخن به تحقیق پیچیده اسرار من

در آئینه ام جلوه شوق چیست	در دل زدم کاندین خانه کیست
بطوفان معنی درون و برون	نمودار شد قطره سرخ خون
سخن گنت آهسته اینجانم	شدم تا در آن قطره چاک افکنم

رباعیات

عام همه یک جلوه ذات احد است این خانه هیولا و نه صورت جسد است
کثرت آثار چشم واکردن هست این دگر چو محو شد همه یک عدد است
گر حرف یقین و گر گمان می شنوی

از عالم بی نظن و بیان می شنوی

خاموش شو و ببین که بی گفت و شنود

چیزی می گوئی و می شنوی

(۷۱) بیدل - محمد شفیع ملتانی

کسی گفتش "بیدل" مدتیست که از دنیا گذشت، تواز کجا پیدا شدی؟
گفت مگر بیدلان در جهان کم اند! خود را شاگرد محمد عاقل یکتا لاهوری می
خواند. این بیت او زبانی یکی از آشنایان نوشتم:

جسم مانع نیست پرواز دل وارسته را قطره از چندی مسافت خود بدریا میرود

(مقالات ۱۰۷)

(۷۲) بهاء الدین ذکریا ملتانی

وی از اعظم اولیا و اکابر اصفیا است. جد بزرگوارش کمال الدین علی
قرشی از مکه معظمه در ملتان رسیده توطن گزید و از وی شیخ وجیه الدین
بوجود آمده با دختر ملا حسام الدین ترمذی متزوج گردید. از بطن آن عقیقه
شیخ بهاء الدین متولد شد و بسال دوازدهم رسیده بود که گرد یتیمی بر سرش
نشست. پس وی برای کسب علوم به خراسان رفت. سپس به نیت اکتساب
سعادت حج و زیارت بحرین شریفین رسید و مدتی مجاور آن مقامات متبرکه ماند
و در بغداد آمد. از دست شیخ شهاب الدین سهروردی خرقه خازن پوشیده و
باشاره مرشد عود به ملتان کرده تن بتاهل داد و اخلاف صالح از وی باقی
ماندند و وی قدس سره نهم صفر سنه خمس و ستمائه بجوار رحمت الهی پیوست.
گویند: مردی جمیل نامعلوم کتابی مختوم بدست شیخ صدر الدین خلف
آنحضرت داد و گفت که بوالد خود باید برساند. و بر لافاه اش مرقوم بود
که در حجره شیخ بهاء الدین ذکریا بگذرانند. چون نامه بانجناب رسیده، و

کرده خواندش همان و پرواز روح از قالبش همان بود :

صفای دل ز فیض پیر کامل میشود پیدا

چو دل آئینه میگردد مقابل میشود پیدا

دوستان را غنیمتی پندار هرکسی چند روزه مهمان است

(روشن ۱۰۵)

معاصر شیخ عراقی و مرید شیخ شهاب الدین سهروردی است . (شعرا ۲۸)

از مشاهیر عرفا و امامان فضلا است : مرید شیخ شهاب سهروردی

و مراد میر حسینی هروی و عراقی بوده . شیخی بزرگوار است و عالمی عالیمقدار .

شرح حالات و مقاماتش در کتب مسطور است و این یک بیت از اشعارش مشهور :

دوستان را غنیمتی پندار هر یکی چند روزه مهمان است

(ریاض ۲۸۳)

در عهد سلطان جلال الدین بلبن ، یکی از سلاطین هند ، زندگی میکرده

است

(۷۳) - بیرنگ - میرزا محمد امین لاهوری

میرزا محمدی بیگ بیرنگ ، اصلش از پشاور است ، در لاهور سکونت

داشته . فاضل و شاعر خوش خیال بود . در هنگامیکه سخنوری عبداللطیف خان

تنها ، کریم و نظام معجز بخدست خان مشارا الیه مشق می گزرانید ، او با

ایشان رابطه بهم رسانیده همطرح گردید . از آنجا که سلسله ارادتش بخواجه

باقی بالله میرسید . بیرنگ تخلص اختیار نموده آخر کار بسبب ضیق النفس قافیه

زندگانی برو تنگ شد . در هزار و صد و بیست و سه در لاهور در گذشت

شاعر خوش سلیقه و خوشگو بود . باعتقاد ناقص فقیر مولف بر میان آفرین که بر

لاهوریان استادی دارد ، تفوق جوست . دیوانی مختصر گذاشت . از آنجاست :

دماغ و لاهی نیست آستین مرا دگر به گریه میاور دل خزین مرا

رفتم از خویش سوی یار سلامی گفتم قاصد گریه روان بود پیامی گفتم

توان به طاعت حق یافت رو سفیدی حشر

که سجده رنگ سیاهی برد ز روی رنگین

بادام به چشم او وزن دم ای خسته چه در دماغ داری؟

(خوشگو ۵۰)

مرد فاضل و حکیم و شاعر بود و بلاهور می گذرایید . از ملازمان

عبدالصمد خان بهادر دلیر جنگ در جرگه منصبداران با سعادت قلی خان رفیق بود

دیوانی قریب به چهار هزار بیت و قصاید در نعت و منقبت و مثنوی نیز دارد... چندان شهرت نیافت... طورو طرز میرزا جلال اسیر و عبداللطیف خان تنها منظور او بود و اکثر تنبع این هر دو می نمود... روزی در ملتان بیاضی اتفاق افتاد... عمرش از شصت متجاوز شده بود. میر محمد علی رایج و میرزا یک روز بفاصله چند ساعت بلاهور وفات یافتند. میان خیر الله فدا که شاگردش بود تاریخ وفاتش یافته بزبادت یک عدد :

باقی بالله شد بیرنگ در بزم بقا

لطفش اینکه خواجه باقی بالله قدس سره نیز بیرنگ تخلص میفرمودند و سبب عدم شهرت میرزا بیرنگ ظاهراً همین خواهد بود که تخلص همچو قطب وقت را گرفت. چند شعر از آن بزرگ نوشته شد :

قطره قطره می بارد ابر تا چه نیخواهد ساقی اندکی در باب کین هوا چه میخواهد
(مردم ۱۰۲)

بخوش طبعی و بذله سنجی و مضمون آفرینی از معاصران گوی سبقت می ربود. در ابتدا بمنصب داران شاهی انسلاک داشت، آخر الامز لوای ملازمت نواب عبدالصمد خان صوبه دار کابل بر افراشت و قصاید غرا در مدحش کاشت و از جوایز و افره تمتع وافی برداشت. از معتقدان و مریدان خواجه باقی بالله قدس سره بود. خیرالله فدا، از شاگردانش، در تاریخ وفات او این مصراع سوزون نمود :

باقی بالله شد بیرنگ در بزم بقا

بیت : الفت آموختی دل مارا سوختی سوختی دل مارا

نشه حسن بعشاق چه بیرنگی کرد

خال تریاکی و لب میکش و خط بنگی کرد

(صبح ۷۳)

(۷۴) بیغم بیراگی - بهوپت رائی پنجابی

بهوپت رائی بیغم بیراگی تخلص از قوم کهنتری بود. آبا و اجدادش قانون گوی نیهان عمله سرکار چون تابع صوبه پنجاب اند. او را جذبه در رسید، ترک تعلق کرده عاشق نرائن چند نام هندو پسری شد و سردانه و ارسه طلاق بگوش چادر این عجزه شوهر کش دنیا بست. نام و لباس بیراگیان در بر کرده مرید نرائن نام بیراگی که مرد وارسته و فهمیده بود، گردید و از مجاز به حقیقت رسید... کتاب "پردیوه چندر نایک" که در هندی است، بنام آن هندو پسر نظم کرده

... صاحب تصانیف متعدد است... در هزار و صد و سی و دو از قید جسمانی برآمده. کلیاتش قریب پانزده هزار بیت بنظر آمده. دیوان غزلی و رباعی شش هزار بیت است. باقی مثنویات. این چند شعرش پسند کرده میان سرخوش است:

دل چو شد بیکار، دست از کار باید داشتن

کار در بی کاری، دل بود دیگر کار نیست

مرا ابرو کمائی میکشد در بر ازان ترسم

که این در بر کشیدن چو ناوک دورم اندازد

(خوشگو ۱۰۱)

بهویت رائی مانند مولف این صحیفه از قوم کهتری بود. آبا و اجدادش بقانونگویی نیهان از اعمال سرکار چون تابع صوبه پنجاب قیام داشتند. بیغم مردی وارسته بیغم بود. اتفاقاً سرخ دلش در دام زلف نرائن چند نام هندو پسری اسیر گردید و در این سودا لباس دنیا ترک نموده به لباس فقر سرمایه انتخار اندوخت و در جرگه بیراگیان که از فقرای هندو اند، مرید نرائن رام بیراگی به مناسبت نام معشوق خود شد و آخرها به حکم این که المجاز قنطرة الحقیقه شربت تحقیق چشید و از نشاء دوی و ارست. کتابی دارد بزبان هندی مسمی به "پردیوه چندر نایک"، بنام آن هندو پسر در نهایت سوز و گداز. اوایل حال مشق سخن از نظر میرزا سرخوش میگذرانید و چون میرزا سرخوش، سرخوش جام توحید بود، اکثر اوقات صحبت بذکر حقایق خوش می گذشت. انجام کار سمیع حقیقی پرده بر سامعه او فروهشت و او را از استماع هزلیات دنیوی معطل ساخت... صاحب تصانیف متعدد است. قصص فقرای هند در مثنویات نظم کرده... اشعار طبع زادش مشهور آفاق است و داخل در "گرته بابا نانک" که معتقد فیه کهتریان و کاستهان است. بیغم از تصرفات بام دیو که به حکم معی حقیقی گاو کشته را زنده کرده، می گوید:

گاو زنده شد به پیش خاص و عام بار دیگر ریخت ساقی می به جام

کلیاتش پانزده هزار بیت است. دیوان غزلی و رباعی شش هزار بیت. باقی

مثنویات. خوشگو میگوید: در سنه اثنین و ثلثین و مائه و الف ۱۱۳۲ هجری

از قید جسمانی برآمده به قضای جاودانی متوجه شد. ازوست:

للك ناكى بدست مردم مغرورم اندازد

چو سنگ ره بپای هر که افتم دورم اندازد

رباعی: رفتم سعری به پیش زاهد ناگه پرسیدم ازو که چیست کیفیت راه

گفتا که همین صنوم و صلوة است اینجا بر گشتم و گفتمش که الله - الله -
(وعنا ۳۲)

از نسل کهتریان قانون گوی ملک پنجاب بود و بطریقه ققرای هند
آزادانه بسر می نمود :

فلک تاکی بدست مردم مغرورم اندازد
چو سنگ ره بپای هر که اقمم دورم اندازد

رباعی :

درها در موج و موج اندر دریاست در ذات و صفات حق تفاوت ز کجاست؟
ای معو حقیقت نظر افکن بمجاز بیرنگ بصد رنگ چسان جلوه نماست
(روشن ۱۱۶)

سوامی بهوپت رائی بیراگی از قوم کهتریان بود و اجدادش در پنجاب منصب
قانونگوئی را داشتند . در کتاب مخزن الغرایب چنین آمده است که وی در ناحیه
جامو و کشمیر بدنیا آمده بود و در فن شعر مهارت تامی را داشت . وی سرخوش را
استاد خود می گفت . مولف کلمات الشعرا می گوید که بیغم فکر آزاد داشت و
فقیر بود . وی پیش مولف کلمات الشعرا مشق سخن و شعر می کرد . از تصانیف
وی دیوانیست شامل پانزده هزار بیت و کتابهای زیر هم ازوست :

۱- پردیوه چندر نایک . ۲- مثنوی . ۳- قصص ققرای هند . ۴- دیوان .
این رباعی ازوست :

بیغم سخن عشق بجز یار مگوی	سریست که در کوچه و بازار مگوی
گر جمله جهان از تو حقیقت پرسند	زنهار جز اقرار ز انکار مگوی
ای دل اگر عارض دلجو بینی	ذرات جهان را همه نیکو بینی
در آئینه کم نگر که خود بین نشوی	خود آئینه شو تا همگی او بینی

غالباً بیغم از معاصرین داراشکوه و حضرت ملا شاه و از طرز شعر هر دو متأثر بود .
از مثنوی بیغم چنین بنظر میرسد که بیغم از تصوف ملا شاه خیلی متأثر بود .
برای اثبات این امر اشعار زیر را نقل می کنم :

گر کسی تصنیف می سازد کتاب	می نویسد اندران فصل و کتاب
در کتابم نیست فصل و بابها	در کتابم نیست پیچ و تابها
در کتابم نیست جز ذکر خدا	مثنویم نیست غیر از یک نوا
عندلیب مست باغ وحدتم	سوخته جانی ز داغ وحدتم
ملاشاه : هر که تصنیف کرده است کتاب	همه آورده است فصل و باب

با بها در بیان هر چه که گفت
فصل و بابی نه در کتاب من
فصل در صبر و در تحمل نیست
بیم بیراگی هم مانند میرزا بیدل در فلسفه
بهر لحظه بهر ساعت بهر دم
بیم گوید:

تا شود مکشوف رازت سر بسر
این وجود و این عدم را کاروبار
تا کنی معلوم سیر ذوالمن
چشم بگشا ای عزیز نیک خو
خالق طبقات جسم و جان شود
تا نشینی در صف اهل یقین

در تجددم بکن یک ره نظر
هست در تجدید امثال آشکار
یک نظر بر نطفه خود هم بکن
اندک اندک بر ترقی های او
نطفه ات بنگر چسان انسان شود
این تجدد در همه افراد بین

(۷۵) پالپر - پادری پالپر مسیحی

روزی در حویلی میان مبارک پدر فیضی بتقریب بشاعره جمله شعرای هندوستان و ایران و ملتان جمع شدند . . . در آن بزم پادری پالپر که مدت ها در آن گذاشته بود و در آن دور کسی همسر او در اهل فرنگ نبود و در عربی و پارسی او را علمای و فضیلاى هند و غیره نستند می شمردند ، برخواست و خوانهای شیرینی و پانصد روپیه نذر کرده بشاگردی حضرت مکمل در آمد و این غزل در همان مشاعره برای اصلاح پیش کرد - این دو شعر از یاد مانده :

بنده حسن اگر بنده بود سلطان است
بنده یار اگر شاه بود مسکین است
در جواب غزل حضرت سعدی غزلی
پالپر گفته که شایسته صد تحسین است

(چشم ۱۰۳)

(۷۶) پروانه - موقی رام کنجاهی

در کنجاه که از مضافات کجرات است متولد شد . ازوست :
هر فاخته ریخته پر لایق رحمی
ما سیر ندیدیم رخ قاتل خود را
ای سرو روان پیشتر آ قدمی چند
ای خنجر بیداد شو آهسته دمی چند

(۷۷) پیر بخش - سردار پیر بخش پنجابی

سردار پیر بخش رئیس ناحیه مستوی در دیره غازی خان است و نسبت به

حضرت مولانا مولوی خواجه محمد حسین پسر حضرت مولانا خواجه محمد نظام
 بخش ملتانی خیلی ارادت دارد. در مدح وی چنین سروده است :

شهباز لا مکانی ، در این سرای فانی خورشید جاودانی، خوش خلق قیل و قالی
 در علم هم فضیلتی در جهان عدیلت بگرفته ام وسیلت ، ای راهنمای عالی
 ای محرم حقیقت ، ای واقف طریقت در محفل شریعت سلطان با کمالی
 ملتان شد مقامت از دل شدم غلامت مارا بکن عنایت ، بر در گهم سوالی
 من پور بخش خوانم، جز تونه هیچ دانم بر در گهت بمانم ، انظر بخرسته حالی

(۷۸) قائمیر (۱) - دکتر محمد دین لاهوری

پروفسور دکتر محمد دین تاثیر دارای دکترای ادبیات انگلیسی رئیس
 دانشکده اسلامیة در لاهور بود. او خیلی خوش سلیقه و با ذوق بود و در زبان
 های اردو، انگلیسی و فارسی معلومات بسیار کافی ای را داشت. گاهی باین سه
 زبان شعر هم میسرود. اشعار فارسی اش هنوز چاپ نگردیده است. شعر
 زیر ازوست :

میان کعبه و بت خانه عرصه* یک کام میان شیخ و برهن هزارها فرسنگ

(۷۹) قایب - محمد اکرم پنجابی

محمد اکرم پنجابی است و مالک الکه معنی یابی :

سحر گه چون دل زارم شکستی شب آن عهدیکه با من بسته بودی
 باین زودی چه جستی از بر من مگر عهدی بدشمن بسته بودی؟

(انگارستان ۱۷)

(۸۰) تبسم - صوفی غلام مصطفی امرتسری

صوفی غلام مصطفی تبسم از کشمیریان پنجاب است. خانواده وی در امرتسر
 زندگی میکرد اما وی بیشتر عمر خود را در شهر بزرگ لاهور گزرانیده است. در
 تاریخ چهارم اوت ۱۸۹۹ میلادی با بعرضه* وجود گذاشت و بعد از پایان تحصیلات
 ابتدائی وارد شهر لاهور گردیده گواهینامه فوق لیسانس فارسی و معلمی را از همین
 شهر گرفت و سپس بتدریس زبان فارسی مشغول گردید. مدتی در دانشکده دولتی
 لاهور و دانشگاه پنجاب فارسی تدریس می کرده و چندین سفر بایران نموده است.
 وی را میتوان یک علاقمند واقعی* زبان و ادبیات فارسی گفت زیرا تمام عمر خود
 را بتدریس و ترویج این زبان اختصاص داده است. شعر خوب و زود میسراید و

موضوع مورد علاقه وی شراب و شاهد است. بزبانهای پنجابی- اردو و فارسی شعر میگوید و لی هنوز زحمت کشیده دیوانی مرتب و منظم ننموده است. با نگارنده رابطه بسیار صمیمانه و واقعی دارد و علائق دوستی مودت ما از سی و شش سال استوار است. اشعار زیر از منظومه های چاپ شده وی انتخاب گردیده است:

حرفی کسی از ما نمیشنود	وای بر ما و بر فسانه ما
برق را لرزه برتن افتاده است	کرد تا قصد آشیانه ما
تایباد تو اشکبار شدم	گریه ابر شرمسار منست
می شناسم دل تبسم را	در غم عشق رازدار منست
خوشا نصیب که زیب کنار من باشی	قرار جان و دل بقرار من باشی
حدیث درد و الم بشنوی ز راه کرم	به چاره سازی جان فگار من باشی
جهان زحسن تو همواره گشن آباد است	چه خوش بود که یکی نوبهار من باشی
بر روی صنم باید بیباک نظر کردن	دزدیده نگاهی نیست آئین تماشائی
در کوی تو امروز زباخته تری نیست	افتاده براهیم و کسی را خبری نیست
ای چرخ چه فردا و چه دیروز که از هجر	در خانه ما گردش شام و سعری نیست
از گریه چه حال تو زبون است تبسم	ای کاش بدانی که فغان را اثری نیست
بهار میرسد اکنون چه دانش و فرهنگ	بنوش یک دوسه ساغر ز باده گلرنگ
بیا بیکنده تا صد جهان طرب یابی	بصومعه چه نشینی فسرده و دلنگ
بنشه زمرمه خوان میکشان جام بدست	بناز رقص کنان شاهدان شوخ و قشنگ
یکی صراحی می در بغل قدح بر کف	یکی به لابه سر دامن نگار به چنگ
تو نیز جام بدست آر و شاهدهی بکنار	که در روانی عمر دو روزه نیست درنگ
ستم کردی تبسم در هجوم میکشان رفتی	و گرنه پیش ازین می نوشتی رازنهمان بودست
یارم اقدر کنار می آید	در چمن نوبهار می آید
برغم عشق می کنم نازی	که برا غمگسار می آید
برغم ما بسی تبسم کرد	بازی هم اشکبار می آید
دست در زلف یار می باید	سر بهای نگار می باید
شوق تیز است و خلوت کوتاه	شغل بوس و کنار می باید
چیده ام بر بساط و جام و سبو	ساقی میگسار می باید
بنگاهی بیان کنم خصما	در سخن اختصار می باید
نیست انکارم از شراب ولی	جام در دست یار می باید
این همه جوش غم تبسم چیست؟	بر دلت اختیار می باید
عالمی هست بتاریکی شبهای فراق	گردم صبح وصال تو دمیدن ندم

پیشانی یگ دو اشک خون به نعشم
 لرزی که خار راه کند پای تو فگار
 در هجر تو بس خمار آورد
 از من سخنی نمیکنی گوش
 گفتمی بچه ارزد این تبسم
 بوده ای مفتی و ملا و فقیه
 گرچه محوش باشد تبسم بر لب
 چشمیکه باده ها خورد از حسن مست یار
 زندگی خواب پریشان است تعبیرش مهرس
 بگذر از منزل ندائی عاشقان را در تلاش
 روح را آزاد کن از بند تعمیر وجود
 گرچه دشوار است چو اقبال زین بستان مرا
 میرسد از تربت خسرو تبسم این ندا

رباعی

یاد آرز عهد خود که با ما بستی بردی دل ما ز مهر و بازش خستی
 در حالت زار من بحیرت منگر بر خویش نگاه کن چه آفت هستی

رباعی

حسن تو بهار شادمانی باشد وصل تو شباب زندگانی باشد
 فانی است اگرچه زندگانی لیکن یاد تو بهشت جاودانی باشد

(۸۱) تبسم - محمد قریشی گجراتی

وی برادر بزرگ قریشی احمد حسین میباشد که در زمینداره کالج گجرات
 فارسی تدریس میکند. وی هم مانند برادر خود بزبانهای اردو، فارسی و پنجابی
 شعر میسراید و اشعار بسیار زیبایی را جمع آوری نموده است. دیوانش دارای پنجاه
 هزار بیت است اما هنوز چاپ نگردیده است. از وست :

گدای میکده در میکده شاهانه می رقصد

چه رقصد رقص مستانه که بر میخانه میرقصد

زمین رقصد، فلک رقصد، جهان آرزو رقصد

بهر گامی که پوئی دل چه مشتاقانه میرقصد

سرور و کیف می جوئی عبث در مجلس واعظ

بین پیرمغانم را چه استادانه میرقصد

سگون حاصل نشه در عالم سر شاری و مستی
 گهپی پیمانہ میرقصید گهپی خمخانہ میرقصید
 تبسم زان گل عارض بہ بخشید کیف و سرمستی
 باین مستی بسی افسانہ در افسانہ میرقصید

(۸۲) تجرد - سید عبد الله لاهوری

سید عبد الله تجرد تخلص سلمه الله تعالی از سادات لاهور است. پیش
 از آمدن نادر شاه به هندوستان و از آنجا در برهانپور وارد شده ... زیارت
 حرمین شریفین شتافته ... پیش ازین بشعر و شاعری سری داشت. الحال
 بسبب شغل علم ترک آن کرده. از وست :

رباعی(۱):

ای ذات تو در دو کون (۲) مقصود وجود تو اصل وجود و آرام از فرع تو بود
 این هم ز کمال معجزات تو بود کاین اصل ز فرع خود بر آمد بنمود
 جز دوزلفش که خوش آسوده بقرب عارض که نشان یافته آسوده پریشانی را
 اکثر نزد میان نورالعین واقف و این فقیر می رسید و صحبت سخن میداشت. خیلی
 ذوق بسخن دارد و شعر را خوب می فهمد. (سردم ۱۰۶)

علوم رسیده در برهان پور از مولوی غلام محمد یکی از تلامذہ ملا نظام
 الدین قدس سره خوانده و از آنجا به جذبہ ربانی رکاب عزیمت حجاز رانده بعد
 استسعاد حج و زیارات به بندر سورت مراجعہ کرد و بتکمیل بقیہ علوم روی
 ارادت پیش علمای آن شهر آورد :

جز زلف تو جانان که سرش بر قدم تست آشفته که ایام بکام است کدام است
 (گلشن ۸۰)

(۸۳) تجرد - شیخ محمد علی لاهوری

از تلامذہ فدا تخلص شیخ خیر الله گجراتی است. بعضی اجداد او به ملتان
 ریاست داشتند، تولد شیخ در لاهور اتفاق افتاد، بعد سن تمیز و کسب علوم
 ضروری رغبت بہ کلام موزون بهم رسانیده، قریب دو لک بیت اساتذہ موافق
 سباق خود در سفینہ جمع نموده پیوستہ در نظر میداشت. ولی بہ ذکر شعر و

۱- این رباعی در تذکرہ روز روشن در ذکر میر محمد علی تجرید بر ص ۱۲۴
 درج گردیده است.

۲- کون - این کلمہ عربی با فتح کاف بمعنی جهان بکار برده میشود.

شاعری میماند، از یاران وهم صحبتان نور العین وانیف بود... درسته یک هزار و یکصد و هفتاد و نه قوت شد... از خاطر تجرد نهاد اوست:

ای زلیخا تا توانی طالب دیدار باش عاشق فرزند پیغمبر شندی هشیار باش
جزای تست زلیخا که رمز بد دیدی قیامت است پدراز پسر جدا کردن
(نشر ۱۱۰)

میان علی محمد تجرد لاهوریست. اجدادش از ملتان آمده اند. صدیقی است... خیلی عاشق سخن است و یک دو لک شعر اساتذہ جمع کرده، خالی از فکر نیست. با یک دو هزار بیت که از اشعار خود انتخاب زده بیاضی ترتیب داده... اکثر نزد فقیر میآمد و صحبت ها میداشت.

(مردم ۱۵۷)

از شاگردان شیخ خیرالله فدا گجراتی و همزمان نورالعین واقف بود و خودش لاهوری المولد و اصولش در ملتانیان معدود. اکثر اوقات مجردانه در کوهستان جینو میگذرانید و در سنه یک هزار و یکصد و هفتاد و نه در زاویه سرقد خزید.
(گلشن ۸۰)

(۸۴) تجرید - میر محمد علی لاهوری

این سید عبدالله لاهوری است. از لاهور به برهان پور دکن رسید و از مولوی شاه غلام محمد تلمیذ بلا نظام الدین لکهنوی کسب فضایل ظاهری و باطنی کرده بهرشد آباد در رسیده رحلت اقامت انداخت. و بر اکثر کتب درسیه حواشی نگاشت و همین تجرید را در نشر عشق تجرید بهذف تحنانه سهواً بجای نامش که میر محمد علی است نام پدرش نه سید عبدالله باشد، نگاشته:

رباعی:

پیش عارف که دام حق دانه اوست جز یاد حق آنچه هست افسانه اوست
در کعبه و دیر نیست گنجایش حق دلهای شکسته لایق بحانه اوست

رباعی(۱):

ای ذات تو در دو کون مقصود وجود تو اصل وجود و آدم از فرع تو بود

۱- این رباعی را تذکره مردم دیده برص ۱۵۶ در ذکر سید عبدالله تجرد هم نوشته است.

اینهم ز کمال معجزات تو بود کین اصل ز فرع خود بر آید بنمود
(روشن ۱۲۲)

(۸۵) تحسین - عبدالعزیز لاهوری

از شعرای عظیم الشان لاهور بود و طبع چالاک داشت و به نزاکت سخن
خوب میزید - نسبت شاگردی به شاه فقیر الله آفرین لاهوری درست کرده بود .
این بیت از کلام تحسین متین است :

تحسین بهار آن گل خورشید رو بین تا وا نشد نقاب رخ او سحر نشد
(نشر ۱۰۷)

لاهوریست . اوایل مشق سخن بخدمت میان فقیر الله آفرین میگذرانید .
اواخر در کوکنار خانه آمدورفت پیدا کرد و بسخ طبیعت بهمرسانیده .
(خوشگو ۲۶۷)

تلمیذ شاه فقیر الله آفرین است . زادهای طبع رسایش با لطافت و نازکی قرین
و قابل صد گونه تحسین و آفرین .

(گلشن ۸۲)

(۸۶) تحسین - تحسین ملتانی

تحسین ملتانی به حج رفته بود . وقت مراجعت چندی در بلده مانده نزد
مخدوم رحمت الله طالب علم چند رسایل فقه گذرانده . زبان موزون داشت :
نروم رمی که آنجا تو نباشی و رقیبان بشماتت من و تولب شکوه باز دارند
قشقه بر پیشانی آن مهر بر رنگ شفق شام "تحسین" رامه تابان بود در آستین
(مقالات ۱۳۲)

(۸۷) تسکین - غلام محمد گجراتی

وی برادر کوچک غلام قادر حیدر بود که احوالش در همین تذکره درج
گردیده است ، وی هم مانند برادرش بسه زبان شعر میگفته که عبارتست از
فارسی ، اردو و پنجابی . در ده کوچکی موسوم به سابور متولد شد و بعد از مدتی
به ده نزدیکی موسوم به کهنی منتقل گردید . خط خوبی داشت و مانند سایر
برادران خود فاضل و دانشمند بود . برادر کوچک تسکین . تحسین نام داشت و
شعر خوب می گفت ، متأسفانه ابعاد هر دو ناپیدا است . ازوست :

خرد رفت گوهر بدریای غم صدف وار مالد دو دست بهم
ز لطف تو ای سرد میدان کار چه باشد که گوهر شود بر کنار

(۸۸) تسلیم (۱) - سلام الله خان قصوری

از اعظم افغانه قصور بود که شهرت در علاقه لاهور. در دارالسلطنت
دهلی نشوونما یافته و در شهر لکنؤ رفاقت نواب شیر جنگ اختیار نمود و نواب
آصف الدوله او را محترم میداشت .

دور ازان آستان چه می پرسی آستین است و دیده ترما
روز محشر شد و فردای قیامت آمد ای شب هجر تراهم سحری خواهد بود؟
(روشن ۳۱)

(۸۹) تنها - میرزا عبد اللطیف خان پنجابی

فکر شعر بلند و طبع انشا بردازی رسا داشت . این چند بیت از زادهای طبع
اوست :

بجز ساغر چو موج باده کی گردد زبان من
برنگ شیشه از می مغز دارد استخوان من
بیاغ عشق خون رود از چشم دل مرا

آید بگریه طفل چون خاموش شد چراغ
(کلمات ۲۰)

میرزا عبد اللطیف خان تنها شاعر دلپذیر بوده است و خواهرزاده میرزا
جلال الدین اسیر. من دیوان :

بی تو از ناله من کوه پر آواز است سنگ در عشق تو چون تیغ مرا دمساز است
(حسینی ۷۸)

شاعر دلپذیر بود . و خواهرزاده میرزا جلال اسیر . دیوانی صوبه پنجاب
داشت ، در اواخر مائه حادی عشر راه آخرت پیمود . از وی می آید :

یارم بکنج غمگده تنها نشاند و رفت گفتم که من غبار تو ، دامن فشاند و رفت
انیس دردم و بانامه گفتگو دارم نگاه حسرتم دگر به در گلو دارم
هرگز بیزم آن بت بدکیش میروم از خود همیشه یکدو قدم پیش میروم
(انجمن ۹۸)

(۹۰) تشبیهی (۱) - میر تشبیهی لاهوری

تشبیهی کاشی از سر آغاز آگهی شوریدگی دارد. باین محمودیان مزید سری از نثر او بر نتوان کرد. و از حال او باز گوید. ذره و خورشید نام مثنوی ازو.

همین یک بیت رسمی ازو بگوش خورده :
مست آنچنان خوش است که گوید بروز هشر

من کیستم ، شما چه کسانید ، و این چه جاست ؟

(کلمات ۲۱)

پدرش گا ذری میکرد . و او دوسه مرتبه به هندوستان آمده و رفته . دعوت الحاد می نمود . در لاهور سرو پا برهنه اوقات بسر می برد ، اشعار بسیار دارد . و چنانچه سه دیوان و مثنوی ذره و خورشید ازو دیده شد . این دوسه بیت ازوست :

تو هر رنگ که خواهی جامه می پوش که من آن جلوه قدمی شناسم (۲)
شد از شهر عراق آواره تشبیهی خدا داند سپاهان دکن کشتند یا سبزان کشمیرش
ز بس حرارت دل خونم از دماغ چکد بسان روغن پر شعله از چراغ چکد
(انجمن ۹۰)

(۱) سر سید احمد خان در حاشیه این کتاب نوشته است که میر تشبیهی کاشی در آخر الامر بلاهور رسید و درین شهر عربان میگشت . شعر زیاد گفته است و سه دیوان و مثنوی ذره و خورشید ازو باقی ماند . بعضی از اشعارش بسیا عالیست و بوی توحید و مزه و لذت عشق را میتوان در اشعارش یافت . اشعار زیر ازوست :

من آن تشبیهم که پیش بینی سری دارم بگورستان نشینی
ازانم میل . گورستان نشینی است که گورستان نشینی پیش بینی است
در سفینه شیخ علی حزین هم همین مطالب تکرار گردیده است و غالباً وی
این مطالب را از ابوالفضل گرفته است . اشعار زیر در سفینه شیخ علی حزین
آمده است که اینک نقل میگردد .

کف با بهر زمینی رسد که توانا زین را بلب خیال بوسم همه عمر آن زمین را
بهر زیارت آمد بر تربت شهیدان یارب دگر چه دارد با آرسیده چند
یکی بر خود ببال ای خاک گورستان زشادایی
که چون من کشته ای زان و خنجر در لعد داری

(۲) راقم این شعر را اینطور شنیده ام
بهر رنگی که خواهی جامه می پوش من انداز قدت را می شناسم

(۹۱) ثاقب - میر مفاخر حسین سهروردی

عموی میر محمد زمان راسخ از سادات نجیب است . طبع معنی یاب و ذهن سلیم دارد و خوش فکر و صاحب تلاش است . در سهرند سکونت داشت و همانجا در گذشت . ازوست :

نیست پیدا سعی ما از عشق دامنگیر ما کم بود آواز پا در شیون زنجیر ما
 راهرو را رهنا افتاد گیها میشود هر کجا پای بلنزد جاده پیدا می شود
 زدستگیری غربت بهاست جلوه من جو موج رنگ روان گرد راه خویشتم
 اشک چشم سرمه آلودم درین سرگشتگی شام غربت میبرم با خویش هر جا میروم
 (کلمات ۲۱)

منصبدار پادشاهی بود . آخر منصب را وا گذاشته دولت فقر به دست آورد
 و در سهرند وطن خود بسر می برد . تاریخ وفاتش بنظر نرسیده . ازوست :
 ز دیده می رود و از کنار میگذرد اگر به رسم سر شکم گرفت یار ، چرا
 (بینظیر ۵۲)

(۹۲) ثقه الدین بن یوسف محمد لاهوری

الاسیرالعمید ثقه الدین جمال الفلاسفه بن یوسف محمد الدربندی بوغور فضائل مشهور و بصنوف مجامد مذکور و کمال جراعت و تقدم او بر اصحاب صناعت مخصوص و قصر فضل و بزرگی او بنیان مرصوص . در دولت خسرو ملک آسایشها دید و مناصب خطیر را متقلد شد . آخر الامر چون دید که گل دولت دنیا بی زحمت خار نیست و مل لذت او بی محنت خماری ، دست از اشغال سلطانی باز کشید و پای در دامن قناعت آورد و انزوا و عزلت را بر عز و دولت اختیار کرد و مقام عالی یافت و یکی از مزار های متبرک در خطه لوهور تربت اوست . در اوایل ایام جوانی او را قصاید است :

حیران و دل شکسته و رنجور و ناتوان	بر لوج سوچ هم و مجبور و در هم
گویم که در هم ز هموم بلا و لیک	در هم نه ام ز محنت دنیا و در هم
نی من عزیز مصرم و نی قیصرم نه خان	نی کسری و قبادم و نی سام و رستم
در ملک حق تعالی بر روی این زمین	یک بنده ضعیفم و کمتر زهر کم
از حضرتی که جنت عدنست بر زمین	بیرون فتاده ناگه مانند آدم
غمم باخر آمد و هیچ آرزو نماند	جز آرزوی حضرت شاه معظم

(لهاب ۹۵)

(۹۳) ثنائی - خواجه ثنائی

اسم شریف آن جدول کشف مصحف جادو بیانی خواجه ثنائی است. اصلش خاک پاک مشهد مقدس، ثنائی خوش نشانی او زیاده از دایره تقریر و تحریر است. در بدو حال از صحبت سراها منفعت سلطان ابراهیم جاهی استفاده علمی برداشته بمدارج ارتفاع ترقی نمود و از خوش گویان روزگار گشت. در عهد عرش آشیانی محمد اکبر پادشاه بعد چندی بفحوای کل نفس ذایقه الموت در شهر لاهور رحلت نمود و در همان خاک لاهور منزل گزین جاوید گشت. ازان پخته گواست:

که تنگ بست ندانم میان تنگ ترا	که فتنه کرد چنین سرو لاله رنگ ترا
چه صید لاغرم آخر که تنگ چشی تو	نصیب من نه کند لذت خدنگ ترا
مکن در آئینه عرض جمال خویش که هست	کرشمهای بلا چشم شوخ و شنگ ترا
همان سگی تو ثنائی گر اعتماد وفا	به بست یار بفتراک های لنگ ترا

(معراج ۳۴)

فصیحی نادر گو و سخنوری پر رنگ و بوست. اشعار آبدار آن سخن آفرین بغایت رنگین و واردات پرکار آن معنی گزین بی نهایت متین است. در عصر خود در ایران و هند اشتهار تمام عیاری یافته. به تحقیق پیوسته که مولد آن مطلع دیوان معنی آرائی از مشهد مقدس است پدرش غیاث الدین علی نام داشته از ایران پدارالایان هندوستان آید و بسعادت بندگی پادشاه ستاره سپاه، خورشید کلاه، آسمان بازگاہ، فرمان روی بحر و بر، جلال الدین اکبر غازی مستعد گردیده و مدتهای بدید در خدمت آن پادشاه بسر برد تا آنکه در سنه خمس تسعین و الف در لاهور رحلت حیات پر بسته سفر آخرت اختیار نمود عدد اشعار دیوان آن بلبل خوش الحان که الحال در میان مردم اشتهار دارد سه هزار بیت است، سکندر نامه که در بحر مثنوی سوای ساقی نامه گفته، عدد ابیات آن زیاده از هفتصد و پنجاه بیت بنظر این ضعیف در نیامده است. از ساقی نامه:

نگه کن بدور و مترس از ویال	که در قحط خون خوردن آید جلال
بیا ساقی از کبهرای وجود	که از جذب طبعش نمایم صعود
بیا ساقی آن خنجر آبدار	روان از نیام صراحی پر آر
بمن ده که بر رغم اهل ریا	کنم توبه را از بدن سر جدا
بیا ساقی آن لذت آمیز عشق	چو حسن بتان فتنه انگیز عشق
بمن ده که شوقش عنانم کیشد	بکبری فنا بخت حاتم کشید

ثنائی درین خود نمائی میای بهر ازین خویر لب کشای

(میخانه ۹۶۲)

قاصد شوق دگر قطره زنان می آید که بذل شوق کسی از بی جان می آید
شرط مشقت که هم باز بدل بسپارند سخن دوست که از دل بزبان می آید
خوشا خجالت آن عاشقی که در شب هجر بخوابش آبی و او شرمسار بر خیزد

(۹۴) میر جان علی اوچه ای

میر جان علی ساکن اوچه . به حج میرفت . منہ :

کوهکن نوبت کاویدن دل بغلط تیشه سرخویش زده است

(مقالات ۱۴۹)

(۹۵) جان محمد ملتانی

خود را شاعر جید میخواند . اما لافش بی معنی بوده . از عزیزی که از
بهکرتا نصر پور قرین او بوده ، این بیت شنیدم . منہ

خوش آرزو گاهی ست ملک عدم را که باز آمدن کس خیالی نه بندد

(مقالات ۱۶۷)

(۹۶) مولوی جان محمد وزیر آبادی

مولوی جان محمد در گجرات مهتم تعلیم بوده . اصلش از ده بیگوال بود
ولی بعلت شغل خود به شهر گجرات منتقل گردید و همان جا زندگی میکرد . ذوق
شعری او بسیار بلند و لطیف بود و به پنجابی هم شعر میگفت . متأسفانه مجموعه
اشعار در دست نیست اما اشعار زیر که در هجو حکیم مولوی بدوالدین ساکن
گولیکی گفته است در زیر نقل میگردد :

ملک الموت رفت پیش خدا کرد فریاد پیش شاه چو گدا
کاندرین وقت شد طبیب هریک کم شناسند نام مرض و دوا
الخصوص آنکه نام بدرالدین شهرتش شد حکیم گولیکا
با ورا منع کن ازین کاری یا مرا خدمتی دگر فرما

راقم این اشعار را در تاریخ بدایونی چنین خوانده ام :

ملک الموت رفت پیش خدا گفت سبحان ربی الاعلی
یک حکیم است احمق الحکما من یکی منی کشم و او صدرا
یا فرما که روح او گهرم یا مرا کار دیکر نه فرما

(۹۷) جریده سیالکوٹی

پیشہ تجرد خوب ورزیده بود . در حاله کندی یک دو ماه مجاورت آستان فیض نشان مخدوم نوح کرده . روزی بحالت غسل سوی دریارفته دست از دنیا پاک شست . منہ :

حباب تاج سرخویش میدهد بر باد بومج باده که دادست آب دریا را
(مقالات ۱۰۰)

(۹۸) جشنی ، غلام علی ، لاهوری

غلام علی نام داشت و در عهد جهانگیر بادشاه، زمزمه شاعری دلی درد مند خود را تسکین می دارد -

گلوی تشنه لبان تریاب خنجرکن بخون اهل محبت کرمه ای سرکن
ز خون دل قدری ساقیا بساغرکن مراباده شکست خمارمکن نیست
(همیشه)

از ملازمان آستان جهانگیر بادشاه بود .

تو در سخن شدی و لذت از سخن کم شد تولب گزیدی و سیرابی از چمن کم شد
(روشن ۱۶۶)

(۹۹) خوشابی ، جعفر علی

جعفر علی خوشابی . منہ .

شب که بی روی تو سر را بر سنگ زدم تا سحر ناله ز کپسار همی خواست چو برق
(مقالات ۱۰۳)

(۱۰۰) جمال الدین علی لاهوری

سید الکتاب جمال الدین لاهوری که صاحب دیوان انشای ملک موید بود .
(لباب ۱۱۰)

ب زبان عربی هم قصیده های بسیار زیبایی را میسرود . ازوست :

چون برده باز شد پر غراب دریای فلک نمود در های خوشاب
همچو ماهی که گردد از آب پدید بنمود رخ آن سر و سمن زیر نقاب

(۱۰۱) جمال الدین بن یوسف لاهوری

الامیر العمید ثقه الدین جمال الفلاسفه بن یوسف محمد دربندی بفور فضایل مشهور و بصنوف محامد مذکور و کمال براعت و تقدم او را بر اصحاب صنعت

مخصوص و قصر فضل و بزرگی او را بنیان مخصوص . در دولت خسرو منک آسایشها دید و مناصب خطیر را متقلد شد . آخر الامر چون دید که گل دولت دنیا بی زحمت خار نیست و هل لذت او بی محنت خماری ، دست از اشغال سلطانی باز کشید و پای در دامن قناعت آورد یکی از مزارهای متبرک در خطه لاهور تربت اوست در اوایل ایام جوانی او را قصاید است و این چند بیت لطیف را تخلص به حضرت سلطان خسرو ملک کند و بعزالت خویش در اینجا اشاراتی راند و رمزی بر آن دارد . شعر :

هیران و دل شکسته و رنجور و ناتوان	بر اوج موج همم و مهجور درهمم
گویم که در همم ز هموم بلا و لیک	درهم نه ام ز محنت دینار و درهمم
فی من عزیز مصرم و فی قیصرم نه خان	فی کسری و قبادم و فی سام و رستمم
در ملک حق تعالی بر روی این زمین	یک بنده ضعیفم و کمتر زهر کمم
از حضرتی که جنت عدنست بر زمین	بیرون فتاده ناگه مانند آدمم
عمرم با آخر آمد و هیچ آرزو نماند	جز آرزوی حضرت شاه معظمم
و هموراست :	

که در هبوط عزم و گه در صعود دل	با انتشار خال پریشان بمانده ام
من یوسفم و لیک چو یعقوب روز و شب	در پیشگاه خانه احزان بمانده ام
پای ز جای رفته و در دست اکتساب	چیزی نمانده بی - روسامان بمانده ام
در مدح شمس الملک امیر ناصر گفته :	

تا کی برای وصل تو دل در فغانم	تا کی زدست هجر تو خون جگر خوریم
در مآچه دیده ای که همی ننگری تویش	بگذار تا بروی تو یکبار بنگریم
جرمی دگر نداریم . آخر چه شد که ما	بر درگه مراد تو چون حاتمه بردریم

(باب ۹۶)

(۱۰۴) جنون - حاجی محمد امین لاهوری

خالی از خیالات جنون نیست . جوان صالح و ممتی و خیلی آزاد و متوکل و کم اختلاط است . طبع رسا میدارد با این احقر بسیار اخلاص و آشنائی دارد . اکثر بغریب خانه تشریف می فرمود . (مردم ۱۵۸)

در ایام طفولیت از بغارا بمعیت خواجه محمد فاضل خان برادر زاده نواب دلیر جنگ در لاهور رسیده طرح توطن ریخت . خیلی بر صلاح و تقوی مشغول بود و با حکیم بیگ خان جاکم لاهور اتعادی داشت .

سرت کردم بکرد سرچه گردانی فلاخن را مرا برگرد سرگردان که من بسیار میگردم (روشن ۱۵۲)

(۱۰۳) جودت - منشی جودت پرکاش پنجابی

از احفاد رانی صاحب رام خموش است . بمقتضای جودت طبع گاهی به موزونی سخن میکوشد و جودت تخلص میکند. ازوست :

شد نصیبم شب هجری که سحر پیدانیست آه راهم به دلش راه اثر پیدا نیست
با که مدهوش مرا از می عشنش کردند همه او گشتم و از خویش خبر پیدانیست
بدل سنگدلان هم اثری هست ز عشق آتش اندر دل سنگ است اگر پیدانیست
در دل کز غم او نیست نصیبی جودت دیده پی بین که در و نور نظر پیدانیست
(وفاق ۲۰)

منشی جودت پرکاش داستان عشق مسی و پنون را که یکی از معروف ترین داستان های پنجاب میباشد بصورت مثنوی سروده است . این داستان در سال ۱۱۳۶ هجری سروده شد و ۲۴۸ بیت دارد . در آخرین مثنوی چنین آمده است :

بمشق آغاز او انجام کردم	ازان دستور عشقش نام کردم
ز کثرت وحدت اینجا غرض شد	دوئی با عین یکتائی عوض شد
خرد زین اسم تاریخش طرازد	ولی دال دوئی را وضع سازد

این مثنوی که از متن پنجابی گرفته شده است باسم مثنوی دستور عشق معروف است . بعضی از اشعار آن بدین قرار است :

بیا ساق زما شد دختر تاک	که در پیراهن خم میزند چاک
زرق از جلد برگ گل کشایم	مداد از دوره سبتل نمایم
قیامت جلوه مسی . معدن حسن	ز نور چهره بخت روشن حسن
بسال پنجمین آن سرو قیامت	سخمس شد ز دیوان قیامت

(۱۰۴) جوش - محمد نظام پنجابی

محمد نظام پنجابی بحور کلامش از جوش مضامین گردابی است :
بر آن سرم که دگر با کسی نیا ویزم امید لطف زیاران روزگار غلط
(نگارستان ۲۲)

(۱۰۵) جويا - شيخ محمد فاضل سرهندي

خالی از جنون نبود . از دیار خود وارد دکن شد و در اورنگ آباد به تعلیم اطفال مشغول گردانید . هوش سخن است . اورنگ معنی میریزد :
غم ندارد کشته چشم تو از خورشید حشر بر مزارش سایه از شاخ غزالان میشود
بسکه لبریز است گلشن از بهار جلوه ات بال بلبل آشیان گردید و از پرواز ماند
(بینظیر ۵۰)

(۱۰۶) جهانگیر - نورالدین محمد جهانگیر پادشاه

در سن سی و هشت سالگی روزی بخش تبخت سلطنت گردیده. . . . باوصف اشتغال مہنات ملکی و جہانبانی گاہ گاہ خاطر اشرف را بشعر و سخن ہم ملتفت می ساخت و از بیتی یا نصرعی یا رباعی بانسراح گوش مستمعان می پرداخت . طبع مبارکش نکته منج و دقیقه رس بوده . گویند روزی شاعری قصیدہ ای در مدح آن شاه ذی الاقدار گفته گذرانید . بمجرد اینکه مصرع اولی ای تاج دولت بر سر تاز ابتدا تا انتها

بنظر اقدس گذشت . فرمود کہ چیزی از عروض خواندہ ای؟ شاعر عذر عدم اطلاعش بعرض رسانید و چون بید برخود لرزید . بر زبان گوهر فشان راند کہ اگر مہارتی از عروض میداشتی گردنت میزدم . بعد ازان اورا نزدیک طلبیدہ فرمود کہ تقطیع این مصرعہ بدین طور می شود :

ای تاج دو : مستفعلن
لت برسرت : مستفعلن
از ابتدا : مستفعلن
تا انتها : مستفعلن

و این سخت عیب است . پس شاعر ما دامیکہ از عیوب شعری آگہی نداشته باشد ، جرات شعر گفتن نکند .

نقل است کہ وقت ہلال ماہ شوال از فرط نشاط بر زبان فیض ترجمان راند :

ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد

نورجہان پادشاه بیگم بنت اعتماد الدولہ ایرانی کہ بشرف ہم صحبت خدیو معدلت پژوه اقتخاراندوز بودہ و بحسن صورت و لطیف سیرت و نظم پردازی و سخن سنجی و لطیفہ گوئی و شعر فہمی و حاضر جوابی از نسوان زمان گوی سبقت ر بودہ بفہم و فراست و کمال ہوشمندی آنچنان در خاطر مبارک پادشاه جایافتہ بود کہ مافوق خود دیگریرا از محلات عالیات در عزت و احترام نگمہداشت ، بدیہ بعرض رسانید :

کلید سیکدہ گم گشتہ بود ، پیدا شد

آخر کار آن شاه جمجاہ در ۱۰۳۷ ہجری سبع و ثلثین و الف در لاهور جان بچہان آفرین سپرد . این چند بیت از طبع عالی اوست :

دل بد نکن کہ عمر ناماند بہ هیچ کس

این یک نفس کہ خوش گذرد بس غنیمت است

تیر نگرده کام من گر هفت دریا در کشم
 شربت دیدار باید تشنه دیدار را
 جام می را بر رخ گلزار می باید کشید
 ابر بسیار است می بسیار می باید کشید
 ما نامه به برگ گل نوشتیم
 شاید که صبا باو رساند

رباعیات :

هر کس بضمیر خود صفا خواهد داد	آئینه خویش را جلا خواهد داد
هر جا که شکسته بود دستش گیر	بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد
ای آنکه غم زمانه پاکت خورده	اندوه دل وسوسه ناکت خورده
مانند قطره های باران به زمین	جا گرم نکرده ای که خاکت خورده

(نتایج ۱۰۶)

از پدر بزرگ خود شنیده ام که روزی جهانگیر و ملکه اش نور جهان با هم
 برای گردش باغ رفته بودند چون نزدیک درخت سروی رسیدند ، جهانگیر گفت:
 سرو در باغ بیک پای ستاد است بنگر
 نور جهان در جواب گفت :

با رکاب تو دود ، گر بودش پای دگر

(۱۰۷) جیون - راجه سکه جیون کنجاهی

در کنجاه که در نزدیکی شهر گجرات میباشد متولد گردید. رباعی زیر ازوست :

سرنوشت ما بدست خود نوشت
 خوش نویس است و نخواهد بد نوشت
 گر رود سر بر نگرده سر نوشت
 این سخن باید بآب زر نوشت

(۱۰۸) چالاک - عزیزالدین ملتانی

در ملتان پخانه نواب حامد شاه گردیزی ملاقات شده . عمرش از پنجاه سال
 کم نبود . مگر بسیار لاغر اندام که بجز استخوان خام گوشت نداشت و خود را
 خراسانی میگفت . این یک شعر از جودت طبعش بر صفحه دل نقش دارم
 میسر شد نه وصل یار افسوس
 فرو ماندم بکار عشق چالاک

(چشم ۳۹)

(۱۰۹) چراغ - محمد چراغ گجراتی

وی از خانواده حکیم خدا بخش . شاعر و طبیب معروف شهر گجرات بود
 در بدیهه گوئی عدیل در روزگار نداشت . طرز فکر و سخن وی خیلی خوب و با
 ارزش بود . روزی برای گرفتن اسناد مالکیت قطعه ای از زمین که در آن ناحیه

”پروانه“ نام دارد پیش تحصیلدار (۱) رفت . لباسی که بر تن داشت خوب نبود و بدین جهت تحصیلدار متوجه او نگردید . چراغ همان وقت بیت زیر را بر کاغذی نوشته پیش او فرستاد:

رسم پروانه است گرد شمع می آید بشوق

این عجب کز بهر پروانه چراغ اینجا رسید

تحصیلدار از خواندن این شعر پشیمان شد و پروانه مالکیت اراضی را باو داد.

(۱۱۰) چنابی - مسیتا بن حکیم درویش پنجابی

مسیتا پسر حکیم درویش در عهد اورنگزیب شاه زندگی میکرد . چنانکه در مثنوی خود ”هیرو ماهی“ میگوید :

این قصه به عهد شاه اورنگ زیب بگرفت بنظم فارسی رنگ
در باره تاریخ تصنیف این قصه چنان گفته است :

تاریخ دعاست، بهر این باغ بد ، دور چنابی ”از چنین باغ“
اگر بحساب ابجد ، اعداد ”بد“ را از اعداد ”چنین باغ“ خارج نمائیم ،
۱۱۱۰ هجری می آید که تاریخ تکمیل مثنوی هیرو ماهی است . وی بر کزانه
رود چناب که یکی از پنج رود پنجاب میباشد متولد شده بود و بهمین جهت چنابی
تخلص میکرد :

سعدی از شیراز و میر از دهلی و جامی ز جام

صائب از ایران ، چنابی تازه گوئی از چناب

پدرش حکیم درویش در زمان شاهجهان زندگی میکرد و درده ”گره“
که در نزدیکی گوجرانواله میباشد سکونت داشت . چنابی اولین شاعری بود که
داستان هیر و رانجا را بشعر فارسی برگرداند .

(۱۱۱) حافظ - سید اکبر علی جالندهری

حافظ قرآن است ، همشیره زاده و شاگرد مولوی اکرام الدین هدران ،
نسبش بحضرت جعفر برادر امام حسن عسکری رضی الله عنه منتهی میشود و به
چند واسطه تا سید جلال الدین بخاری میرود . آباء کرام و اجداد عظام حافظ
مشایخ طریقت گذشته اند و طینت اکثری از ایشان بخاک دهلی سرشته . والد
حافظ سید محمد علی ابن سید رفیع الدین در قصبه جالندهر مضاف صوبه لاهور
توطن گزید و حافظ هم آن جا متولد گردید .

(۲) تحصیلدار . بتصلبی فروش زمین و مالهات آن .

نمیدانم چه لذت داشت یارب آب شمشیرش
 که چشم زخم دیگر داشت بسمل گشته نخچیرش
 لرزه می افتد ز ماهی تا بماء آسمان
 ناله ام چون از دل پر اضطراب آید برون

رباعی

جانان دم نزع دیدنی هست بیا احوال دلم شنیدنی هست بیا
 ای داده رخ تو آب و رنگی گل را رنگ رخ ما پریدنی هست بیا
 (صبح ۱۱۶)

(۱۱۲) حاکم - شیخ حمید الدین حاکم لاهوری

نسب شیخ حمید الدین ابو حاکم متخلص به حاکم و ملقب به سلطان التارکین با چند واسطه به ابوسفیان میرسد، جد وی قطب الدین شاه مکران بود. وی در سال ۷۰ هجری بتاریخ ۱۲ ربیع الاول بدنیا آمد. هنوز من وی فقط سه سال بود که پدر بزرگش فوت کرد و پدرش بر جای او شاه مکران شد. بعد از دوازده سال پدرش تخت و تاج را رها کرده حکومت خود را به برادر خود سلطان شهاب الدین سپرد و گوشه عزلت گزیده درویش شد. پس از درگذشت شهاب الدین، شیخ حمید بر اریکه سلطنت نشست و تا ۲۱ سال حکومت کرد ولی او هم مانند پدر خود از سلطنت اغماض ورزیده بلاهور رسید و گوشه عزلت گرفت. وی بفارسی هم شعر می گفت و ذوق عالی را دارا بود، دیوانش با اسم "گازار حاکمی" معروف است اما هنوز چاپ نگردیده است. اشعار زیر ازوست :

رخ خود جانب جانانه کردم	شراب شوق در پیمانه کردم
خرامیدی چوستان اندران راه	ز حال غیرنی از خویش آگاه
چوستان اندران ره می خرامید	سراپا محوشوق آن صاحب دید
چو بجنون در عوای عشق لیلولی	به ملتان در رسید آن محومولا
وی در مدح مرشد خود می گوید :	
ما که در بلبک عشقی سلطانیم	عرش را فرش خویش میدانیم
صاحب وقت شیخ رکن الدین	آنکه قطب زمانه است یقین

نیز :

عالمی تازه شد بوقت بهار	چه کنم بی جمال تو چه کنم
وقت نقش و نگار بستان است	ابر چون چشم نیک گریان است
چو عروسان به جلوه اندر گل	کرد بلبل ز عشق گل غاغل

هست نرگس چو چشم مرغوبان سرخ گل همچو لعل محبوبان
سبزه سبز چون خط خوبان چه کنم بی جمال تو چه کنم

(۱۱۳) حاکم - عبدالحکیم لاهوری

از عمده های لاهور است . پدرش شادمان خان در وقتی از اوقات صوبه دار لاهور بوده . از شاگردان بیان آفرین است ، تذکره متضمن احوال شعرای معاصر بقدر جمع کزده . اگرچه فقیر ندیده . از اشعار اوست :

هر چند بروشن دلم جای سخن نیست چون آئینه غماز شدن شیوه من نیست
(خوشگو ۲۶۷)

بسیار طبع هموار و خیلی سلامت مزاج دارد . از سلازمان پادشاهی است . از مدتی توطن لاهور اختیار نموده کسب فن شعر در خدمت شاه آفرین نموده چند سال پیش ازین دیوان خود را که قریب چهار هزار بیت است بنظر فقیر در آورده . بسیار مضبوط و مربوط گفته عاشق سخن است . خدایش سلامت دارد . ازوست :

نیست معلوم که جان داد زما دل شدگان اینقدر هست که در کوی تو غوغائی هست
تا نگردد کهنه داغ عشق کی بخشد فروغ شمع کم پرتود هد چون تازه روشن میشود
چون غنچه فسرده که نشگفت در بهار گفتم بوصل هم دل من وا شود . نشد
(مردم ۷۰)

این هیچ بن هیچ از طرف جدہ سید حسینی است . والد فقیر شادمان خان مرحوم از بلخ در عهد عالمگیر پادشاه بدکن وارد شده . و در منصب عالی قدر حال خود سرافراز گردید . بعد فوت پادشاه بمرادآباد سکونت ورزید و این فقیر در آنجا در سن یکم هزار و یکصد و بیست (۱۱۲۰) هجری متولد شد ، و در سن احد محمد فرخ سیر پادشاه بلاهور بسبب کمال ارتباط و اخلاص دلیر جنگ همراهش آمده . اقامت در آن شهر جنت نشان نمود . بعد از آن در سن پنج جلوس محمد شاه در لاهور چهارم رمضان برحمت حق پیوست شخصی "بجنت رفت" تاریخ یافته بود . او سبحانه تعالی مغفرت کناد . در آن ایام مولف پانزده ساله بودم و شوق مطالعه کتب فارسی و اشعار اساتذہ قدیم بسیار داشتم ، و گاهی گاهی مصرع بیتی سوزون میکردم تا آنکه بخدمت مخدومی شاه آفرین مستفید شدم و اصلاح ازیشان میگرفتم این بیت که طراز دیوان هیچمدان است نوشته می شود :

شدم بیگانه حاکم از دو عالم بمن تا خواجه صادق آشنا شد

.... در اثناء تحریر این تالیف روز چهارشنبه بست و سوئم جمادی الاخر سن ۱۱۷۵ یکم هزار و یکصد و هفتاد و پنج هجری واقع جانگه شاه صاحب حق آگه شاه محمود عاقبت محمود روداد... تاریخ وفاتش بخاطر مواف چنین گذشته :

زهی شاه محمود مسکین نواز سفر کرد سوی حریم بقا
 خرد سال فوتش چنین زد رقم خدایا بیارز محمود را
 امیر خسرو غزلی دارند که این بیت از آنست . خیلی بداد گفته اند و زمین
 مشکل است :

آزرده جانی را مکش . بی خانمانی را مکش

مسکین جوانی را مکش آخر جوانی ای پسر

فقیر نیز دوازده بیت درین زمین گفته ام ، چیزی که یاد بود می نویسم :

گو یاد این شیدا مکن . گو نامه ای انشاء مکن

نومید قاصد را مکن . چیزی زبانی ای پسر

تا بر تو گشتم من بلا . افتادم اندر صد بلا

درد غریبی سیکشی . عشق و جوانی ای پسر

مکن ز دام برای خدا مرا آزاد بریز خونم اگر نیستم برای قفس

تومی کردی نگارین دست و من از درد ناگامی

حنا از خون دل در پای آن دیوار می بستم

تو بمحفل همنشین غیر و من خاک بر سر می کنم در گوی تو

در خامشی هزار سخن می کند ادا صد آفرین بچشم سخن آفرین تو

حاکم ز دست گریه شب های بیکسی هر گز جدا ز چشم نشد آستین تو

تومی روی و دلم بی دماغ می ماند بدیده اشکی و در سینه داغ می ماند

به تیره روزی من رحم کن درین شب تار مرو که خانه من بی چراغ می ماند

(سردم ۱۹۲)

حاکم ، حکیم بیگ خان لاهوری . پدر او شادمان خان از اعیان قوم اورنگ ، و جده او سیده دختر قاضی میر یوسف است که از سادات هرات و قاضی بلخ بود . شادمان خان در عهد خلد مکان رخت بهند کشیده از پیشگاه خلافت منصب هفتصدی و خطاب خانی را سرفرازی یافت... در لاهور توطن برگزید... آخر دامن دولت فتر گرفت و شاهجهان آباد و کشمیر را سیر کرد و احرام حرمین شریفین بر بست . نخست او و شیخ نورالعین واقف باهم قصد دکن کردند . بیست و نهم رجب ۱۱۷۸ هجری وارد اورنگ آباد شده... بعد سعادت زیارت بسورت عطف عنان نمود و پانزدهم جمادی الاول ۱۱۸۵ هجری حاکم و واقف

و اصل اورنگ آباد شدند حاکم در ایام اقامت اورنگ آباد تذکره شعرای
مختصر نوشت . . . و نام آن تحفه المجالس تجویز کرد . فقیر گفتم که نام
این مردم دیده باید گذاشت . . . بسیار پسندید و همین نام مقرر کرد . . . حکیم
بیگ خان پیش از رفتن حرمین شریفین ترک دنیا کرده بلباس فقر درآمد و بشاه
عبدالحکیم ملقب گشت . نوزدهم شوال ۱۱۷۵ هجری از اورنگ آباد به حیدرآباد
رفت . . . حاکم شاگرد شاه آفرین لاهوری ست . خود میگوید :

حاکم نداشتم سرو سامان فکر شعر از فیض آفرین به سخن آشنا شدم
خان آرزو در مجمع النفایس حاکم را بخوبی یاد کرده . . . حاکم در مردم دیده
مینویسد : فقیر را بآرزو ربط و اخلاص زیاده از حد بود . روزی غزلی در تتبع
غزلش گفتم که مقطعش این است :

گر چنین از فیض خان آرزو گیرد نمک طرفه شوری این غزل حاکم بلاهور افکنده
خان مرحوم این بیت بدیهه گفت و فرستاد :

نیست شعر آرزو را رتبه ای
گر تو با اینهمه پسندی حاکمی

ازوست :

زابلهی مکن اشعار را وسیله رزق	بین زمین سخن قابل زراعت نیست
تهمت دزدی دل را بکه بندم آخر	هر کرا می نگرم نام ترا میگیرد
سیه ستم نظر برگوشه میخانه ای دارم	چو ابروی تو ساقی در بغل پیمانان ای دارم

(عامره ۷۰۰)

والد شادمان خان از شاگردان شاه فقیر الله آفرین مرحوم مذکور است .

در شاهجهان آباد و لاهور بسر می برد . ازوست :

هستند زان دلیر بخون ریختن بتان کزیک ادا ادای دو صد خون بها کنند
زنده درگور بی تو می سوزم همچو اخگر بزیر خاکستر

(هندی ۵۶)

صاحب کلام هر درد و پر شور حکیم بیگ خان حاکم از اهالی لاهور که
از اعیان قوم اوزبک است در اوایل عصر محمد شاه پادشاه بخطاب خانی و
منصبی شایسته سرافرازی یافته . آخر دست بدامن فقر زد و گلگشت شاهجهان
آباد و کشمیر پرداخته عزم حرمین شریفین نمود . . . در فتون شعری شاگرد
آفرین لاهوری است . طبعش به بلاغت آشنائی داشت و اشعارش بفصاحت
همنوائی . تذکره مختصری مسمی بمردم دیده تالیف نموده در ۱۱۸۲ هجری
اثین و ثمانین و مائه الف راه آخرت پیموده . از افکار اوست :

فلک باین تن کاهیده اشکبارم ساخت هزار شکر که تسبیح ذکر یارم ساخت

در خموشی گفتگو، ای شوخ و مستی در خمار آمدی در بزم و مینای می از جوش نشاط دست از جهان نه شسته بحق در نیاز بود نه بدرد آشنائی نه بعشق راه دارد بان نگار گل از شرم روبرو نشود نیست کار هیچ کس این کار کارست در میان گریه هم چون طفل خندیدن گرفت زاهد وضو نکرده بفکر نماز بود بچه کار آید این دل که کسی نگاه دارد هزار رنگ شود لیک همچو او نشود (نتایج ۱۹۶)

پدرش شادمان خان منصب هفتصدی از خلد مکن داشت... آخر دامن دولت فقر گرفت. حکیم بیگ خان کشمیر و دهلی را سیر کرده، احرام حرمین شریفین بر بست و با نور العین واقف قصد دکن کرد... حاکم شاگرد شاه آفرین لاهوری است. آرزو در مجمع النفایس حاکم را و حاکم آرزو را در مردم دیده بخوبی یاد کرده. این چند بیت ملتهظه از دیوان اوست:

حال دلم نپرسد در زلف خویش گاهی
گرشوم پیر همه عیش شیب است مرا
حاکم برنگ غنچه بگلزار روزگار
زابلمی مکن اشعار را وسیله رزق
تهمت دزدی دل را بکه بندم آخر
زان رو که شب نپرسند احوال خستگان را
چون شود خم قدم، جام شراب است مرا
تنگی زدل بخنده برون کرده ایم ما
بین زمین سخن قابل زراعت نیست
هر کرا مینگرم نام ترا می نگرد
(انجمن ۱۳۲)

من کلام اوست:

جز من که کار خویش بدل وا گذاشتم
رنجور را ز نقل مکن نیست چاره ای
در ملک جسم خاری می افگند تزلزل
هنوز مشقت خاکی در کفن هست
طفلی که از حیا نگرستی گل از کفم
شیخ در عزلت و نظر بر خلق

کار من تنها درد دل نه از دامان گذشت
داشتم در بیکسی خوش صحبتی با درد و غم

روی شادی را نه بیند هر که ما را شاد کرد

شد عبرتی ز حاصل دنیا نصیب ما
این هم غنیمت است که از جام لطف او
باقی هر آنچه ماند ز یقما بما رسید
عاقبت در گرمسیر عشقم آوردی دلا
دردی پس از هزار تمنا بما رسید
سز نمی گفتم هوای این دیارم میکشد

بود کارم با سر زلف و خط و خال بتان
 کوهکن میدید اگر سعی مرا، میگفت عشق
 مدد از عالم بالا بسخن سنج رسید
 در غمت خون دل از دیده نریزم، چکنم

همچو من در عالم اسکان نسیه کاری نبود
 ماند سن کار من پنهان که همکاری نبود
 یاد مصراع قدش فکر مرا عالی کرد
 شیشه در پیش قدح رفت و دلی خالی کرد

(۱۱۴) حالتی - حالتی پنجابی

پسر حالتی یادگار است . پدر بیچاره مرحوم را از بادر بخطائی زهر داد
 و بحکم خلیفه زمانی از کشمیر بلاهور آمد تا کوتوال او را بقصاص رساند .
 طبع نظم داشت . ازوست :

تا غمزه خونریز تو غارتگر جانست چشم ازل از دور بحسرت نگرانست
 (نگارستان ۳۵)

(۱۱۵) حرمان اصفهانی

شمع شبستان روشن بیانی . شاعر شعله طبع حرمان اصفهانی ، عزم درگاه
 اکبر بادشاه نموده و در اثنا راه بخره لاهور مراحل فنا پیموده . ازوست :
 ز گرمی جگرم دوش چشم ترمی سوخت چراغ دیده براه تو تا سحر می سوخت
 (حسینی ۱۰۳)

(۱۱۶) حزین - شیخ محمد علی صفاهانی

شیخ پاک دین فارغ ازان و ازین ، محمه علی حزین . تخلص از بزرگان
 ایران زمین و صاحب فکر زرین است . نسبتش بهزده واسطه به شیخ زاهد گیلانی
 که از علمای ربانی و مرشد شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی بود ، می پیوندد . مولد
 و منشای شیخ اصفهان است . در فترت نادر شاهی به هندوستان تشریف آورد . . .
 بسیار صوفی مزاج و تفرد پیشه است . از علوم ظاهر و باطن نصیبه وافیه یافته
 . . . از هیچ کس چیزی قبول نمی کند . . . بعد از سیر عظیم آباد . . . به پتارس
 تشریف آوردند . . . ازوست :

داغ سودای تو دارد دل دیوانه ما
 اگر غلط نکنم حرف ما و من غلط است
 شمع را شعله مسلسل زدل آید بیرون
 آنانکه خاک راء ترا توتیا کنند

کعبه لبیک زند بر در بتخانه ما
 شنیده ام ز لب خویش گفتگوی ترا
 آه دل سوختگان متصل آید برون
 بی پرده گریه دیده در آئی چها کنند
 (خوشگو ۲۹۱)

اصل ایشان از لاهیجان و تولد ایشان در سنه یکهزار و یکصد و سه در دارالسلطنت اصفهان واقع شد. . . . شیخ علی وحدت لاهیجی جد سیوم ایشان است. . . در اوایل حال میاحت بسیار نموده در اکثر بلاد خراسان و دارالمرز و عراق و فارس و آذربایجان را سیر فرموده. . . در سنه یکهزار یکصد و چهل و سه عزیمت حجاز نموده و زیارت بیت الله شریف مشرف شده. [مولف: همراه مصنف ریاض الشعراء] والد داغستانی از راه بندرعباس وارد دهلی شد و مدتی در آن شهر ماند [باز به لاهور مراجعت فرموده چند وقت هم در لاهور توقف کرد که درین بین رایت قهرمان ایران پرتو ورود هندوستان افکند. حضرت شیخ لابد به دهلی تشریف آورده در کلبه این ذره ناچیز منزوی و مخفی ماند. . . بعد از چندگاه باز شیخ مذکور به لاهور تشریف نموده بنا بر جهتی که شرح آن طول دارد ذکر یا خان بهادر دلیر جنگ که صوبه دار آنجا بود، خواست بحضرت شیخ آسیبی رساند. اتفاقا در آن وقت اخوی مکانی حسن قلی خان کاشی از جانب پادشاه عالم پناه بسفارت بخدست قهرمان ایران رفته مراجعت نموده بود و بنواحی لاهور رسیده. . . . سراج الدین علی خان آرزو که از شعرای این شهر است در فضیلت و سخنوری گوی از میدان همگان میر باید، اشعار بر غلط بسیار از دیوان شیخ بر آورده رساله مسمی به تنبیه الغافلین نوشته و ابیات مزبور را یک یک ذکر کرده و تعریضات نموده. . . این ابیات از منجمه منتخبات اوست:

اگر بیند ز قدرت مصراع برجستن مضمون را

چمن را کند از باغ بیرون سرو سوزون را

بدست خلق عالم کاسه در یوزه می بینم

گدا چون بادشه گردد گدا سازد جهانی را

ز هجران دیده ام حالی که کافر از اجل بیند

خدا کوتاه سازد عمر ایام جدائی را

اگر آن غنچه لب میداشت با افسانه ام گوش

به بلبل می چشاندم لذت دستانسرائی را

مرگ هر کس در حقیقت نقش حال زندگیست

هر چه کس بیند به بیداری همان بیند به خواب

از کوی غم آواز حزینی که شنیدی نالیدن دل بود ندانم چه بلا داشت

از صحبت صوفی منشان سوخت دماغم ای باده پرستان ره میخانه کدام است ؟

نوبیدی عاشقان قدیم است مخصوص روزگار من نیست

با باد صبا گر خبری هست بپرسید. از منزل سلمی که سلامی بفرستاد

سرافسانه بکشا از نگاه آشنا روئی
 گر یار حزین وعده دیدار نماید
 آذین عشق چیست دلبرانه سوختن
 در یک شب هجر یار چون شمع
 لبخاموش عاشق با تو ذوق گفتگو دارد
 تا روز جزا بادل و چشم نگران باش
 چون شمع گرم گریه مستانه سوختن
 کردیم تمام زندگانی

(ریاض الشعراء)

جامع فروع و اصول و عالم معقول، شیخ متاخرین، عالی دستگاه شیخ محمد حزین سلمه الله از اولاد شیخ زاهد گیلانی است... اصلش از لاهجان است و مولدش اصفهان... پیش از آمدن نادر شاه به هندوستان وارد دار الخلافه شاهجهان آباد شده... الحال در بنارس سکونت دارد. و در فن شعر او را ید بیضاست. بطور قدیم و جدید خط ثلث و نسخ و رقاع و شکسته در نهایت جودت می نویسد. ژند و پاژند درست میدانند... در شعر ثانی میرزا صائبان هیچ یکی از شعرای حال پهلو باو نمی تواند زد... فخر از یک دیوانش که تصنیف هندوستان است قریب بیست هزار بیت سیر کرده انتخاب برداشته. از جمله چند مرقوم میشود:

ز رفتن دل نیست جز اهل وفارا آنکس که ترا دید، نداند سرو پارا

(حسینی ۱۰۰)

مطلع دیوان سخن سنجی. شیخ محمد علی حزین لاهیجی که نسب والایش به هجده واسطه بشیخ زاهد گیلانی سهروردی مرشد سید شاه صفی الدین اردبیلی بجد سلاطین صفویه میرسد، ولادتش در ۱۱۰۳ هجری ثلث و مائه و الف در اصفهان ظهور یافته... طبع سلیم و فکر مستقیم... کلام بانظامش شایقان این فن را بفصاحت و بلاغت و نظم پرداززی رهنمون گردید... شیخ در ۱۱۴۳ ثلث و اربعین و مائه و الف کمر همت بعزم زیارت حرمین شریفین بر بست و عند المراجعت... به بندر شته که از بنادر ملک میند است رسانید و از آنجا بر سیوستان. ملتان و لاهور عبور کرده بمنزل مقصود که عبارت از دار الخلافه شاهجهان آباد است فایز گردید... باز برجعت قهقری خود را به بناس رسانید و آنجا رنگ سکونت ریخته عاقبت خانه ترتیب داد و هم آنجا در عشرين و مائه و الف رو بمنزل آخرت نهاد. این چند بیت از کلام لطیف اوست:

این است که دل برده و خون کرده کسی را

بسم الله اگر تاب نظر هست کسی را

تا باد صبا بوی ترا در چمن آورد

برداشته هر شاخ گلی دست دعا را

اگر بدامن وصل تو دست ما نرسد
 پنهان نگشت در دل صد چاک راز عشق
 عشق میگویم و چون شمع لبم میسوزد
 دلم بوعده بر آتش فگندی و رفتی
 یک تبسم کردی و شور جهان شد آشکار
 ای طفل اشک پا بادب نه که ریخته است
 چه خوش است باخیال تو نهفته راز کردن
 کشیده ایم در اغوش اُرزوی ترا
 این خانه شکسته هوا را نگه نداشت
 راز پنهان من امشب بزبان افتاده است
 بی‌ا که سوختن این کباب نزدیک است
 یک اشارت کردی و صد داستان آمد پدید
 چون شیشه شکسته مرا در کنار دل
 بزبان بی زبانی سر شکوه باز کردن
 (نتایج ۱۹۸)

شیخ محمد علی حزین رحمه الله علیه فرمان روای اقلیم سخنوری و کشور
 گشای مملکت گستری . ماهر اکثر فنون و عالم بسیاری از علوم بود . اصلش
 از لاهیجان است . شیخ علی لاهیجی جد سوم اوست . در سن یک هزار و یک
 صد و سه تولدش در دارالسلطنت اصفهان واقع شده . . . زیارت بیت الله کرده
 بمدرج کمال ترقی نمود . چون نادر شاه در ایران تسلط یافت شیخ از آن جا دل
 برداشته به هند شتافت . چندی در شاهجهان آباد سکونت ورزید . پادشاه و امرا
 کمال محبت نسبت با وی مرعی داشتند . چون نادر شاه بدلهلی آمد ، شیخ بجهت
 شور مزاجی او در دهلی مخفی ماند . چون او مراجعت کرد . بلاهور تشریف برد
 بعد چندی باز معاودت بشاهجهان آباد فرمود . . . در اواخر اکبر آباد رفت و از
 آنجا بنارس رسیده رخت اقامت انداخت . . . تصانیف متعدده دارد و خط شیرین می
 نگاشت . . . تذکره معاصرین و سوانح عمری بخوبی نگاشته . کلیاتش مع غزلیات
 و مثنویات و قصاید و رباعیات تخمیناً قریب سی هزار بیت از نظر راقم گذشته .
 کلامش همه مغز است و سراپا نغز . در یکمزار و یکصد و هفتاد و هشت از
 دار الفنا بعالم بقا رو آورد . هنگامیکه راقم در بنارس وارد شد ، برای زیارت مزار
 آن بزرگوار رفتم . این دو بیت

زبان دان محبت بوده ام دیگر نمیدانم
 همی دانم که گوش از دوست پیغامی شنید اینجا
 حزین از پای ره پیما بسی سر گشتگی دیدم
 سر شوریده بر بالین آسایش رسیده اینجا

بر لوح مزار او و این بیت :

روشن شد از وصال تو شبهای تار من صبح قیامت است چراغ مزار من
 گویند این ابیات در حیات خود حضرت شیخ برای همین مصلحت گفته بود
 این چند بیت او برای زیب اوراق درین مختصر می نگارد :

بسکه خون از کاوش مژگان بدل دارم حزین
 سبزه از خاکم و شاخ ارغوان برخاست است
 هر شکوه که چون گریه بدل بی تو گره بود
 میلی شد و از دیده مهجور فرو ریخت
 هر ابر که برخاست ز در یای سرشکم
 باران تجلی شد و بر طور فرو ریخت

(هندی ۵۱)

حزین ، شیخ محمد علی اصفهانی ، در علوم عقلی و نقلی پایه بلند و در شعر و شاعری مرتبه ارجمند دارد . . . سلسله آبای او بهژده واسطه بشیخ زاهد گیلانی مرشد شیخ صفی الدین از دهلی که جد سلاطین صفویه و نامش در تفحات الانس در ترجمه قاسم تبریزی مسطور است ، منتهی میشود . و تولد شیخ حزین در ماه ربیع الآخر در ۱۱۰۳ ثلث و مائمه و الف واقع شد . . . با شعرا و معاصرین صحبت داشت . شاگرد محمد مسیح فسائی و او شاگرد آقای حسین خوانساری است . . . در ۱۱۴۴ بزیارت حرمین شریفین شتافت (مولف : بعد ازان از راه بندر عباس به تهنه در سند رسید و بالاخر وارد بهکر شد) در آن ایام که حدود ۱۱۷۴ بود فقیر نیز از سیوستان محمل سفر جانب هند بر بستم و در بلده بهکر فرود گه شیخ و فقیر نزدیک واقع شد و باهم صحبتها دست داده . و جزوی اشعار بخط خود بر سبیل یادگار تسلیم من نمود . فقیر بر جناح استعجال راه پیش گرفتیم و شیخ تباتی قطع مسافرت کرده بر سر ملتان و لاهور عبور نموده بمنزل مقصود یعنی دار الخلافه شاهجهان آباد فائز شد و مدتی در آن بلده طیبه مانده به لاهور برگردید . بعد اقامت چند روزه . . . بدلهی رجع القهقری نمود و چون نادر شاه دهلی را مرکز نزول ساخت شیخ در خانه علی قلی خان والد مختفی شد . بعد رفتن نادر شاه باز جانب لاهور حرکت کرد . . . از آنجا باراده بنگاله متوجه دیار شرق شده به بنارس رفت . . . دیوان شیخ مشتمل بر اقسام سخن حاضر است . برخی نتایج طبع او را درین محفل تکلیف داده میشود :

چون را کارها باقی ست بامشت غبار ما	که بازیگه طفلان میشود خاک مزار ما
ندارد مطربی راحت سماع ما سبکساران	بشور آرد نسیم آشنائی نیستانی را
تا باد صبا بوی ترا در چمن آورد	برداشته هر شاخ گلی دست دعا کرد
تهمت آلوده عیشم که گلشن زادیم	پرو بال نکشودیم که صیاد آمد

درین محفل برای دیگران چو شمع میسوزم

بکار خود نیاید هر که خیر اندیش میگردد

تا هوا ابر است ساقی باده در شیشه کن
 قدر فرصت را بدان از آسمان اندیشه کن
 تا چند حزین بدشت کردی ای خانه خراب خانه ات کو
 ز جوش اشک رنگینی خانه تصویر را مانم
 که هر مو بر تنم مژگان خونبار است پنداری
 ادب منسوب هستی بود آن ساعت که میگفتم

شمیم گل غبار کوچه یارست پنداری
 شیخ حزین غزلی در زمین قصیده مشهور شیخ بها' الدین عادلی دارد...
 شیخ محمد علی حزین شب یازدهم جمادی الاولی ۱۱۸۰ هجری ثمانین و مائه
 و الف دامن از خارزار جهان برچید و در قبری که در بنارس برای خود ساخته
 بود ' راحت برگزید . مولف گوید :

علامه عصر و شاعری خوب افسوس که از میانه برخاست
 تاریخ وفات او نوشتم ز فوت حزین حزین دل ماست

(عاده ۱۹۳)

سلسله نسبش بشیخ زاهد گیلانی می پیوندد . در هنگامه نادر شاه از اصفهان
 رخت مهاجرت بدیار هند کشید و از راه بهکر و ملتان بدلی رسید و چهارده سال
 در آنجا منزوی ماند . بعد از آنجا بر آمده چندی در آگره وقفه نموده و از آگره
 بشهر بنارس شتافت . در علوم عقلی و نقلی پایه بلند داشت و در شاعری و سخنوری
 مرتبه ارجمند . زبان او از غایت صفا بآب زلال میماند و کلام او از نهایت آبداری
 نسب بسلك لالی میرساند . شاگرد محمد مسیح فسائی است . در ۱۱۴۴ هجری
 بحرین رفت ... میر آزاد بلگرامی او را دیده است . میگوید بنارس را دل نهاد
 توطن ساخت ... آرزو بر سخن وی اعتراضها کرده ... حسین دوست در تذکره
 خود بعض اعتراضات مع سند آورده و قول فیصل درین باب از مولوی امام بخش
 صهبائی دهلوی است . دیوان حزین مشتمل بر اقسام سخن قریب بیست هزار
 بیت اشعار عربیه هم دارد . اما برتبه شعر فارسی نیست بلکه عربیت او محل نظر
 است . در ۱۱۸۰ هجری دامن از خارزار جهان برچیده در گوریکه در بنارس
 برای خود مهیا ساخته بود . خواب راحت برگزید . برخی را از نتایج طبع او درین
 انجمن تکلیف ورود داده میشود :

کوتاهی پرواز بود لازم هستی پیچیده بیال و پر ما تار نفسها
 هلاک گوشه دامان بی نیازی تو بشمع کشته من منت صبا نگذاشت
 به پستان آمدن خون جگر را شیر میسازد جوان را یکدم اندوه غریبی پیر میسازد

زلف مشکین تو هر جا که شود غایب سا نگهت از نافه چن منفعل آید بیرون

زبانی

ساقی قدح که دور گلزار گذشت
 ای همنفس از بهر دل زار بگوی
 مژه برهم نردم آئینه سان در همه عمر
 ای وای از اسیری کز یاد رفته باشد
 شادم که از زرقان دامن فشان گذشتی
 ادب مغلوب هستی بود آن ساعت که میگفتم
 مطرب غزلی که وقت گفتار گذشت
 افسانه آن شبی که بایار گذشت
 بسکه در دیده من ذوق تماشای تو بود
 در دام مانده باشد ، صیاد رفته باشد
 گوشت خاک ماهم بر باد رفته باشد
 شمیم گل غبار کوچه یارست پنداری
 (انجمن ۱۳۰)

اصلش از لاهیجان است و نامش شیخ محمد علی و از متاخرین است . در
 اواخر دولت صفویه ظهور نموده صاحب کمالات صوری و معنوی بود و خطوط را
 نیکو رقم مینمود ، آذر بایجان و خراسان و عراق و فارس را سیاحت کرده و از راه
 لارستان و بندر عباس روی به هندوستان آورد و در دهلی توطن گزید و معروف
 اهالی آن بلاد گردید ، اعظم آن بلد را مراد و طلاب را عمل اعتماد و جمعی را
 بخدمتش اعتقاد بهمرسیده . دیوانش ملاحظه و این ابیاتش منتخب شد :

کودک مشیمه را شمارد بخویش نیک دنیا بچشم مردم دنیا حقیر نیست
 از صحبت صوفی متشان سوخت دماغم ای باده پرستان ره میخانه کدماست
 نوییدی عاشقان قدیم است مخصوص بروزگار من نیست
 دولت طلبی دامن دل را مده از دست شاید که برون آید از آن بیضه همائی
 نالیدن بلبل ز نو آموزی عشق است هرگز نشنیدیم ز پروانه صدائی
 (عارفین ۹۹)

تولد حزین در ماه ربیع الاخر سنه ثلث و مائه و الف واقع شد . شاگرد محمد
 مسیح و او شاگرد آقا حسین خوانساری است . . . قدری از احادیث و کتاب
 حکمه العین باحواشی در خدمت ملا شاه شیرازی گذرانید . . . در شعر فکر عالی
 دارد . . . در هنگامه نادر شاه از ایران دیار وارد هندوستان گردید و مدتی در
 شاهجهان آباد گذرانید و از آنجا رخت به شهر بنارس کشید . و همانجا رحل
 اقامت افکند . درین ایام قبری برای خود ساخته انتظار اجل موعود میکشد .
 دیوان ضخیمی دارد . ازوست :

اگر بدام وصل تو دست مانرسد کشیده ایم در آغوش آرزوی ترا
 ای نوجوان کناره مکن از حزین زار عاشق اگر چه پیر بود عشق پیر نیست

ازین آشفته حالی سرنمی پیچم سرت کردم چنین خواهد اگر زلف پریشانش چنین باشد
(بینظیر ۵۹)
روزی در کراچی باتفاق شاعر بزرگ پاکستان آقای عبدالحفیظ هوشیارپوری
ببازار رفتم تا نسخه ای از سفینه حزین بدست آورده مورد مطالعه خود قرار بدهم
ولی جستجوئی که چهار ساعت ادامه داشت بی ثمر بود و نگارنده مایوس شدم .
بالاخر آقای هوشیار پوری گفتند که سفینه ای در منزل خود دارند و حاضرند به بنده
لطف کنند . باتفاق سوار ماشین شده بمنزل ایشان رفتم و آقای هوشیارپوری بعد
از مدت ده دقیقه بیرون آمده و کتابی که در دست داشتند بمن لطف کردند .
رناعی زیر بر صفحه اول آن سفینه نوشته بود .

حاصل ز شعر من نبود جز غم و ملال کی زبیدت که خاطر خود را کنی عزیز
آورد هزار گنج بدست گهر شناس "خواجه طلب سفینه شیخ علی حزبن"

۱۹۰۶

(۱۱۷) حسام - سید حسام الدین لاهوری

سید حسام الدین لاهوری "حسام" تخلص ، با ثواب خلیل خان و احمد یار
خان یکتا ، نسبت عزیزی از طرف والده دارد . فقر اختاری ورزیده . قادر بخش
لقب دارد و کلامش بر طبق احوالش خالی از حالتی نیست . منته

تا نمودیم سیر مشربها	شد فراموش جمله مندهها
بسم الله بگوش دل چو رسد	شد سو الله چونیش عقرها
طالب عشق تا شدم از دل	شد ز خاطر تمام مطلبها
سبق از عشق تا گرفت حسام	رفت شوق کتاب و مکتبها

(مقالات ۱۷۲)

(۱۱۸) حسن - منشی خواجه غلام حسن ملتانی

پسر منشی جان محمد از قوم راجپوت در ملتان متولد شد . وی صاحب حال
وقال و صوفی بود . در سرودن اشعار فارسی ، عربی و ملتانی محلی ماهر بود و
تاریخ هم میگفت . دیوان او بفارسی طبع گردیده است و قطعه زیر که بمناسبت
ساختمان کاخ شجاع آباد سروده است شامل دیوانش میباشد :

مظفر (۱) طالعی . نواب والا	چون رنگین عمارت کرد برها
خطاب آید ز لطف حق مبارک	"زهی خورم محل جای مبارک"

۱۲۲۳

۱- مظفر خان در زبان حکومت سیک های پنجاب ، فرمانداری ملتان را بعهده
داشت .

در دیوان او قصاید ، غزلیات ، نعت ها ، و مثنویات و غیره شامل است :
 بیچاره حسن سوخت چو پروانه به عشقت ای شمع شبستان حرم ! یرحمک الله
 کمال حسن ازل است مظهر اعلی جمال روی نکوی تو یا رسول الله
 آندم که در عدم همه پنهان چوراز بود پیدا شد از تو راز نهان پیمبری
 چو آن بیرنگ رسم عشق ورزید ز بیرنگی برنگ ما برآمد
 ز بند ملت و از قید مذهب آزادم چه طرفه ملت و پاکیزه مذهبی دارم
 زاهد برو به میکده وز باده پاک کن این بوریا که بوی ریامی دهد مرا
 سر به مسجد کی فرو آورم حسن قبله من آستان دیگر است
 گفتمش وصل تو ای دوست بجان میخوامم گفت زین گونه خریدار بسی می باید

(۱۱۹) حسن دهلوی ثم ملتانی

وقتیکه امیر خسرو در ملازمت خان شهید بوده ، حسن هم آنجا در معیت
 خسرو عرصه پنج سال گذرانید . پس ازان به دهلی مراجعت نمود .

(۱۲۰) حسین - میر حسین الدین سیالکوٹی

اصلش سیالکوٹ و درین ولایت فوت کرده . منہ :
 در غم دوست محنت آبادم کر بمیراندم فلک شادم
 (مقالات ۱۷۷)

(۱۲۱) حسین - غلام علی لاهوری

از شعرای عهد جهانگیرست . کلامش بکمال لطافت و رنگینی آماده
 دلچسپی و دلپذیری

تو در سخن شدی و لذت از شکرگم شد توب گشودی و سیرابی از کهرگم شد
 بخون اهل محبت کرشمه سر کن گلوی تشنه لبان تر باب خنجر کن
 (صبح ۱۳۷)

(۱۲۲) حسین - امیر حسین بن عالم ابی الحسین ملتانی

میر حسینی سادات و اصلش از ولایت غور و در هرات ساکن بوده . سالک مسالک
 دین و مالک مالک یقین است و از مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی بوده .
 از عرفای نامدار قرن هفتم و اوایل قرن هشتم و از سادات حسینی بود و در شاعری
 هم حسینی تخلص میکرد . شیخ محمود شبستری کتاب گرانقدر گلشن راز را در
 جواب سوالات پانزده بیتی او سرود . جامی در نقحات الانس اصل وی را از گریه
 که دهبی از نواحی غور است گفته ... در عرفان بطریقت شیخ شهاب الدین

سهروری متوفی ۶۳۲ هجری میرفت و دست ارادت بخلفه وی شیخ بها' الدین ذکریا ملتانی ۶۶۱ هجری داده بود. در کتاب کنز الرموز پیش از ستایش بها' الدین ذکریا شیخ شهاب الدین سهروردی را مدح گفت و روح پاک او را شفیع آورد که بها' الدین اش بتربیت پردازد. سپس در ستایش بها' الدین چنین سرود :

شیخ هفت . تعلیم قطب اولیا'	واصل حضرت ندیم کبریا
مفخر ملت بهای شرع و دین	جان پاکش منبع صدق و یقین
از وجود او بنزد دوستان	جنت الماوی شده هندوستان
منکه روی از نیک و بد برتاقتم	این سعادت از قبولش یاقتم

گویند روزی بشکار بیرون رفته بود. آهوئی پیش وی رسید ، خواست تا تیری بروی افکند. آهو نگریست و گفت : حسینی ! تیر بر ما بیزنی ؟ " خدای تعالی ترا برای معرفت و بندگی خود آفریده است نه برای این ، و غائب شد . آنش طلب از نهاد وی شعله بر آورد ، از هر چه داشت بیرون آمد و با جماعتی جوالقیان همراه شد و بمولتان رفت. شیخ رکن الدین آن جماعت را ضیافت کرد و کچون شب شد حضرت رسالت (ص) را بغواب دید و گفت : فرزند مرا از میان این جماعت بیرون آور و به کار مشغول کن روز دیگر شیخ رکن الدین بایشان گفت که در میان شما سید کیست ؟ اشارت بامیر حسینی کردند . ویرا از میان ایشان بیرون آوزد و تربیت کرد تا با مقامات علیه رسید .

(آتشکده ج ۲ : ۵۶۷)

امیر حسین ابن عالم بن الحسن الحسینی جامع علوم ظاهریه و باطنیه و حاوی فضایل عقلیه و نقلیه پس از ترک سلطنت به ملتان رفته خدمت شیخ رکن الدین ابوالفتح که بیک واسطه از مریدان شیخ بهاء الدین ذکریا ملتانی است ، رسیده . بعضی گویند که بخدمت شیخ بها' الدین ذکریا فایض گردیدند نظماً و نثراً کتب محققانه تصنیف فرموده . منجمله در منشورات نزهت الارواح و صراط مستقیم و روح الارواح و در منظومات کنزالرموز و زاد المسافرین . . . گویند طرب المجالس نیز منسوب باوست . دیده ام سؤالات گلشن راز شیخ محمود از ایشان و آن هفده سوال و افتتاحش بدین منوال است :

سؤال دارم اندر باب معنی
چه چیز است آنکه خوانندش تفکر

ز اهل دانش و ارباب معنی
نخست از فکر خویشم درتخیر

وفاتش در سن ۷۲۸ هجری در هرات و از آنجناب است. من مشوی
زاد المسافرین :

آنجا که حریم بی نیازی است
حرفی که رود ز راه تقلید
قوسی که ز جمله پیش دیدند
در آئینه دیده ای هوا را
اورا چو همیشه او تمام است
شبلی چو درین تحیر افتاد

زناعی
روماتم خود گیر کزین سوزنه ای
میسازد بدین قدر کزو دور نه ای
ای سایه تو سرد صحت نوزنه ای
اندیشه وصل آفتاب نرسد

(عارفین ۹۴)

(۱۲۳) حضوری - گور بخش رائی ملتانی

کریم بخش حضوری از قوم کنبو، ساکن صوبه پنجاب است لیکن از
مدت مدید در اسلام آباد متورا توطن اختیار کرده. فقیر از وقتیکه صغر سن
بخدمت خلیفه جیون رام در آنجا کسب سعادت علوم میکرد و بخدمت او ارتباط
و آشنائی صمیم داشته ... اوایل در خدمت میر معصوم مشرب تخلص تربیت یافته
و میرزا بیدل صاحب رحمة الله سالها صحبت داشته مشق سخن بکمال رسانیده ...
قصه هندی در تهق کام روپ و کام لنا در زمین شیرین و خسرو بسیار رنگین
و بکیفیت گفته، هنوز ناتمام است. این چند بیت از نتایج طبع بلند اوست :

طیبیان دست بردارید از فکر علاج من
دل را بدوق وصل تو خورسندی کنم
چشم زاهد در فروغ ساغر می خیره است
من و بتی که بهنگام باده پیمائی
حضوری، مطلب سعدی اگر باشد در اینجا
بهار عمر بغفلت تمام شد افسوس
که سودائی شد از عشق پری رویان مزاج من
این شیشه را ببین که چه پیوند میکنم
دختر رز غالباً نسبت باو همشیره است
زیاد اگر طلبم می برد زیاد مرا
ز روی دست باید انتخاب گلستان کردن
رفو نکردم و چون گل شدم گریبان چاک
(خوشگو ۳۴۸)

اصلش از قوم کنبو است. اجدادش از ملتان بودند، لیکن او از مدتی
در متورا سکونت اختیار کرده سخن را خوب بکرسی می نشاند و سابع را چه تحفها
که نمیرساند ... در خدمت میر محمد معصوم مشرب تخلص تربیت یافته و با
میرزا بیدل رحمة الله سالها صحبت داشته. مشق سخن بکمال رسانیده ... قصه

هندی تعشق کادروپ و کاملتا درزه بن شیرین و خسرو بسیار رنگین به کیفیت گفته . این اشعار آبدار ازوست :

من و بتی که به هنگام باده پیمائی
نامہ ہی اختیارم در محبت شہرہ کرد
بہار عمر بہ غفلت تمام شد افسوس
نمیدانم ز نادانی کہ من کی آن دهن دارم
زیاد اگر طلبم ، می برد زیاد مرا
همچو آن مستی کہ رسواسازدش بوی شراب
رفو نکردم و چون گل شدم گریبان چاک
(رونا ۵۶)

انجمن آرای نکته دانی ، گر بخش حضوری ملتانی و اصلش از قوم ہنود کنبوہ است . . . در معرفت اصناف سخن شانی بلند داشت . . . مرد خوش اخلاق و با تمکن بود . اوایل حال بخدمت میر محمد معصوم مشرب مستفید گشته و با میرزا بیدل سالہا صحبت داشته ، بمشقی سخن پختہ و پرکار بر آمد و مدتی ہمراہ سید قطب الدین علی خان بسر رشتہ منشی گری بوجہ قلیل قناعت کرد و در ۱۲۰۰ اوسط ماہہ ثانی عشر راہ بادپہ فنا گرفت . از اشعار آبدار اوست :

چشم بہبودی ازان سرو سہمی داریم ما
شندم کاروانی میرسد از جانب کنعان
رسید بر سر بام آفتاب من وقتی کہ آفتاب رسیدست بر سر بام
این عجب کز سرو امید بہی داریم ما
نظر بر گرد راہ و گوش بر بانگ جرس دارم
(نتائج ۱۹۲)

قوم کنبوہ ، معاصر سراج الدین علی خان آرزوست .
مقبلان خرد مہگیرید بروز سہیم کہ سہ روزی من روی زمین را خال است
(روشن ۱۸۱)

(۱۲۴) حفیظ - شیخ عبد الحفیظ ہوشیارپوری

شیخ عبد الحفیظ ہسر شیخ فضل محمد خان در دہ دیوان پور کہ در نواحی شہر جہنگ می باشد در تاریخ ۵ ژانویہ ۱۹۱۲ میلادی برابر با ۱۵ محرم ۱۳۳۰ ہجری متولد گردید . تحصیلات ابتدائی خود را در شہر ہوشیار پور فرا گرفته بسن ۱۶ سالگی بلاہور رسیدہ در دانشکدہ دولتی ثبت نام کرد و در سال ۱۹۳۶ بدرجہ فوق لیسانس فلسفہ نایل گردید . درین مدت ہشت سال کہ در دانشکدہ دولتی گذرانید ریاست انجمن اردوی پنجاب را بعہدہ داشت و بعد از پایان تحصیلات در ادارہ رادیو مشغول شدہ و تا حال در همان ادارہ انجام وظیفہ می نماید . اینک منصب معاونت دہر کل رادیو را بعہدہ دارد . بانکارندہ زرقی است و این رفاقت از ۳۵ سال ادامہ دارد . وی دارای ذوق بلند در شعر و سخن فارسی میباشد .

پدر بزرگ او که شیخ غلام محمد نام داشت در زبان فارسی خیلی ماهر بود و شعر خوب میسرود. حفیظ استفاده های شایانی از محضر برادر بزرگ خود شیخ عبد الرشید "راجل" بدست آورد. وی خیلی خوش گفتار و خوش کردار است. شیخ عبد الحفیظ دیوانی بزبان اردو هم دارد که هنوز چاپ نگردیده است. شعر فارسی هم میسراید اما خیلی کم. وی را میتوان بزرگترین تاریخ گوی عصر حاضر گفت، زیرا تاریخ خیلی زود و قشنگ می گوید.

روزی نگارنده در تلاش سفینه علی حزین بازار رفته و حفیظ هم همراه من بود. بعد از جستجوی فوق العاده ای که در حدود چهار ساعت ادامه داشت مایوس شده بخانه برسی گشتم که حفیظ بمن گفت سفینه مزبور در کتابخانه اش هست. چون بمنزلش رسیدم بعد از ده دقیقه با کتابی بیرون آمد و در ظرف این مدت رباعی زیر را روی جلد آن کتاب نگاشته بود:

حاصل ز شعر من نبود جز غم و ملال کی زبیدت که خاطر خود را کنی حزین
 آورد هزار گنج بدست گهر شناس خواجه طلب سفینه شیخ علی حزین

۱۹۵۶

بعد از چند سال باز من وارد کراچی شدم. در آن زمان مشغول نوشتن تذکره طالب املی بودم. از حفیظ خواهش کردم قطعه تاریخ آن تذکره نوشته بمن لطف کند تا شامل آن کتاب کرده خود را منتشر سازم. پس از چند روز حفیظ قطعه زیر را برای من فرستاد:

خواجه ما صاحب طبع نکو تذکره طالب امل ازو
 در طلب سال اشاعت حفیظ بهره گشتی نگران چارسوی
 بای طلب را بکشیده برون تذکره شاعر امل بگوی

۱۹۶۷ - ۲ - ۱۹۶۵

۲

اقبال چون از سفر افغانستان باز گشت، مثنوی ای بنام مثنوی مسافر سرود که چندین سال قبل از وفات او چاپ گردید. حفیظ این مثنوی را با اتفاق برادر خود، شیخ عبد الرشید راجل، مطالعه می کرد و چون به بیت زیر رسید گفت که اعداد این مصراع اول ۱۳۵۷ میشود و خواهیم دید که دو سال پس از امروز یعنی در سال ۱۳۵۷ کدام کس عرصه وجود را ترک خواهد گفت؛ صدق و اخلاص و وفا باقی نماند آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اتفاقاً در سال بعد از آن علامه اقبال لاهوری فوت کرد و گفته حفیظ باثبات رسید. حفیظ اگرچه شعر کم می سراید اما آنچه بر ادبیات فارسی اضافه می کند همیشه بر از معانی بلند و دارای ذوق لطیف می باشد. او مهارت

نامی را در علوم جغرافیه و تاریخ هم دارد و همواره روش تحقیق و تدوین را دنبال نموده آثار جاویدانی را بوجود می آورد. در زیر نمونه هائی از اشعار فارسی او نقل میگردد:

نو بهار گل از شاخسار می ریزد
دل فریب وفا خورده را چه چاره کنم
چه اشکها که بیاد کسی ز دیده من
تهی پیاله چومانست در جهان ورنه
سخن بگویم و ز آن یار دلستان گویم
مراست هر چه بدل در زبان نمی گنجد
حدیث دوستی ار بار خاطرت باشد
تو دلبرم شدی و ترک دل بگفتم من

برای اولین بار که حضرت حفیظ هوشیار پوری به ایران رفت بعنوان عضو هیئت فرهنگی پاکستان در سال ۱۹۵۳ م بوده، در دوران این سفر شعرهای فارسی که حفیظ سروده بود در مجله‌ها و روزنامه‌های ایرانی چاپ گردیده، در همان سفر روزی در اصفهان رئیس اداره فرهنگ در چهل ستون ضیافتی ترتیب داد و در آن محفل حفیظ این رباعی را فی البدیه گفت:

با دیده شوق اصفهان را دیدم
آثار قشنگ باستان را دیدم
با نصف دگر دگر مرا کاری نیست
صد شکر که این نصف جهان را دیدم

بعداً در همین سفر از مشهد به طوس برای زیارت مزار فردوسی رح رفت و اشعار زیر را فی البدیه سرود:

رسید قافله زادگان خطه پاک
چهل لجه‌ای که ز لمحات پربهای حیات
نهاد بر سر افلاک پایه وطنش
سزد که از بی افزایش بصیرت خویش
بناکش این دوسه بیت ارمان بیاوردم

حضرت حفیظ هوشیار پوری بتقریب سعید میلاد مسعود ولی عهد ایران چند قطعات تاریخ گفته بود که یکی از آنها در اینجا درج میشود:

به الطاف یزدان ز کتم عدم
چو پیدا شد آن وارث ملک جم
بی سال هجری شدم لب کشا
"ولی گرامی نژاد رضا"

۱۳۸۰ هجری

(۱۳۵) حقوری - حرب بن محمد بخارائی ثم لاهوری

ابوالحرث حرب بن محمد الحقوری المهری ، ظاهر این کلمه "حقوری" ترکیب است از لفظ "حق" تازی و "ور" از پساوندهای فارسی بمحض حقدار ، یا آنکه دراصل حقوری بودست . منسوب بحتره . یکی از مجال بخارا . حقوری از معاریف خراسان و مشاهیر فضلاء بوده است . شعرش از شعری در گذشته و فضلش بساط هنر عنصری در نوشته . در قصیده ای میگوید و جواب و سوال را رعایت میکند :

گفتم : این که نمودن روی جباری بود گفت : قدر مردم اندر خویشتن داری بود
گفتم : این خواری چه بایدی پرستم مر ترا گفت : هر کوبت پرستد از در خواری بود
گفتم : این بازیگری با هر کسی چندین چراست ! گفت : عشق نیکوان بارنج و دشواری بود

رباعی

تا بر گل تو نگشت پیدا عنبر از مشک زره نبود و زسیم سپر
تا روی تو و لب تو نمود اثر از لالدمک که دید وز پسته شکر

(لباب ۱۹۳)

اسدی طوسی در لغت فرین شعری از قول حقوری نقل کرده است و از خواندن آن شعر ثابت میشود که حقوری در زندگی خود بهندوستان آمده بدقی در لاهور ساکن بوده است . زیرا درین شعر وی ذکر یکی از باغهای لاهور را که اسمش "سداها" بوده ، مطرح نموده است :

ای سروکشیری سوی باغ سداها هرگز دمی نیایی و یک روز نگذری
دانشمند محترم آقای عباس اقبال که لغت فرس را باهتمام خود تصحیح و چاپ نموده اند درباره لغت "سداها" چنین نوشته اند :

"نام باغی است بلوهاور"

(۱۳۶) حقیقت - میر علی رضا سرهندی

از اقربای میر مفاخر حسین ثاقب سرهندی بود . از طالب علمی بهره وافر داشته ، طبع رسا داشت . مثنوی در بحر یوسف زلیخا گفته . آنجا به ناصر علی پیچیده ، یک رباعی از او بگوش خورده :

جز جرم نشد سبز ز خاک تن من بر مزرع من دروغ و بر خرمن من
قدر گناه توبه آدم یارب از اشک ندامت است تر دامن من

(خوشگو ۴۴)

(۱۲۷) حمید - حمید الدین مسعود بن سعید لاهوری

تقی اوحدی گوید از افراد خطه لاهور بود و از اجله قدما و غیره حکما است.
ازوست :

با چهره تو کاش لاله است دار گل زهد است ابلهی و صلا هست احمقی
(نفائس ۹۷)

(۱۲۸) حمید الدین مسعود بن شالی کوب لاهوری

از احرار خطه لاهور بود . و در طبع ذکی و شعروی قرین عنصری و رودکی .
در لاهور از بزرگی شنیدم که این قطعه در صفت قلم گفته است . و الحق
لطیف و مشهور است :

حبذا کلک همایون تو کاب چشمش بی گمان دارد خاصیت آب حیوان
هست اسرار نمان در دل او بسیاری تا بندی سر پیدا نکند سر نمان
دو زبان باشد نمان و درین نیست شکی نیست نمان چه گرهست سراورا دو زبان
که گهی زار شود گرید چون ابر بهار از غم آنکه تنی دارد، چون برگ خزان
(لباب ۵۴۳)

(۱۲۹) حمیدی لاهوری

متاسفم که احوالش پیدا نیست . فقط همیتقدر معلوم است که وی طوطی
نامه را تصنیف نموده و در زمان اکبر شاه زندگی میکرد . در مثنوی تاریخ
نگاشتن را بدین ترتیب گفته است :

نود و هشت بود و نهصد سال روز آدینه هشتم شوال
که مرتب شد این فسانه چند این حکایت عاشقانه چند

شاعران دیگری از قبیل ضیا الدین بخشی . و علامه ابو الفضل و سید
محمد قادری در باره طوطی نامه نوشته اند که کتاب اصلی بزبان سنسکرت بود
و دارای هفتاد داستان کوتاه بود . ولی در ترجمه ها داستان های کمی دیده
میشود . طوطی نامه حمیدی فقط ۳۲ حکایت دارد :

پس همین کردم اختیار وسط می بود وسط پنجه و دو قط
زانکه خواندن و شنیدن می نه دل آزرده شود نه اسی (؟)
ایاتی چند از طوطی نامه نقل می گردد :
پاده شد مست جام قهقهه کرد شیشه هم خنده موجه کرد

گل بخیندید و نرگش بگریست
 کرد بر نظم من نثار گهر
 از می رشک رفت هوش فلک
 دلش از رشک شعر من خون شد
 رایگان شد زمان عمر عزیز
 فکر شعرم ز اختیار رهاند
 جز زیان نیست هیچ فائیده

چنگ فریاد گرد و نی بگریست
 هم ثریا کشوده عقده در
 چون رسید این خبر بگوش فلک
 شفق از بسکه سرخ گلگین شد
 الله الله بفکر شعر عزیز
 فکر شعرم ز کاروبار رهاند
 هیچ سودم نشد درین سودا

راجع به زنان می گوید :

نیستش منفعت ضرر دارد
 غم جانند تا که می مانند
 بفریب و فسون برشته بود
 گردد اعمی بصارت تدبیر
 عشق در دهر کرده بدنامم
 بکنی چاره من بیمار

آری آنکس که دختری دارد
 دختران پای بند انسانند
 ای حمیدی زن فرشته بود
 ای حمیدی چو بر سر تقدیر
 عشق دزدیده نقد آرامم
 چه شودگر ز روی لطف ای یار

(۱۳۰) حیدر - غلام قادر گجراتی

سور یک ده کوچکی است در نزدیکی شهر گجرات و خانواده ای از شاعران در آن ده زندگی میکرد. حیدر هم از همین خانواده بود و بر مرکز شعر بودن ده خود افتخار میکرد. وی بعداً به جلال پور جتان آمده در آنجا ساکن شد و بفارسی اردو و پنجابی شعر میسرود. دیوانش ناپید است اما قریشی احمد حسین احمد طی مقاله ای با اسم دبستان شعر و سخن گجرات، غزل زیر را از بیاض مولوی مجمد صالح کنجاهی نقل کرده است :

دل گرفتار بزلفت شده جانان مددی
 آبروی ورع و شوق بخشکی پیوست
 رخت ما ماند درین بادیه و قافله شد
 شوق حیدر زده از منزل دل خیمه برون
 نیم جسمل شده ام خنجر مزگان مددی
 ابر رحمت مددی دیده گریان مددی
 صبح خیزان مددی همت یاران مددی
 راه گرائی شد بجنابت شه جیلان مددی

روزی حیدر در خانه خود نشسته روغن بادام میکشید که یکی از دوستانش در آنجا رسید و ازو پرسید که این چه شغلی را پیش گرفته ای ، حیدر بالبدیهه گفت :

روغن بکشم ز صبح تا شام گریان، گریان زمغز بادام

(۱۳۱) حیدری - حیدری ملتانی

شاعر خوب... است، شرف زیارت حرمین شریفین دریافت. دو بار سیرهند کرده بولایت خود برگشت. اول بملتان رسیده، قصیده ها در مدح قاسم خان نیشاپوری ناظم آنجا گفته، گذرانید. خان چهار هزار رویه صله داده اورا بدهار خودش فرستاد. وکرت ثانی وارد آگرا شد. قصیده در ثنائی اکبر شاه موزون کرد. ازان است:

نبود پشت های ریگ روان
گر بی غرق کردن اعدا^۱
فیلهایش که در صف هیجاست
هر طرف موجهای بحر بلاست

شیخ عبدالقادر بدایونی صاحب منتخب التواریخ گوید. دیوان حیدری مشتمل بر چهارده هزار بیت تخمیناً بنظر آمده... ازوست:

گر هجو سرا به دشمنی گفت کسی
میرزا امین رازی صاحب هفت اقلیم گوید: حیدری با آنکه از خاک برداشته^۲
من مرثیه اش بدوستی خواهم گفت
هند بود، در حق مردم هند این رباعی گفت:

رباعی

در کشور هند شادی و غم معلوم
جائیکه یک رویه آدم نخرند
آنجا دل شاد و جان خرم معلوم
آدم معلوم و قدر آدم معلوم

مذمت هند کردن. تخصیص حیدری نیست... بلکه اهل ولایت ایران و توران قاطبه^۳ بآنکه هند آمده از حالت گدائی بمرتبیه امیری میرسند و از نکبت قلندری بر آمده بدولت سکندری فایز میشوند... بانواع مذمت می آلاینند.

(نشر)

(۱۳۲) حیران - شیخ محمود سرهندی

متوطن سرهند از هم مشقان میان ناصر علی مرحوم بود. من اشعاره:

بر آن لب ها، ز انداز تبسم حال می گردد
زهی نازک کلی کز رنگ خود پا، ال می گردد
آهو شنیده ایم و ندیدیم جز رهی
نقش جهان بگردش پشمی که بسته اند

جهان ز حیرت حسن تو سیمیا گم شد
 که قطره انجمن و ابر آسمان دیگر شد
 جهان ز جلوه یکتای تو شده حیران

چو بدر صرف یک آئینه گشت قابلها
 (همیشه)

از سرهند بود . قدم بر قدم میان ناصر علی گذاشت . به مذاق تصوف
 آشنائی تمام داشت . اشعارش خیال آمیز دارد . ازوست :
 بخلوت خانه دل رفت و پیدا کرد عالم را
 درین آئینه خود بنشست و بیرون ماند تمثالش

(خوشگو ۱۰)

(۱۳۳) حیرت - لاهوری

از برادران نواب معتمد خان عالمگیری بود و محمد شاه پادشاه بمنصب چار
 هزاری اورا سر افزای بخشیده :

در خموشی میشود لعل لبش آدم فریب چون بهم آید دو لب یکدانه گندم میشود
 نپست از آبله بر چهره صاف تو نشان شده حسن تو بصد چشم تعاشائی تو
 (روشن ۱۹۱)

(۱۳۴) خادم - فظام الدین گجراتی

وی جد اعلای مولوی غلام رسول بود که در قلعه میان سنگه از نواحی
 گجرات زندگی میکرد . کتابی باسم انشای خادمی تصنیف کرده بود و در شعر
 گفتن هم مهارت تامی داشت . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است اما از بیاض
 مولوی محمد صالح یک غزل زیر بدستم رسیده است که اینک نقل میگردد :

باد صبا جو بگذری بر سرکوی یار من بهر خدا بخود بری شمه ز حال زار من
 شعله فکر پاسپند برق بخر نمیکند آنچه غم تو میکند با دل بیقرار من
 کم نشود ز جاه تو گر تو بخاطر آوری سہت یکی زبیدلان خادم خاکسار من

(۱۳۵) خاکی - عبدالرحمن امرتسری

ابوظفر حکیم عبد الرحمن خاکی در سال ۱۸۹۴ در شهر امرتسر متولد گردید .
 او از خانواده معروف طبیبان امرتسر بود و لیسانس طب را از دانشکده طب گرفته بود .
 آشنائی کاملی با زبان فارسی دارد و باین زبان شعر می سراید . در راولپندی زندگی
 می کند و باز نشسته است - دیوانش هنوز تدوین نگردیده است اما انتخاب

اشعارش در زیر نقل می گردد

زرب خود چو خواهی دلنوازی قدم زن بر طریق باکبازی
 زنی دست طلب گر بر در حق ترا آید میسر کارسازی
 نسازد هیچ کس با تو در عالم اگر تو با خدای خود نسازی
 ترا هر شب شب قدر است اگر تو به شبها در عبادت جانت گذاری
 تو بازی باختی در منزل عشق بر این بازی اگر نازی چه نازی
 خدایا بر من مسکین نگاهی که رحمانی - کریمی - کارسازی
 به مشت خاک باری ابر رحمت زهی بخشش زهی بنده نوازی
 شوی محمود را مقبول خاکی بیاموزی چو آداب ایازی

الفت احمد چو پیوند بدن خواهد شدن
 این دمن از فیض روحانی چمن خواهد شدن
 فتح باب نصرت اسلامیان نزدیک هست
 رنج ناکامی نصیب اهرمن خواهد شدن
 چون جمال یوسفی افروخته بزم شهود
 شاهد جرم حریفان پیرهن خواهد شدن
 سعی در کار است خاکی از پی اظهار دین
 لشکر محمود آخر بت شکن خواهد شدن
 آنکه عشقتش در دلش مستور نیست دعوی اخلاص او منظور نیست
 جز به تنویر تو ای نور ازل سینه اشراقیان را نور نیست
 از خوش انفاس تو ای سحر حلال نیست انسانی که او مسحور نیست
 لذت عشقت نباید کور ذوق دیده بی معرفت را نور نیست
 جز خطاها نیست معمول مرا جز عطا کردن ترا دستور نیست
 بنده خاکی به جرم بی حساب جز به الطاف خدا مغفور نیست
 مثل پروانه فدا گشتند بر شمع جمال
 عاشقان روی خود را شعله سامانی هنوز
 خوشه چین علم تو شد یک جهان عارفان
 طالبان فیض را خرمن بدامانی هنوز
 فرصت بادا که ما را درد الفت داده ای
 غم نمی دارم ز درد خود که درسانی هنوز
 از خدا خاکی طلب کن کثرت انصار دین
 نصرت او در طلب گر در پریشانی هنوز

(۱۳۶) خاور - میرزا محمد اکبر لاهوری

رخت اقامت در لاهور انداخت. مرد کهل بود. یکبار در منزل نواب غلام محبوب سبحانی ملاقات شده. بسیار خوش رو و خوشگو بود. این یک شعر از آن خورشید سخن بیاد میدارم:

آفتاب میستانم خاورا تا مرا گویند مهر نیمروز

(چشم ۴۴)

(۱۳۷) خبرت - محمد احسن لاهوری

محمد احسن نام. لاهوری. خود را شاگرد آفرین لاهوری می خواند. در زدیکی باراده زیارات عتبات عالیات علی صاحبهم الصلوٰة و التسلیمات در رادآباد وارد شد. روزی نزد مولوی محمد جعفر رسیده چند اشعار بنام خود آگاهی داد. غیر ازین یک بیت از آنجمله پسند طبع کسی نیفتاد. هر چند آن هم پسند نیست. اما درین مقام ازو پسند است. منہ:

چون سایه بهر کجا بر ندم نبود بکف اختیار مارا

(مقالات ۲۰۱)

(۱۳۸) خدا بخش - خدا بخش ساهن پال

اسمشن سید خدا بخش نوشاهی و نام پدرش سید حافظ نورالله ابن سید حافظ محمد حیات ربانی نوشاهی است. خانواده اش اهل فضل و هنر بود و همه طبع متواضعی را دارا بودند. در سال ۱۲۷۷ هجری در دهکده ساهن پال فوت و قبرش هم در همان ناخیه ساخته شد. بفارسی هم شعر می سرود. هنگام تولد پسر خود نور احمد چنین گفت:

نور احمد بجان برابر من	دیده از دیدنش شود روشن
قرة العین بلکه راحت جان	هر زمان میشود بحفظ وامان
یا الهی بمشوق پیغمبر	بخت او میکنی چو اسکندر
علم بسیار بخت او بیدار	دشمن او همه شوند خوار

(۱۳۹) خدا بخش حکیم گجراتی

از اطبای نامور و معروف شهر گجرات بود. در تحقیق و تصنیف و سرودن اشعار فارسی خیلی معروف بود و کتابهای زیر را تصنیف کرده و بچاپ رسانید:

۱ - مرآة التحقیق . ۲ - برزخ صغری . ۳ - برزخ کبری . ۴ - تاریخ طب .

۶ - مجموعه قصاید و غزلیات عربی و فارسی و اردو .

قبر وی در بارا گلاب شاه است . ازوست :

این واقعه که گفته شود وا مصیبتا حیرت نصیب دیده و حسرت نصیب گوش
در هر دل اژدهام نم انداخت واضطراب در هر طرف هجوم ملال او فکند بپوش
چشم پر آب و مینه پر آتش دهد نشان این حال پر ملال که کم کرد چشم هوش

(۱۴۰) خرد - میر محمد خان لاهوری

میر محمود خان الحسینی ، خرد تخلص از سادات معتبره عمده خواف است .
پد او به والدش خواجه صوفی بزرگ و صاحب نسبت بود و اسباب مشیخت از
خانقاه وغیره منبیا داشت . . . او بعد فوت پدر در سن هفت سالگی بجای پدر بر
مسند مشیخت نشست . بعد ازان امانت خان یا ارشد خان او را از ولایت بلخ
طلب داشته . . . کفایت خان پسر خود در حباله نکاح او در آورد و در مسلک
ملازمان عالمگیر پادشاه منسلک گردید . در عهد فرخ سیر و پادشاه محمد شاه
متعینه صوبه لاهور گردیده . . . بعد از فوت فقیر بخدمت او بسیار می رسید . . .
فاضل متبحر و اکثر از علوم عربیه مطلع بود و خیلی هم طبع ملائم و وضع هموار
داشت . جسته جسته فکر شعر هم میکرد . . . ازوست :

دل پر خون شده مینای شراب لب کیست ؟ جگرم سوخت ندانم که کباب لب کیست ؟
در سال یک هزار و یک صد و شصت و یک بخت خرامید .

(مردم ۱۲۰)

بطلب نواب محمد ارشد خان از بلخ به هندوستان رسید . . . بملازمت عالمگیر
پادشاه عز اختصاص یافت و در دور فرخ سیر پادشاه بصوبه داری لاهور چهره
بر تافت . در سال احدی و ستین و مائه و الف قدم بجانب عدم برداشت :

بوصف طره مشکین او چون خامه سر کردم سیاهی از سواد دوده آه سحر کردم

(روشن ۱۹۷)

(۱۴۱) خرد - خواجه محمد یحیی خان لاهوری

از اولاد حضرت قطب عالم . مخدوم اعظم است قدس سره . . . سن چهارده
سالگی همراه والد از سمرقند بلاهور آمد . خواجه عبدالعلیم خان مرحوم که از
اکابر و عمده و امیر غالبان بود عمک والدش میشد . در خدمت ایشان تربیت
یافت . بعد ازان با امیر صاحب مدار ، ذکر با خان بهادر او را ربط خاص و اقتدار
تمام بهم رسید . بعد برهم خوردن این سلسله و خرابی لاهور با امیر یحیی خان

بهادر خلف ذگریا خان مرحوم که قرابت هم داشت ، پیوست..... در آن ایام بحال فقیر نهایت شفقت بنظهور آورده بلکه واسطه بودن فقیر در آن لشکر او بزرگ بود..... بشعر گفتن ذوق تمام دارد و اکثر در مشق می باشد..... شعر خوب میگوید . ازوست :

دیر آبدی به حسرت بسیار از برم پیش از تو رفت عمر گرامی همین نفس
ای برهن پسر از غارت دلها پرهیز شده ز نار تو تسبیح ز بسیاری دل

(مردم ۱۶۱)

نواسه ذکریا خان صوبه دار لاهور . مرد کهنه مشق بود . از بدو شعور بشعر و شاعری مایل گشته و اکثر در خدمت شیخ حزین علیه الرحمه حاضر بود . سخن مربوط میگفت . چون بحسب اتفاق وارد لکهنو گردید از جناب ارشاد مآب استفادہ کلام نموده . چند سال است که فوت شد . ازوست :

در کعبه نا توانی مارا کجا رساند از خانه تا به مسجد شاید خدا رساند

(هندی ۷۰)

از احفاد ذکریا خان صوبه دار لاهور بود و اورا عمش عبدالحکیم خان پرورش نمود :

کدام تشنه جگر خاک شد درین وادی . زگرد راه تو بوی کباب می آید
زلختهای دل کوهکن که ریخته بود . دمید لاله بدامان کهنسار آخر

(روشن ۱۹۷)

(۱۲۲) خسرو - یمین الدین امیر خسرو دهلوی ثم ملتانی

عارف صاحب رتبه و عاشقی بلند مرتبه است . اشعار آبدار و ابیات غرای آن خسرو خورشید اشتهار مستغنی از تعریف و بی نیاز از توصیف ارباب امتیاز و اصحاب اخبار است . . . قصیده و غزل و مثنوی را ورزیده و همه را بکمال رسانید . تتبع خاقانی میکند . . . خمسه نظامی را کسی به از وی جواب نه گفته . . . در یکی از رسائل خود بیان فرمود که عدد ابیات من از چهار صد هزار زیاده و از پانصد هزار کمتر است . . . در علم موسیقی مهارت تام داشته . . . تولد پدر بزرگوار آن نادره جهان در شهر کش (ناحیه جرجان) واقع شده و از مردم هزاره لاجپن نواحی بلخ است که حدود قرشی نواحی بلخ می نشستند . (وی در دهی معروف به پتالی در نواحی شهر اسیته و اکبر آباد متولد و در دهلی مدفون شد و چندی در حضور خان شهید در ملتان بسر می برد . مؤلف) امیر خسرو را اعتقاد تامی به شیخ مصلح الدین سعدی بوده و همیشه آرزوی صحبت ایشان می کرده . در وقت که

سلطان غیاث الدین بلبن ملتان را قصر سلطنت خود ساخت امیر خسرو به سلطان عرض نمود که دو کلمه به حضرت شیخ سعدی بنویسید و خدمتش را از روی خواهش بطلبید سعدی نوشت که باقی عمر از زویه بیرون نمی آیم. مرا معاف دارید.... امیر خسرو هفتاد و چهار سال عمر کرده و در شب جمعه و دیعت حیات را بموکلان قضا و قدر سپرده است. مدفن آن نادره جهان در حضرت دهلی است. طوطی شکر مقال و عدیم المثال تاریخ فوت یافته اند. بر لوح مزارش نوشته اند. (میخانه ۵۷)

خسرو در زمان شاهزاده سلطان محمد پسر سلطان غیاث الدین بلبن در ملتان آمد ولی در تاریخ فرشته چنین آمده است که او همزمان با شهزاده آمده بر منصب مصحف دار شاهزاده مذکور منصوب گردید. امیر خسرو در ملتان پنج سال زندگی کرد و این موضوع را مصنف غرة الکمال هم مورد تایید قرار داده است.

ازوست :

دلم در عاشقی آواره شد ، آواره تر بادا
 گمراهی زاهد دعای خیر میگویی مرا ، این گو
 ناخدا در کشتی ماگر نباشد ، گو ، مباش
 خسرو بکمند تو اسیر است
 گفتم که روشن چون قمر گفتم که رخسار منست
 گفتم طریق عاشقان . گفتم وفاداری بود
 گفتم که حوری یا پری . گفتم منم شاه بتان
 خیرم رسیده امشب که نگار خواهی آمد
 بلبم رسیده جانم . تو بیا که زنده مانم
 نمیدانم چه منزل بود شب جائیکه من بودم
 پری بیکرنگاری ، سروقدی ، لاله رخساری
 خدا خود میر محفل بود اندر لامکان خسرو
 جانم باین شکسته دلی بیوفا مشو
 یکدم شب وصال میسر نشد مرا
 بر حال زار ما نظری کن ز راه لطف
 در فراق تو نهادم جان و دل
 خون من گر ریخت در کویت چه باک
 چند می پرسی که خسرو را که کشت
 بخوبی همچو مه تابنده باشی
 من درویش را کشتی بغمزه
 تنم از بیدلی بی چاره شد . بیچاره تر بادا
 که این آواره کوی بتان آواره تر بادا
 ما خدا داریم ما را نا خدا درکار نیست
 بیچاره کجا رود ز کویت
 گفتم که شیرین از شکر گفتم که گفتار منست
 گفتم مکن جور و جفا . گفتم که این کار منست
 گفتم که خسرو ناتوان . گفتم پرستار منست
 سر من فدای راهی که سوار خواهی آمد
 پس ازان که من نمانم . بچه کار خواهی آمد
 بهر سورقص بسمل بود . شب جائیکه من بودم
 سراپا آفت دل بود . شب جائیکه من بودم
 محمد شمع محفل بود . شب جائیکه من بودم
 عمری گذشت تا شده ام آشنای تو
 ای وای بر کسی که شود مبتلای تو
 تو بادشاه حسنی و خسرو گدای تو
 هر دو بر طاق خم ابروی تو
 خونبهای ماست اندر کوی تو
 غمزه تو ، چشم تو ، ابروی تو
 بملک دلبری پاینده باشی
 کرم کردی الهی زنده باشی

جفا کم کن که فردا روز محشر بروی عاشقان شرمنده باشی
 ز قید دو جهان آزاد باشم اگر تو همنشین بنده باشی
 برندی و بشوخی همچو خسرو هزاران خانمان بر کنده باشی
 ای چهره زیبای تو رشک بتان آذری هر چند وصفت میکنم درحسن ازان زیباتری
 آفاقها گزیده ام . مهر بتان و رزیده ام بسیار خوبان دیده ام . اما تو چیزی دیگری
 عالم همه یغمای تو ، خلق جهان شیدای تو این نرگس شهلای تو . آورده رسم کافری
 من توشدم ، تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
 خسرو غریب است و گدا . افتاده در شهر شما باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری
 بهر قتلیم چو کشد تیغ ، نهم سر بسجود او به نازی عجبی . من به نیازی عجبی
 خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری حسن یوسف . دم عسلی . ید بیضاداری
 شیوه و شکل و شمایل حرکات و سکنت آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری
 تا تبسم نکنی ، عقل نه گوید هرگز کاندربن . آب خضر لولوی لالا داری
 دل و دین بردی و هوش و خرد و صبر و قرار دیگر از خسرو بیدل چه تمناداری

(۱۴۳) خسروی - ابوبکر خسروی لاهوری

خسروی شاعر معنوی بود . در دولت خسرو ملک اقبالها دید و در اوایل
 ایام سلطنت معزی قبول یافته و شمال جلال و قبول آن خورشید صبا مرکب بدو
 تافته . در مدح سلطان شهید تغمده الله برحمة ، میگوید :

تا عروس حسن تو از لطف زیور میکشد شاه دل را عشق تو بر تخت جم بر میکشد
 گوهر نوشین تو در لعل لولومی نهد سوسن سیمین تو از لاله عنبر میکشد
 تیغ تو در وقت صف نام از فریدون می برد کلک تو در وقت آن خط بر سکندر میکشد
 دلها ز باد آتش غم خشک شد بیا تا ز آب دیده خاک قدسهاست ترکنیم
 تا روی خوب تو که کمال است در جمال در پیش ماست کی سخنی مختصر کنیم
 گفتی بطنز دوش که رو ، یار نو گزین آن روز خود مباد که یار دگر کنیم
 بر بساط حسن در قصر شرف بر تخت لطف شاه رویت را بهر لحظه جمال دیگرست
 در گلستانی که باشد جای گوی رخسار تو سرو از شرم قندت مانند نالی دیگر است
 ماه در قصر فلک زاری کند از رشک تو با درخشان مهر روی تو مثالی دیگر است
 (لباب ۵۴۱)

(۱۴۴) خطابی - خطابی گجراتی

ازین دو بیتش معلوم می شود که هندوستان آمده و بر یکی از خوشرویان

گجرات مایل و مبتلا گردیده :

سیه چشمان گجراتی که رشک صورت چین اند بگویم کافر ایش ترا ولی غارتگر دین اند
بگیسو جمله چون عنبر و لیکن عنبر سارا بچشمان جمله چون آهو ولی آهو می مشکین اند
(نشر ۱۴۰)

(مقصود از گجرات همان گجرات پنجاب است زیرا مهرویان گجرات احمد
آباد زیبا نیستند و هیچگاه در ادبیات فارسی هند بعنوان «، صورت چین ،، معرفی
نگردیده اند.)

(۱۴۵) خطیر الدین محمد بن عبدالملک لاهوری

از مشایخ خطه لاهور بود . لابل از افاضل امایل جمهور . در فضل و
جرات از هری و بو عبید و در صفا و زهدات شبلی و جنید و امروز خطه لاهور
بمکان فضل و بزرگی امیر امام مجد الدین که ثمر آن شجر و قرة العین آن بصر
است ، معمور است و تصانیف او در انواع علوم از معقول و منقول مشهور است
و از اشعار خطیر الدین بیتمی چند استماع افتاد است که در تلون احوال روزگار
پرداخته است . درین صحیفه آن لطیفه را درج کرده آمد . شعر :

گردش روزگار پر عبر است	نیک داند کسی که معتبر است
چرخ پر شعبدست و پرنیرنگ	همه نیرنگهاش کارگر است
بد و نیک زمانه مختلط است	غم و شادیش هر دو منتظر است
هست جمال آب دریا ابر	خاک را قصبه های پردرد است
باز شمشیر برق تیغ کشد	چو یلان کوهسار با کمر است
اندرین روزگار نا سامان	هر که او عاشقشست پر هنر است
از چنین مادر و پدر چه عجب ؟	گر موالید مانده در بدر است

(باب ۱۹۲)

از مشایخ خطه لاهور است . محمد عوفی گوید که در فضل و سراغست
چون از هری و بو عبید و در کمال و زهدات شبلی و جنید بوده . از خدمت ثمره
النفواد ، امام مجد الدین در خطه لاهور فیض صحبت برده ام و مکررا مستفید شده
ام . تصانیف امام خطیر الدین در انواع علوم معقولا و منقولا بسیار و بیشمار
است . و به گفتن شعر هم توجه می فرمود . ازوست

اندرین روزگار با سامان	هر کجا زی حیات در نظر است
همچو رویه هست کشته دم	همچو طاؤس مبتلای پری است

(نقائس ۱۱۱)

(۱۴۶) خوشتر - میان فضل الله سرهندی

خلف الرشید دوم مرحومی مخدومی میان محمد افضل سرخوش . جوان قافل ، طالب علم خوش نویس ، خوش محاوره و خوش خلق بود . مرحومی مذکور تخلص خوش قلم به فیض الله پسر کلان که بحضور ایشان وفات کرد و تخلص خوشتر به فضل الله و تخلص خوشگو به فقیر عنایت کرده بود . او ثانی حال هنر تخلص قرار داد . در عمر دوازده سالگی غزلی طرح کرده پیش پدر تسلیمات بجا آورده می خواند . ازان غزل است :

آزار تو جز راحتم البته نباشد تیغ نگهت بیش ز تمبه نباشد

در هزار و صد و چهل و یک در عین جوانی بهالم جاودانی شتافت . . . ازوست :
 خنده عیش تو از خنده گلهای خوشتر گریه ناز تو از گریه مینا خوشتر
 (خوشگو ۱۷۱)

(۱۴۷) خوشدل - پرتاپ رائی لاهوری

از قوم کایت (کائیس) متوطنان لاهوری بود . در عمل همت دلیر خان باراده جاترای موضع "نانی" که معبد متبرک هند است در تهته رسیده . بعد غزل نواب هم درین جا ماند . در عمل نواب صادق علی خان وقتیکه میرزا محمد محسن برادر ابو المنصور خان وزیر - سب الطلب به دهلی میشتافت ، همراه او شد و آنجا ترک نوکری کرده هر چه داشت صرف جوگیان کرده . خوش سلیقه و پرفهم و صاحب حال بود . این چند اشعارش زبانی میرزا غلام حسن تحریر می یابد . منه :

جرعه صیبا سحر در عین مستی ریختم آبروی آفتاب از می پرستی ریختم
 واقف گوی عدم گشتم ز فیض بی خودی مشت خاکی داشتم بر فوق هستی ریختم
 سینه آئینه خوشدل که با سنگ آشناست بر در میخانه رنگ بت پرستی ریختم
 پانزده سال شد و مطلع دیگر نرسید بیت ابروی ترا قافیه تنگ است اینجا
 (مقالات ۲۰۳)

(۱۴۸) خوشدل - غلام محمد تلوندی

غلام محمد خوشدل پسر نذر محمد از اجداد ممتاز حسن احسن می باشد . در سال ۱۸۳۰ میلادی در دهکده تلوندی موسی خان بدلیا آمد و در همانجا بسن شصت سالگی بدرود حیات گفت . بزبان های عربی ، اردو ، فارسی و پنجابی شعر میگفت . دیوانش هنوز جمع و تدوین نشده است ولی بعضی از ابیات چاپ شده اش

را که آقای ممتاز حسن احسن برای من فرستاده است در زیر نقل می‌کنم :
 شکر حق گویم که از فضل و عطای بیکران
 داد در دستم جواهر های گنج شایگان
 از سر کلک جواهر سلک مقبول اله
 واله و مخدوم من غفران حق بادا بر آن
 نذر احمد قبله من گوهر دریای علم
 عالم عامل فصیح و نکته سنج و خوش بیان
 صاحب زهد و سخا و ارتقا و ارتفاع
 منبع فیض الهی . پیشوای کاملان
 بود خلق احمدی اندر سرشت پاک او
 زایش از هر کنار و هر طرف خلق جهان
 داده خط فارسی و آنچنان زیب و نگار
 که بیاید همسرش در شرق و غرب اندر جهان

(۱۴۹) خواجه اسمعیل خان لاهوری

داماد نواب ذکریا خان بهادر ناظم لاهور است . جوان سلیم و طبع درست
 دارد . اصلاح افکار خود از فقیر میگرفت . . . ازوست :

چشمش ز سیاه مستی خویشت	پروای خمار با ندارد
هر آنکه بود ز حسن بهتر	این نیست که یار ما ندارد
ساقی ما از سیه مستی می گلرنگ را	کرد در مینا ولی در جام نتوانست کرد
ز هجرت چنان تلخ شد کام من	که تلخی اثر کرد در نام من

(مردم ۱۲۲)

فرزند رشید نواب عبدالمومن خان برادر کوچک نواب دلیر جنگ بود
 و شقی سخن از حاکم لاهوری می نمود .

منکه ز جان خویشتن سیر شدم به هجر او
 کاش بوصل او مرا مژده ناگهان رسد

(روشن ۲۰۲)

(۱۵۰) خواجه محمد رشید لاهوری

المولی الاجل الکبیر ، شهاب الدوله والدین محمد بن رشید رئیس از افاضل
 آن دیار بود (مولف) از ملازمین دربار خسرو ملک بود و در لاهور زندگی میکرد

خسرو ملک از سال ۱۱۲۰ الی ۱۱۸۶ میلادی حکومت کرد و رشید از دانشمندان دربارش بشمار میرفت (باجاهی عریض و فضلی مستفیض و طبع زاینده و خاطری در ذکا چون ذکا تابنده و خطی چون در منثور و شعری چون عقد منظوم و از شیخ الاسلام ذکی الملت والدین شنیدم که : دوش بنزدیک او قدری گل و نرگس فرستاد . فی البدیهه این دو بیت گفت :

شاخکی چند نرگس رعنا گلکی چند تازه چیده
آن همه دیده‌های بی چهره وین همه چهره‌های بی دیده

لطافت این سخن و طراوت این لفظ بر حسن بیان و لطف طبع آن یگانه جهان گواه عدل و مخبر صادقست . وفات او در شهریسن ثمان و تسعین و خمسانه اتفاق افتاد و آفتاب فضل بر ختن او منکشف شد و ماه هنر او زحمت محاق دید و این ابیات در مدح ملک ابوالملوک سراج الدوله والدین خسرو ملک گفت :

ساقیا درده قدح بر لذت دیدار گل و زطرب رخسار خود بفروز چون رخسار گل
ساقیا چون حق گل راجز بمی‌توان گذارد گل نمود از پرده رخ، می ده، معخواه آزار گل

مدح سلطان گوی تا لذت دهد بر دست تو
باده مشکین درین ایام عنبر بار گل
بر سریر ملک تا بگرفت در کف تیغ و جام
کند شد دندان فتنه . تیز شد بازار گل

همو راست :

روزی پخوشست و ابر در آفاق میکشد
دل سوی ساقیان سمن ساق می کشد
دستان منزع پرده عشاق میزند
عشرت گرفته دامن عشاق می کشد
مستی ز هوشیاری خوشتر مرا از آنک
مستی علاج خسرو آفاق می کشد

همو راست :

ای دیده در خزان ز خجالت بهار چشم
بی دیدن جمال تو ای نور چشم من
روز کرم گذشت و کرم را به بوستان
دارم ز خسرت تو چو ابر بهار چشم
ندهد حیات زیب و نیاید بکار چشم
اندر میان سبزه گشود انتظار چشم
(لیاب ۹۲)

(۱۵۱) دانا - لاهوری

متلازم دفتر انشای عالمگیر بادشاه بود.

اضطراب اندر سخن عیست دانا چون هلال
منزعه برجسته باید گوین از ماهی بود

(روشن ۲۱۰)

(۱۵۲) دبیر - لچهمی نرائن گجراتی

پسر منشی رام ولد رای جسونت رای از قوم کھتری در کنجاہ از مضافات
گجرات متولد شد. طبیعت طبع موزونی داشت. در کودکی از شیخ محمد صداقت
برادرزاده غنیمت کنجاہی اصلاح یافت. بعد از صحبت سراج الدین علی خان
آرزو استفاده کرد. صرف و نحو را از لاله تیک چند بہار صاحب بہار عجم یاد
گرفت. رقعاتش را منشی فیض بخش جمع آورده طبع گردیده است. گاهی گاهی
بزبان فارسی شعر هم می گفت. ازوست:

گوئی ای یار دلستان مرا	کہ غمت سوخت است جان مرا
چہ ستمگاری از فلک سرزد	کہ جدا کرد مہربان مرا
گریہ اش در گلو گرہ گردید	ہر کہ بشنید داستان مرا
ای دبیر آخر این چہ کم ظرفی است	فاش کردی غم نہان مرا

(۱۵۳) دستور - ابی چند لاهوری

ابی چند نام ہندوئی از قوم کائست ساکن لاهور. وارد بلدہ شدہ بود.
در میدان سخن اسپ زبان را بدین دستور میراند. منہ:

ادھم (۱) این نکتہ بارباب بصیرت میگفت
آنچہ در کاسہ چوبین است در افسر نبود

(مقالات ۲۱۶)

(۱۵۴) دلشاد - دل محمد پسروری

احوال وی در تذکرہ ہا مذکور نیست اما بعقیدہ نگارندہ او در قرن دوازدم
مزیستہ است و با راجہ رنجیت دیو، نواب معین الملک و با آدینہ بیگ رفاقت

(۱) ادھم اسم یکی از صوفیای معروف بلخ بود. اسم وی چنین آمدہ است:
حضرت ابراہیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن جابر ابو اسحق تمیمی عجلی.

داشت . غالباً در شهرهای لاهور و سیالکوٹ زندگی میکرد . دیوانش با اسم دیوان دلشاد معروف است . در زمان دل محمد ، شهر پسرور را پسرور می گفتند . چنانکه وی خود گوید :

دل محمد بدهر نام ، کنی گر از شاد کام
بنام دلشاد سر بر آرم ، دل محمد خوش از تو بادا

نیز :

شهر ما پر سرور میگویند	کان علم و شعور می گویند
بی تکلف سواد آبادیش	تالاب آب شور میگویند
اهل اخبار هند تاریخش	اول از لاهور میگویند
شکر فیاضی دو تالابش (۱)	مردم و مرغ و مور میگویند
حسن هرخانه اش همی بینید	شهر حور و قصور میگویند
زین ولایت کجا روم دلشاد	شهر دهلی است دور میگویند

تاخت و تاز سیکها و مرهته ها در زمان دلشاد ادامه داشت و در عین حال نادر شاه هم بر هندوستان حمله نموده بوخاست وضع این ناحیه افزوده بود . دلشاد بآن وضع اشاره میکند :

قتل عام است در جهان آباد	آخر این غمزه تو نادر نیست
بگزید از من اهل عمرانان	قیس ما از بنی عامر نیست
آنچه کردی تو با مسلمانان	بخدا کار هیچ کافر نیست
درد درانیست اشک چشم ما	شور افغانی است اشک چشم ما
الحذر زین لشکر دریا شکوه	فوج ترخانی است اشک چشم ما
غبار مرکب آدینه بیگ در پنجاب	چو سرمه نوره چشم کور ، یا قسمت
کجاست خان بهادر دگر گل مومن	به فیض باغچه لاهور ، یا قسمت
فغان ز آمد و رفت قشون افغانی	به لاهور سگ بی شعور ، یا قسمت
امام مهدی آخر زمان ! بیا وقت است	ندانم از تو شود کی ظهور ، یا قسمت

در مدح دوست خود نواب معین الملک :

فلک یکی کمترین غلامش که پشت خم کرده در سلامش

معین دین خان خجسته نامش ، ز عقل پیرو به بخت برنا

در مدح نواب سر بلند خان میدوزنی ، صوبه دار پنجاب :

چو ابر رحمت حق باد پرشکال امروز	رساند مزده که نواب نامدار رسید
خبر ز عالم بالاست ، قمریان به چمن	بلندخان چو سببی سرو صوبه دار رسید

(۱) تالاب : حوض بزرگ آب .

من وی معلوم نیست اما وفات او حتماً در زمان پیری اتفاق افتاد ، چنانکه گوید :

میرم از پیری ، بیا دلشاد من ، نام خدا
 یک تیر بر نشان نزدیکم آه چون کمان
 دلشاد بریز اشک به پیری چو رسیدی
 پایم از گرم روی آه براهت در ماند
 یوسف آمد سر بازار زلیخا! وقت است
 خانه زادان تو هستند گل و سوسن و سرو
 ای عزیزان مرا خبر گیرید
 قصه زلف او، دراز خوش است
 دل خود دست غیر مفروشید
 یار تیغی کشیده می آید
 آه دنیا بکس نکرد وفا

که یاد آید زیادت گر دلم بی تاب بر گردد
 تو بر گردی ز خوابم دیده ام از خواب بر گردد
 تو بر گردیدی از خواب و خیالم ای سرت گردم
 دل من از خیال و دیده ام از خواب بر گردد

معلومات فوق را از جلد بیست و پنجم اردو نامه کسب کرده ام . آقای
 حفیظ هوشیار پوری اخیراً بنگازنده خبر دادند که یک نسخه خطی دیوان دلشاد
 در دانشگاه پنجاب قرار دارد .

(۱۵۵) دیدار - مولانا دیدار علی لاهوری

از فضیله لاهور بود و آشنائی کاملی با مذهب اسلام داشت . در مسجد
 وزیرخ قرآن مجید تدریس می کرد . در اوایل سده بیستم بسیاحت هند پرداخت و
 در سال ۱۹۲۲ میلادی باز بلاهور برگشته دیگر منزوی گردید . در سال ۱۳۰۴
 هجری عرصه وجود را ترک گفته و در لاهور مدفون گردید . بشعر فارسی علاقه
 داشت و دیوانی مختصری را هم ترتیب داده است که منتشر گردیده . آثار وی
 عبارتست از : ۱- هدایت الغوی ۲- رسول الکلام

۳- هدایت الطریق الاستعانت ۴- دیوان فارسی

انتخاب اشعارش در زیر داده میشود :

قیامی کو بمنزلهای عشق و حمد تو دایم
 جرس فریاد می دارد که بر بندید محملها

بشوقش جان بلب آمد، شدم بدنام عشق او
 نهان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلها
 حضوری گرهمی خواهی مشه غافل ازو حافظ
 بذکرو فکر او می باش در خلوت و محفلها
 به ترک ما سوايش باش ای دیدار مشغولش
 متی ما تلق تهوی دع الدنیا و امهلها
 تو مباح هرگز مبین از خویش و کاروبار خویش
 جلوه قدرت بین در جمله کاروبار ما
 این خانه دل که خانه تست ای جان بیا بخانه ما
 زنجی حال و غم جدائی اینست بدل خزانه ما
 قربان تو باد جان دیدار اینست زما ترانه ما

از خود رقتم با تو گشتم ز انسان که نه بینم جز تو دگر
 در عشق تو شد ای جان جهان مشهور جهان افسانه ما
 ز نهار مدار دریغ شبها - دیدار خود از دیدار تو
 باز بطلب در حضرت خود گوزود بیا مستانه ما
 ای که می پرسی ز دینم - دینم از دینها جداست
 قبله من روی جانان - کعبه من کوی دوست

لا اله گفته گفته محو الا الله شدم
 دید دیدار است دایم جلوه دیدار یار
 داستانم را بیان دیگر است
 تو چه دانی منزل عشاق را
 ای مهرس از حال دیدار حزین
 من چه گویم از جمال و حسن او
 از وجودم نیست باقی جز وجود بوی دوست
 هست محراب نمازش از خم ابروی دوست
 عاشقان را عز و شانی دیگر است
 عشق و عاشق را مکانی دیگر است
 زیست و موتش بشانی دیگر است
 جمله خوبان میدهند او را خراج
 آرزو داری اگر دیدار دیدار خدا
 کن دما دم ذکر او هر روز شب شام و صباح

(۱۵۶) دیده - آغاز خان بهادر مغل لاهوری

پسر کوچک آغاز خان بزرگ است از قوم ترکمان والدش از امرای
 شاهجهان بود. بعد از فوت پدرش بجای پدر نشست... و بعد از آن بصوبه داری
 کشمیر سرافراز گردید. سابق ازین چندی برفاقت نواب دلیر جنگ به لاهور هم
 گزرا نیده... صاحب دیوان ضخیمی است... این شهرش که چون مصرع خدنگ از

بهر کمان فکرش برجسته و بدلها نشسته ، اشتهاار عام دارد و نظر برین که
ظهوری گفته است :

یک بیت شاعر مسلم بود اگر معرعش مصرعی هم بود
شعر مذکور مشهور است - اینست :
ابروی توزه کرد کمائی بکمینی یک صید نیا سود زمانی بزمینی

(مردم ۱۶۳)

(۱۵۷) ذاکر - خواجه محمد دائم لاهوری

در ابتدای شباب از وطن به لاهور و دهلی رسید و از آنجا به شهر بنارس
آمده ، زن گرفته ، توطن گزیده تا ملک چین بسیاحت پرداخت... بعمر شصت و
پنج سالگی رخت ازین سنج سرای بیرون کشید - دیوان مختصر یادگار اوست :

بر دلم از هیچ کس ذاکر غباری ره نیافت
سینه صافم ، دوستدارم دشمنان خویش را
نه همین جام جم و ملک سلیمان بطلب
هر چه خواهد دلت از همت مردان بطلب
ز صید لاغر من پهلوی دانش نشد فریه
خجالت میکشم چون بز سرم صیاد می آید

(روشن ۲۲۶)

(۱۵۸) ذره - مهر چند پنجابی

قوم کهتری ، پنجابی ، در فرخ آباد توطن اختیار نموده و در اشعار فارسی
"ذره" و در اردو "مهر" تخلص بوده :

ذره کاری نیست با دوزخ مرا ، فی با بهشت
اندکی در خانه خمار باید جا مرا
ای طیب از پیش من برخیز و کن کاری دگر
در گذر از دار ، دم دارم من آزاری دگر
ذره را دشوار باشد طی نمودن راه عشق
گر بر آید خاری ازها میخلد خاری دگر

(صبح ۱۶۶)

(۱۵۹) رازی - دکتر پروفیسور فیروز الدین امرتسری

پروفیسور فیروز الدین رازی در سال ۱۹۱۴ میلادی در شهر امرتسر متولد گردید - خانواده او از خطه کشمیر میباشد - او تحصیلات مقدماتی و متوسطه خود را در سال ۱۹۳۴ به پایان رسانیده وارد لاهور شد و در سال ۱۹۴۰ بدرجه فوق لیسانس فارسی از دانشگاه پنجاب نایل گردید و تا سال گذشته در دانشکده دولتی لاهور، ریاست قسمت فارسی را بعهده داشت. وی از زمان کودکی خود عاشق ایران بوده و چندین بار بایران مسافرت نموده است. پروفیسور رازی آثاری چند بزبان فارسی دارد که عبارتست از:

- ۱- فرهنگنامه جدید ۲- سفینه دانش ۳- نقوش اقبال ۴- ایران امروز
- ۵- قند عجم در سه جلد ۶- قند پارسی ۷- اربغان فارسی ۸- سرزمین سعدی و حافظ ۹- خود آموز فارسی در سه جلد.

پروفیسور رازی شخصیتی بسیار برجسته و با ذوق و خوش سخن بود و نسبت به بنده خیلی لطف داشت. وی در زمان تدوین و تنظیم این کتاب مریض بود و در اوایل سال ۱۹۶۷ عرصه وجود را بعد از بیماری ممتد ترک گفت. خدا رحمتش کند. در زیر انتخابی از اشعار زیبای پروفیسور رازی درج میگردد:

ای که در پرده نشینی ، هیچ میدانی که خلق
از رخ و زلفت بگویند کویکو افسانه ها
آتش گل ها فسرد و برگهای لاله ریخت
تو نمیدانی چه رفته بر سر دیوانه ها
شمع رخسارت فروزان در شبستان جمال
آخر شب دیده ای جان سوزی پروانه ها
سخت کم ظرفم که قانع گشته ام بر جرعه ای
هست از لطف تو هر سو و در میخانه ها
خون رازی ریختی این رازهم پنهان نماید
دامن آلوده ات دارد بلب افسانه ها

بیان درد پایانی ندارد	خوشا هزدی که درمانی ندارد
گله از تنگی دامان چه گویند	سینه بختی که دامانی ندارد
لباس عاشق وارسته چیست	تن عریان گریبانی ندارد
بها بنگر تب و تاب دل زار	بجز یک سوز پنهانی ندارد
همی خواهد بهای تو فشانند	ولی رازی دگر جانی ندارد

(۱۶۰) راسخ - میر محمد زمان سرهندی

پسر میر عماد است (۱). و شاگرد عموی خود میر مفاخر حسین ثاقب ، در جامعیت معقولات خیلی کوشیده و بملازمت بادشاهزاده انجم سپاه ، عالیجاه محمد اعظم شاه فائز شده بمنصب شایسته سرفرازی یافت شاعر نازک خیال ، بلند تلاش ، پیچیده گو ، صاحب طرز بود با حضرت میرزا بیدل خیلی مربوط بوده . میر و میرزا و حاجی اسلم سالم و حکیم شیخ حسین در کجرات بلشکر شاهی باهم همطرح بوده اند میر در هزار و صد و هفت در سفر هند ، سفر واپسین اختیار فرمود . میان سرخوش تاریخ گفت :

محمد زمان راسخ خوش خیال دریغا به جان آفرین جان سپرد
چو تاریخ فویش دل از عقل خواست خرد گفت با دل که "راسخ ببرد"

۱۱۰۷

از وست :

چشم تا برهم زخم صد آرزو گل میکند شد رگ خواب پریشان سایه مژگان سن
از زبان شعله بشنو گفتگوی سوختن برق بیتابی است راسخ مصرع دیوان سن
زهی نگاه تو آئینه دار شوخی ناز خیال لعل لبت آتش خمار گداز
رسید شور قیامت ز تربت فرهاد چوسیل، خورد بهر سنگ پای آوازم
(خوشگو v)

سید والا نژاد بود و راسخ القدم جاده استعداد . معانی تازه می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه میدهد . از عمده ملازمان شاهزاده محمد اعظم بود و منصب هفتصدی سرفرازی داشت . وفاتش در ۱۱۰۷ واقع شد . راسخ بمرود تاریخ است . طوطی ناطقه آهنگ کلامش چنین سر میکند :

یاد از شام غم بزم خموشان کردیم مستی از سر به گرفتیم و پریشان کردیم
جامه صبر بیالای جنون تنگ آمد آنچه از دست برآمد ، بگریبان کردیم
گل شگفت که من جام پاده نازم دل تپید که من نیم بسمل رازم
منی بجلوه درآمد که غافیت سوزم شکست شیشه که قربان شوخی نازم
خروش ریخته بر دل که نغمه شوقم بسینه تاخته ناخن که زخمه سازم
(انجمن ۱۷۴)

(۱) این میر عماد ، میر عماد خطاط معروف نیست زیرا اسم او میر عماد العسینی بود که در سال ۱۰۲۴ فوت کرد .

سرهند شهرست مشهور در وسط راه دهلی و لاهور. نام قدیمش سهرند است. چون سلاطین غزنویه از غزنی تاسهرند متصرف بودند، سرهند زبان زد خلایق شد. . . . راسخ سید والا نژاد بود و راسخ القدم جاده استعداد معانی تازه می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه می دهد. از عمده ملازمان و مصاحبان شاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان بود و به منصب هفتصدی سرفرازی داشت. از وست:

گر نبودی تاج بسم الله بآیه بو تراب کجکلائیها نکردی بر سر ام الکتاب
(اکرام ج ۲: ۱۲۸)

میر محمد زمان راسخ در اظهار خوبیهای ذات والا صفات بلندی پایه استعدادش گر بدستگیری قلم دمد . . . راه بمنزل مقصود بزند که قلم چاک رقم در ادای توصیفش کار آستین بی دست کند. . . و بلبل ناطقه را در تعریف گلهای مضامین رنگینش از آواز رشته برپای عزیمت افتد. . . اصلش از عراق عجم است و سولدش در هندوستان در سرکار شاهزاده والا قدر دانش آگاه سلطان محمد اعظم شاه. از ارباب مناصب عالیه است. از واردات خاطر اوست:

ز بوی پیرهن مکتوب بر بال صبا بستی	پاه ناتوانان باز آیین وفا بستی
شبیخون در گلستان طرح کردی با حنا بستی	بلاگردان ناز آورده ام مشت نیازی را
چرا ای شوخ دست شانه بر چوب جفا بستی	دل کاکل پرستانت به جمعیت نمی سازد
ز خود لبریز کردی ساغر و راه صدا بستی	دل وحدت شناس از ناخن پیداد یخراشد
نبی گویان ز خود برخیز اگر دل با خدا بستی	فدا شو راسخ شوریده سردر راه پیغمبر

(خیال ۳۰۶)

راسخ، موسوم به میر محمد زمان متوطن سهرند، به شرف سیادت امتیاز داشت. . . فکرش متین و خیالش رنگین است. وفاتش در سهرند واقع شد. سال این واقع از "راسخ ببرد" که تاریخ فوت اوست. . . از واردات طبع راسخ است:

چراغ هستی محمود و آستین ایاز	بروز حشر ز یک جیب سر برون آرد
چراغ ناز پرورده است، ای باد سحر رحمی	ز بوی سرهم کافور داغم رنگ می بارد

(بیتظیر ۶۷)

(۱۶۱) رائج - میر محمد علی سیالکوتی

از سادات سیالکوت. مردیست قلندر وضع، آزاد مشرب، مشق سخن را پخته کرده، صاحب فکر و معنی بلند است. از وست:

جز هوائی نبود این همه ما و من ما خالی از تن چو حباب آمد پیراهن ما
که جز بر صفحه وحدت تواند بست نقش او ز رنگ خود مصور رنگ این تصویر می ریزد
نه جنگ ما و من روزیکه از وحدت کمر بستیم ز خود بیرون شدن داد رکفم شمشیر عریان بود
(کلمات ۴۱)

از مدتی در سیالکوت که ولایت پنجاب است بسر می برد... قلندر وضع، آزاد
مشرب... شاگرد غایبانه میرزا بیدل صاحب است. و برخی گویند شاگردی میر محمد
زمان راسخ کرده... در هزار و صد و پنجاه واقعه هایلله میر محمد علی رائج رویدار
بر جنازه اش حاضر شدم در شاهجهان آباد دیوانش را رائی آنند رام مختص
از سیالکوت طلب داشتند... خیلی صاحب مذاق و تلاش و بفارسی آشنا بنظر آمد...
از نتایج طبع فیاض اوست:

اشکم از هر سژه چو شد چو کشم ناله درد همچو طفلان که با فسانه بهم می آیند
در سیاه کاری صفا دارد دل خود کام من سرمه صبح است پنهان در غبار شام من
(خوشگو ۲۱۳)

از سادات سیالکوت است. در آنجا بفر و آراستگی بر میبرده. چند سال
قبل ازین به عالم بقا شتافت و این شعر ازوست:

جز هوائی نبود این همه ما و من ما خالی از تن چو حباب آمده پیرهن ما
(ریاض الشعرا)

خان آرزو گوید، میر محمد علی رائج از سادات نجیب است. کسب علم و
فضل و شعر در خدمت والا بزرگوار که میر دوست محمد نام و صنایع تخلص میکرد
نموده. با میرزا عبدالقادر بیدل و شاه ناصر علی و فقیر الله آفرین و دیگر شعرای عصر همطرح
بود. عمری دراز یافته در قصبه سیالکوت من اعمال لاهور چند دهنه چاه داشت...
بسیار بدقت حرف میزند و خیلی تلاش معنی تازه دارد... بلاهور فوت کرد. عذرش
صد سال کسری کم یا زیاده بوده باشد. تابوتش از لاهور بسیالکوت که وطنش
بود بردند تاریخ وفاتش چنین یافتیم: رفت رائج بعالم باقی. من اشعاره:

یا رب چه ساز مطرب بزم ازل نواخت کز گوشها هنوز صدا کم نمیشود
میوه از بهر رسیدن میروید یکساله راه پختگیها که هوس داری سفر شرط است شرط
(مردم ۷۶)

رائج، میر محمد علی سیالکوتی - عمده شعر افناجیه است و مطلع کواکب
ثاقبه. نقود افکار بیمن التفات او رائج. بحور اشعار بر نسیم توجه او مایع.
هدرش میر دوست محمد از زمره سخن سنجان بود و صنایع تخلص میکرد. ازوست:

بپای برق هم نتوان رسیدن از حریم او
ره دور و دراز است ای کبوتر بال و پر شکنی

میر محمد علی کسب فن شعر از پدر خود کرده با میرزا بیدل و شاه آفرین همطرح بود ... قلندرانه بسر می برد . دو صد سال (۱) تخمیناً عمر کرد . ۲۲ ربیع الاخر سنه خمسین و مائه و الف در لاهور بجوار رحمت پیوست . نعش او را به سیالکوٹ برده حواله آغوش گور کردند . حاکم لاهوری تاریخ انتقال او این مصراع یافت :

رفت رائج بعالم باقی

میر دیوان ضحیمی دارد . هجو بر مزاجش غالب بود . ازوست :
بزیر سایه گم گشتگی سعادتهاست درین زمانه همائی بغیر عنقا نیست
(عامره ۲۴۴)

از سادات نجیب سیالکوٹ ، من مضافات لاهور است . اکتساب علوم از خدمت والد خود ، میر دوست محمد صانع تخلص کرده . با شاه ناصر علی و میرزا بیدل و شاه فقیر الله آفرین و دیگر شعرای آن عصر همطرح بوده . در وطن خود چند دیبه مدد معاش داشت و بان اوقات بسر می برد . در پیرانه سالی رحلت نمود . مصراع : رفت رائج ز عالم فانی ، تاریخ وفاتش یافته اند . دیوانی ضحیم از او مانده . این ابیات از آن است :

آن شود در بحر گرداب این بصحرا گرد باد
آب و خاکم پ گردن نیز سرگردان اوست

(هندی ۹۴)

مردی آزاد مشرب . خوش خلق و خوش صحبت بود . با میرزا بیدل و شاه آفرین همطرح بود و در وطن خود دامن عزلت و قناعت گرفته قلندرانه بسر می برد و هنگامه سخنوری گرم داشت . قریب صد سال بزیست و در ۱۱۵۰ هجری بجوار رحمت الهی پیوست . بسیار شوخ طبع ، خوش محاوره ، انجمن افروز بود و در شعر خواندن طرز عجیبی داشت . عطر زلف سخن چنین می افشاند :

شد فزون در آخر حسن تو بی آرامیم
بزیر سایه گم گشتگی سعادتهاست
کرد خط آتش رویت کیاب شامیم
ز طفلی آن شکار افکن نمیداند کمر بستن

(انجمن ۱۷۰)

(۱) شاید منظور نویسنده 'خزانہ' عامره صد و دو سال بوده است .

از سادات سیالکوت من اعمال لاهور است. مردی آزاد مشرب، خوش خلق خوش صحبت بود و در شهر خود قلندرانه می گذرانید و هنگامه سخنوری گرم میداشت. عمری دراز یافت. گویند در منتهای عشره خامسه بعد مائه و الف (۱۱۵۰) مرحله زندگانی طی کرد. فقیر در سنه سبع و اربعین و مائه و الف از سفر سند معاودت نمود و عبور بر سر لاهور افتاد. در آن ایام عزیزی از سیالکوت از صحبت او آمده و خبر قدوم فقیر شنیده رسم زیارت بجای آورد. و برخی از اشعار میر ره آورد فقیر ساخت. ازان جمله است:

روز وصل از بیم هجران توام گریان گذشت
 آه عید آمد پس از عمری و درباران گذشت
 چسان آموخت بیرحمانه بر فتراک سر بستن
 ز طفلی آن شکار افکن نمیداند کمر بستن

(گرام ج ۲ : ۲۴)

از سادات سیالکوت بود. مرد قلندر و خوش مشرب بوده. و در شهر خود بسر می برد. (مولف: در عهد محمد شاه، پادشاه هند، زندگی میکرده است) "رفت رایج بعالم باقی" تاریخ فوت اوست.

(شعرا ۵۷)

مردی بود قلندروضع. در شهر خود بسر می برد و بازار سخن گرم می داشت. او می سراید:

روز وصل از بیم هجران توام گریان گذشت
 آه عید آمد پس از عمری و درباران گذشت

(بینظیر ۶۷)

اسمش میر محمد علی و از اماجد سادات سیالکوت از بلاد آن ولایت. گویند مرد صاحب خال و فقیر ستوده خصال بود. در نهایت زهد و ذوق و قناعت و وارستگی بسر میبرد. در سنه ۱۰۱۶ برحمت حق پیوست. این بیت ازوست:

جز هوایی نبود این همه ما و من ما
 خالی از تن چو حباب آمده پیرهن ما

(عارفین ۱۲۱)

رایج همطرح میرزا بیدل و شعر آفرین بود و صاحب دیوان بود. منشی محمد دین فوق بتاریخ چهار مارس ۱۹۳۳ میلادی علامه اقبال را نامه ای نوشته استفساری بابت دیوان او کرد. در پاسخ علامه مرحوم رقم فرمودند که دیوان ضخیم رایج را دیده ام. رایج در انواع غزل و مرثیه حامل قابلیت خاص بود.

بر وفات سیف الدوله عبد الصمد خان ناظم لاهور و ملتان ، رایج مرثیه گفته است که درج زیر است :

که میگوید ترا عبد الصمد خان از جنهان رفت
 زمین انگیخت گرد کلفتی بر آسمان رفت
 فلک تخت و ملایک لشکر و انجم سپاهت شد
 بی فرمانروائی های ملک جاودان رفت
 (هلال جلد ۹ شماره ۴ - ۱۹۶۲ میلادی)

(۱۶۲) رایج - میر محمد زمان سرهندی

از مردم سرهند بوده . در اواخر عهد عالمگیر بوده و در آن عهد ودیعت حیات سپرد . میرزا سرخوش در تاریخ وفاتش گفته است :

محمد زمان رایج خوش خیال دریغا بجان آفرین جان سپرد
 چو تاریخ فوتش دل از عقل جست خرد گفت بادل که : راسخ بمرد

این بیت ازوست :

جامه صبر ببا لای جنون تنگ آمد هر چه از دست بر آید بگیربان کردم
 (ریاض الشعراء)

(۱۶۳) راهب میرزا جعفر

فیض مسیحا داشت لهذا راهب تخلص می نموده زندگی در کمال صفا و مینا میکرد . محنت یاران را از صحبت رنگین منصب بهشت میداد نواده فاضل مشهور مرزا رفعا اینی اس و از جانب مادر نسب بخلیفه سلطان میرساند و تولد او در اصفهان سنه ثمان عشر و مائه و الف واقع شد . هرگاه از ملک سند به کشور هند بر گشت ، وارد لاهور گردید اشعار راهب جمع نشد . اگر مجموعه اشعار او فراهم می آمد تا چهل پنجاه هزار می شد . اقسام سخن دارد از غزل و قصیده و رباعی . . . نادر شاه نامه نیز بنظم آورده . . . وفات او در سنه سته و ستین و مائه و الف رو نمود . میر سید علی مشتاق اصفهانی قطعه تاریخ گفته ماده تاریخ اینست :

راهب صد حیف زین جهان رفت (۱)

ازوست:

چسان سجد کسی با خال و خط ایروی جانان را نباشد آیتی برتر ز بسم الله قرآن را

(۱) جمع اعدادش درست نیست مولف .

در می‌کده دور از لب لعل تو: کبابم
 در چمن چون لعل تو گهر بار شود
 غنچه گل گره خاطر گلزار شود
 شب زیتایی اشک است دلم بی آرام
 این طرفه که میشوزم و در عالم آیم
 دایه در رنج بود طفل چون بیمار شود
 (عامره ۲۴۴)

میر غلام علی آزاد در تذکرهٔ یدبیا می گوید که: هرگاه فقیر از ملک مند بطرف
 هند می آمد، میرزا امام علی برادر میرزا جعفر را در لاهور اتفاق ملاقات افتاد،
 نادهلی به مراقبت یکدیگر سفر کردیم. این مطلع میرزا جعفر ازو شنیده شد:

گر پیش نهال قد او جلوه طراز است
 عذر گناه سرو همین بسکه دراز است
 خوشا به عشرت مرغی که آشیان دارد
 به گلشنی که گلچین نه باغبان دارد
 (بینظیر ۶۷)

(۱۶۴) رحیم میرزا عبد الرحیم خان خانان لاهوری

سپه سالار ولد پیرم خان از مشاهیر اکبریه است. در اربع و مستین و تسعمائیه
 در لاهور متولد شده و در وقت شهادت پدر چهار ساله بود. وی را بدرگاه اکبری
 آوردند. در سایه تربیت شاهی نشو و نما یافته بر مقام پدر قدم گذاشت و دوران
 دولت سه کار نمایان کرده. یکی فتح احمد آباد گجرات - دوئم فتح دکن - سوئم
 فتح ولایت سند. و درین مهم میان سند یک چندی بسر برده با مرزا جانی بیگ جنگهای
 متعدد کرد. فی ست و ثلثین و الف متوجه سفر آخرت گردید. مقبره اش در دهلی
 مشهور. شعر در زبان فارسی و ترکی و هندی میگفت. واقعات بایری را بحکم حضرت
 عرش آشیانی از ترکی بفارسی آورد. منته:

در قصه عشق مرد نا گویا به
 اندیشه عشق چون دل یک جابه
 تا قدر وصال ظاهر گردد
 همچون شبی قدر وصال نا پیدا به
 شمارشوق ندانسته ام که تا چند است
 جز این قدر که دلم سخت آرزومند است
 (مقالات ۲۳۳)

(۱۶۵) رسای - محمد ارشد پنجابی

مرید قدوة العارفین شاه بهکیه علیه الرحمه بود. در کتب فارسی ربط تمام
 داشت و در نواح پنجاب سکونت می داشت. و معاصر محمد شاه پاد شاه است.
 شعر بتلاش میگفت. ازوست:

با مخالف مشربان یکجا نشستن خوب نیست
 این غلط مجموعه را شیرازه بستن خوب نیست

(هندی ۸۲)

مرکز دائره سخن سرائی . محمد ارشد سرائی شاعر معنی تاب داده بود و ساکن سواد پنجاب .

(حسینی ۱۳۵)

(۱۹۶) رضوان - محمد حسین لاهوری

از ولایت آمده در لاهور توطن گرفته بود . صاحب دو بیت پیش نبود . در آن دو بیت نیز ابتدال بر آورده بیچاره را پیمانہ ساختند :

مگر ساقی کمر در خدمت میخانه می بندد

که چون زرگس بهر انگشت خود پیمانہ می بندد

حاجی محمد جان قدسی یک بیت در جواب این بیت رسانده :

یک جام خمارم نبرد کاش چو زرگس بودی بهر انگشت مرا ساغر دیگر

(کلمات ۴۴)

سخن سنج جنت بیان . محمد حسین رضوان از ایران بلاهور رسیده همانجا توطن گزیده . این مطلع ازوست :

آنچه بی روی تو منظور نظر داشته ایم آشنا نیست که بر دیده تر داشته ایم

(حسینی ۱۳۶)

(۱۹۷) رفیعی - میر حیدر . عمائی لاهوری

میر حیدر معامی از کاشان است . فهم عالی و سلیقه درست دارد . در فن معنا و تاریخ بی بدل است . بلکه غیر ازین فن نمیداند . که امری دیگر هم میباشد . روزی شیخ فیضی گفت که در هندوستان حالا معنا متروک شده و عیب میدانند . گفت : بتقریب معنا سالها در ولایت تعب کشیدیم . اکنون که درین وادی پیر شده باشم خود را چگونه ازان میتوانم گزرانید . همراه خواجه حبیب الله از گجرات بلاهور آمد و روزی معتدبه از سرکار پادشاهی و دیگران اهل دخل گرفت . و بر کشتی نشسته متوجه وطن گردید . چون از هرمز گذشت به کچه و مکران رسید . کشتی او تباہی شد و هرچه داشت بتاراج رفت . ازان جمله چند جزو از تفسیر بی نقط شیخ فیضی بتوقیعات افاضل و دیوان او بود که بولایت برای شهرت فرستاده بود . این اشعار ازوست : ابیات :

نازک دلم ای شوخ . علاجم چه توان کرد

من عاشق معشوق ، مزاجم چه توان کرد

من بتابوت رفیعی رشکها بردم که تو
همرهنش گریان تو از اهل عزا می آمدی

رباعی

زاهد نکند گناه که قهاری تو ما غرق گناهیم که غفاری تو
او قهارت خواند و ما غفارت یارب بکدام نام خوش داری تو
(منتخب التواریخ . ج ۳ . صفحه ۲۳۲)

(۱۶۸) شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتانی

فرزند شیخ صدر الدین عارف بن شیخ بهاء الدین ذکریا ملتانی (رح) بود .
در سال ۶۴۹ هجری در شهر ملتان متولد گردید . از جد خود بهره های سواد و
دانش برداشته پس از مدتی بخلافت او رسید . او صوفی کامل بود و در شعر
گفتن هم مهارت تامی را دارا بود .

(۱۶۹) روحی - اصغر علی گجراتی

مولوی اصغر علی روحی در دهی بنام کتهاله در نواحی گجرات بسرمی
برد . اسم پدرش مولوی شمس الدین بود . او بعد از پایان تحصیلات خود در
دانشکده اسلامیة لاهور بعنوان دانشیار زبان فارسی و عربی استخدام شد . شعر
فارسی بخوبی هر چه تماشا میگفت . دیوانش دارای قصایدی است که بروش
استاد سخن انوری سروده است . اشعاری چند از قصیده ای که در مدح حضرت
پیغمبر سروده است درج میگردد :

آنکه چون توییج جاه او معبر ساختند	در عطا و منع احسانش معبر ساختند
مژده اتمام نعمت تا دهد با عالمی	امی ای از آل هاشم را پیغمبر ساختند
سطوت او چون بمیدان جهاد آورد ، او	کسیه کوه پیکرش الله اکبر ساختند
روحی لب تشنه را دریاب ای ابرکرم	ای که از فیض لب تسنیم و کوثر ساختند
سوز او از سوختن دیگر نبیند چاره ای	زانکه داغ عشقت آتش دل سمندر ساختند
نعت احمد و صف قرآن هر دو در معنی یکبست	از پی اجمال یک ، تفصیل دیگر ساختند

(۱۷۰) روشن - محمد روشن لاهوری

محمد روشن لاهوری بعزم زیارت بیت الله میرفته . منہ :

شب روانان در رخ انجم همی جوینده راه
زینهار از طلعت روشن ضمیران چاره جو

مرگ مردان خدا نقل مکانی باشد
گنج این راز ته خاک نهانی باشد

(مقالات ۲۵۸)

(۱۷۱) روشن - منشی بهوج راج پنجابی

او پسر راجا سکھ جیون بود که ذکرش در همین تذکره مذکور است .
روشن تخلص داشت و گاهی بفارسی هم شعر می سرود . ازوست :
به خم ابروی نگار قسم به دم تیغ آبدار قسم
کار شمشیر می کند ابرو به علی و ذوالفقار قسم

(۱۷۲) رونئی - ابوالفرج بن مسعود لاهوری

مولد و منشای او خطه لاهور بود و این خطه بفضل لامتناهی او بر سایر
بلاد مفاخر و مباحی . در دولت سلطان رضی ابراهیم ، تغمد الله برحمته دولتها
دید و قصاید او اکثر در مدح اوست و انوری پیوسته تتبع سخن او کردی و
دیوان او همواره در نظر داشتی و در آن قصیده که گفته است ، مطلع :

ویحک ، ای صورت متصور ، نه باغی نه سرای

بل بهشتی که بدنیات فرستاد خدای

خاطرت بغایت نادرست و در آن قطعه که گفته است :

اندران مجلس که من داعی بشعر بوالفرج

تا شنید ستم و نوعی داشتم بس تمام

دلیست که او پیوسته در بوستان دیوان ابوالفرج تفرج کردی و ابوالفرج
را این دو بیت در تمامت دیوان که در قصیده مندرج کردست . تمامست ، میگوید :
نعن اسپ تو هلال است و سنامش کو کبست آفتابست او و اسپش آسمانها را مدار
آسمانی هر کواکب بر زمین هرگز که دید کآفتاب او یکی باشد ، هلال او چهار
و این قصیده که مطلع دیوان اوست در مدح سلطان رضی الدوله ابراهیم
مسعود تغمد الله برحمته ، گفته :

روز بازار ملک هفت اقلیم پشت حق بوالمظفر ابراهیم

شهریاری که طول و عرض فلک همتش را نیامدست جسم

پیش سلطانش آسمان عاجز نزد معروفش آفتاب لثیم

در خطابش که رفیق مذهب اوست در تناسخ زید عظام رسیم

رای او عاطفت بکار آورد هر کجا دید سلک در یتیم

و در مدح وزیر مملکت خواجه محمد بن بهروز بن احمد رحمه الله گفته است :
 گر بخت را و جاهت و اقبال را یدست از خدمت محمد بهروز احمد ست
 از حرف های ابجد عقدش برآستی مانند تر بحرف نخستین ابجد ست
 و هموراست در حق خواجه عمید منصور بن مسعود بن احمد الحسن المیمندی العارض :
 جشن فرخنده فروردینست روز بازار گل و نسرنیست
 باغ پیراسته گلزار بهشت گلبن آراسته حورا تعینست
 شه او زبید منصور سعید زانکه او خسرو این شیرینست
 این رباعی اوراست :

چون زور ملک چرخ در آورد بزه از چرخ ملک بانگ بر آورد که زه
 خم داد ز شست تیر و برداشت گره بگشاد گشاد او مسام دو زره

رباعی :

چون یار ببوسه دادم یار گرفت زلفش بگرفتم از من آزار گرفت
 چون یاری من یار همی خوار گرفت زآن خواست بدست من همی سار گرفت

قطعه :

سأل دادن جز بحق اسرف دان اینکه از قرآن بخوان لاتسرفوا (الأعراف)
 از برای دین همه دنیا بده لن تنالوا البر حتی تنفقوا (آل عمران)
 (لباب ۴۱۹)

از شعرای جلیل الشان و از فصحای عذب البیان است و اکثر شعرا باو ستادی
 او اعتراف و از بحر فضایش اعتراف کرده اند و شاهد استادی او همین بس که
 حکیم انوری بتبع طریق او بوده گاهی تضمین مصارع او میکرده . اصل وی از
 قصبه رونه من محال دشت خاوران است ، وی در خدمت سلطان ظهیر الدین
 ابراهیم بن مسعود و محمود بن غزنوی راه منادمت یافته ، بعد از آنکه سلطان
 ابراهیم را سوء مزاجی به مسعود سعد سلمان بهم رسیده او را حبس فرمود . ابوالفرج
 خوقاً بنواهی لاهور رفته ساکن شد و باز در عود سلطان به هند کمره در ملک
 مقربان و ندیمان مجلس خاص الخراط یافت و هم در آن ازمنه بعالم باقی شتافت .
 این اشعار از او ثبت شد :

آب هنرش هست کند آتش فتنه باد ظفرش روح دهد شیر علم را
 چون تیر همی راست شود گردش ایام تا بازوی عدلش بخرم آورده کمان را

رباعی

مه برسرو نهاده کاین روی منست وز مشک زره شکسته کای موی منست
 ازخلد دری گشاده کاین بوی منست آتش بجهان د زده کای خوی منست

رباعی

یکچند مرا بوعده میفرسائی یکچند اگر صبر همی فرمائی
آنکه که مرا بکشی از تنهائی چه سودوزیان گر آئی و گر نائی

(آتشکده ج ۲ : ۶۶۷)

استاد الشعرا و افسح البلغا است . مولدش قریه روان از مضافات سیستان بطرف محزنین و لاهور افتاده . اینکه در افواه ابو الفرج سنجرى شهرت یافته غلط است . گویند عمرش از یکصد و بیست سال زیاد بوده ، بخدست اکثر سلاطین عظام رسیده مداح ابو علی مسحور و هاجی آل سبکتگین است . مسعود سلمان نسبت عناد وی را محبوس کردند . دیوان قریب به ده هزار و دویست بیت متداول است لیکن اشعار بسیار بوده . بسبب فترات زمان از میان رفته . اوراست :

از عهد پر از نفاقت ای شمع سرور چون آتش ست نمای نزدیکی دور
چون از تب و تابش تو گشتیم نفور خواهی همه نارمباش خواهی همه نور
در عشق تو خوشدل ز من هزارست رو شاد تشین که بر مرادت کارست
تو کشتن من میطلبی وین سهاست من وصل تو می جویم و این دشوارست
گفتی که فروشدم بکوی دیگر دل شاد کنم به خوبروی دیگر
این باد نمی جهد هر آنجا که شوی وین آب نمی رود به جوی دیگر
(ریاض الشعرا)

رون قصبه‌ای از مضافات لاهور است . وی از عمده شعرای هندوستان و بلبل خوش الحان این بوستان است . باتفاق اساتذہ در ممانت عبارت و لطافت درجه علیا و مرتبه قصوری داشت . مسعود سعد سلمان و انوری و فیضی مداح او بوده اند . نزد سلطان ابراهیم بن مسعود بن سلطان محمود منزلی عظیم داشته . در سال ۷۴۷ از زندان دنیا بنزعت آباد عقبی شتافت . دیوانش متداولست . ازوست

رباعی

بادی که در آئی به تنم همچو نفس ناری که بسوزی دل عالم بهوس
آبی که بتو زنده توان بودن و بس خاکی که به تست باز گشت همه کس
(انجمن ۶۶)

یکی از شعرای معروف سامان غزنویان بود . در شهر تاریخی لاهور بدنیا آمد و در همین شهر بزرگ شد . قصیده‌های متعددی در مدح مسعود بن ابراهیم غزنوی که در سال ۴۹۲ بر تخت سلطنت نشست ، سرود ، و استاد شاعر معروف آن سامان ، مسعود سعد سلمان بود . عده‌ای از تذکره نویسان وفات او را در سال

۴۸۹ نوشته اند و عده دیگری معتقدند که وی در سال ۴۹۲ عرصه وجود را ترک گفت . اما بدلیل اینکه قصیده هائی در مدح سلطان مسعود سروده است ، وی حتماً تا سال ۴۹۲ زنده بود : وی پسری داشته است بنام کافی که از شاعران نیمه اول قرن ششم در دستگاه سلاجقه بود . ابوالفرج در باره ساختمانی که مسعود سعد یعنی شاگردش بنا کرده بود قطعه ای سرود که بیت اول آن بدین قرار می باشد

ابو الفرج را درین بنا که در آن اختلاف سخن فراوان گشت
مسعود هم قطعه ای باین آغاز سرود :

خاطر خواجه ابو الفرج بدست گوهر نظم و نثر را کان گشت
انوری و فیضی هم از سبک نظم رونی تقلید نموده اعتراف سهارت تام سخن
سرائی رونی را کرده اند .

انوری : باد معلوشش که سن خادم به شعر ابو الفرج
تاشنید ستم ولوعی داشتستم بس تمام

فیضی : فیضی ستم آنکه در معانی کسی بدو صد نوح گرفتم
ذوقی که توان گرفتن از شعر از شعر بو الفرج گرفتم

از جمله آثار ابو الفرج که تا حال چاپ گردیده است ، آثار زیر را میتوان نام برد .

- ۱- دیوان قصاید حکیم فرید سخن دان ... حکیم ابوالقاسم المتخلص به عنصری... با دیوان ابو الفرج رونی - چاپ بمبئی در سال ۱۳۲۰ هجری .
- ۲- دیوان استاد ابو الفرج رونی : صحح به تصحیح پروفیسور چایکین مستشرق مترجم اول سفارت شوروی در تهران ، چاپ تهران . در سال ۱۳۰۴ هجری . (مؤلف)

در هندوستان بدور سلطانین غوری از مستعدان روزگار و شعرای سرمایه دار بود . رباعی :

هر تیر که در جعبه افلاک بود آماجگهش این دل صد چاک بود
تا چرخ چنین ظالم و بیباک بود آسوده کسیکه در ته خاک بود

ایضاً

گفته که فرو شوم بکوی دیگر دل شاد کنم بغوی دیگر
این باد نمی جهد جز آنجا که توئی وین آب نمی رود بجوی دیگر

(روشن ۲۲)

(۱۷۳) ریاضی - امام الدین لاهوری

خلف ملا لطف الله مهندس تخلص ، لاهوریت... در جمیع علوم رسمی یگانه بود . خصوص در ریاضیات تصنیفات معتبر دارد... بنا بر اشغال علمی به فکر و سخن کم می پرداخت و لیکن سلیقه بسیار درست داشت... در سال هزار و صد و چهل پنج رحلت کرد . شعر ریاضی اینست :

ز عشق یاز چه گویم که حال من چون است
غم بدور خشش از احاطه بیرون است
پایه عشق بلندی ز سردار گرفت
هر که دریافت که چو منصور سری سردار است
یوسفستان معانیست ریاضی سخت
چاک پیراهن نظم تو عجب بازاری است

(خوشگو ۱۹۱)

صاحب طبع سحر آفرین مولانا امام الدین که ریاضی تخلص میکرد ، اصلش از لاهور است . قلعه ارک شاهجهان آباد با اهتمام پدرش لطف الله مهندس حسن تعمیر یافت . مولانا در فنون ریاضی یکتای عصر بود... و به دوزونی طبع گاه گاه متوجه شعر و سخن هم میشد . آخر کار در ۱۱۴۵ خمس و اربعین و مائه و الف بگلگشت ریاض جاودان شتافت . ازوست :

دریادل است یار و نم از من دریغ داشت خاک رهش شدم قدم از من دریغ داشت
(نتایج ۲۷۷)

فرزند مولانا لطف الله مهندس لاهوری که قلعه ارک شاهجهان آباد بصوابیداری زربینش بنیاد گرفته ، و ریاضی متوطن شاهجهان آباد گردیده ازان شهر مدت العمر بیرون نرفته . ماهر علوم درسیه بوده و در سبق علم ریاضی از معاصرین قصب السبق ربوده . در عبادت و ریاضت و ورع و زهد عدیل خود نداشت . در سنه خمس و اربعین و مائه الف قدم بطریق سیر ریاض رضوان گذاشت :

رگ گل کرد آن گل چهره بر تار نهالی را
ازین اندیشه گلها داغ شد بر سینه قالی را (۱)

(۱) شعر فوق در دیف و قافیه و بحر یک مطلع طالب آملی سروده شده است که بدین قرار است :

(در صفحه ۱۶۷ نگاه کنید)

رفتی و رفت لشکر دل در زکاب تو
 شهم برنگ مجلس تصویر جان نداشت
 روشن دلیم و خاک نشینی عیار ماست
 سیماب وار کشته شدن اعتبار ماست
 ندانم از چه شدی سنگدل که بیمارت
 بجان رسید و نه پرسى که حال او چون است

(صبح ۱۸۷)

(۱۷۴) زار - پندت تربهون ذاته زتشی لاهوری

او از زتشیان کشمیر بود. پدرش پندت پرتھی ناتھ شاگرد میرزا داغ دهلوی بود. زار تحصیلات خود را در دانشگاه پنجاب بتکمیل رسانید. سابقاً وی شمیم تخلص داشت اما این تخلص را عوض کرده زار را تخلص خود قرار داده بار دو و فارسی شعر میسرود:

دل به یار و دست با کاریم ما	گاه مست و گاه هشیاریم ما
اعتماد رحمتش داریم ما	از گنهگار و سیه کاریم ما
زار و مهجور و دل افکاریم ما	در فراق جان جان روح روان

(۱۷۵) زاهد - شیخ محمد زاهد گجراتی

در سنجاه متولد شد در عصر مهاراجا رنجیت سینگ زندگی میکرد. مولوی محمد صالح کجاهی در سلسله الاولیا اسم وی را آورده اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است. یک نسخه خطی دیوان او پیش میان شریف کنجاهی وجود دارد و اشعار زیر از همان نسخه انتخاب گردیده است:

خیال گرمی خوایش بدلها می رسید اینجا
 برنگ برق در آئینه جوهر می تپید اینجا

دنباله صفحه گذشته

بمن بویا کند گلهای تصویر خیالی را
 بجان بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
 به ناصر علی سرهندي گفتند که شعری درین بحر و قافیه بسراید اما وی در جواب گفت: این زمین را طالب برد. چیری که مانده است در دست. مدتی پس از آن ریاضی این شعر را سرود و مورد تحسین قرار گرفت. باید گفت که این زمین دو ردیف داشت که یکی از آنها را طالب برد و دومی را ریاضی از جواهر خانه قضا و قدر بدست آورد.

بجای گرد بوی ناله زین ویرانه می خیزد
 ندانم آهوی چشمی که از دلها رسید اینجا
 رگ یاقوت کرده جامه را در دامن صحرا
 بیاد وصل او اشکی که از چشم چکید اینجا
 خیال مصرع شوکت ز هوشم می برد زاهد
 مگر وقت مصور صورت پاکی کشید اینجا

(۱۷۶) زیب - نواب زیب النساء بیگم

دختر اورنگ زیب عالمگیر پادشاه است ... از بطن دلرس بانو دختر شاه نواز خان در ۱۰۴۸ هجری پیدا شد حافظ قرآن بود و صرف و نحو و فقه از ملا جیون آموخت. نستعلیق و نسخ و شکسته خوب می نوشت. میل کلی بشعر و سخن میداشت. بسیار شعرا و علما در سرکار وی نوکر بودند. شوهر نگرفت. در سال ۱۱۱۳ وفات یافت ... و آنچه مشهور است که مخفی تخلص اوست بقول میر آزاد بلگرامی در ید بیضا و قاضی اختر در آفتاب عالمتاب و دیگر محققین غلط است و گفته اند که مخفی تخلص شاعری بود نوکر بیگم ممدوحه و دیوان مخفی که بنام وی شهرت دارد از مخفی شاعریست. و دیگر مخفی رشتی مصاحب امام قلی خان حاکم فارس بود ... ازوست:

ای آبشار نوحه کنان بهر چیستی ؟ چین بر جبین فکنده ز اندوه کیستی
 دردت چه درد بود که چون من تمام شب سر را بسنگ می زدی و میگریستی

قتل است روزی بیگم این مصراع پیش ناصر علی سرهندی فرستاد
 از هم نمیشود ز حلاوت جدا لبم
 وی از راه شوخی زیر آن رقم زد:

گویا رسید بر لب زیب النساء لبم

بیگم ازین ادا سوخت و چهره بر افروخت و این بیت نوشت:

ناصر علی بنام علی برده ای پناه ورنه به ذوالفقار علی سر بریدی
 (تابان ۱۸)

شاعری با اسم مخفی رشتی در ایران هم زندگی میکرده است که بیت زیر ازوست:

مخفیا دختران خطه رشت همچو طاؤس مست میگردند

ذکر این شاعر در آتشکده اذرا آمده است. نگارنده یقین هستم که شاعرانی که مخفی تخلص داشتند زیاد اند و یکی از آنها زیب النساء مخفی هم بود که غیر

از زیب النسا زیب بود . زیرا تاریخ وفات او از قطعه زیر بر می آید :

آه زیب النسا ^۱ بحکم قضا	ناگهان از نگاه مخفی شد
منبع علم و فضل و حسن و کمال	همچو یوسف بچاه مخفی شد
سال تاریخش از خرد جستم	گفت هاتف که ماهه مخفی شد

۱۱۰۵

ولی آنطوریکه گفته شد زیب النسا^۱ زیب در سال ۱۱۱۳ هجری وفات یافت و نه در ۱۱۰۵ . ازین قطعه می شود استنباط کرد که قطعه تاریخ وفات زیب - النسا^۱ زیب بدون تردید قطعه^۲ فوق نیست و تخلص او زیب بود نه مخفی^۳ .

(۱۷۷) زیبا - پندت برجموهن لال تکو لاهوری

پندت برجموهن لال تکو از خانواده^۱ پندت های کشمیر بود . پدرش هم بزبان فارسی شعر می سرود^۲ . او پندت نرنجن ناتھ تکو نام وشکوه تخلص داشت . زیبا در شهر تاریخی لاهور بدنیا آمد و تحصیلات عالی خود را در همان شهر فراگرفت . وی تا مدت پنج سال در ایمن آباد گوجرانواله تدریس کرد و از سال ۱۹۰۹ الی ۱۹۲۴ میلادی ریاست مدرسه ای را در شهر امرتسر بعهده داشت . در فن غزل مهارت تامی داشت . اشعار زیر ازوست :

هستی^۱ این عالم ظاهر بجز پندار نیست
برکشا این برده و بین هیچ شی جز یار نیست
ساغر و مینا شکسته . مطرب و ساقی خموش
بزم یار آخر شد و با جام و یاده کار نیست
عاشقم . دیوانه ام . آخر بتو خواهم رسید
نیست دیوانه بکار خویش گر هشیار نیست
ببن تاثیر وصف گل که هنگام رقم کردن
ز سر تا پا زبان خامه ام منقار بلبل شد
کنار آب و لاله زار و یار مهربان ساقی
چگوم حال زیبا چون بلند آواز قفل شد

(۱۷۸) سارق - میرزا بدیع الدین پنجابی

بسیار اول در بهاولپور با فقیر ملاقی شده . مرد خوشگو و خوشخو و صاحب علم بود... روزی گفتش که این چه تخلص است... گفت : چه عرض کنم ، این دزد سیرتان که خود را بشاعری منسوب میکنند . قبل ازین دو تخلص بنده

بزدی بودند که یکی بدیع و دیگری رفیع بود. حالا تخلص خود سارق کرده منادی کرده ام که ای غارت پیشگان این راهم غارت کنید. مگر الحمد لله که کسی غارت نکرد. این یک شعر هنوز نقش بر دل است:

شبی در جای خوابش نقب کرده ز نم دستی به نقد وصل سارق
(چشم دیده ۵۶)

(۱۷۹) ساغر - لاهوری

ساغر کتش مصطبه سخن بود:

دل ساغر بجوش آمد. ز جور تیغ خوزیرش
فغانی گردلی داری تو باش اینجا که من رفتم

(روشن ۲۸۱)

(۱۸۰) سالک - عبدالمجید بتالوی

اسم او عبدالمجید و اسم پدرش سنازم قادر بود. در بتاله متولد شد و تعلیمات ابتدائی خود را در شهر پتهانکوت فرا گرفته در همان شهر مشغول گردید. در سال ۱۹۱۴ از شغل خود استعفی داده مدیریت مجله‌ای ادبی باسم در فانوس خیال، را بعهده گرفت ولی دو سال بعد به لاهور رفته با روزنامه معروف زمیندار پیوسته خدماتی را انجام داد. در همان زمان با مجلات «پهول»، «تمهذیب نسوان» نیز همکاری داشت و بعداً روزنامه ای باسم انقلاب اجرا نمود و همکار مولانا غلام رسول مهر شد. بعد از تقسیم شبه قاره وارد کراچی گردیده در سنه ۱۹۵۳ باز بلاهور برگشت و در تاریخ ۲۷ سپتامبر ۱۹۵۹ میلادی این جهان آب و گل را بدرود گفته بدارالبقا شتافت. وی معمولاً بزبان اردو شعر می سرود اما گاهی بفارسی هم شعر میگفت:

غم فراق نگاری که داشتم دارم	به سینه داغ بهاری که داشتم دارم
بان امید که دیگر چمان چمان گذری	نظر به راهگذاری که داشتم دارم
بلای الفت زلف و تصور گیسو	به کلبه ام شب تازی که داشتم دارم
به باد رفت بهار دیار من سالک	غم بهار دیاری که داشتم دارم

این شعر را خیلی دوست میداشت:

ندارد هیچ جدت ریختن بر آشیان برق الهی آفرین برق که بروی آشیان برزد

(۱۸۱) سامع - محمد احسن خان پنجابی

میگویند از اولاد راجه بیردل است . جدش اسلام آورد ... چند ماه در سفر لاهور شب و روز یک جا بودیم . مرد بر خود چیده و خود را بطور میرزایان ایران تراشیده است . اول شاگرد حکیم الملک شهرت تخلص بود و بعد آن مرید و معتقد شیخ محمد علی حزین رسا است و پخته گواست . شعرهای خوب دارد . عمرش از شصت متجاوز است .

چکنم خاطر صیاد عزیز است عزیز ورنه از کشمکش دام بتنگ آمده ام در طینت غافل نبود جوهر مستی هرگز نتوان خون زرگ خوب کشیدن (مردم ۱۶۴)

(۱۸۲) سامی - خواجه عبد الله لاهوری

از قبيله ملا عوض وجهه است . محمد اعظم شاهی بود و از یاران حضرت میرزا بیدل . در لاهور سکونت داشته ... مردی خود پسند بوده و از علوم رسمی بهره مند . دیوانی دارد و تلاش نازک خیالی می نماید ... در هزار و صد و پنجاه و پنج در گذشته . ازوست :

شب که آن ماه نیم رخ در پرده مست خواب بود
یک طرف در خانه ابرو یک طرف مهتاب بود

دل و اشود ز دست تو بی منت کلید این قفل ابجد است بنام تو بسته اند (خوشگوار ۳۳)

اصلش از اتراک قهبایه است . و در سرش از استعداد علمی سرمایه . در شاهجهان آباد با میرزا بیدل صحبتها داشته و در سنه یک هزار و یک صد و پنجاه و پنج این دار نا پائدار را گذاشته :

شب که آه مه نیم رخ در پرده مست خواب بود
یک طرف در خانه ابرو یک طرف مهتاب بود

دل و اشود ز دست تو بی منت کلید این قفل ابجدست بنام تو بسته اند (صبح ۱۹۰)

(۱۸۳) سیخا - میر زاهد علی لاهوری

ولد میرزا سعد الدین لاهوریست . هنگام اختلال سلطنت ایران ، حاکم لاهور بود . و با افغانه جنگها نموده ، دستگیر آمد . بدتی در اصفهان محبوس ماند و بعد خلاصی چندی از جانب پادشاه افغانستان به حکومت بندر عباس مقرر گشت .

اواخر بهندوستان رسید ، و به‌مراه سعادت خان بملازمت فردوس آگاه مشرف گردیده منصب و جاگیر یافت . و در سن یک هزار و یکصد و چهل و شش از دست زن مغنیه مسموم شد . ازوست :

در شب هجر تو شرم‌نده احسانم کرد
قصه درد دل خویش به بلبل گفتم
آن تنک حوصله رسوای گلستانم کرد
سرگذشت شب هجران تو گفتم باشم
آنقدر سوخت که از گفته پشیمانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایه عمر
شانه آخر ز کفم برد و پریشانم کرد
(هندی ۱۰۹)

(۱۸۴) سراپی - ملا ابو محمد سیالکوٹی

از اعمال پنجاب است و از سخنوران عهد جهانگیر بادشاه بود :
ز ناخن بازی مطرب چهار سازی آید که مستی ناخنی بر دل زهر آواز می آید
(روشن ۲۸۸)

(۱۸۵) سر آمد - سر هندی

شاگرد ناصر علی سر هندی و متبع طرز اوست :
جلوه صبح سعادت بسپه بختی ما ست خلوت آئینه در خانه زنگ است اینجا
به سر آمد مددی جز تو که خواهد کردن ؟ گر نباشی تو علی ، قافیه تنگ است اینجا
ز بس از سوختن ها نو بهاری کرده ام پیدا چراغان لب بام ست شاخ گل بیخ من
(روشن ۲۸۸)

(۱۸۶) سر آمد - کشمیری ثم لاهوری

عندلیب گلشن خوش تقریری مولانا سر آمد کشمیری که در لاهور
نشو و نما یافته و در فنون سخن طرازی از شاگردان آفرین لاهوری است ، اوسط
مائه ثانی عشر در گذشت . (نتایج ۳۵۱)
سر آمد کشمیری در لاهور نشو و نما یافته و در سخن شاگرد آفرین است .
اوسط مائه ثانی عشر جهان فانی را بدرود گفت : ازوست :
ز هاشق کی دماغت ناله بیتاب بردارد شکستنهای رنگ گل ترا از خواب بردارد
(انجمن ۲۱۴)

(۱۸۷) سرخوش - محمد افضل سرهندی

پسر ثانی محمد زاهد است. ولادت باسعادت او در سال هزار و پنجاه به عهد شاهجهانی در جنت نظیر کشمیر بوده ... "افضل اهل زمانه" تاریخ تولد اوست. . . محمد طاهر نصرآبادی در احوال ایشان نوشته که لاهوری است و در لاهور باشد غلط کرده - بهر حال از آغاز شباب مشق سخن دامنگیر طبع بلندش بود . و بصحبت استادان این فن رسیده فائده‌ها برداشت . . . اواخر عمر به منصب و تحویلداری اجناس مندرس صوبه سرفراز شده . . . بدار الخلافه آمده ... بدریافت حقایق و دقائق تصوف توجه تمام داشت و خود از جماعت صوفیه بود . وقتی این رباعی گفت:

چاراند ز تحقیق کیمیائی آگاه این عربی اول شان در افواه
پس مولوی و سعابی و ملاشاه پنجم سرخوش غریب الله

فقیر راقم خوشگو اول در عمر چهارده سالگی خاک آستان مبارک صندلی پیشانی طلب ساخته مشق شکسته بسته خود را به نظر اصلاحش می گذرانید ... تخلص عنایت فرمودند و گفت لفظ خوش از تخلص خود بر آورده بخشیده ام ... به عمر هفتاد و شش سالگی آزادانه جان به جان آفرین سپرد ... لاله سکهراج سبقت تاریخ وفاتش عبارت "افضل دهور" یافته و حکیم چند ندرت که از شاگردان اوست ازین مصرع بر آورده "از جهان رفت آه عارف پاک" کلیات آنجناب قریب به چهل و پنج هزار بیت است ... این بیت مطلع دیوان اوست .

ز دست و پا زدن بسمل تو دانستم که بعد کشته شدن هم تلاش‌ها باقیست
ملک گیری دیگر و شور و محبت دیگرست خوانده یوسف زلیخا و سکندر نامه را
منعمان را حرص ز باقیست تا روز حساب تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب

محال است این که بعد از مرگ هم دست از تو بردارم

که گر من خاک کردم ، گرد دامن تو خواهد شد

کفر و دین متفق به وحدت او سخن هر دو لب یکی باشد

بگر که خورد طفل ز یک پستان شیر در دست بگیرد سر پستان دگر

(خوشگو ۷۱)

میکش میکده روزگار تیغش محمد افضل سرخوش از شعرای نیکو دستگاہ بوده و به منصب داران عالمگیر پادشاه مدتی در طلب دنیا دیده . اما بخت مساعد نگردیده ... سرخوش در آخر عمر بجمعیتی رسیده ... دیوانی و تذکره الشعرا دارد .

فقیر این چند بیت ازان یادگار می نگارد - مطلع :

بتخاله نیست در شب هجران ز تب سرا کز فرقت تو چشمه زده جان بلب سرا
نیست ذوق گفتگوی طبع مآل اندیش را میکم چون نا. ه خود پامال حرف خویش را
(حسینی ۱۵۹)

محمد افضل از مردم سرکار عبد الله خان زخمی شاهجهانی بود و سه بیتی
منصب عالمگیری و مشرقی بعضی کار خانجیات داشت ... در سن سته و عشرین
و مائه-الف برحمت ایزدی پیوست. شعر با سزه میگوید و مضامین تازه می بندد. ازوست :
بتاریکی کسی گم گشته خود را نمی یابد عبث در سایه بال هما جوئی سعادت را
در هندسه سه را چو مضاعف سازی هر چند که بشمیری نه آید برقم
(عاصره ۲۶۳)

از مغلان عبد الله خانی است و در موزونان مشهور بخوشگوئی و نیکو بیانی،
راقم حروف را باوی صحبت اتفاق نیفتاده و این چند بیت از روی سفینه دستخطش
که نزد آشنائی بنظر در آمده قلمی نمود :

بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
چه خوش نامی بر آمد الله الله از زبان ما
بسر داریم سودای گل خورشید ، دیداری
که چون شبنم همه چشم است ارکاروان ما

(خیال ۲۹۰)

محمد افضل نام دارد . تلمذ او میرزا محمد ماهر و موسوی خان فطرت است
و با ناصر علی در خورد یارانه داشت. و به بسیاری از موزون طبعان پیوست و
مدتها براه شاعری سلوک نمود ... ولادت او در سن خمین و الف است . وفاتش
در عشره ثالث بعد مائه-الف . صهبای سخن را چنین می رساند :

بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
چه خوش نامی بر آمد الله الله از زبان ما

(بینظیر ۷۲)

از مردم سرکار عبد الله خان زخمی شاهجهانی بود . میفروش مصطبه معانی
است و قبح گردان انجمن سخن دانی . عمرها در کوچه شاعری شتافت و صحبت
جمعی از صاحب طبعان عصر خود دریافت ... شاگرد محمد علی ماهر و موسوی
خان فطرت است . و از یاران شیخ ناصر علی . و در مدح او میگوید :

باشعر علی نمیرسد شعر کسی زان مان که خط کس بخط میر علی

عمر دراز یافت و در عشره ثالث بعد مائه-الف (۱۱۳۰ هجری)

بخلوت کده خموشان شتافت . جام کلامش بگردش می آید :
 در عدم هم ز عشق شوری هست گل گریبان دریده می آید
 از خوشه انگورعیان شد که دزین باغ شیرازه جمعیت دلهارگ تاگ است

(گرام ۱۴۳)

شاگرد میرزا محمد علی ماهر و موسوی خان فطرت است . صحبت بسیاری از
 شعرا و اهل کمال دریافته . تذکره او موسوم به کلمات الشعرا است .

(شعرا ۲۴)

محمد افضل سرخوش در زمان حکومت شاهجهان شاه در کشمیر متولد شد .
 اسم پدرش محمد زاهد بود و پدر بزرگ او از بدخشان رخت مهاجرت بسته وارد
 کشمیر شده بود . سرخوش در زمان کودکی به سرهند رفت تا تحصیلات خود را
 بدست آورد . وی در همان شهر ذوق ادبی و شعری را دارا شد و از زمان طفولیت
 خود شعر سرودن آغاز کرد . وی ابتدا با ناصر علی سرهندی رفیق شد و می گوید :
 "ناصر علی از یاران قدیم بود و در خورد سالگی بهم شق سخن میکردم و صحبتها
 می داشتیم" . هنوز سن وی فقط هشت سال بود که روزی در بازار مغ بچه ای را
 دید که بر چاه زنخدان خود خالی داشت . فی البدیهه شعر زیر را سرود :
 بر زنخدان تو خال سهی افتاد است همچو پولیست که بالای چهی افتاد است
 چون بمنزن خود رسید ، این شعر را برای برادر خود خواند . برادرش خیلی خوشحال
 گشت و رویش را بوسید . در سن یازده سالگی بمحض دیدن دختری خوش قامت
 و زیبا این رباعی سرود :

آن دلبر بوالعجب که ماه زیباست بالای علم چو گل بشاخ رعناست
 فی فی ، غلطم ، که آفتاب محشر یک نیزه برآمد و قیامت برپاست
 روزی در خانه میرزا قطب الدین "مایل" احباب جمع شدند و مجلس شعر و سخن
 آراستند . سرخوش در آن مجلس گفت :

کی توانم دید زاهد جام صهبا بشکند میپرد رنگم جبابی گر بدریا بشکند
 ازین بیت همه در شگفت ماندند و بسرخوش تحسین ها نمودند . میر معزمی
 گفت که در هندوستان فقط سه شاعر سراغ دارم . اول غنی کاشمیری . دوم ناصر
 علی سرهندی و سوم محمد افضل سرخوش . از مطالعه احوال سرخوش چنین برمی
 آید که او در سال ۱۰۸۷ هجری بر منصب "مشرقی عدالت" منصوب گردید .
 او تاریخ انتصاب را "مشرقی عدالت" قرار داد زیرا بحساب حروف ابجد این کلمه
 ۱۰۸۷ میشود . وی در اواخر عمر خود به شاهجهان آباد رفته گوشه عزلت را
 برای خود انتخاب کرد و بخدمت درویشان و صوفیان پرداخت . وی در

کلمات الشعراء باین واقعه چنین اشاره میکنند :

سرخوش چو رسید کار قتیرش بکمال مرشد دادش خلافت از استقبال
روی طلب آورد جهانی به نیاز تاریخ شده : خلیفه شاه جلال
سرخوش تمام عمر خود را با راحت فراوانی بسر کرد و اموال زیادی داشت .
بامور خیریه هم متوجه می شد چنانچه در کلمات الشعراء می گوید که جلوی
منزل خود مسجدی بنا کرده بود . قطعه ای هم باین مناسبت دارد :

چون گشت ز فضل ایزد عز و جل آرامته این مسجد پر زیب و حلل
اندیشه ز طبع سال تمامش خواست دل گفت که مسجد محمد افضل

۱۱۱۰ هجری

او گاهی هجو هم می نوشت :

مرا انگشتش بجودار یک اشارت دهند سرمایه دریا بغارت
بدرکی همتش دستی رساند که آب بسته را ناپاک داند

تفصیل این دو بیت را سرخوش چنین نوشته است : "یکی از صاحب همتان زمانه ما بخشی الممالک همت خان بود . فقیر مدتی خدمت او کرده ، ساقی نامه و خسخانه بنام وی گفت . در آن مثنوی ها داد معنی داده تلاش ها کرده . این دو بیت از خسخانه است"

ای پنجه تو ز دامن همت دور بر دولت بی فیض دماغت مغرور
بی همتی و نام تو همت خان است برعکس نهند نام زنگی کافور

سرخوش صاحب پسری بود بنام "اکمل محمد افضل" که بموجب اسم تاریخی در سال ۱۰۹۴ بدنی آمد ولی در جوانی عرصه وجود را ترک گفت . خان آرزو اسم فرزندش را فضل الله و تخلص او هنر نوشته است . در تذکره گل رعنا آمده است که پسرش خوشتر تخلص داشت . سرخوش در زمان حکومت فرخ سیر پادشاه بین ۷۶ سالگی در سال ۱۱۲۶ هجری عرصه وجود را ترک گفت و در دهلی در نزدیکی محل مقدسی با اسم "قدم رسول" مدفون گردید . او کتب متعددی را تصنیف کرد که ازان جمله تذکره کلمات الشعراء خیلی معروف است . دیوانی هم دارد که بایران رسید و نصرآبادی در تذکره خود شامل کرد و نوشت که : "هر چند که شاگرد محمد علی ماهر است اما استفاده تمام در خدمت میر معز فطرت المخاطب بموسوی خان نموده و کفی به شرفا با میرزا عبدالقادر بیدل معاصر و همطرح بود" . مطلع دیوان سرخوش اینست :

بهم ناید چو گل از خنده شادی دهان ما
چه خوش نامی بر آمد الله الله از زبان ما

میر معزی می گوید :

هیچ کس آگه ز شرح اشتیاق ما نشد
نامه‌ی ما چون زبان لال هرگز وا نشد

سرخوش میگوید :

هیچ دل از زینت دنیا نشاط افزا نشد
عقده کار کس از دندان گوهر وا نشد

آثار او عبارتست از :

- ۱- دیباچه دیوان و دیوان که چهل و پنج هزار بیت شامل آنست ۲- ساقی نامه
- ۳- مثنوی نور علی نور
- ۴- مثنوی حسن و عشق
- ۵- مثنوی قضا و قدر
- ۶- مثنوی در بعض خصوصیات هندوستان
- ۷- جنگ نامه محمد اعظم شاه
- ۸- جوش و خروش
- ۹- کلمات الشعرا
- ۱۰- مثنوی در تعریف سخاخانه
- ۱۱- رساله رواج که در طرح جامی است.

سرخوش در تاریخ گفتن هم مهارت داشت و بهمین جهت تاریخ های وفات راسخ ، ملا مفید بلخی ، صایب ، ناصر علی سرهندی ، ماهر ، و میر معز را گفته است . او در کلمات الشعرا ' انتخابی از اشعار خود داده چنین می گوید : " این چند بیت خوش کرده عزیزان صاحب کمال است " . بهمین جهت است که نگارنده نیز ابیاتی چند از آن اشعار گرفته در زیر نقل می کنم :

چه گفتگوئی که چشمش نمی کند بامن ازو بپرس که داند زبان آهورا
آئینه دار حسن بود ذره ذره ام گشتم سپند آتش خود چون شرارها
عمر چون تصویر حرف راز پوشی شد مرا هر دو لب چسپیده مشق خموشی شد مرا
منعمان را حرص زر باقیست تا روز حساب تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب
از ورق گردانی دوران کسی وارسته نیست در همه دیوان او یک مصرع برجسته نیست
از دامن وصال جدا نیست دست عشق پای چراغ حسن تو بخت سیاه ماست
کفر و دین متفق بوحدت اوست سخن هر دو لب یکی باشد
رونق بیداد او از اضطراب ما بود جوهر شمشیر نازش پیچ و تاب ما بود

زمین و آسمان در میکشی فرمانبرت گردد
سرت چو گردد از مستی جهان گردسرت گردد
مخالست اینکه بعد از مرگ از تو دست بردارم
که گر من خاک کردم گرد دامن تو خواهم شد

سینه سوزان محبت را بچشم کم بین هر شراری دارد اینجا در بغل سامان برق
مزاجش تاب شور نعره‌ستان کجا دارد؟ که برهم میشود از قاتل مینا دماغ او
زیب‌خوبان دگراز زیور و لعل و دراست بر لب ت بس رنگ پان (۱) و گوشه دستار گل
می آینه پنبه در نگبرد هر گز یک عمر اگر در آفتابش داری
از باده مرا فزون شود عقل و شعور ساغر خضر راه نشاط است و سرور
می روشنی طبع بود سرخوش را روغن همه در چراغ گردد نور

(۱۸۸) سرمد - محمد سعید لاهوری

یهودی بود اما بعد از مطالعه و تحقیق عمیقی در مذهب اسلام ، مسلمان
شد . نویسنده کتاب "دبستان مذاهب" از معاصرین او بود و نوشته است که
سرمد در خدمت میر ابو القاسم و ملا صدرا امور دینی یاد میگرفت و در حضور
آنها مسلمان شد . در سال ۱۶۳۰ میلادی از ایران به سند رسید و در آنجا
عاشق و دل‌باخته هندو پسری شد که اسمش را ابهی چند نوشته اند . سرمد در
عشق او چنین گفت :

سرمد دزدین عجب شکستی کردی ایمان بفدای چشم مستی کردی
عمری که بایات و احادیث گذشت رفتی و نثار بت پرستی کردی
عشق سرمد بجای طول کشید که او تمام اثاث خود را بغارت داد و بی
خود شده برهنگی اختیار نمود :

آنکس که ترا کار جهان نهانی داد ما را همه اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس هر گرا عیبی دید بی عیبان را لباس عریانی داد
در همان زمان سرمد از سند بلاهور رسید و چندی در آن شهر توقف نمود .
شاهجهان شاه که از کشمیر بر میگشت سرمد را در لاهور دید که برهنه بود
و چنانچه در کتاب خود نوشته است نه : "سرمد را بچشم خود برهنه دیدم"
سرمد از لاهور به حیدرآباد رفت و سپس با اتفاق ابهی چند بدلی شتافت . در
دهلی او با شاهپور دارا شکوه ملاقات کرد و ندیم وی شد اما این منصب باعث
قتل وی شد . سرمد یک رباعی سروده است که در آن از معراج جسمانی حضرت
پیغمبر صلی الله علیه و آله انکار کرده است :

آن کنی که سر حقیقتش باور شد خود پهن تر از سپهر پنهان در شد
ملا گوید که بر فلک شد احمد سرمد گوید فلک به احمد در شد

۱- پان : یک برگیست که با ادویه مختلف آمیخته و میخورند و آن برگ
دهن را سرخ میکنند .

داستان قتل سرمد بدین قرار است :

اعتماد خان ملا قوی شاه از مقربان دربار اورنگزیب شاه بود . او بحضور اورنگزیب رفته عرض کرد که دوستی^۱ سرمد با شاهپور دارا شکوه شایان شان او نیست زیرا سرمد هم برهنه است و هم عقاید بدی را داراست . اورنگزیب بر مشورت ملا مذکور اعتماد کرد و دستور قتل سرمد را صادر نمود . گفته اند که چون از سرمد علت عریانی^۲ او را پرسیدند . او بی البدیهه گفت :

خوش بالائی کرده چنین پست مرا چشمی بدو جام برده از دست مرا
 او در بغل من است و من در طلبش دزدی عجب برهنه کردمست مرا
 وقتیکه جلاد با شمشیر آخته بطرف سرمد آمد ، سرمد خوشحال گردید و گفت :
 بیا بیا ، بپهر صورتی که می آئی ، من ترا نیک میشناسم . سپس این بیت را خواند :

شوری شد و از راه عدم چشم کشودیم دیدیم که باقیست شب فتنه ، غنودیم
 در زیر انتخابی از رباعی هایش داده میشود :

با فکر و خیال کس نباشد کارم	در طور غزل طریق حافظ دارم
اما با رباغی ام درید خیام	نه جرعه کش باده ^۳ او بسیارم
سرآمد اگرش وفاست خونمی آید	گر آمدنش رواست خود می آید
بپهوده چرا در پی او میگرددی	سرمد اگر او خداست خود می آید
گه شهر و دیار گه به صحرا رفتی	در راه هوس بصد تمنا رفتی
این قافله نزدیک بسر منزل بود	در خود نظری کن که کجا هارفتی
در خوابی و از خویش نداری خبری	غفلت ندهد بجز بذات شمری
یاران همه رفتند و توهم در راهی	بر هستی ^۴ موهوم نداری نظری
سرمد گله اختصار می باید کرد	یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضای یار می باید داد	یا قطع نظر زیار می باید کرد
اعتبار وعده های مردم دنیا غلط	هان غلط آری غلط امشب غلط فردا غلط
نسخه بینائی از دیوان عمر ما مهرس	خط غلط معنی غلط انشا ^۵ غلط املا غلط

و اینک یک غزل سرمد :

سوخت نی وجهم تماشا را بین	کشت نی جرمم مسیحا را بین
زنده کش جان نباشد دیده ای	گر نه زی دستی بیا مارا بین
ای که از دیدار یوسف غافل	داغ یعقوب و زلیخا را بین
شاه درویش و قلندر دیده ای	سرمد سرمست رسوا را بین

(۱۸۹) سرور - مولانا حکیم مفتی غلام سرور لاهوری

از اهالیان شهر تاریخی لاهور و نویسنده های برجسته این شهر بود. پدرش مفتی غلام محمد یک طبیب بسیار معروف آن شهر بود و سلسله نسب او به حضرت بها' الدین ذکریا میرسید. سرور در علوم حدیث، تفسیر، فقه، تاریخ، صرف و نحو، معانی، منطق و طب ماهر و معلومات کافی ای را دارا بود. اندکی در ملازمت دولت انگلیس بود ولی بعداً شغل خود را ترک کرده زیارت حرمین شریفین شتافت و در راه سفر آخرت اختیار نموده جهان را بدرود گفت. تاریخ وفات او ۲۷ ذی الحجه ۱۳۰۷ هجری میباشد. از تصانیف وی خزینه الاصفیاء، حدیقه الاولیاء، گنجینه سروری، تاریخ مخزن پنجاب، دیوان نعت سرور و کلیات نعت سرور معروفیت خاصی را دارند. نمونه ای از شعر هایش بدین قرار است:

از لامکان بلند مقام محمد است	بالاعرش عزت و شان محمد است
مفتاح علم و فضل دهان محمد است	گنجینه دار فیض زبان محمد است
ناطق کلام حق به زبان محمد است	شرح بیان حق زبان محمد است
سرور مدار پاک که انجام کار تو	در حفظ احمدی و امان محمد است

(۱۹۰) سروری - شیخ رضی الدین معروف به غلام

مرتضی سودهره

وطن بزرگاننش ابراهیم آباد سودهره من مضافات صوبه لاهور است. خودش در شاهجهان آباد نشو و نما یافته... کثیر الکلام و شاگرد نظام خان معجز است. در فارسی دانی و سلیقه نظم مهارت تام دارد. از دوازده سال به لکهنو رسیده... انتخاب دیوان اوست:

لباس عاریتی واگذار و ننگ مکن	برهنه باش و زکس در زمانه عار مدار
خموش باش که وضع جهانیان دگر است	بحرف حق سر خود بر فراز دار مدار
درین بهار سروری بزعم زاهد خشک	بغیر باده خوری هیچ کاروبار مدار
ندیده ایم بدین رنگ چهرهات هرگز	بگو بگو که بدانیم ماجرا آخر
ز فکر دهر سروری مباش با دلتنگ	که غنچه وا شود از جنبش صبا آخر
در باغ بوسه بر دهندش میزدم که هست	باغنچه نسبتی دهن تنگ یار را

شاگرد معجزم چو سروری به فن شعر مضمون من به معنی مفتون برابراست
(ریاض ۱۲۲)

(۱۹۱) سروری لاهوری

مولف فرهنگ مجمع الفرس از مستعدان روزگار بوده و در اوایل مائهٔ هجری
عشر بهند رسیده در لاهور قیام نموده و این غیر سروری رومی است که مصطفی
بن سلیمان نام داشت و شرحی عربی بر گلستان سعدی علیه الرحمة نگاشت .
سروری کاشی می گوید : رباعی :

بی دست طلب بدامن پیرزدن کس را نشود مقام عرفان مسکن
چون رشته که نکشود رهش تاننهاده سر بر قدم راست روی چون سوزن

(صبح ۷۰۳)

(۱۹۲) سعادت-سعادت بن مسعود سعد سلمان لاهوری (۱)

او پسر مسعود سعد سلمان بود و بعد از وفات پدر خود بحضور سلطان بیره
شاه غزنوی باریاب شد . روزی بهرام شاه امتحاناً از او خواست که رباعی ای فی
البدیهه سراید . سعادت گفت :

همزاد رخ نگار ما ، بوست نه گل زین روی رخ نگار نیکوست نه گل
مارا رخ دوست باید ای دوست نه گل زیرا گل چشم مارخ اوست نه گل
بادشاه از شنیدن این رباعی خوشحال گشت و بوی انعام داد . ازوست :

بر گل عبیرداری و بر لاله مشک ناب بر نار دانه لولو و بر ناروان گلاب
نسبت بوی مسعود سعد سلمان در یکی از قصاید خود چنین گفته است :

چون حال فضل بدیدم که چیست بگذیدم ز کار پیشه جولاهگی ز بهر سر
بدو نوشتم و پیغام دادم و گفتم که ای سعادت در فضل هیچ رنج سر
اگر سعادت خواهی چون نام خویش همی بسوی تقصیر گرای و طریق جهل سپر
از قصیده ای دیگر :

فرزند سعادتم که او را بنده ست بدوهمی سپارم
در دولت طاهری زدم جنگ زو روشنی گرفت کارم
در دولت او بدولت تو از بخت همی امید وارم

(۱۹۳) سعید - محمد سعید قریشی ملتانى

رنگین سخن ، تازه گفتار ، از بنده های شاهجهان بادشاه بود .

رباعی

چه دولت است که باین قد خمیده خویش
بهر کشیده ام آن سر و سر کشیده خویش
ز فرت تو چه گویم که قصه طوفان
شنیده بود من دیده ام بدیده خویش

(همیشه)

رنگین سخن و تازه گفتار است و بسیار خوش صحبت و نیکو طبع و پاکیزه روزگار . از مجالست نیکو طبعان و نکته دانان سخت محفوظ است و باهل سخن چون سخن تازه با معنی ، مخصوص ، هر جا که سخنوران را می شنود بخدمت او میرسد و باندازه استعداد خود از صحبت او بهره می اندوزد . نگارنده حروف را بارها دید و صحبت اتفاق افتاده در شگفته روئی و آشنا پرستی همتا ندارد . رغبت بنظم و نثر زیاده از حد دارد . ملازم سلطان مراد بخش بود ، اکنون داخل منتسبان والا درگاه حضرت عالمگیر بادشاه است و به منصب چهار صدی ذات سرفرازی دارد . بالجمله خوبی سخن از کلامش پیداست و زیبایی معنی از لطف ادایش هویدا . از نویسندگان خاندان ضمیر او باین چند بیت اختصار نمود :

چه دولت است که با این قد خمیده خویش .
بهر کشیده ام آن سر و سر کشیده خویش
ز فرقت تو چه گویم که قصه طوفان
شنیدی تو و من دیده ام بدیده خویش

(عمل ج ۳ : ۴۳۲)

در سنه یک هزار و هشتاد و هفت فوت شد .

(نشتر ۲۴۱)

از معموره ملتان بود . لقب خانی داشت . در عنقوان شباب ملازم سلطان مراد بخش گردیده با حمد آباد گجرات رفت . از وی می آید :

مشکل بود بکوی تو دیگر نشست ما آشفته است زلف تو بهر شکست ما
چون سبزه در ره تو بجز پافتادگی ای سرومن بگو که چه خیزد زدست ما
فارغ ز دین و کفر شده بعد ازین سعید ما و سر نیازت خود پرست ما

(انجمن ۱۹۹)

(۱۹۴) سلامت - سلامت پنجابی

سلامت طبع موصوف بود و بطلاقت لسان معروف . از اینجا درگذشته . منبه :
اگر ز بیکسی من خبر بود گل را جدا فتد ز چمن نا شگفته در بازار
(مقالات ۳۰۶)

(۱۹۵) سلمان - خواجه سلمان لاهوری

وی والد مسعود سعد سلمان است . از فضلا و شعرای والا مقدار بوده . از
همدان که مولد و موطن است به لاهور افتاده . او راست :
گر بگذاری سراد گر بنوازی از کوی تو نگذرم بیازی باری
(ریاض الشعرا)

(۱۹۶) سعد - مسعود سعد سلمان لاهوری

العمید الاجل سعد الدوله و الدین مسعود سعد سلمان رحمه الله از نوادر
ایام و افاضل انام بود . گاه بیال اقبال در فضای هوای جلال پرواز کردی و گاه
در صباح و رواح از حوادث زمانه قصوص الجناح شدی . گاه چون نی بشکر و فضل
و افضال کام جان جهان را شیرین کردی و گاه در تلانی تلخی زهر حادثه تجرع
نمودی و در بلاد هند کارهایی بنام میکرد و زندگانی به نیکونامی و درستگانی
میگذرانید و بر اورنگ ولایت بیان سلطان بود . بیک رباعی و بیک قطعه کاروان
های نعمت بسایلان بخشید و دبیرست که گفته اند :

و السمع مهما ذاق قهوة مدحه یعروه سکر ینهب الاموالا

و اگرچه مولد او همدان بود . اما چون همه دانی کار او در بلاد مشرق طراوت
داد و ذکر او از فضلالی این عهد برآمد . در کتب تواریخ او را از جمله شعرای
این بلاد دانسته اند . بدین سبب ذکر او درین طبقه آورده شد و نیز حق او آن
بود که او را در زمره صدور آورده شدی فاما چون اشعار او از جمله شعرا زیاد
است ، او را سه دیوانست : یکی بتازی و یکی به پارسی و یکی به هندوی . بدان
سبب او را در سلک شعرای این طبقه منخرط گردانیده آمد و آنچه از شعر او استماع
افتادست هم استادانه و مطبوعست و بیتی چند از لطایف اشعار او ایراد کرده آمد .
این قطعه در حق ثقه الملک گوید . وقتیکه صدر دیوان وزارت بجمال او آراسته
گشت ، میگوید :

ثقه الملک تا بصدر نشست
تا همایون دوات پیش نهاد
درد دشمن شده است و داروی دوست
بنگر اکنون بتازگی عجیبی
دهر پیشش میان بطوع بیست
الفش را ملک بتا پیوست
تاش بسود آن مبارک دست
کادرو لفظ درد و دارو هست

قطعه:

چون جریده اشعار خویش عرضه کنم
سزد که نام من ای نامدار ثبت کنی
مرا مدار بطبع و هنر گران و سبک
نخست یابم نام تو بر سر دیوان
بکاک غنلت در ستن دفتر نسیان
که من بسایه سبک نیستم بطبع گران

شعر:

تاکی دل خسته در گمان بندم
بدها که همی رسد زمن بر من
گوی که همان گزیده گوهرها
کار از سخن ست ناروان تاکی
یک تیر نماند و من کمان گشتم
جرمی که کنم برین و آن بندم
بر گردش چرخ و بر زمان بندم
بر بزم درفش کاویان بندم
دل در سخنان ناروان بندم
تاکی زه چنگ پر کمان بندم

ای آذر تو یافته از غالیه چادر
اندر دل عشاق ز دست آذرت آذر
نه سرو سهی چون تو و نه لاله خود روی
نه طرفه چین چون تو و نه صورت آذر
لرزان شده از ترس سر تیغ تو فغفور
ترسان شده از هول سر گرز تو قیصر
حیران شده از وصف تو و صاف سخنگوی
عاجز شده از نعت تو دای سخنور

نظم

باین بتافت یار و بتابم ز تاب او
از رشک آن نقاب که بر روی او رسد
داند که هست بسته به زلفین او دلم
خوردم شراب عشق اش یک جام و زان هنوز
این غزل که گل چمن لطافتست همو گفته است:

ای سلسله مشک فکنده بقمر بر
چون قامت تو نیست سمی سرو خراسان
گل از سبق چهره تو شسته بخون رخ
خندیده لب پر شکر تو بشکر بر
چون چهره تو نیست گل لعل بر بر
سرو از جسد قامت تو دست بسر بر

من بر تو همی هر چه کنم دست نیابم ای رشک قدر نست که یا بد بقمر بر

(لباب ۴۳)

ابوسعبد بن مسعود بن سعد سلمان لاهوری زمین سخن او راست ، ملک
همین اوست و قمر و بیان از قبض پدر و جد زیر نگین او . صاحب هفت اقلیم
گوید در مجلس سلطان بهرام شاه با این رباعی او را امتحان کردند . او بدیهه گفت :
سلطان فرسود تا دهانش را پر زر کردند . رباعی :

همواره رخ نگاه ما تو است نه گل زین روی رخ نگار نیکوست نه گل

ما را رخ دوست باید ای دوست نه گل زیرا گل چشم ما رخ اوست نه گل

..... از ماهرین شعر است . ادیب صابر و حکیم سنائی و جمال الدین
عبدالرزاق در اشعار خود او را ستوده اند . نام او به اضافه نام پدر و جد شهرت
یافته و در اشعار خود اکثر هر سه نام سابقاً می آرد ، سعد از همدان به لاهور
افتاد و در سلک ملازمان آل ناصر انتظام یافته مسعود در هند متولد
شد نظامی عروضی گوید تا سال پانصد و پانزده در حیات بوده و او مثل
بن دانی به زبان است و سه دیوان دارد . عربی و فارسی و هندی ، و من
اگرچه دو دیوان دارم عربی و فارسی و لکن شعر هندی را خوب می فهمم و از
چاشنی آن حظ مستوفی دارم . (عامره ۱۴)

رستم میدان فصاحت ، تهمتن عرصه بلاغتست... گویند او را سه دیوان است
فارسی عربی و هندی... اصل مسعود از همدان است و مدتها در لاهور بسر کرده
... دوازده سال مقید بوده... این الالی آبدار و در شهوار از صدف طبع آن بحر زده
آن فضل و کمال است :

سپاه ابر نیسانی ز دریا رفت ، زی صحرا نثار لولوی لالا بصحرا برد از دریا

ز پستی لاله شد خندان چو روی دلبر گلرخ ز بالا ابر شد گریان بسان عاشق شید

ملک را گر قرار خواهی داد تیغ را بقرار باید کرد

(ریاض الشعراء)

مسعود بن سعد بن سلمان اللاهوری الشاعر الکبیر قدم ابو سعد من همدان
الی لاهور و تزوج و تاهل فیها فی زمان الغزویین و ولد و نشأ مسعود فی لاهو
و اخذ العلم بها عن علما عیصره و فضلائهم و کان یقول الشعر فی العربیه و
الفارسیه و الهندیه و یحب الشعراء . (رجال ۴۰)

نظامی عروضی در چهار مقاله بر صفحه ۵۴ درباره مسعود گفته است ...
"یکی مسعود سعد سلمان بود . او را به وجیرستان بقلعه نای فرستادند ... " اما این
لغت قلعه نی در کتابهای دیگر نیامده است و حمد الله مستوفی قزوینی نویسنده کتب

زهدالقلوب نوشته است که قلعه نی محبس مسعود سعد سلمان بود . از همین نوشته بستونی استنباط می شود که قلعه نی یا نای مولد سلمان نبود و فقط محبس او بود و او مدتی از عمر خود را در آن قلعه بعنوان زندانی بسر برده است و بقیه عمر خود را در غزنین ، لاهور و شهرهای دیگر هند و افغانستان گزارده است .

آقای عبدالحی حبیبی که یکی از دانشمندان برجسته افغانستان می باشد می گوید که این قلعه را "نی قلعه" هم میگویند و در ۵۰ میلی جنوب شهر غزنین واقع است و آن ناحیه اکنون با اسم اجرستان معروف است و این اجرستان همانست که در چهار مقاله وجیرستان آمده است سلمان در زمان جوانی خود از دارالملک جرجان بدارالسلطنت غزنین رفت و به خدمت سلطان مسعود بن محمود غازی مشغول شد . او در سال ۵۱۴ هجری فوت کرد و دیوانی ششصد و بیست و هفت بیت بجای گذاشت . آقای حبیبی افزوده است که قدیم ترین تاریخی که در اشعار مسعود بدان برسی خوریم سال ۴۶۹ است . در سراسر اشعار مسعود جز مدایح پادشاهان غزنوی چیزی نیست . قطعاً وی همه عمر خود را در غزنین و بیشتر در هندوستان و مخصوصاً در لاهور گزارنده است و گویا هرگز به گرگان و قلمرو بنوچهر بن قابوس نرفته است ... مسعود اسارت پی در پی ۱۸ ساله را از ۴۷۲ الی ۴۹۰ هجری کد آزاد شد ، کشیده است . از آثار مسعود پیدا است که مردی دلاور و جنگی و همیشه دست اندر کار سیاست آن زمان و حکمرانی و لشکر کشی و انتساب پدر بار غزنویان داشته است ... صابر ترمزی می گوید :

بمدح تو شعرا را تقدسی ننهم مگر معزی و مسعود سعد سلمان را
بدین حسن و طراوت شعر اگر مسعود را بودی هزاران آفرین کردی روان سعد سلمانش
بوقت مدح تو لفظ مرا ادا نکند مگر فصاحت مسعود سعد بن سلمان

مسعود سعد در اشعار خویش حبس خود را چنین توضیح میدهد :
اگر حکایت مسعود سعد و قلعه نای شنیده ای که در آن ماند مدتی سطرود
یقین بدان که ز بدحالی و شکسته دلی زمانه قلعه نایست و ما درو مسعود
فلکی نسبت بوی چنین گفته است :

گر این طرز سخن در شاعری مسعود را بودی
بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمانش

شادروان استاد سعید نفیسی بر حاشیه جلد دوم کتاب لباب الالباب نوشته اند که مدت حبس سلمان ۱۸ سال بود اما غالباً این اشتباه است زیرا مدت حبس او فقط سیزده سال بود . چنانچه سلمان می گوید :

من بنده سال سیزده محبوس مانده ام
جان‌کننده ام ز محنت و در حبس و در حصار

شادروان استاد رشید باسی در مقدمه دیوان مسعود سعد سلمان باین موضوع اشاره نموده و مولد مسعود را همدان نوشته اند ولی او در لاهور متولد شد . ابوالب تیریزی در خلاصه الافکار و میر غلام علی آزاد در سبحة المرجان فی آثار هندوستان باین مطلب توجه داده بدقت مطرح نموده اند . محل تولد او بدون شک لاهور بود زیرا در یکی از منظومه هایش خطاب به شهر لاهور نموده و می گوید :

بچه نوع گاهی دگر نمیدانم سرا جز اینکه درین شهر مولد و منشاست

(۱۹۱) سمندر - عبدالخالق لاهوری

خسب سولانا ملک . علوم رسمی آگه و شاعر زبان دان و معنی آفرین بود
در ۱۰۱۶ هـ مزار و شانزده در لاهور رحلت کرد . من اشعاره :

شبی که عارض او از ایاغ افروزد چنان بود که چراغ از چراغ افروزد
نمی دهند به بلبل مزاج پروانه هزار شمع اگر گل بیاغ افروزد
مگر از ناله ام در اضطراب است که می لرزد بر آوازیم در گوش
ز بس خواهش که با وصلت دلی را کشم هر لحظه خود را خود در آغوش
(همیشه)

از موطنین لاهور است . و بر دیگر حالش اطلاع نیست :

شبی که عارض او از ایاغ افروزد چنان بود که چراغ از چراغ افروزد
(هندی ۱۰۹)

(۱۹۸) سند - میر شمس الدین لاهوری

ولد میر معصوم وجدان است . در لاهور همراه پدری گذراند . بشق سخن بسیار کرده . دو بیت او بگوش خورده :

چه می برسی چها از طالع ناساز می آید
دعا از چرخ چون تیرهوئی باز می آید
خامشی را بر زمین زد محشر فریاد من
سرمه در راه فغانم خاکساری میکند

(خوشگو ۲۷۲)

(۱۹۹) سوز - راجه دینا ناتھ لاهوری

لانه دینا ناتھ متخلص به سوز پسر بخت مل و از خانواده "مدن" هندوان بود. پدرش یکی از کاربندان بهوانی داس بود و از دهلی به پیشاور رفته و بعدا در دربار راجه رنجیت سنگ بسلك ملازمانش در آمد. وی دارای ذوق ادبی و فهم و فراست فوق العاده ای بود و تقدیر بسزای از هنرمندان بعمل می آورد. باغ بزرگی در لاهور ساخت و در همان باغ زندگی همی کرد. دیوانش بنظم نرسیده است اما قلندر شاه که احوال او در همین تذکره مرقوم گردیده است شعری راجع باو سروده است :

درین زمانه بعد ذات لاله دینا نات سخن پسند و پسندیده در سخن رانی
بفازسی و به هندی قصیده و غزلش اگر ز طبع کریمش گرفته بر خوانی

(۲۰۰) سوزی لاهوری

سوزی لاهوری معاصر تقی اوحدی بوده :

بگذشت بهار ما شرابی نزدیکم در سایه گل یکدم خوابی نزدیکم
یار آمد جلوه کرد ما بی خبران در دیده بخت مستت آبی نزدیکم
(ریاض الشعراء)

(۲۰۱) سویدا - ملا جمال لاهوری

سویدا و فرحتی و اجابت تخلص داشته . از شعرای لاهور است . سه دیوان و سه مثنوی ترتیب داده . خیلی شوخ طبع و سبک وضع بود . با میر علی رایج ناهمواری کرده بود . میر این معنی در غزل بسته :

هست در کنج دل از غیر توام آن همه دم

که به تشویقش سویدا مگس من شده است

... وی شاعر مسلم است . ازوست :

دهان تنگش از من چشمه حیوان نمان می داشت

خطش سرزد ز لب ، کای تشنه جان من این راهم

خار در دیده ، بد جامه ، گلرنگ بیوش

خطره ای نیست ترا نام خدا بسم الله

(خوشگوار ۳۴)

(۲۰۲) سیادت - میرزا جلال الدین لاهوری

میر جلال الدین سیادت در لاهور توطن داشته . فکر معانی و تلاش بلند بود

اما چون من طالع شهرت و قبولیت نداشت. ازوست :

نمی خواهم که دنیا را نظر بر حال من افتد
که چون طاؤس از زینت گره بربال من افتد
جدا از قید آرامی ندارد جان محزونم
بچشم حلقه زنجیر باشد خواب مجنونم

وقتیکه برای مطلع شاهجهان آمده بود ، یک دو صحبت فقیر را باوی اتفاق ملاقات افتاده . مرد عزیزی بوده . قریب یک دو جزو در بیاض من اشعار بخط خود نوشته در معنی های تازه یافتن و خوب بستن کوتاهی نکرده . (کلمات ۴۹)

از سید زادگان صحیح النسب ولایت پنجاب است . به مقتضای حب الوطن من الایمان در لاهور اقامت داشت و بخدیبتی سرفراز بوده . شاعر زبردست ، بلند تلاش ، معنی پرور و خوب گو بود . و در دیوانش بسیار معانی تازه نهجیب است . ایشان چهار برادر بودند . همگنان شاعر خوب فکر اند . چون تاریخ وفات آنها باثبات نرسیده ، ذکر هر چهار یک جا نموده میشود . میر سیادت از استادان من است . این اشعار ازوست :

برق چشمک زن ز طرف کز ساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن که باران میرسد
این سخن دزدان سنگین دل که دعوی میکنند
چون نگین از شعر مردم نام پیدا میکنند
می کنم خود را سیادت گم به بزم گلرخان
شمع چون بسیار باشد سایه نا پیدا شود

(خوشنکر ۲۵)

از سادات لاهور بوده . الحق شاعری مثل او ازان شهر برنخاسته . در اواخر عهد عالمگیر بادشاه بعالم بقا ارتحال نمود . این ابیات ازوست :

مجو رفعت اگر چو مور میخواهی سر خود را
مکن مقراض عمر خویشتن بال و پر خود را
تماشای جهان اهل عدم را در نظر باشد
توان از خانه تاریک دیدن حال بیرون را
خبر ز زنده ذلی نیست اهل مدرسه را
که دل بسان کسی در کتاب می میرد

(ریاض الشعراء)

شاعر با افادت میر جلال الدین سیادت از خوشگویان لاهور است. و معاصر
 شیخ سعید مذکور است. ویراست: *مجموعه اشعار*
 مجورفت اگر چون نور میخواهی سر خود را
 مکن مقراض عمر خویشن بال و پر خود را

(حسینی ۱۵۸)

شاعر مفید و سخنور مجید است. در ۱۱۰۰ هجری به لاهور سکونت داشت.
 از وی می آید:

چو آفتاب لب بام آخر وصلت رسید بزور ناخن حنای عشرت ما
 کدام ماه جبین دوش مجلس آرا بود که شمع از در فانوس در تماشای بود
 ما لذت حیات ز غفلت نیافتیم چون نشه شراب که در خواب بگذرد
 ما را جدائی تو پس از مرگ هم بلاست گریبان رود چرا بر زکویت خبار ما
 (انجمن ۱۹۵)

میر جلال معاصر شیخ محمد سعید تریسی است. (شعرا ۹۸)
 در تذکره سرخوش که در لاهور در سال ۱۹۰۲ میلادی چاپ گردید،
 نامش را میر جلال الدین نوشته اند. همچنین در تذکره فرحت الناظرین که
 مشتمل بر احوال و اذکار علماء و مشایخ عصر اورنگ زیب شاه می باشد، مرقوم
 است که او پسر میر جمال الدین محدث بود و ذوق شعری و دانش های عصر
 را دارا بود. ابیات زیر ازوست:

رنجها بدم که نوشد در سخن آیین من
 موج خون دل بود هر مصرع رنگین من
 بیخودی در عالم دیگر برد بیمار را
 صورت دینا بود غمخوار بر بالین من
 در بیابان یادگار از گریه ام سیلاب ماند
 پل ازین طوفان چو عکس خود بزیر آب ماند

(۲۰۳) سرابی - ابو محمد سیالکوتی

مولدش سیالکوت است و همانجا نشو و نما یافته در عهد جهانگیر بادشاه
 سرخوش باده سخن بود. من اشعاره:
 این هفت گره حامل یک نقد وفا نیست بکشا که تهی تر ز گره های حیات است
 از رشک خرابیدن تو سرو چو طاؤس در هر قدمی تازه کند ماتم پارا

رباعی

در چشم ترم رنگ جهان برق شراپست
تا دیده بهم بر زخم این خانه خرابست
مژگان من از گریه بسیار فرو ریخت
آخر فتد آن نخل که نزدیک به آبست

روزی در مجلس نواب قلیچ خان حاضر شد ، نواب فرمود که سیرابی ، باهم
فکری می کنم ، شعرهای ما هم شنیده ای ، عرض کرد عنایت فرمائید مستفید شوم .
فرمود سفینه من بیارید ، بدست گرفت . چند بیت و غزل بی سروپا و بی ربط بر خواند .
سیرابی بعضی جا دخل کرد و اظهار استادی خود نمود . نواب بر آشفت و زبان
به فحش و دشنام کشاد . شاعر سر فرو افکنده می شنید بعد از آن برخاست و عرض
کرد که نواب سلامت این نثر نواب به از نظم نواب است .

(همیشه)

(۲۰۴) سیف - سید سیف الله شاه گجراتی

او فرزند سید الله شاه گجراتی و از خانواده بخاریان کشمیر است که در
گجرات اقامت گزیده بودند ، پدرش هم طبعی بسیار موزون و عالی داشت و
تضمینی را بر اشعار امیر خسرو نوشته است . سیف در علوم عبری و فارسی خیلی ماهر
است و بفارسی شعر می سراید . ازوست :

این دار جهان است فناگیر مقاسی	کس را ندرین دیر ثباتی و قیامی
دیروز که بودند جهاندار و جهانگیر	امروز از آنها نه نشان است نه ناسی
فی شاه و گدا ماند و نه درویش و تو نگر	فی عالم و فی جاهل و فی خاص و نه عامی

(۲۰۵) سیفی (۱) سید محمد شاه گجراتی

او از فرزندان سید سیف الله شاه است که از خانواده سادات بخاریان کشمیر
و بعداً به گجرات آمده اقامت گزیده بود . سیفی در همان شهر گجرات متولد شد
و علاقه مفراطی را نسبت بزبان های عربی و فارسی داشت . اشعارش خیلی ساده و
عالی است . ازوست :

ز بارگاه الهی چو فیض یاب شدم	قرار گیر بمازای ما اصحاب شدم
بدم فتاده سر خاک همچو خار و خسی	ز یک کرشمه الطاف او گلاب شدم

خوشم به یافتن این سعادت سیمی که دست و دامن آن میمنت نآب شدم

(۲۰۶) شادمان - سلطان شادمان خان پنجابی

از سلاطین زادهای قوم گکهر است . ملک ایشان مابین پنجاب و حسن ابدال واقع است . ترک منصب نموده در وطن گوشه انزوا اختیار کرده . طبعی درست داشت ، دیوانی بطرز قدما' ترتیب داده اما آنچه در صاحب سخنان از وی شهرتی دارد این بیت است :

شاخ شکسته گل ندید لیک زلف یار هر جا شکست خورد گل آفتاب داد
(کلمات ۵۹)

از سلطان زاده های قوم گکهر است . ملک اینها در میان ولایت و هندوستان بر مثال برزخی افتاده . سلطان شادمان با وجود لکنت زبان طبعی بغایت چالاک داشت و شاهجهان بادشاه با فکرش همواره سرخوش بوده و همیشه مورد انعامات فاخره میگرددانید . در مدح عالمگیر هم قصاید پرداخت .

دیوان شادمان در سال ۱۸۹۹ میلادی در مطبع دخانی رفاه عام در لاهور چاپ گردید و دارای یک هزار و پانصد بیت است . این دیوان از روی نسخه ای قدیم که در کتاب خانه سلطان جهاندار خان وجود دارد تصحیح شده و انتخاب زیر از همان نسخه است :

که درد جام گگون است آخر صیقل دلها
از غم عالم کجا باشد پریشانی مرا
نبود ز آب و آتش سوزان حذر مرا
چون شادمان نبود زمستی خبر مرا
برق را سوخته شد پائی ز همپائی ما
که درد عشق تو کافست غم گسار مرا
تا از بیاض روی تو باشد سحر مرا
تا غارت جنون شود این عشق خام ما
توبه از باده' گلرنگ حرام است اینجا
هر کجاسی نگرم باغ و بهار است امشب
دردمندان را بغیر از درد و غم در کار نیست
کز لعل لب چشمه' حیوان گله دارد
چون تو در عصر نیابند سخن ساز دگر

بیا ساقی و آسان کن براه عشق مشکها
باد گر زلف ترا برهم نه سازد هر سحر
از بس که فیض خاصیت باده برده ایم
صاح هزار گونه نصیحت نمود لیک
در ره مهر تو از بس که قدم گرم زدم
به عیش بوالهوسان درجهان چه کاره را
از شام روزگار ندارم شکایتی
ساقی بریز باده' عشرت به جام ما
انده الله چه گل و سبزه بکام است اینجا
از خیال رخ زیبای تو ای رشک بهشت
حاصل دنیا و دین در پیش ما منظور نیست
تنهانه خضر از خط سبز تو پراشک است
شادمان از مدد فیض شهنشاه کریم

دیگر مرو بناز سوی گشتگان خویش
 از مستی و دیوانگی در گلشن کوی بنان
 جان داده اند و یکنفس آرام کرده اند
 دل شیشه خود میبرم چون می پرستان در بفل
 طبع تو شادمان چو نسیم بهار گل
 نه از خود خبر نی ز دلدار دارم
 شاخ گل است خانه رنگین بدست من
 چنان شادمان مست عشقم که هرگز

(۲۰۷) شادمان - ملا فطرت جهلمی

ملا فطرت نیکو بیان سلطان شادمان از سلاطین قوم ککهرانست. ملک اینان در میان ولایت و هندوستان بر شمال سربرجی افتاده. قلعه رهناس که بر لب دریای جهلم در کمال رفعت و نهایت استحکام از بناهای اعجوبه روزگار شیر شاه غازی روح الله روحیه اتفاق افتاده. بنا بر رفع مقصرت همین جماعت است و سلطان شادمان با وجود لکنت زبان طبع بغایت چالاک داشت. صاحبقران ثانی با فکرش همواره سرخوش بوده و مورد انعامات فاخره میگردانید. گویند در هنگامی که به حکم پادشاه تختی در نهایت تکلف ساختند. چنانکه سه کرور (۱) رویه را جواهر گرانها بر وی نصب گردید. و روز جشن بر آن تخت جلوس فرود. شعرای پایتخت در تهنیت و توصیف قصاید و غزلیات آوردند. از آنجمله این غزل سلطان شادمان مطبوع و مستحسن افتاد:

صبحدم کز فیض گشتم هم نشین آفتاب
 نقش نام شاه دیدم در نگین آفتاب
 شاه دین پرور شهاب الدین محمد پادشاه
 ثانی صاحبقران کلمه قرین آفتاب
 شادمان ظل شهنشه بر جهان پاینده باد
 تا بود رخس فلک در زیر زمین آفتاب

در شهور سن هزار و هفتاد و نه از جمیع فکرها خلاصی یافت.

(خیال ۱۶۴)

اگر چه شادمان شاعری خوش بیان بوده اما تخلص وی در هیچ کتابی غیر از «مراة الخیال فطرت درج نشده است. در کی گوهر نامه چنین آمده است:

«شادمان خان پسر اجمیر خان نبیره مزارا خان بدر بار حضور انور حاضر گشته بعد بجا آوری خدمات پر گنه پهرهاله ورثه جد خود عطا یافت. اما مشارالیه کم عقل بود. نوبتی از راه ناعاقبت اندیشی از صوبه کابل فراری شده صریحا بغاوت ورزید و راهزنی نمودن گرفت.» درین متن هم تخلص وی فطرت نیست.

(۲۰۸) شاعر - گل محمد معروف به معنی یاب خان پنجابی

گل محمد نام داشته . پدر بزرگوار این مرد عزیز درویشی بود از بیجائی ،
 قصبه ای از قصبات پنجاب ... شاعر صاحب تلاش ، بسیار گوی ، خوب گوی است .
 تلاش معنی تازه بسیار دارد ... قصائد و غزلیات و مثنویات و رباعیات خوب
 دارد ... رحلت معنی یاب خان در حالت جماع اتفاق افتاد . ظاهراً از اساک
 خوردن بوده باشد ... این واقعه در سن هزار و صد و پنجاه و هفت بوده . دیوان
 و مثنوی گذاشته :

چو شمع از لاغری گردد فزون نور بیان من
 تنم چندان که می گاهد زبان خویش می بالد
 بوضع ناتوان بینی ز بس خو کرد از عمری
 فلک مارا چو بیند ناتوان بر خویش می بالد
 من شاعر رنگین سخن عالم فکرم
 گلشن چکد از خامه گر اندیشه فشارم

(خوشگو ۲۴۵)

پیرگزیده عالی طبعان ... که شاعر تخلص میکند از شرفای گل زمین پنجاب
 است . در عهد (۱) شفت یکی از مینکوحات شاه عالم پرورش یافته و در عهد
 محمد شاه از عماید نامدار بود و گذران مثل شاهزاده ها می نمود ... بطبع بلند و
 تلاش شایسته بفکر شعر می پرداخت و نسبت تلمذ بخدمت میرزا بیدل بهم رسانیده
 و میرزا او را بسیار دوست و عزیز میداشت . بعد وفات میرزا بحسن اعتقاد و کمال
 رسوخ تقدیم خدمت و مواسات متعلقانش از اهم مهمات میدانست . آخر کار در
 ۱۱۵۷ سبع و خمسين و مائه و الف بساط حیات در نوشت . این بیت ازوست :

ز صد ناوک چسان یک صد وحشی جان نگذارد
 دل مارا خدا از دست آن مژگان نگهدارد

(نتایج ۳۵۴)

(۲۰۹) شاکر - محمد شاکر ساکن اتک

شاکر اتکی مردی صوفی و پرهیزگار بود . مرید "جی بابا" که قبرش مرجع
 خلائق و بر لب رود اتک در نزدیکی قلعه اکبر واقع است ، بوده . اشعار بسیار
 خوبی بزبان فارسی میسرود ولی دیوانش هنوز چاپ نگردیده است . یک نسخه

۱- ممکن است این کلمه "مهده" باشد .

خطی از دیوانش در کتاب خانه دانشکده دولتی در کیمبل پور است. این دیوان دارای صد صفحه و مشتمل بر رباعیات و غزلیات است. سه غزل اردو هم دارد :

سایه قامت طوبای تو ای مایه ^۱ ناز	ساعتی دور مبادا ز سر اهل نیاز
بگذر از جرم من ای قدوه ارباب جنون	عفو تقصیر من خسته بکن بنده نواز
دست شاکر بکرم گیر و بساحل برسان	که بغیر از در تو نیست دری دیگر باز
سایه ابر و نو بهار امروز	ناله‌ی قمری و هزار امروز
نطرب و نغمه و ریاب و چنگ	مل مینا همه بتار امروز
ساقی ما کجاست کاین بزم	بی رخ مهراوست تار امروز
چند نالی تو از تلون چرخ	شا کر از بخت خود شمار امروز

(۲۱۰) شائق - مولوی سلام الله چک عمری

برادرزاده مولوی شیخ عبد الله که احوالش درین تذکره نوشته شد ، بود . او پسر مولوی امان الله و صاحب دیوانی بود که هنوز چاپ نگردیده است . نسخه خطی این دیوان پیش قاضی حکیم مظفر علی است . بر وفات مولوی فضل احمد جد بزرگ قریشی احمد حسین احمد مرثیه ای سروده است و انتخابی ازان مسوده در زیر درج میگردد :

ز کج رفتاری گردون گردان	هزاران حسرتا افسوس و زاری
جناب مولوی فضل احمد	که بود از اهل ورع و دینداری
بهر یک علم استاد زمانه	باطراف جهان در نامداری
حصار دین را در زندگانی	بتیغ کلک کرده شهر یاری
او در تاریخ ۱۳ سپتامبر ۱۹۴۵ میلادی	در گذشت . قریشی احمد حسین قطعه تاریخ وفاتش سرود :

چو رفت از جهان شایق خوش بیان	بزیر زمین جای آرام جست
مرا بود فکری پی سال او	که ماند ازو یادگاری درست
که دوش این بگو شوم مرا عقل کل	”خداوند شیرین سخن“ سال گفت

(۲۱۱) شاه خوش سیالکوتی

در زمان اورنگ زیب شاه ، قاضی شهر سیالکوت بود . اشعار خوبی میسرود اما دیوانش را ندیده ام . نامه ای منظوم از طرف جوت پرکاش شوقی پشاه خوش قاضی فرستاده شد و ازان نامه معلوم میشود که شاه خوش هم شاعر بود . دو شعر ازان نامه نقل میگردد :

شهر گاه نویدی رسیدم بگوش که شخصی است از دوستان خوشی
عجب عنذلیب است نادر بیان می آید از بوستان خوشی

(۲۱۲) شاه - ملا شاه بدخشی ثم لاهوری

اصل آن جناب از بدخشان است ... در حیات والدین به طلب علم مشغول گردیده بعد از کسب علوم رسمی و اخذ فنون عقلی و تنلی و اکتساب معالم فن توحید سابق مسالک طریقت شده پیوسته در پی مطالب اصلی می بود . چون در مدرسه هیچ باب در نمی گشود و از هیچ راه فتوح رو ننمود بتحریریک سابق و تحریک قاید توفیق در سال هزار و بیست و سه راه هندوستان پیش گرفته بمجرد رسیدن لاهور خود را بمنزل شیخ الطایفه میان میر رسانیدند ... در سال هزار و هفتاد و دو سفرعالم بالااختیار نمود . اغلب اوقات ازان عرفان مآب اشعار آبدار سرزده ابداع و انواع معانی و انشائی اقسام سخن از مثنوی و قصیده و غزل و رباعی می نمود . درین مقام بایراد بیتی چند ازان اکتفا می نماید .

آن ابروی کجش را تیغ خیمه گفتم زان تیغ اشاره کرد ببالای دیده گفتم
چشم و ابرویش چو باهم تا پیوست در میان شرح اشاراتی هست

رباعیات :

از شش جهتم روی نمودی آخر از هر طرف دلم ربودی آخر
بیرون و درون جلوه گری می دیدم بر تحقیق آدمم تو بودی آخر

رفتیم بهرجا که ره و بستان است خفتیم به هر جا که گل بستان است
چون طفل رفیع او بخویش آوردیم دیدیم کد شیر در همین بستان است

ای بند بیای و قفل بردل هشدار وی دوخته چشم پای در گل هشدار
عزم سفر مغرب و رو به مشرق ای راهرو پشت بمنزل هشدار

(عمل ج ۳: ۳۸۱)

از مریدان حضرت میان جو رضی الله تعالی عنه ... نام مبارک ایشان شاه محمد است و حضرت میان جو ایشان را محمد شاه می فرمودند و یاران و معتقدان حضرت ایشان را حضرت آخوند می گویند . لقب ایشان از جانب حق لسان الله است . چنانچه باین معنی خود اشاره فرموده اند :

آنکس که ز راه معرفت آگاه است ملا شاه است و عارف این راه است
از تاثیر زبان او معلوم است کاسروز ملقب به لسان الله است

نام پدر حضرت آخوند ملا عبدی و وطن آبا و اجداد و مولد حضرت ایشان موضع ارکسا است که از مضافات روستاق بدخشان است . چنانچه این بیت را خود فرموده اند :

ملک من از ملکها ملک بدخشان آمده از بلاد از روستاق و از قری از ارکسا
در عتفوان جوانی از ولایت خود بهندوستان تشریف آورده اند . از اکمل
مردان خاص و افضل یاران باختصاص حضرت میان جیو گشته . مدت سی
سال در حضور حضرت میان جیو و ریاضت و مجاهدت بسیار کشیده اند ...
حضرت ایشان را مجمرعه ایست عالی که جمیع انواع تحقیقات عجیبه و تدقیقات
تعمیبه متضمن نکات و اشارات ملیحه و تمام آن معلوم است . از حقائق و معارفی
که در هیچ دیوانی و بیانی دیده نشده و مشتمل است بر دیوانی و اکثرأ رباعی و
مثنویات و مکتوب و شرح رباعیات ... در اشعار خود را "شاه" تخلص می
فرمایند :

آتش ما سوخت عالم را و خاکستر نشد آتش ما را نباشد هیچ که روی فنا
آتش ما را بقا باده که او خوش ساخت سوخت ای خوش آن آتش فنا را سوزد و سازد بقا
عمر اگر صرف این مشاهده نیست از بی چیست زیست ای بابا
رفتن بروی آب و هوا هیچ نیست شاه از خود خلاص یافتن اینجا کرامت است
نیست پستی اگر پستی است بالای دروست هر که بالا دید هر پستی او بالا شود
کوهکن تلخی هجران چه کشد چون همه جا روی شیرین اگر چشم تماشا باشد
مست می نیست که گه مست و گهی دهموز است مست خود مست ، مدام است بهر جا باشد

رباعی

عمری که بلند و پست بودم بودم در مرتبه بهیچ و هست بودم بودم
خود آمده ام بخود پرستی اکنون آندم که خدا پرست بودم بودم
(سکینه ۱۵۲)

از اوایل جوانی کمر خدایت فقرا و اهل الله بسته ازهر خرمی خوشه و ازهر
خوانی توشه برداشته تا آخر برهمونی قاید توفیقی و هادی طلب به هندوستان شتافته
در دار السلطنت لاهور بشرف ملازمت قطب الطریقت حضرت میان میر شاه لاهوری
قدس الله سره را دریافت و دانست که دوائی او در دارالشفای توجه باطن فیض
مواطن آن ذات مقدس خواهد بود ... اورنگ زیب بادشاه عالمگیر بعد از جلوس
خود پسعایت بعضی از ارباب عناد مولانا را از کشمیر بحضور طلبیده بود . و در لاهور
مدعی او بود که ملا قوی قاضی القضاة بود . در دهلی بعالم دیگر رفت . و ملا

شاه این رباعی را در تاریخ جلوس عالمگیر بادشاه "بعد از جلوس خود" گفته بوی فرستاد :

صبحی دل من چون گل خورشید شگفت حق ظاهر شد غبار کلفت همه رفت
تاریخ جلوس اورنگ زیب مرا ظل الحق گفت : این را حق گفت

بادشاه او را از سفر دهلی معاف داشته در لاهور توقف نمود . در سال ۱۰۷۴ در لاهور بهرب سرای سرور شتافت و همانجا مدفون گردید . در تذکره شیرخان لودهی بنظر رسیده که ملا در زمان اقامت کشمیر تفسیر قرآن بطریق صوفیه شروع نموده ... اما زیاده از یک سیپاره اول فرصت نوشتن نیافت .. مولانا را چند مثنوی است شتمبلر حقایق و بیان و معارف . بنظر راقم الحروف رسیده لیکن در هر چند ورق انتقال بحر فرسوده و بعد از چند ورق با بحر دیگر توجه فرموده ، در رعایت قافیه نیز چندان مبالغه ندارند . دیوان غزلیات و رباعیات هم ترتیب داده اند . اگرچه گاهی ملا شاه نیز تخلص می فرماید لیکن چواغلب و اکثر شاه تخلص می کردند لهذا تابع کثرت شده . این اشعار دقایق آثار از نتایج طبع آن مقرب حضرت کردگار است :

رباعیات

در مدرسه آنچه بیچسب یاران است	در صومعه آنچه بر مگرفتار است
آنکه که از مهر تو بدم دیدم	اینها همه کارهای بیکار است
آخر باید هر که بصدقش جوید	تخمی که بخاک فتاده آخر روید
هر که که طعام خام شد پخته تمام	آتش بنه دیگ حرام است حرام
گر ایست ترا آرزوی جانانه	خالیست ترا ترازوی و پیمان
گر جذب و سلوک همه بی توحید است	آن خرمن گاهی که ندارد دانه
تا خود نکنی معرفت حاصل کام	حاصل نشود کام تو از نقل کلام
حلوا حلوا اگر گوئی صد بار	از گفتن حلوا نشود شیرین کام (ریاض)

عارف ربانی ملا شاه بدخشانی در اوایل کمر فقر بسته ازهر خرسنی خوشه و از هر خوانی توشه برداشت ... آخر در دار السلطنت لاهور بخدمت شاه میر قدس سره رسیده تا مدت چهارماه چبه ارادت بخاک می مالید . شاه مذکور چون طلبش جست ، دید . فرمود که ای بدخشانی در آفتاب امتحان گذاختی و سنگ سیاه خود را لعل بی بها ساختی ... در اندک مدت بمدارج کمال سلوک رسانید . ملا بعد رحلت پیر بکشمیر رسید و اقامت ورزید ... من کلام ایشان از رباعیات :

بیرون مرو از خانه ویرانه خود در خانه بجز تو نیست در خانه خود
 ای خواجه سرو بکعبه ز آنرو که خدا هرگز نکند زیارت خانه خود
 ای آنکه خدائی را بجویی هر جا تو عین خدائی، بخدائی بخدا
 از جستن تو یقین بدان می ماند قطره بنیان آب جوید دریا

(حسینی ۱۶۵)

اوستاد داراشکوه و سرید شاه میر لاهوری قدس سره بود . از علم ظاهر و باطن حظی وافی داشت . تفسیر چند جزو قرآن مجید بطریق اهل تصوف نگاشته . شاهجهان پادشاه را باوی اعتقادی خاص بود . میفرمود که درین ملک دو پادشاه اند . صوری منم و شاه معنوی ملا شاه است . و ملا در کشمیر عمارات عالیه بنا کرده و پادشاه هرگاه به کشمیر نزول فرسودی در منزل ملا رفتی و تعظیم بسیار می کردی. وفاتش در سنه اثنین و سبعین و الف و بقولی تسع وستین و الف واقع شده . تازه می سازم درون سینه داغ خویش را خانه تاریک است می سوزم چراغ خویش را
 راز مائی فاش گردد گر همه از خود رویم نشکند بدست می هرگز ایام خویش را
 رفتن بروی آب و هوا هیچ نیست شاه از خود خلاص یافتن این جا کرات است
 گر چشم تویی پرده بود . نیک آنکه کن روی که تو خواهی همه بیرون ز نقاب است
 درویش را که کنج قناعت میسر است درویش نام اوست ولی شاه کشور است
 همه یک لعل و همان لعل که لعل لب اوست همه یک حرف و همان حرف کز و گفتار است
 همه یک ناز و همان ناز که جانهای اوست همه یک چشم که دلها همه زویهار است
 شود ز یک دل روشن هزار دل زنده ز یک چراغ توان صد چراغ روشن کرد

رباعیات

یاری که ترا ز خود رهاند دگر است کاریکه ز تو هیچ نماند دگر است
 ماستگر راه مسجد و کعبه نه ایم راهیکه بمقصود رساند دگر است

ساقی اگر می ندهی می میرم و ر ساغرم از کف بنهی می میرم
 پیمانان هر که بر شود می میرد پیمانان من چو شد تهی می میرم
 (روشن ۳۳۰)

ملا شاه بدخشی از اکابر محققین صوفیه بدخشان است . و عهد شاهجهان پادشاه زمان ورودش بملک هندوستان . شاهزاده دارا شکوه را ارادتی خاص با او و اکثر مردم عصر را در حق وی اعتقاد نیکو بود . کلیاتش از هر گونه نظم و نثر پنجاه جزو کلان کما بیش است و سنه تسمه و ستین و الف وصال آن ملای شاهان صفا کیش . و این بیت :

عقل تاریخ آن خدا آگاه گفت محبوب خلد ملا شاه

شعر تاریخ وفات آن درویش خوش اندیش :

مرده ایم و چو زنده میگردیم به ازین چیست خرق عادت ما
رباعی

عمریکه بلند و پست بودم بودم در رتبه هیچ و هست بودم بودم
خود آمده ام بخود پزستی اکنون آندم که خدا پرست بودم بودم

(صبح ۴۴۴)

عارف دل آگه ملا شاه بکمال فضل و دانش و تمامی عقل و کیاست آراسته بود . مولدش بدخشان است . گویند در اثنای تحصیل علم درد طلب دامنگیر او گردید . و در جستجوی آن سلطنت بی زوال از وطن آورده ... تا آنکه به کابل آمد و از آن جا برفاقت یکی از تجار بهندوستان افتاده و در شهر لاهور بخدمت میان شاه میر که حالات ایشان بر صغیر و کبیر هویدا است ، اعتقاد بهم رسانید ... بعد از وفات میان میر بکشمیر رفت ... صاحبقران ثانی شاهجهان پادشاه و سلطان دارا شکوه با اکثری از خوانین معتقد شدند و در تخت سلیمان گویند باغی در نهایت وسعت و تکلف بنا نهاد و در آن باب گفته : نظم

کوه ماران بکمر لعل بدخشان دارد این چنین بخت کجا تخت سلیمان دارد

و آن باغ را چشمه شاهی نام کرده ... حضرت صاحبقران ثانی سیفرمود که در هندوستان دو شاه اند . یکی شاه و دیگر ملا شاه . اما حضرت عالمگیر شاه بعد از انزوای شاهجهان و قتل دارا شکوه ملا را بحضور طلب فرمود ... ملا در اثنای راه بیک رباعی مشتمل بر تاریخ جلوس گفته بدار السلطنت دهلی فرستاد ... حکم شد که در لاهور باشد .

رباعی

صبحی دل من چو گل خورشید شگفت حق ظاهر شد غبار باطل را رفت
تاریخ جلوس شاه اورنگ مرا ظل الحق گفت الحق ابن را حق گفت

رحلت وی در سن هزار و هفتاد در لاهور واقع شده و مرقدش در آنجا است ... ملا در زمان اقامت کشمیر تفسیر قرآن بزیان اهل تصوف شروع نموده و مدار آنرا مطلقاً بر تاویل گذاشته اما زیاده از یک سیپاره اول فرصت نوشتن نیافت ... چون از اشعار ملا شاه غیر از مثنوی و رباعیات مسموع نشده و مثنوی مشهور و متعارف است تمتاً بتحریر چند رباعی اکتفا می نماید :

از بستگی خویش اگر وا کردی بر دار رسن خویش مهیا کردی
وا کرد بگرد خویشتن همچو حباب تا وا کردی ز خویش و دریا کردی

ای طالب ذات از چه رو در بدری؟
عین همه و جملگی عین تواند

جو یای خدا چرا ز خود بی خبری
این است حقیقت ار بخود نگری

راه دل خویش واکن و عیشی کن
درد دل خود واکن و عیشی کن

از خلق بهیچ رو رهای نبود
خود را بخدای کن و عیشی کن

(خیال ۱۲۷)

شاه معروف بملا بدخشی عارف بود بکمال ، صاحب وجد و حال ، بخدست
شاه میر لاهوری قدس سره نیاز و اردات داشت . اشعار عارفانه یادگار گذاشت .
(نگارستان ۴۴)

ملا شاه بیتی سروده بود که بقول علمای آن عصر ، اهانت حضرت پیغمبر
صلی الله علیه و آله آزان ثابت میشد :

پنجه در پنجه خدا دارم من چه پروای مصطفی دارم

شاهجهان از دانایان دربار خود پرسید که ملا شاه بعلت سرودن این بیت واجب
القتل است یا خیر ؟ چون این سوال را از ملا شاه کردند وی باکمال صراحت
جواب داد که :

”من بین خدا و مصطفی و خودم تفریق کرده ام و این در مذهب روا
است“ ، پادشاه معتقد شد . وفات ملا شاه در ۱۰۷۰ واقع شد .

انتخابی از رباعیات ملا شاه در زیر درج میگردد . این رباعی ها از روی
نسخه ای خطی که در کتابخانه نگارنده وجود دارد ، نقل گردید :

گویم سخنی که آن سخن معتبر است باور کنب آنکه از خدا با خبر است
در خانه زاهد است اما چه شود در خانه حق شناس . خبر دیگر است

بودم در مسجد ز اهل ایمان باشم یکسر همه از کفر گریزان باشم
ملا مومن عارف بالله کافر کافر باشم اگر مسلمان باشم

عارف بود اسرار خدا را کاشف بر اسرار خداست عارف واقف
داری خبر از لیلی و از مجنون عالم لیلی است کذب حنون عارف

تا شاه ازل گوش بفریادم کرد از لطف و کرم مصلحت دارم کرد
در مکتب و مذهب ز اصول و فروع هر بستگی ای که بود آزادم کرد

با اصل و نسب کار ندارد این راه داده این راه کار بفضل اله
تحقیق بلال حبشی بود غلام بی شک بوده رابعه بصری داه

با خود نکنی ز معرفت حاصل کام حاصل نشود کام تو از نقل کلام
 حلوا حلوا اگر بگویی صد سال از گفتن حلوا نشوی شیرین کام
 جان قربان سر تو ای جانانه خوبان تو عالم و اندر خانه
 ای همه آشنا بیگانه ز کل عالم بتو آشنا ز تو بیگانه
 از هستی خویش با خبر شد ما را روی گل دوست در نظر شد ما را
 ایام مفارقت بسر شد ما را القصه که احوال دگر شد ما را

(۲۱۳) شبابی سیالکوتی

در زمره شعرای هند است :
 گهی ز گلشن کویت نیامدم بوی بطوق زلف مگر گردن صبا دارد
 (روشن ۲۳۸)

(۲۱۴) شتری لاهوری

شتری لاهوری از یاد خان اعظم خان کولکناش خان بوده و با راجا بیربل در
 محاربه آقاغنه جاده نشیب عدم بیموده . خوشگو است . این مطلع ازوست :
 هر اشک که از چشم من غمزده ریزد طفلیست که از صحبت مردم بگریزد
 (حسینی ۱۷۴)

(۲۱۵) شیچر - اشرف محمود سیالکوتی

این شاعر قادر الکلام بتاريخ نهم فوریه ۱۸۷۲ میلادی بدنیا آمد . مورث
 اعلای موصوف اشرف محمود مرحوم بامعیت شاهنشاه همايون بحیثیت طبیب رسمی
 شبه قاره هند (از تهران) مهاجرت فرمودند . آقای شیچر از دوره صباوت دارای
 طبع شاعرانه بود و سخن سرائی را بسیار دوست میداشت . موصوف از ارشد تلامذه
 حصرت داغ بود و حضرت داغ تکریم ازو میکرد و در شاعری فارسی مقام خاصی
 دارد و بعلت مهارت فوق العاده بقلب خیام سیالکوت معروف گردیده است . کلیاتش
 عبارتست از غزلیات و مثنوی و رباعی اما در نوع رباعی ید طولی دارد و شهرت
 فراونی بدست آورده است . دیوانش بنام یک هزار زیر طبع است . چکمه هائیکه
 بفرمایش بنده سروده است ذیلا تحریر میکنم :

چه از عشق ناسور و داغ آفریدم بی کعبه دل چراغ آفریدم
 جنون آفریدست تنگی صحرا من از آه و ناله فراغ آفریدم
 بی هم ز جای سرور آشنائیم خم و باده و جام و ایاغ آفریدم
 نقاب از رخ دخت رز بر کشیده به شایان شانش دماغ آفریدم

قطعه

دین واعظ هست در گفتار او محتسب را دین بر دستار او
 دین حاجی دین دیوار حرم دین مومن زینت کردار او
 (مجله هلال جلد ۹ شماره ۴ . سال ۱۹۶۲)

(۲۱۶) شرف - شاه شرف بو علی قلندر پانی پتی

مولدش عراق است . به هندوستان آمده در قصبه پانی پت ساکن گردیده بود
 و بعضی اوقات در قریه کرنال که نیز قریب بقصبه مزبور است ، تشریف میداشته .
 شیخ بزرگوار از کبار اولیای عظام بل از جمله ابدالان کرام بوده . آنقدرها شور
 و مستی داشته که وصف آن نتواند کرد ... همچنین زیارت تربتش را این اثر
 است و کلامش را بهمین خاصیت با حضرت شمس تبریز و حضرت مولوی قدس سره
 کمال اتحاد داشته ... وفاتش در قصبه مذکور واقع شد لیکن مصحفش در پانی
 پت است ... راقم الحروف مکرر زیارت مبارک شیخ علیه الرحمه مشرف شده و
 فیضها برده است و شیخ بزرگوار اگرچه گاهی ابو علی تخلص میفرموده لیکن چون
 اکثر بشرف قرار داده اند لہذا تابع کثرت شد . اوراست :

نمیدانم حلالی از حراسی ز نیک کفر و ایمان بر گذشتم
 توپای سوق نداری بکوی دوست سناز عشق باشد بعافیت رهنز

(ریاض)

زیده و اصلان ولایت مظہر، شاه شرف بوعلی قلندر قدس سره از وطن خود بہند
 تشریف فرموده در قصبه پانی پت اقامت نموده گاهی در کرنال نیز کہ متصل
 قصبه مذکور است تشریف میداشت . ذات مجمع کمالانش از جمله ابدالان بوده .
 (حسینی ۱۶۲)

از معاصرین حضرت خواجه نظام الدین اولیا و حضرت امیر خسرو دہلوی
 است . اگرچه او از شعرای پنجاب نیست اما پنجابی حرف می زد و نژاداً از
 اهالی پنجاب است کہ در پانی پت توطن گزیده بود . اگرچه این تذکرہ شامل
 احوال شعرائست کہ در پنجاب یعنی از رود اتک گرفته تا رود بیاس یعنی شہر
 سرہند و پنجند و اوچ و ناحیہ ہائی کہ در آن جا بہ پنجابی تکلم نمایند ، زندگی
 میکرده اند و بہمین جهت اصولاً ذکر بو علی قلندر درین تذکرہ زاید است . اما
 بعلت داستان زیر کہ در تذکرہ حسینی مذکور گردید ، نگارندہ بو علی را در زمرہ
 شاعران پنجاب میدانم .

روزی حضرت نظام الدین اولیا^۱ به حضرت امیر خسرو دستور فرمود که بحضور حضرت بو علی شاه قلندر رسیده مستفید و مستفیض گردد. خسرو اطاعت نمود و پس از رسیدن بحضور بو علی قلندر غزلی بنا بفرمایش وی تقدیم نمود. یکی از ابیات آن غزل بدین قرار است:

خلق را بیدار باید بود ز آب چشم من
وین عجب آنوقت میگیریم که کس بیدار نیست

قلندر از شنیدن این غزل خوشحال شد و گفت: «خسرو، تو خوش میگوئی و خوش خواهی بود و خوش خواهی رفت». سپس غزلی سروده بحضور امیر خسرو تقدیم نمود. سه بیت آن غزل درج میگردد:

سیرغ وار روی نهفتم بقاف عشق کو عارفی که منظر او عشق اکبر است
عقل کل است علم لدنی بعازفان این عقل و علم جسمی و رسمی محقر است
درین شرف نبود ز الواح ابجدی لوح جمال دوست مرا در برابر است
خسرو از شنیدن این غزل گریه آغاز کرد. و بو علی قلندر گفت: «رونداهی ایوان کچه بوجیدا ای» یعنی گریه میکنی، آیا چیزی هم می فهمی؟ خسرو گفت: برای همین گریه می کنم که چیزی نمی فهمم. بعلت جمله پنجابی که در بالا مذکور شد، اسم بو علی قلندر درین تذکره درج میگردد.
انتخابی از اشعارش در زیر نقل شده است:

سرم پیچان، دلم پیچان، صنم پیچیده، جانان
شرف چون مار می پیچد چه بینی حار پیچان را
زمام اختیار ما بدست اوست ای واعظ
برحمش کی روا باشد گذارد نام عصیان را
دوئی گردد فنا از خود شرف گفته بما نادان
اگر بینم شبی ناگه من آن سلطان خوبان را

زهی حسنی که روی یار دارد که در آغوش صد گلزار دارد
سر زلفش که مست و لا ابالی کمین گاهی دل هشیار دارد
هر آن سطری که بر رویش نوشتند هزاران معنی و اسرار دارد
شرف در عشق او گشت آن قلندر که هفتاد و دو ملت یار دارد

غیرت از چشم برم روی تو دیدن ندهم
گر بیاید ملک الموت که جانم ببرد
گر شبی دست دهد وصل تو از غایت شوق
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم
تا نبینم رخ تو روح رسیدن ندهم
تا قیامت نشود صبح دیدن ندهم

شرف از باد بوزد بوی ز زلفش ببرد
 برده بردار که تا عارض زبیا نگریم
 برده بردار که بینیم دو ابروی ترا
 ما خیر گوی جمال تو بعالم شده ایم
 پرتو روی تو خود می بدرد پرده خویش
 بو علی راه ملامت ره مردان خداست
 باد را نیز درین دهر وزیدن ندهم
 ورنه از آه جگر پرده عالم بدرج
 پیش شمشیر تو ما جمله سراسر سپریم
 گر چه از جلوه دیدار تو ما بی خیریم
 ای دریغا چه توان کرد که کوتاه نظیریم
 چه شود بار ملامت که به گردن ببریم

(۲۱۷) شرافت - شریف احمد گجراتی

اسمش سید شریف احمد ، کنیت ابوالمظفر و تخلص شرافت است . اس
 پدرش سید غلام مصطفی نوشاهی بن حافظ سید محمد شاه نیک اختر نوشاهی است .
 در سال ۱۲۲۵ هجری متولد شد . خط نسخ و نستعلیق خوب می نویسد . در
 سلسله نوشاهیه قادریه بیعت کرده خلافت گرفت . کتب زیادی را نوشته است اما
 هنوز هیچ کدام چاپ نگردیده است . اشعاری چند به نگارنده فرستاده است و انتحی
 از آن نقل میگردد . شرافت این ابیات را در مدح پدر خود سروده است :

زهی درگاه آن عالی جنابی	که از وی نور یابد آفتابی
جناب مظہر انوار سبحان	دلیل عارفان محبوب یزدان
سرو سالار اشراف زمانه	بملک عاشقان سلطان یگانه
زهی شاه غلام مصطفی نام	بیاغ نوشته غنچه نیک فرجام
بحق دارد مکمل آشنائی	ز نورش دل بگیرد روشنائی
علوم معرفت از بر نموده	بر و اسرار وحدت حق گشوده
جنید وقت و معروف زمان است	معی الدین ثانی در جهان است
شرافت جان فداکن بر در پیر	بصد شوق و ارادت دامنش گیر

وی تاریخ وفات پدر خود هم بدین تربیت سروده است :

رحمت حق باد بروحش مدام	منزل او باد مقام امین
سال وصالش ز شرافت شنو	صاحب معراج بهشت برین

۱۳۸۴ هجری

(۲۱۸) شریف - شریف آملی ثم لاهوری

در خدمت اکبر پادشاه می بوده . در ۱۰۰۰ هجری در لاهور وفات یافت .
 ازوست :

گر خون شود از هم دل صد باره ما جز ما نکند کسی دگر چاره ما
از روز ازل سربى ذات خودیم سوهان نزده کسی بر انگاره ما

(۲۱۹) شعری - خواجه محمد حسن کشمیری ثم لاهوری

شاعری قادر الکلام و بدیهه گو بود . مفتی صدرالدین متخلص به آزرده و ملقب به صدر الصدور و همچنین میرزا غالب ، مومن ، و صهبائی او را بچشم احترام می دیدند . او از اولاد قاضی میر علی بخاری بود . پدرش هم اشعار خوبی میسرود . پدر شعری تاریخ تولد او "نهال باغ اقبال" گفته و او در شعر چنین آورده است :

چون من زادم بی تاریخ آن سال پدر گفتا "نهال باغ اقبال"
خواجه محمد حسن ، متخلص به شعری تخلص خود را الهامی میدانست و در مثنوی لعل و گوهر چنین گفته است :

نامم به زمین حسن عیان است شعری لقبم ز آسمان است

او بعد از وفات پدر خود کشمیر را ترک گفته در سال ۱۸۴۰ از راه لاهور و امرتسر بدلی رسید و در هر دو شهر چندی اقامت داشت . در دهلی به مشاعره ها هم میرفت . روزی در مجلس مشاعره ای شعرای نامی از قبیل امام بخش صهبائی ، مومن خان مومن ، میرزا غالب و غیره حضور داشتند و مصراع این بود :

نهانم از کجا این جوش شادابی ست مینارا

میرزا غالب غزلی باین مصراع سرود که از بیت زیر شروع میشود :

نمی بینم درین عالم نشاطی کآسمان مارا

چو نور از چشم نابینا ز ساغر رفت مینارا

سپس شعری بیت زیر را سرود و مورد تحسین همه فرار گرفت :

جنونی کو که دست از آستین بیرون نهد پارا

زند چاک به جیب و خوش کند دامان صحرا را

بعضی از شعرهای آن غزل بدین قرار است :

چو روشن پیر کنعان داشت چشم خویش دانستم

که عرض روی یوسف میرد عرض زلیخا را

دو رنگی لائق اهل . محبت نیست می خواهم

بصحرا وا گذارد کاش وابق عذر عذرا را

بجز انبار حسرت هیچ حاصل کی دهد شعری

بکشت عشقبازی کاشتن تخم تمنا را

در تذکره سراًة الخيال درباره این مشاعره چنین آمده است : "شیر بیشه عالی دماغی، غالب علی کل غالب در نیستان آتش رشک سوخت. تلامذه اش مستدعی طرح دیگر شدند".

پس از توقف در دهلی، عازم کلکته و بنارس شد و بی نیل از این مسافرت برگشت. چنانکه گوید :

ندیدم مردمی در دیده ایمان کلکته زینش لاف بیهوده زده کوران کلکته
ز آدم باشناسی نیست انسانیت ایشان را شرف دارد سگ پنجاب بر شیران کلکته
ز فلفل روی شان خاصیت کافور می بارد شود چون هیز سرد از ذیدن خوبان کلکته
چون بامرتسر رسید در حویلی میرزا محمد اکبر خاور ساکن شد و تا مدت دو سال در همین شهر زندگی کرد. سپس به کشمیر رفت و سه بار به پنجاب مسافرت نمود. در سن هفتاد و پنج سالگی در مرض فالج بستری گردید و پس از مدتی در تاریخ هفتم رجب ۱۲۹۸ هجری عرصه وجود را ترک گفت. تاریخ وفات خود گفته است :

جست تاریخ فوت خود شعری شد ندا : "رحمت خدا آمد"

۱۲۹۸

پسرش میرزا غلام احمد نامی دیوانش را بنام سراًة الخيال تدوین نمود در سال ۱۳۰۴ در شهر امرتسر چاپ کرد. مثنوی لعل و گوهر و داستان معروف چهار درویش هم باسم او معروف است. او خطاط هم بود و در تاریخ گفتن مهارت داشت.

(۲۲۰) شفیع - میر محمد شفیع ملتانی

ساکن ملتان است. و شاگرد میر محمد افضل ثابت. او گذارش می نماید :

هر که بردارد بدوش از غیر بار منی همچو خر در پیش مردم نیست او را عزتی
(بینظیر ۸۲)

(۲۲۱) شفیق - منشی لجهمن نارائن لاهوری

آشفته سخن ایجاد، لجهمن نارائن شفیق اورنگ آبادی که از قوم کهتری است. اصلش از لاهور. جد او بهوانی داس همراه عسکر عالمگیر وارد دکن گشته و در اورنگ آباد سکونت گزید و بشغل نوکری بمرتبت و اعتبار برسد. و بوقت بوعود در گذشت. در حین وفات منسارام، پدرف شفیق، او دو ساله بود و بعد رسیدن بسن شعور و نهم رسانی

لذت نمایان در عهد نواب آصف جاه با پیشکاری صدارت شش صوبه دکن ماسر گذشت و قریباً چهل سال خدمت مذکوره بغوبی سرانجام داد ... شفیق در ۱۱۵۸ هجری ثمان خمسین و مائه و الف در اورنگ آباد قباى هستی بر کشید ... از تالیفاتش دو تذکره بملاحظه در آمده یکی موسوم به گل رعنا که متضمن بر اشعار شعرای هند است و دیگر مسمی بشام غربیان که غالباً محتوی بکلام فصیحی اهل ولایت است که وارد هند گشتند. آخر کار اوایل مائه ثالث رخت جهاتش بآتشکده انا سوخت این زرقه از کیسه طبع اوست :

گر چه ای دوست ندیدم چمن روی ترا دایم از بار صبا می شنوم بوی ترا
 هر که آجا پرود باز نگردد هر گز هست خاصیت گلزار ارم کوی ترا
 گریه می آید مرا در فصل گل بر جان خد آمد آب رفته جوی نگارم بر نه گشت
 دست مالیدن تو سوز نه بخشد شفت حیفا چون رنگ حنا فصل گل از دست تو رفت
 شانۀ زدم کن و آنسه سکن نه را همه گشتند در آن زلف پریشانی چند
 (نتایج ۹۹۳)

سر شک دیدم ام را نه داری او ترا دیدن
 چه در آن است برگشتن بسوی دل چکیدن هم
 شفیق مانه تنها گرد سرگشتن طمع دارد
 برنگ پیرهن خواهد ترا در بر کنیدن هم
 اگر آن جنم در آید به ادا و ناز کردن
 بخدا که فرض گردد دل و دین نیاز کردن
 که بشمار دارم ز مزاج زود رنجت
 که بدامن تو دستی نتوان دراز کردن
 (رعنا ۱۰۸)

شاگرد میرزا آزاد مرحوم بود . دو تذکره شعرا دارد . یکی نامش گل رعناست و دیگر شام غربیان ، صاف گو خوش بندش است . کهنتری بود ، اصلش از لاهور است . جدش بهوانی داس همراه عسکر عالمگیری وارد دکن گشته در اورنگ آباد سکونت گزید . شفیق در سلک ملازمان عالیجاه خلف از شد نواب علیخان بهادر منتظم گردید . در اوایل مائه ثالث عشر رخت حیاتش بآتشکده فنا سوخت . از وی می آید

برنضم بوسه لبهای شیرین تو میخواهم
 توان دادن مرا این شربت درد مکرر را

عکس خود را دید چون در چشم من غمگین نشست

گفت هی هی دلبر دیگر بچشم این نشست

با سر زلف تو زنهار تقاضا نکتم اینقدر بسکه دل رفته من جانی هست

من سپند تو ام ای شعله جواله حسن گرتوسر گرم آی رقص کنان بر خیزم

رایعی

اخلاص من و تو بیش از حد باشد با یکدیگر رسی و سرمد باشد

مائیم بظاهر و بیاطن یکتا این نسخه واحد دو مجلد باشد

(انجمن - ۲۳۵)

شفیق تخلص . لچیمی نرائن ماتور مولف این صحیفه از قوم کهنتری کپور است . جد او بهوانی داس همراه اردوی عالمگیری از لاهور وارد دکن شده در اورنگ آباد رنگ توطن ریخت ... درین جا صاحب اولاد گردید . ولد متوسط او رائی منسا رام که عبارت از والد مولف است ده ساله بوده که بهوانی داس رخت سفر آخرت بر بست . والد در ظل عاطفت لاله جسونت رائی که هم جدی بود و به علم و فضل اتصاف داشت ، تربیت یافته در وقت نواب آصف جاه غفران پناه به پیشکاری صدارت شش صوبه دکن مأمور شد . تا حالت تحریر که قریب به چهل سال است سرانجام می دهد . مولف در گل زمین اورنگ آباد دوم صفر سنه ثمان و خمین و مائه و الف ۱۱۷۴ چهره هستی بر افروخت . صمصام الدوله مرحوم به منصب و خطاب "دولت چند" سرفراز شد . الحال در سایه عطوفت والد سلمه الله تعالی و ظل تربیت جناب آزاد بد ظه الله تعالی کسب سعادت می نماید . صاحب هر دو جهان است شفیق هر که گردید غلام ناز او حضرت آزاد در سنه ست و سبعین و مائه و الف ۱۱۷۶ شفیق تخلص عنایت فرمودند .

از حضرت فیض بخش آزاد
گفتم تاریخ این عنایت
گردید مرا تخلص انعام
امداد شفیق شد مرا نام

۱۱۷۶

این چند بیت طبع زاد خود را بترتیب ردیف بعرض قدر شناس می رساند :

مصرع ابروی او بسم الله عنوان ما
چشم او بر ما نگاهی گر ندارد عیب نیست
سخت حیرانم چه پیش آمد الهی خیر کن
آه را ضبط نه کردی به تحمل ای دل
سخت یا بشکست یا خون شد نمیدانم چه شد

صحف رخساره او دین ما ایمان ما
می شود پرهیز لازم مردم بیعار را
دیر شد باد صبا از کوی یارم بر نکشت
حیف مصراع بلند از نظر هست تو رفت
شب که در زلف سیاه او دل بی تاب رفت

برای مستی من چشم یار شد باعث
 بی چه چاره دل بی قرار شد باعث
 جامه زیب پا چو بندد در چمن دستار کج
 خواه گواه کنم صرف در ثنای قدح
 بقرانت روم گاهی چنان گاهی چنین باشد
 طواف کوجه او بار بار خواهم کرد
 بیا بیا که دل و جان نثار خواهم کرد
 اگر ای کشیده قامت بمزار خواهی آمد
 این قدر در عالم مستی مرا هم هوش بود
 بد گمان من گمان دارد هنوز
 شفیق آبله ها می روی خدا حافظ
 طپیدن سخت مشکل بردل من آرسیدن هم

خدا گواه که لب را به می نیالودم
 دماغ رفتن کوی بتان نبود مرا
 غنچه زیر برگ سی گردد نهان از روی شرم
 مرا چو سوسن اگر ده زبان شود پدا
 نمی گویم که بر من جور کن یا مرحمت فرما
 قسم به مصحف روشن به کعبه رخ نکنم
 شنیده ام که تو سوی شفیق می آئی
 به گمان روز محشر ز زمین برقص خیزم
 یافتم در بزم سی دزدیده دیدن های تو
 سوختم در راه عشق او تمام
 ز خارهای میلان پراست وادی عشق
 نمیدانم بوصل یار سازم یا به هجرانش

(۲۲۲) الامام الاجل شمس الدین حاجی بچه البستی لاهوری

مذکری مذکور بافضلی موفور . نگین ولایت فضل و هنر که اگر چه از
 بستست ، اما عالم بیان آن از نگین آباد است . چنان لطیف طبع عالی سخن که
 از مفرح بیان او دل گرم سیر نمیشد . آفرید گار سبحانه تعالی ذات او را عجب به
 عالم غیب گردانید و نظم و نثر در خاطر خطیر او را چنان ملکه شد که بر هر
 چه او را امتحان کنند هم بر خود تذکیری دران پردازد و آنچه نثر گفته باشد
 بنظم بیان کند و از لطایف اشعار او این یک رباعی بر خاطر بود .

گویند ز زر ترا بود خرسندی
 زرگنده کان و بیوفای دهرست

و این یک بیت فردهم او گفته است :

گر هیچ بسبب رحمتش بازرسی

بازی بر رس که نرخ شفتالو چیست
 (لباب ۲۳۸)

(۲۲۳) شکوه - پندت فرنگن فاته تکو سیالکوتی

در ظفر و آل که از تو احوی سیالکوت است بسر می برد و منصب قاضی را
 بعهده داشت . پهرش هم شاعر بود و زیبا تخلص داشت . چندی در شهر
 امرتسر هم زندگی میکرده است . وی شخص متدینی بود و علاقه زیادی را نسبت بمذهب
 و مسلک خود داشت . اشعار خوبی میسرود ولی فقط در سن سی و دو سالگی

هرمه وجود را ترک گفت . فقط یک نیت زیر بدستم رسیده است :
 بی جان و دل بعشوه جانان فروختیم هم دین فروختیم و هم ایمان فروختیم

(۲۲۴) شوق - میان الله جوایا گجراتی

خطاطی معروف و دارای دیوانی بود و در زمان حکومت راجا رنجیت سنگه زندگی میکرد . در دهی بنام چک ساده در نواحی گجرات بدینا آمد . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است ولی غزلی در بیاض مولوی محمد صالح کنجاہی مرقوم است که در زیر نقل میگردد .

عشق بازی و صد ملال درو	کس مبادا تباه حال درو
زلف تو موبموی چو زنجیر است	سر مونیست قیل و قال درو
گفتمی آفتاب روی ترا	لیک گر نیست زوال درو
اوج وصف تو از هوا بس دور	شوق مرغ شکسته بال درو

(۲۲۵) شوقی - جوت پرکاش پنجابی

در عهد اورنگ زیب عالمگیر شاه در اداره شهر داری لاهور ماموریتی مهم را بهمهده داشت . شاعری خوش کلام بود و بعضی از اشعارش در "گلدسته سخن" چاپ گردیده است . وی نژاداً هندو ترشح بود . منظومه هایش بنظم نرسیده است اما قطعه ای منظوم که به شاه خوش ، قاضی شهر سیالکوت ، فرستاده بود بدستم رسیده است و اشعاری چند ازان نامه منظوم در زیر نقل میگردد :

سحر گاه نویدی رسیدم بگوش	که شخصی است از دوستان خوشی
عجب عندلیب است نادر بیان	که می آید از بوستان خوشی
چوره یافت در خلوت خاص گفت	که می آیم از آستان خوشی
متاع گرانمایه بیرون کشید	ز کان خوشی بل دکان خوشی
جوایی بصد مهربانی شنید	روان شد بسوی جهان خوشی
بهنگام رخصت چنان گفتمش	که هر که رسی در مکان خوشی
سلامی ازین بنده خواهی رساند	بخلوتکه خادمان خوشی

(۲۲۶) شهباب - عبد الطیف خان لاهوری

همشیره زاده و شاگرد میرزا جلال امیر است . در عصر فرمانروائی اورنگ زیب عالمگیر پادشاه از ولایت فارس بملک هند آمد و باریاب بلازمست سلطانی

گردیده. بدیوانی صوبه کابل و کشمیر و لاهور نوبت بنوبت سرفراز ماند. مردی
پرهیزگار و صالح و خوش صحبت بود در آخر عهد پادشاه مغفور در گذشت.
از حالت شهباسی اوست:

یارم بکنج غمکده شبها نشاند و رفت
گفتم که من غبار تو، دامن فشاند و رفت

(نشر ۱۰۵)

(۲۲۷) شهباب - شهباب ملتانی

شهباب ملتانی، آخر عمر ستاره هستیش درین سر زمین یعنی سند بخاک
در شد.

ز شرم آنکه نرفتم بی وداعش دی دو دیده ام نتواند بسوی من دیدن
(مقالات ۳۴۸)

(۲۲۸) شهر یار - شهزاده شهر یار لاهوری

خان نورالدین جهانگیر پادشاه و داماد نور جهان بیگم بود. بعد شنقار
شدن جهانگیر پادشاه بدعوای سلطنت در لاهور بر خزان و کارخانهای پادشاهی
دست تصرف دراز نمود. آصف خان داور بخش این خسرو را بسطنت برداشته
با شهر یار بمقابله و مقاتله برخاسته هزیمت داد. آخر الامر میل در چشمش
کشیدند و با اشاره شاهجهانی رو بعرصه عدم نهاد. بموزونی طبع گوهر نظم
می سفت. تاریخ مسمل خود چنین گفت:

ز نرگس گلاب ار چه نتوان کشید کشیدند از نرگس من گلاب
چو پرسد کسی از تو تاریخ من بگو کور شد دیده آفتاب

(صبح ۲۳۸)

(۲۲۹) شهید - میر غازی لاهوری

از اقربای میرزا ضمیر منتها تخلص بود. شاگرد رشید و همشیره زاده میر
محمد زمان راسخ است. در موضع بهیله من اعمال لاهور سکونت داشت و از
یاران احمد یار خان یکتا بوده. وفاتش بعد هزار و صد و سی اتفاق افتاد.
مثنوی خوب میگفت. در جواب مبعده سیاره زلالی هفت پیکر فکر کرده نامی خاص
گذاشته. از مثنوی شور جنون این چند بیت است:

هیچ دانی چیست این شور جنون
چيست این شور جنون سحر حلال
این سخن از جنس قال و قیل نیست
شهیدم خواندی و آخر گذشتی از سر قتلتم
این نوای تیشه است و بیستون
بهر طعت پیشگان بانگ بلال
جز صدای شهپر جبریل نیست
تغافل پیشه، بدعهدی، چها گفتمی چها کردی
(خوشگو ۱۹۰)

سرخروی معرکه سخن طرازی
شاعر رنگین سخن، میر غازی تخلص
شهید از سکنه حوالی لاهور بوده. در سال هزار و صد و سی رحلت نموده.
وبراست:

هنر سد راه مقصود میگردد هنرور را
اشک خون گرنه گل دامن قاتل گردد
گره وارشته پرواز بازی شد کبوتر را
بچه طور امید دل سوخته بسمل گردد

(حسینی ۱۸۴)

از سادات بهیره من اعمال لاهور است. میر غازی نام داشت. باین مناسبت
شهید تخلص گرفت. از اقربای میرزا روشن ضمیر و از یاران احمد یار خان یکتا
است. در اشعار خود ذکر احمد یار خان بسیار آورده جائی می گوید:

یار خان اینجا نه بهر خانی است اختلاط عالم روحانی است

وفاتش بعد ثلثین و مائه و الف واقع شد. در فن شعر طرازی رتبه عالی
دارد. جواب سبعة سیاره "زلالی" بسیار خوب بنظم آورده. از آن جمله مثنوی
مسمی به "شور جنون" است. درین مثنوی گوید در صفت بر گشته مژگان:

پشت چشمش بود از بس خوشنما داشت مژگانش نگاهی بر قفا

دیگر مثنوی دارد مسمی به "ناله" عاشق نواز:

(بینظیر ۷۸)

از سیالکوت (؟) لاهور است. در زمان اکبر بادشاه بوده. اوراست

بخاطری که توفی یاد دیگران کردن
درون کعبه پرستیدنست عزا را
گفتم ای دل بچه اوضاع جهان گشت بدل
گفت خاموش که در مغز سپهرست خملل
گفتم آسایش گیتی که بگفتند کجا است ؟
گفت در خواب نیاید ولی خواب اجل
(ریاض)

از شیخ زادگان پنجاب بنظر گیتی خداوند در سخن بروی او کشودند. ازوست:

یار آمد و نام برد ما را
وز خود به تمام برد ما را

هجوم نازچنان کرد و پیش یار گرفت
که راه نیست در آن تنگنا تمنی را

(اثین ج ۱: ۲۸)

(۲۳۰) شیری لاهوری

شیری ولد عبدالحی از قصبه کوکوال توابع لاهور است. پدرش شیخ عبدالحی از فاضلان خوش طبع بود... شیری تحصیل اکثر علوم از والد خود استعداد وافر بهم رسانیده. زور طبع بمرنبه ایست که در یک شب سی غزل انشا نمودی. بملازمان اکبر بادشاه انسلاک داشت. هنگامیکه در سنه نهصد و نود و چهار زین خان کوکلتاش و راجه بیربر بمجادله افغانه کابل رفتند و جنگ صعب روداد، راجه بیربر با جمعیت کثیر کشته شد. شیری نیز بهمان معرکه در سنه نهصد و نود و چهار کشته شد. ازوست :

بستم بنافه تار سفید و اشارت است گردوری تودررگ جان خونمانده است
بکف تیغ ستم از بهر قتلیم تیز می آید زبیدادش چه گویم من کزان خون ریزی آید
(نشر ۳۴۰)

شیری لاهوری از ثنا گستران اعظم خان کوکلتاش بود. و با راجه بیربر در محاربه افغانه در ۹۹۴ هجری جاده نشیب عدم پیمود.

(انجمن ۲۳۰)

تقی اوحدی اورا شالی کوب لاهور انگاشته. غزالی مشهدی این قطعه خود به شیری نوشت :

شرفی اگرچه در فن اشعار دلفریب هر کس رسید از دل و جان اهتمام کرد
لیک از برای اهل سخن کاخ فضل را سعدی بنا نهاد و غزالی تمام کرد
شعری در جواب این قطعه فرستاد :

سعدی نهاد کاخ سخن را بنا ولی جامی یمن همت عالی تمام کرد
در حق شعرگرچه غزالی ست بی نظیر در سلک اولیا نتواند مقام کرد

(روشن ۲۷۰)

شیری یک شاعر دیگر هم است :

” که مولدش قصبه کوکوال از اعمال لاهور است. این همان شیری است که در شمع انجمن بشیری لاهوری و در نگارستان سخن بشیری کوکوالی ذکر یافته و بعض تذکره نویسندگان این شیری و شیری سیالکوتی را یکی دانسته اند... از ملازمان و مداحان محمد اکبر بادشاه بود و در مدح خان اعظم کوکلتاش مقطعات فریب هزار بیت انشا کرده نامش جهان افروز گذاشته. در سنه سبع اربع و تسعین و تسعمائه همراه زین خان کوکلتاش و راجه بیربر بعد ترددات شیرانه جان باخت.

هر اشک که از چشم من غمزده ریزد طفلی ست که از صحبت مردم بگریزد
 چرا ای اشک در چشم از وداع یار میگردد کجا بود که اکنون مانع دیدار میگردد
 سراپا جانی ای باد صبا در قالب شوخم سرت گردم مگر در کوی او بسیار میگردد
 (روشن ۳۷۱)

سر سید احمد خان در حاشیه کتاب آیین اکبری نوشته است که ملا شیری لاهوری پسر ملا یحیی بود. اگرچه شیری زاهد و عابد نبود اما در قصیده سرائی مہارت فوق العاده ای را دارا بود. قصیده ای در مدح آفتاب بدستور اکبر شاه ترتیب داده اسمش را شمع جهان افروز گذاشت. این قصیده شامل هزار بیت است و تمام ابیات آن بصورت مقطعات سروده شده است. در ترجمه مہابهارت ہم فعالیت هائی نموده است. در سال نہصد و نود و چهار در گذشت. وفاتش در کوهستان یوسف زئی اتفاق افتاد. اینک انتخابی از یکی از قصیده هایش که بصورت سوال و جواب سروده است نقل میگردد:

گفتم ای دل: ز چه اوضاع جهان گشت بدل
 گفت خاموش که در مغز فلک رفته خلل
 گفتم آسایش اگر هست بگوئید کجاست؟
 گفت در خواب نماید پس از خواب اجل
 گفتم آن یار چرا ابروی پر چین دارد
 گفت با صاحب بد خو نتوان کرد جدل
 گفتم ارباب سخن آرایش مجلس باشند
 گفت اینها نتوان گفت با اهل دول

(۲۳۱) صادق - شاه صادق کشمیری ثم لاهوری

شاه صادق در قرن یازدهم هجری در کشمیر متولد شد. در کودکی روزی در هنگام نماز حالت جذب بوی دست داد که سبب تغییر مسیر زندگی گردید. مادیات را ترک کرد و به ریاضت پرداخت. مدتی در دهلی و لاهور زندگی کرد و آخر عمر را در کشمیر در تجرد و انزوا بسر برد. و بسال ۱۱۰۰ هجری وفات یافت. از آثار منظوم وی دیوانی است مشتمل بر چند ترجیع بند، غزلیات و مثنوی.

(کشمیر ۷۵)

اشعاری که در زیر نقل میگردد از مجموعه اشعارش که چاپ گردیده است گرفته شد:

مثلث : مهر و وفا ندیده ام جور و جفات دیده ام
 محنت و غم کشیده ام درد و الم چشیده ام
 دامن تست و دست من . دست منست و دامنست
 رشته من بریده ای یار دگر گزیده ای
 بنده نوخریده ای عیب مرا چه دیده ای
 دامن تست و دست من . دست منست و دامنست
 مهرخ خود نموده ای صبر و دلم رزوده ای
 حرف کسی شنوده ای باب ستم کشوده ای
 دامن تست و دست من . دست منست و دامنست

ترجیع بند :

خیزم اگر بجست و جویت افتیم اگر بهای و کویت
 مردم که بمه نو ببینند بینم اگر به ماه رویت
 آن زلف کمند تو دلم را آورد کشان کشان بسویت
 گفتمی تو که جمله داری اما از زهد ریا نرفته بویت
 گر چه که بصومعه نشستی یکچند بده تو شست و شویت

از زهد و ریا کنون گذشتم

تا رفته بیای خم بیفتم

(۲۳۳۲) صادق - عبد المالک گجراتی

مولوی عبد المالک صادق ملقب به ابو البرکات پسر مولوی محمد عالم و شاگرد مولوی شیخ عبد الله بود . پدرش در ناحیه کوری که در نزدیکی شهر گجرات واقع است زندگی میکرد و یکی از امرای آن ناحیه بشمار میرفت . صادق صاحب تصنیفات متعدد و دارای ذوق بسیار عالی ای در شعر بود . قصیده ای در مدح ثواب محمد صادق رئیس ایالت بهاولپور سروده است که بی عدیل است . خاصیت آن قصیده چنین است :

- ۱ - از هر مصرع آن تاریخ سرودن قصیده یعنی سال ۱۳۱۰ هجری در می آید .
- ۲ - حروف منقوط هر بیت آن هم تاریخ سرودن را نشان میدهد .
- ۳ - از حروف غیر منقوط هر بیت آن هم تاریخ سرودن آن قصیده بدست می آید .

ابیاتی چند ازان قصیده در زیر نقل میگردد :

مصلح جود و صداقت منبع سر نهان
 تابع آثار جهل ناصب اعلام حکم
 شهسوار کشور جان مبدا عدل و علا
 مرحبا شان و شکوه مالک صمصام و جود
 منبع عقل و جلالت صادق والا مراد
 در جنبش شاد کام آورده ام اهل کلام
 هدم عدل و جلالت صادق صاحبقران
 نیر امکان فکرت صاعد اوج بیان
 اطهر آمال مکننت قبله هر انس و جان
 خادم شاه علا آمد بر اوج کهکشان
 موجب دار عدالت رونق کون و مکان
 عمده گنجینه فکر برای امتحان
 پیغمبر صلی الله علیه و آله سروده است
 نمونه ای از اشعار وی که در مدح
 در زیر نقل میگردد :

ای بر زده بر عرش برین نقش قدم را
 ای فخر بذات تو صناید عرب را
 میشاطه تقدیر رخ حسن تو آراست
 و ز نام تو علم ازلی لوح و قلم را
 وی ناز بنام تو اقالیم عجم را
 تا هست تماشا بکمند حسن عدم را

(۲۳۳) صافی - ابو القاسم خان لاهوری

خلف الصدق ابو البرکات خان است . در لاهور در عهد جهان خان وزیر
 احمد شاه ابدالی چند دفعه نزد فقیر آمده و یک بار من هم به خانه اش رفتم .
 جوان شایسته ، متواضع ، خلیق و مستعد بنظر آمد . یک شعر ازو بخاطر بود
 نوشته شد :

سخن از زلف دلدار است امشب بیا مطرب شب تارا است امشب
 (مردم ۱۶۸)

(۲۳۴) صافی - شمس الدین لاهوری

عالم متبحر بودند و با فقیر اتحاد قلبی میداشتند . اول روز در منزل نواب
 غلام محبوب سبحانی ، محبوب تخلص ، لاهوری ، ملاقات شده . خود را از اولاد
 خواجه حافظ شیرازی میگفتند . و چون از لاهور باز به شیراز مراجعت کردند ، چند
 خطوط بنام احقر نوشتند . از دیوان این فقیر صد شعر انتخاب زده با شیراز بردند .
 این دو شعر در اشتیاق فقیر از شیراز نوشته فرستادند :

کاش بینم بار دیگر روی تو تا رسد در غمز جانم بوی تو
 کاش بر دوشم صبا برداشته همچو بوی گل رساند سوی تو
 (چشم ۶۲)

(۲۳۵) صالح لاهوری

صالح کاشی در ازمینه سابق به هندوستان آمده در لاهور آسوده. (ریاض)
از زمره صلاحاست و مذاقش بیجاشنی، نظم آشنا. از وطن بهند رسیده این
ملک را بقدم سیاحت پیموده. آخر در لاهور رحل اقامت انداخته سفر آخرت نمود.
نشود هیچ کسی نام جدائی یا رب این سخن گوش زد هیچ مسلمان نشود
(صبح ۲۴۳)

(۲۳۶) صانع - میر دوست محمد سیالکوتی

ولد میر محمد علی رائج تخلص ... بعد پدر بطرف پنجاب میگذراند ... طبع
بلند انگیز، جودت آمیز دارد. ازوست:

لب گل خون حسرت خورده، چاک گریبانش
بهار لاله آتش دیده رنگ گلستانش

(خوشگو ۲۸۹)

از زمره سخن سنجان زمان بود. پدر رایج سیالکوتی است. ازوی بی آید:
بیای برق هم نتوان رسیدن دز حرم او رد دوز درازت ای کبوتر بال و پریشکن
(انجمن ۲۲۰)

(۲۳۷) صداقت - محمد ماه کنجاهی

برادر زاده محمد اکرم غنیمت از قصبه کنجاه پنجاب بود ... جوان مؤدب
و مهذب بنظر می آمد ... بسیار جدید الفکر و سریع الفهم بود. در سال هزار و
صد چهل و هشتم هجری بمرض سودا مبتلا شده بود. در گذشت. در نعت
حضرت خیر البشر (صلی الله علیه و آله) بی نقط نوشته. از آنجاست:

حاکم روم و مصر و عامل او واله عهد حکم کابل او
هر دو عالم علوم در دل او کوه و صحرا دوگرد محمل او
همه روح سلاله عالم گل ارواح لاله آدم

سایر اشعار آبدار آن صداقت شعار او اینست که پسند خان صاحب شده:
ز خوان لذت دنیا گرانی آنقدر دارم که میلرز دلم از خوردنی گر خود قسم باشد
مصرع پیچیده زلف تو جای حرف نیست شانه حیرانم چرا این دخل بی جامیکند
که پریزادی کشم که دختر رز در کنار کارمن چون شیشه یا مستی است یا دیوانگی
(خوشگو ۱۰۹)

برادرزاده محمد اکرم غنیمت کنجاهی است. در وسط عهد فردوس آرامگاه وفات یافته. رقعات در صنایع بغایت خوب و رنگین مینوشت. ازوست :
دماغ منت پروانه و بلبل کجا دارم چراغان بر نمی تابد مزارم گلفشانی هم
(هندی ۱۲۳)

(۲۳۸) صرفی - صلاح الدین پنجابی

چند گاهی در گجرات بود بعده در لاهور آمده بوضع درویشان پسر می برد .
در ۹۹۹ هجری همراه فیضی بدکن شتافت و از آنجا سفر آخرت اختیار نمود .
صاحب دیوان است . ازوست :

گلفروش من که خواه گل ببا زار آورد باید اول تاب غوغای خریدار آورد
باتو رشکم کشد و بی تو جدائی، چکنم میکشم این همه از دیدن و نادیدن تو
(انجمن ۲۰۰)

(۲۳۹) صمدانی - غلام غوث پنجابی

سردی روشن ضمیر و درویش طبع هست . او صوفی است و در همین مسلک عقیده دارد . مهندس بود و در شهر لاهور و شهرهای دیگر پنجاب زندگی میکرد . محل تولد وی معلوم نیست . نسبت بزبان و ادبیات فارسی شلاقه مفروطی را دارد و شعر خوب میسراید . نگارنده از خواندن اشعارش خیلی تحت تأثیر قرار گرفته ام . او مثنوی ای بفارسی بطرز مولانا رومی نگاشته است و درین مثنوی اعتقاد خود را نسبت به فلسفه علامه اقبال ابراز داشته است . وی عقیده داشت که همیشه شرق ، غرب را آرامش می بخشد و غرب همیشه شرق را از مظاهر و نشان تمدن آن بی نیاز می کند . چنانچه گوید :

ای فضا از من بکیر این برقیه زندگی نی غریبه نی شرقیه
در زیر انتخابی از مثنوی صمدانی درج میگردد :

زندگی از بزم تو بیگانه شد هر کسی را خانه اش میخانه شد
مثنوی گویم بطرز مولوی ما غرم ده از شراب معنوی
گوبه من حرفی ز سر امر کن تا نه لایعنی سرایم من سخن
کشتی ما رفته اندر قعر رود خنده زن گرداب و مامست سرور
از حواس خمسه ام بیرون شدم خود ندانم این چنین من چون شدم
نی ز تارونی ز چوب و نی ز پوست آید این آواز از بیقام دوست
کیف و وجد و رقص و هاو هو، همه این همه او هست، او هست او همه

نی کسی خویشی و بیگانه‌ای
 تو سلیمان میشوی یا بلشزر
 چشمه حیوان بجوئی یا سراب
 ای ضمیر قوم خاموشی چرا
 حضرت اقبال هم بگریست خون
 گوئی این آئین قرآن کهنه شد
 ذات حق در وحدتش مستور بین
 جستجوکن جستجوکن جستجو
 قصر پاکستان بود بنیان تو
 یک فریست صد مسبب در کنار
 مرد خود آگه نباید روی کار
 هر که خود جوید امارت بهر خویش
 انحطاط ذهن ملت را نگر
 هر که او نادم نگردد بزرگناه

مثنوی حمدانی بار اول در سال ۱۹۵۵ در لاهور چاپ گردید و آقای حمدانی هنوز زنده هستند.

(۲۴۰) صوفی - ملا محمد یوسف سرهندی

جامعیت فضیلت خوب داشته ، بهند آمده . مدت ها در کشمیر بسر کرده . جهانگیر بادشاه او را از کشمیر طلبیده . در سرهند بجوار رحمت حق پیوست . این مصراع تاریخ فوت او است : "مجردانه یکی شد بحق محمد صوفی" . اشعار خوب دارد ، از آنجمله ایات است :

بر من نهاد گردش گردون مدار ما	بیکاری و گدائی و مستی ست کار ما
تو ای آه سحر گاهی در آن دل	مکن کاری که کار از دست من رفت
ای که این گریه من در غم اوست	گریه را آب روان پندارد

(ریاض)

از وطن بکشمیر رسیده اقامت گزید . و به جرمی مغضوب جهانگیر پادشاه گردید . از کشمیر گریخته در شهر سرهند سکونت گزید :

مرا بوقت جدائی چو شمع مردن به	که زنده مانم و بیدوست بنگرم چارا
شکاف بر زمینی را که بینی	گریبان پاره یا سینه چاک است
تو ای آه سحر گاهی در آن دل	بکن کاری که کار از دست من رفت

(روشن ۳۹۸)

(۲۲۱) صیرفی - مولانا صلاح الدین لاهوری

در کسوت فقر و درویشی مستغنی از شاه و گدا زیست می کرد . براه دکن از عراق بهند آمد . حسب الاتفاق چندی در دکن اتفاق سکونت افتاد و در مدح امیران آن جا قصائد غرا نوشت و باز بلاهور آمد . هرگاه ملک الشعراء شیخ فیضی بطریق وکالت بسوی دکن رفت در رفاقتش مولانا باز در آن ملک رسید و از آن جا اراده طواف حرمین شریفین در دل مصمم کرده بدان سمت شتافت . دیوانش مشحون از اقسام شعراست . من اشعاره :

گل گل شکفت بی گل روی تو داغ ما	سر زد بجای گل همه آتش ز باغ ما
من یکی از معرمانم در میند ای باغبان	صاحب این خانه نامحرم نمی داند مرا
عشق آمد راه دل دیوانه مبندید	بر صاحب این خانه در خانه مبندید
اشکی بکف آرید که در چشم نگنجد	دل در صدف گوهر یک دانه مبندید

(همیشه)

(۲۲۳) ضالی - علی محمد ملتانی

ضالی ملتانی نامش علی محمد بوده . تقی اوحدی نوشته در ۱۰۴۲ هجری در آگره بود . اکثر قصاید موشح میگفت . اوراست :

شهبید تیغ ستم را بچشر وعده مده
که کشتگان ترا ذوق خون بها اینجاست

(ریاض)

(۲۲۲) ضیا - ضیا الله ملتانی

ضیا الله ، از مردم ملتان در تنه بسیار بسر برده . اغلب در همین خاکدان چراغ حیاتش بصرصر اجل اطفا پذیرفته باشد . منته :

در زه عشق ندانم بچه تدبیر روم روح مجنون قرقی دارد در دشت هنوز
(مقالات ۳۷۱)

(۲۲۴) ضیا - ضیا محمد گجراتی

در دهی موسوم به چوهامل در نزدیکی شهر گجرات بدنیا آمد و الحال در نارووال از نواحی شهر سیالکوت زندگی میکند . شغل معلمی دارد و به فارسی شعر می سراید . ازوست :

ز درد عشق روح بقراری کرده ام پیدا
 بجان قدسیان هم اضطراری کرده ام پیدا
 مگو در بسته باشد این حبس گاه دو عالم را
 من جوش جنون راه فراری کرده ام پیدا
 مبارک گوشه خلوت، مبارک سوز پنهانی
 ضیا بر همت خود اعتباری کرده ام پیدا

(۲۴۵) طالب - مولانا سید محمد طالب آملی

آن بلبل دستان سرا درین سال که سنه عשרین والف ۱۰۲۰ بود بدارالخلافة
 آگره آمد. نکته دانی از آمل مازندران است. در اول جوانی و نو بهار
 زندگانی از مسکن خروج نموده بدارالمؤمنین کاشان آمده در آنجا متوطن شد.
 ابتدای نشو و نمای او در شهر مذکور واقع شد. بعد از اندکی تردد بشهر مرو
 رفت و چندی در خدمت ملکش خان بسر برد. بعد از انقضای آب خوردن هوای
 سیر دارالامان هندوستان جلوه گر شد.

(میخانه ۳۸۳)

طالب، بلبل آمل و شاعر خوش تخیل است. سخن را بمرحمت والای
 نوزاد و پایه او را تاسدرة المنتهی بلند میسازد. بگلگشت هند کشید و چندی
 درینجا بسر برده نزد میرزا غازی که از طرف جهانگیر بادشاه بنظر قندهار می
 پرداخت، شتافت. دیانت خان تعریف او بمساع خلافت رسانیده بادشاه را
 مشتاق ساخت. او را بحضور برد. اتفاقاً طالب برای رسائی دماغ مفرحی استعمال
 کرده میروید و استیلائی نشاء حواس او را معطن میسازد و گنگ شده. اصلاً زبان
 بنطق آشنا و اقامت از نشاء دست داد. سر بگریبان تشویر فرود برد و قطعه
 اعتزازی همان وقت بر سبیل اداست بنام دیانت خان انشاء کرده ارسال داشت.
 این دو بیت از آن است:

مفرحی زده بودم بقصد گفتن شعر عروج نشاء او کرد هر چه کرد بمن
 بجزم بادشهم زان زبان نمیگردید که گشته بودمرا خشک زان زبان و دهن

(عامره ۳۰۰)

اسم نامی آن ادا بند نازک تلاش مولانا طالب است. مولد عظامش سر زمین
 آمل. الهکارتین و اشعار رنگین او مستمعان را بهزار رنگ در وجد می آورد، در
 مصاحبت و مجلس آرائی نظیر و عدیل خود نداشت. بقول علی قلی خان واله
 خاله زاد حکیم رکن الدین مسیح کاشی است. به بیشتر علوم و فنون آراسته بود.

در آغاز شباب از وطن خود به هندوستان آمده . چند گاه درین سواد دلکشا بسر ساخته بقندهار شتافت . و به میرزا غازی ناظم لاهور پیوست . میرزا بسلوک بدو پیش آمد . تا انتقال او همراهش بود . از آن پس بخدمت دیانت خان از اسرای جهانگیر رسوخی بهم رسانیده بخاتم برداری شاه جمجاه معزز گشت . از ملک الشعرای پایه تخت حضرت جهانگیر شاه گردیده . پایان عمر از راه یافتن خبط فتوری در تلاش کهربا بر او عارض شد . آخر در سنه یک هزار و سی و شش بسیر روضه رضوان شتافت .

طالب در زمان جوانی خود بسن شباب فوت کرد . وفاتش در سال ۱۰۳۵ .

اتفاق افتاد . ملاصبوری مشهدی قطعه تاریخ وفاتش بدین ترتیب سروده است :

از چرخ بگوز رفتن طالب داد کاسروز ادای نظم ازها افتاد

تاریخ وفاتش از خرد جستم گفت حشرش بعلی ابن ابی طالب باد

نخست وزیر دارالامان مدارالمهام اعتمادالدوله طالب را در خدمت خود مشغول

داشت . و او را داخل دربار نورالدین جهانگیر شاه گردانید . در سن ثمان عشرین

و الف ۱۰۲۸ هجری این پادشاه جوهر شناس طالب را از امثال و اقربان برگزیده

بخطاب ملک الشعرا مفتخر و سرفراز گردانید . تاریخ تولدش معلوم نیست اما

احتمالاً در حدود سال ۹۹۴ می باشد . از ایران بطرف قندهار در هند وارد شد

و چندی در لاهور ماند . در قندهار با غازی خان ترخان ملاقات نمود . در میخانه

نوشته است که چون طالب از ملکش خان جدا گردید اول به قندهار آمد و در

آن زمان غازی خان ترخان حاکم قندهار بود . طالب گفته است :

دلا مزاج ترا قندهار درخور نیست بیا که دیده ام از اشک ملک پنجاب است

راجع به لاهور گفته است :

چه خوش حالم که بعد از مدت یک ساله سهجوری

خوش و خوش وقت اورا دیدم و لاهور را دیدم

طالب بکشمیر نیز رفته بود ، چنانکه گوید :

بیا که مجمع خوبان دلربا اینجاست کرمناهمه اینجا و نازها اینجاست

قدم ز نقطه کشمیر بر نمی گیرم . مقیم مرکز عیشم و جای ما اینجاست

کجا بهشت کجا بزم باده ای زاهد تو دل بجای دگر بسته ای و جا اینجاست

طالب آملی مراسم دوستی و صمیمیت را با عرفی داشت ، و از معاصرین او بوده .

به خاک عرفی اگر طالب این غزل خواند ز تربتش همه گلهای آفرین روید

دیوان طالب آملی دارای بیست هزار بیت است و هنوز چاپ نگردیده است . راجع

به اشعار خود چنین گوید :

به قطعه و غزل انوری و سعدی دان
 پیمبر منم معجزات سخن را
 سنائی و خاقانی و حافظ من
 منسوخ گشت نسخه دیوان انوری
 با خاک گشت یکسان ابیات عنصری
 آتش فشاند عنصر طبعم برین بساط
 نمونه‌ای از کلام او در زیر داده میشود :

دو لب دارم یکی درمی پرستی
 آن ترک مست کیست در آماجگاه حسن
 شعله مزاج مطربا سخت فسرده خاطر
 اگر مراد تو آرزودن رگ دل ماست
 مگو بگو که بیک سو نهاده ای حق را
 تکیه بر سنگ خاره زد طالب
 نیتیم طالب ، ندارم چشم پر خمخانه ای
 حدیث تشنه لبی خواستم کنم اظهار
 نه گلفروش بما ملتفت نه باده فروش
 مانع گفتار طالب را پریشان خالصت
 چندان منوش می که شود بر تومی سوار
 چندان جامی بهر ترتیب دماغم آرزوست
 زانم آب شد از شرم و در گلویم رفت
 دماغ خشک و لب تشنه را چه چاره کنم
 ورنه سامان گم بر سفتن که دارد همچو من
 چندان بنوش می که تو باشی سوار می

رباعی

از زهد و ربا توبه بدست تو کنیم
 ماعهد بزلف پر شکست تو کنیم
 افطار به زهر چشم مست تو کنیم
 هر صبح کنم نیت روزه و شام

(۲۲۶) طالب ۱ - میرزا ابو طالب لاهوری

از وطن به بنگاله رفت. چون سواد از علم داشت ، نواب شجاع علی خان
 ناظم بنگاله او را به تعلیم و تربیت اطفال سادات و شرفا مامور فرمود . در سنه
 تسع و ستین از مائه ثانی عشر بمطلوب حقیقی پیوست :

خوش ماه جبینی که وفا داشته باشد آئینه همان به که صفا داشته باشد
 چه نشه است بنازم می نگاه ترا هنوز شیشه بطاقست و نردمان بستند

(روشن ۴۰۷)

(۲۲۷) طغرائی - حکیم فیروزالدین احمد فیروز امرتسری

حکیم الشعرا فیروزالدین احمد متخلص به فیروز طغرائی پسر میان شمس‌الدین

بود. اجداد وی باسور بازگونی اشتغال داشتند و در همین شغل از کشمیر مهاجرت نموده باسرتسر رسیدند و در همان شهر اقامت گرفتند. هنوز فیروز الدین احمد به مرحله رشد نرسیده بود که پدرش فوت کرد و او پیش امام مسجد کوچک خود رفته قرآن مجید آموخت و کتبی چند فرا گرفت. در محلی که فیروز الدین در زمان کودکی زندگی میکرد شخصی بنام دوست محمد ایرانی زندگی میکرد و فیروز الدین پیش همین شخص رفته پارسی را یاد میگرفت. سپس پیش شیخ عبد الرزاق رفته در زبان فارسی استفاده ها کرد. منطق و فلسفه و امور مذهبی را از شخصی دیگری باسم حاجی غلام محمد یاد گرفت و بعد ازان علم طب را از حکیم غلام رسول امرتسری آموخت. خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت. مجله هائی از قبیل سیجا - ایشیا - وکیل - حاذق و تهذیب الاخلاق را اداره می کرد و دبیری آنها را بعهده داشت. دارای دیوانیست و بعضی از اشعارش چاپ گردیده است: کتب متعددی را تالیف و تصنیف نمود و در تاریخ ۸ فوریه سال ۱۹۳۱ میلادی عرصه وجود را ترک گفت. خواجه احمد الدین تاریخ فوتش را چنین سروده است:

تربت فیروز طغرائی که باد جلوه فکن اندرو نور خدا
جستمش سال وفات از عارفی بی تاامل گفت: مغفور خدا

شاگردان زیادی داشت که بعضی از آنها شهرت فوق العاده ای را دارا شدند و عبارتند از:

- ۱ - صوفی غلام مصطفی تبسم که ذکرش درین تذکره آمده است.
 - ۲ - حکیم محمد حسین عرشی هم درین تذکره مذکور گردیده است.
 - ۳ - چودهری پریم نات دت.
 - ۴ - چودهری جلال الدین اکبر.
 - ۵ - میرزا بیضا هروی ایرانی.
 - ۶ - میرزا شجاع خان شیون.
 - ۷ - دکتر شفاعت احمد تسنیم.
 - ۸ - ملک محی الدین قمر.
 - ۹ - منشی مولانا بخش کشته.
- در اشعار فارسی تخلص خود را طغرائی و در شعرهای اردو فیروز تخلص میکرد

ازوست:

چه در گهیبست فلک باشاع مهر ازان
چه روزه ایست که آنجا ز بارش انوار
ای چشم اگر تو آبرنه ای جوش اشک چه ای؟
غبار و گرد بروید دم طلوع سحر
نه ممکن است شدن امتیاز شام و سحر
ای دل اگر توبرق نه ای اضطراب چیست!

آمد پس فنا ز لب گورم این صدا اینت مال زندگی' مستعار بود
 اقرب از جبل و رید است و ز من دورتر است حیرتم باد که شد دور رگ جان از من
 کیفیت های برشگال مهرس باده ها از سحاب میریزد
 حسنت از سرحد کمال گذشت از شباهت شباب می ریزد

(۲۴۸) ظفر - ظفر علی خان لاهوری

شهره' کمال سخنوری و طنطنه خطابت بابای روزنامه نگاری مولانا ظفر علی خان شبه قاره' هند و پاکستان را خصوصاً و بلاد اسلامیة و ممالک اروپا را علی العموم فرا گرفته بود. درین شبه قاره هیچ کس نیست که نام ناسی او و اسم ساسی این خطیب آتش نوا و ادیب شهیر، نویسنده سحرنگار و شاعر یگانه روزگار، سیاستدان ممتاز و روزنامه نگار سرفراز بگوشش نرسیده باشد... در زبان اردو و فارسی هر دو شعر سروده است... بیان حقائق علمیه، رموز سیاست و نکات حکمت را با ندرت قوافی، جدت تراکیب، چستی بندش و سلاست در اشعار اردو و فارسی خود بهم آمیخته است. در بدیهه گوئی و زود نویسی مولانای مزبور از همه شعرای پیش و اسروزگویی سبقت راود... حقیقت اینست که در کلام دیگران باستانهای علامه دکتر محمد اقبال لاهوری که از دوستان و معاصر ممتاز ترین مولانا بود تا این درجه پیدا نمی شود. راه مبالغه نه پیموده ام اگر بگویم که جدت و اجتهاد غالب، فطرت نگاری شیکسپئر، روانی میر انیس و زود بیانی قافی در کلام مولانا جلوه می نماید. زور بیان و شکوه الفاظ، ندرت تراکیب و چستی بندش از مختصات شعر اوست:

به سلطان از غلامانش همین یک التجا باشد که ما در پای او مانیم و او در چشم ما باشد
 مسخر کشور دل را نمود اقبال سلطانی همی نازیم جان هارا که در راهت خدا باشد
 حذر ای دشمنان ملت بیضا ازین ساعت که در دست امیر ما لوی مصطفی باشد
 اگر خونش حیات تازه بخشد جسم مذهب را بخون غلطیدن ملت به کیش ما روا باشد
 او در بعضی از اشعار خود همدوش اساتذہ ناسور بنظر می آید. مثلاً رودکی گفته بود:

بوی جوی مولیان آید همی

ظفر علی خان میگوید:

فصل گل در بوستان آید همی	ساقیا بر خیز و سی در جام کن
نفحه اش عنبر فشان آید همی	باد نوروزی وزید اندر چمن
انقلاب اندر میان آید همی	مسلم از خواب گران بیدار شد
غیرت حق در میان آید همی	باش تا برقی درخشد از حجاز

باش تا از پرده مشرق بدر صحبت اسلامیان آید همی
 نعره الله اکبر می زنم ناتوانان را توان آید همی
 رودکی چنگ است و کلنکم زخمه اش یاد یار مهربان آید همی
 مسلم آهنگ بهخارا کرده است بوی جوی مولیان آید همی

ازبیت :

پرده برداشتم از چهره فطرت گاهی قوت واهمه را تجزی کردم
 کاشتم سنبل فکرت به زمین انشا کشت خود روکش گلگشت مصلاکردم

مولانا ظفر علی خان در ۱۹۵۴ میلادی رخت از دنیای فانی بر بست .

(مجله هلال . جلد ۹ - شماره ۴ - سال ۱۹۶۲)

مولانا ظفر علی خان پسر مولوی سراج الدین بود . سراج الدین مجله ای هفتگی
 باسم زمیندار در وزیر آباد اجرا نمود و بعداً آن را روزنامه کرده پلاهور آورد .
 ظفر علی خان پنجاه سال برای این روزنامه فعالیت نمود و مدیریت و استیاز آن را
 بهمه داشت .

ظفر علی خان باردو و فارسی شعر میسرود و یک روزنامه نگار چرامندی بوده .
 اصولاً وی بعنوان یک شخصیت مهم سیاسی معروف است . معمولاً اشعار خود را
 که غالباً دارای بحر و اوزان سختی می باشد ارتجالاً سروده است . تولد او در
 شهر سیالکوت شد و زمان کودکی خود را در وزیر آباد یا پتیاله برای تحصیل
 گذراند . سپس به دانشگاه اسلامی علیگر رفت و پس از گرفتن لیسانس ادبیات به
 حیدرآباد رفت و مدتی بمناصب عالییه منصوب بود . او دارای شخصیتی بسیار
 محترم و جالب بود . در بذله سنجی و قناعت طبع مشهور بود . نگارنده چندین بار
 ملاقات نموده و استفاده ها کردم . در نظم و نثر مهارت تامی را داشت و سبک
 خود را بوجود آورد . دیوانش در سه جلد چاپ گردیده است و دارای انواع مختلف
 شعری باشد . اشعار فارسی هم شامل دیوان اوست و اینک انتخابی از اشعار فارسی
 او در زیر نقل میگردد :

سخن آورم ز کمال او ز شکوه او ز جلال او

که ندیده چشم مثیل او نه شنیده گوش مثال او

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله

حسنست جمیع خصاله صلو علیه وآله

ز عرب چکیده ملاحظتش ز عجم دمیده عذوبتش

نمی که ریخت جمال او ، شکری که بیخت مقال او

بلغ العلی بکماله کشف الدجی بجماله حسنست جمیع خصاله صلو علیه وآله

فرخ آن روزی که در جمع اسیرانت شوم
سلطنت دادی ندادی دولت ایمان زدست
بسته فتراک احسان فراوانت شوم
ای امان الله بلاگردان ایمانت شوم
بچه سامان بچه برگ و بچه ساز آمده ای
ای که بر درگهش از راه دراز آمده ای
که جبین سود، به دهلیز نیاز آمده ای

اشعار فوق را در مدح امان الله خان بادشاه سابق افغانستان سروده است .
به سلطان از غلامانش همین یک التجا باشد
مسخر کشور دل را نمود اقبال سلطانی
بیک جنبش گرا برویت اشارت سی کند ما را
پیام الفت از دهلی به استنبول آوردم
باز لاهور از آفات خزان شد پامال
بشنوا چاک گریبان که چسان در کف ما
که ما درپای او باشیم و او در چشم ما باشد
همی نازیم جانها را که در راهت فدا باشد
زمشرق تا به مغرب حد قیامت روز ما باشد
مثال بوی گل هستم که بردوش صبا باشد
حیف درگشن پنجاب بهار آمد و رفت
تاری از زلف سمن بوی نگار آمد و رفت

(۲۴۹) قاضی محمد عارف سیالکوٹی

قاضی ابوالقاسم پدرش بود و اسم پدر بزرگ او مولانا جمال آمده است .
وی یکی از معاصرین مولانا غنی کاشمیری بود و در عهد شاهجهان بادشاه میزیسته
است . رباعی زیر در تذکره ها ، رقوم است :
خواهم که ازین نشیب و پستی برهم
یک جرعه ز جام نیستی نوش کنم
شاعر ماهر بوده . ازوست :
نامه شوق مرا قاصد بجانان میبرد
تیزی مژگان خونریز ترا حاصل نکرد
در قفای نامه چشم من چون نقش خاتم است
تیغ های آهن هر چند سر بر سنگ زد
(کلمات ۸۱)

از شعرای لاهور بوده .

(ریاض)

(۲۵۰) عارف - میر حسین لاهوری

از سوزنان عهد شاهجهانی است . در صرف و نحو استعدادی داشت و
برفاقت همت خان صوبه دار اله آباد اوقات بسر می برد . مثنوی مهر وفا از
منظومات اوست . و این دو شعر در صفت ناف ازان مثنوی است :
نه ناف است این که دلها کرده بی تاب
کز و افتاده فکر من بگرداب

ز تاب جلوه سرو روانش گره افتاد در موی میانش

وله از غزلیات :

درون خانه کدام آفتاب رخسارست که همچو سایه سر من پبای دیوار است
به منع کس نکند ترک کوی او عارف که این جنون زده در کار خویش هشیار است

(روشن ۴۲۲)

میر حسین لاهوری (عارف) است . و در فن نظم معروف به برگزیده طرز

و دلپسندیده طوری :

چون نقش قدم بر سر کوی تو نشستم چندانکه مرا خاک درت جزو بدن شد
چه شد عهدی که بامن بسته بودی مرا یاد و ترا باشد فراموش
چو مهر رخ دوست بمن سایه فکن شد من دشمن دل گشتم و دل دشمن من شد

(نگارستان ۵۸)

(۲۵۱) عاشق - شیو رام پنجابی

از گل زمین پنجاب است و نظرش در فن سخنوری نایاب . شیخ نور العین
بتالوی در مکتوبی که به حضرت آزاد نوشته و در ترجمه او داخل است می نویسد
که "علامه" روزگار بود". فوتش در سنه تسع و سبعین و مائه و الف و ۱۱۷۹
هجری وقوع یافت . اشعارش مطلقا به مولف نرسیده ، مگر این بیت :

تا چه باشد در جناب بلبلان تقصیر گل

خار خار خاطر این ها ست دامن گیر گل (رعنا ۱۱۲)

(۲۵۲) عاشق - عاقل خان میر کرم الله لاهوری

میر کرم الله نام . خلف نواب شکر الله خان خاکسار و نهبه عاقل خان
رازی است . طبع سلیم و ذهن مستقیم داشت . در خدمت میرزا بیدل صاحب
شوق سخن گذرانیده بدرجه کمال رسید . در عهد بهادر شاه که بدیوانی صوبه
لاهور قیام داشت ، در شکوه دیر نویسی خطوط بخدمت میرزا فرستاده بود . در
سال هزار و صد و بیست و چهار در عین جوانی در گذشت . با اخلاق حمیده و
اوصاف پسندیده خیلی آراستگی داشت . دیوانی رنگین و استادانه گذاشت .
از آنجا است :

هسی بی طاقت من نیم خوابی پیش نیست بسمل طرز نکه نا تمام کیستم ؟
فیض آزادی ز سرو قامت رعنا طلب تازهی از خود مدد از عالم بالا طلب

۱- این کلمه بار دو "نواسه" است و بفارسی آنرا "نوه" میگویند .

با شوی محمل بدوشی کاروان را اعتبار چون جرس اینجالب خامش دل گویا طلب
(خوشگو ۵۷)

(۲۵۳) عاصی - نجف علی گجراتی

نجف علی عاصی با ناحیه جلال پور جتان گجرات تعلق داشت . بعد از
کسب دانش و بهره برداری سواد و خط بدربار شاهی کابل پیوست . اشعار
خوبی را بفارسی میسرود . هنگام اقامت خود در کابل قصیده ای دارای ۱۳۹ بیت
در مدح محمد ظاهر شاه و پدرش محمد نادر خان سرود . انتخابی از آن قصیده در
زیر داده میشود :

شاد باش ای سایه الطاف رب ذوالمنن
شاد باش ای منجی ملک خراسان از فتن
شاد باش ای قانع بنیان قطاع الطریق
شاد باش ای باغیان طایغیان را بیخ کن
شاد باش ای بادشاه عادل و نصفت شعار
حق نگهدار تو بادا از بلیات زمن
شاد باش ای حامی دین رسول نامدار
شاد باش ای ماحی آثار العباد وطن
شاد باش ای بادشاه خلق پرور حق پرست
تابع فرمان ، حق داری هوای خویشتن

(۲۵۴) عاطر - میر زین العابدین ایمن آبادی

وطنش امن آباد است از مضافات لاهور . از مستعدان طلبه علوم است و از
تلامذه عالی نسب خان وجدان سهرندی معروف بمیر معصوم . ذهنش رسا و
طبعش عطر سا و در عین شباب رحمتش از دار دنیا :

دیوانه اش مباد گرفتار آسمان یارب مکن پریزده ای را فلک زده
(صبح ۲۷۴)

طالب علم جید و متقی و صالح و شاگرد عالی نسب خان وجدان بود . در
شعر فکر رسا می داشت . و با این فقیر بسیار ملاقات می نمود . و با هم طرح غزلها
کرده می شد . افسوس که زود ازین عالم حرکت کرد . ازوست :

سواد چشم من از جوش اشک ضایع شد ندیده ای تو که طفلان نوشته کور کند
(مردم ۱۷۵)

(۲۵۵) عالی - حکیم میرزا محمد نعمت خان لاهوری

مخاطب به دانشمند خان عالی، اصلش از مشهد مقدس است. کسب معقولات و منقولات بدرجه اتم گرفته. در مباحثه علمی وسعت آحاد هندوستان هیچ کس را پارای مقابله او نبود. سعادت حج در یافته اواسط عهد عالمگیری بهند آمده. پادشاهی قدر شناس پانصدی و خطاب نعمت خان و خدمت خان سالاری عنایت فرمود. در عهد بهادرشاه منصب سه هزاری و خطاب دانشمند خان یافت. در نثر ظفر نامه بهادرشاهی تا سال چهارم به فصاحت و بلاغت تمام نگاشته. قصه حسن و عشق بسیار بساز و سامان نوشته. شاعران دیگر در تعریف سراپای معشوق که معنی های تازه یافته اند، وصف مخصوص زن میگذراند. دوبیت در تعریف آن به نزاکت گفته:

سرخ چون گرم شد در اصل مطلب صدف را شد گهر بتخاله لب
قلم بر زور لیکن چو زند دم دو انگشت از ید قدرت شده خم
در وقایع حیدرآباد تضمین مصراع های نصاب الصبیان از تحرعات اوست.
چنانچه گوید:

اله است الله و رحمن خدائی مگر او کند رحم بر فوج شاه

عیب هجا گوئی که مخمر طبعش بود کمالات او را حسین پوش داشت. میرزا بیدل هرگاه نامش بر زبان می آورد به خطاب حاجی هجوی یاد می فرمودند. در سال هزار و صد و بست و سه به عهد بهادر شاه در لاهور رحلت نمود. دیوانش که سرمایه شعر و شاعری باشد پنج هزار بیت مشهور است. فقیر از مطالعه آن فیوضات بسیار برداشته. از آنجاست:

چو بی دردانه امشب درد دل با یار میگفتم

که او کم می شنید از ناز و من بسیار می گفتم

سنگهایی که من از یاد تو بر سینه زدم

کعبه می شد اگر خانه بنائی کردم

(خوشگو ۵۰)

فاضل تحریر و سخنوری، خوش تقریر، اصلش از اطبای شیراز است و نشوونما در هند یافته در خدمت عالمگیر پادشاه ملازم و منصب سرفراز بود. در زمان بهادرشاه به خطاب دانشمند خان ممتاز گردید. در عربیت و منطق و کلام و حکمت و طب مهارت داشته و در نثر گوی سبقت از مشیای ادوار میربود اگرچه در نظم صاحب دیوان و مثنویات است اما کیفیت نژاد عالم دیگر دارد...

در لطیفه گوئی و حاضر جوابی و بدیهه رسانی نظیر نداشت . جیعه مرصع خود را در سرکار زیب النسا بیگم جیبه عالمگیر بادشاه بفروختن داده بود . مدتی گذشت . وجه قیمت جیعه نرسید . این نوشته را بجناب بیگم فرستاد :

ای بندگیت سعادت اختر من در خدمت تو عیان شده جوهر من

که جیعه خریدنیست گو از من ورنیست خریدنی بزنی بر سر من

بیگم پنج هزار روپیه با جیعه فرستاد . این ابیات منتخب دیوان اوست :

پیش هر کس می کنم ظاهر که آن دلبر چه گفت

بسکه خوش حرفست میگوید بگو دیگر چه گفت

طپیدن ، سوختن ، در خاک و خون غلطیدن و مردن

بحمد الله که درد عاشقی تدبیرها دارد

هر نگاهش کار اعجاز مسیحا میکند

گرچه نتواند علاج چشم بیمار خودش

فارغ نیم ز گریه بی اختیار خویش

یا اختیار خویش بدست تو داده ام

اجدادش از جماعت ترکی بوده . در زمان سلاطین سابقه صفویه در هرات و فراه سکنه نموده . خان معز الیه مزبور در اوایل عمر به هندوستان آمده باعامات و تفصیلات شاهی سرفرازی یافت . مدتی بیست سال بود که بعزت پیری در لاهور سکنا نموده . صوبه داران آنجا و سایر مردم پاس حرمت و خدمتش تشریف کمالات در همه حال منظور میداشتند . حرفهای شیرین و نقلهای رنگین داشت . (ریاض)

(۲۵۶) عباس - قلی خان لاهوری

داغستانی از مستعدان زمانه بود . در اوایل عمر وارد هندوستان گشته . بملازمت بادشاه افتخار حاصل کرده و مدتی در ایام پیری بلاهور بسر برده . گویند در خوش صحبتی و زرگینی بغایت نادر الوقت بود . ازوست :
یک چشم زدن سیرگستان هوسم شد در پرده هر رنگ که رقتم قسمم شد
(هندی . ۱۴۰)

(۲۵۷) عبد الرفع بن ابی فتح هراتی ثم پنجابی

الاجل التحریر : ضیا الدین الرافع بن ابی الفتح المهری جهان فضل و مکان هنر و آسمان نجد و بزرگی بوده . در علم طب مهارت کامل داشت و در فنون نعت بهارتی شامل . در دولت سلطان خسرو ملک محترم و متمحن بود و

”رساله جلالیه“ که در تفسیر نوروزیه^۱ او نظم کرده است . قصیده در ثنای ملوک نوشته و همو گفته است در مدح سلطان خسرو ملک :

ای دل بیار مژده که جانان همی رسد وی دیده جای ساز که مہمان همی رسد
وی تن اگر چه کار تو از غم بجان رسید جان را فرست پیش که جانان همی رسد
کار نشاط و لہوز سر تازه کن کنون چون رنجہای ہجر بہایان همی رسد
جانان مپوش بر گل رخسار آستین وز خون مرا مخواہ چو گلنار آستین
گلنارگون شدست ز خون دو چشم من در عشق آن دو نرگس خون خوار آستین
از عکس جام بادہ تو گوئی کہ برگ گل بوسیدہ دست ساق و خمار آستین
بر جامہ^۲ حسود تو از فقر و اضطراب بی بود باد دامن و بی تار آستین
(لباب ۴۷۳)

(۲۵۸) عبد الصمد خان بہادر^۳ لاهوری

اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ آن مجمع کمالات و جامع حسنات حاجت بہ بان ندارند . از جانب والد کہ نام نامی ایشان خواجہ عبد الکریم بود بقطب الواصلین قدوۃ اخیر خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ و از طرف والدہ بقطب عالم معذور اعظم قدس سرہ کہ سید صحیح النسب بودند ، می رسید . وطن اصلی^۴ ایشان سمرقند لکن مولد شریفش اکبر آباد است . در عہد محمد فرخ سیر بادشاہ بمنصب ہفت ہزاری و صوبہ داری لاهور و مہم گرد مامور شدہ . در زمان محمد شاہ بادشاہ بصوبہ داری ملتان و خطاب سیف الدولہ و پسر ایشان بصوبہ داری لاهور و خطاب اعزالدولہ عزیز جنگ سرافراز شد . آخر الامر یک سال پیش از آمد نادر شاہ در سن یک ہزار و یک صد و پنجاہ واصل بحق شدہ بجنّت شتافتند . شخصی تاریخ وفات ایشان چنین گفت : ز ہی وصل عبد الصمدخان بحق^۵ دیگری ”احرار دوم رفت“ یافته . پنج وقت نماز بہ جماعت ادامی کردند . طبع عالی مشکل پسند افتادہ بود . در مشق شعر کہ خاطر خواہ بسبب استغنائی کارہا میسر نمی شود . گاہ گاہ غزلی بیتی می فرمودند . یک بیت بطریق یادگار مزین کردہ شد :

تا عیب کسی برو نکویم چون آئینہ از صفا گذشتیم

(مردم ۱۲۹)

(۲۵۹) محمد عبد الکریم قریشی گجراتی

مولوی محمد عبد الکریم قریشی برادر زاده سید احمد ناظم از قلعداران گجرات بود. ذوق شعر و ادبی را دارا و اشعار خوبی به عربی و فارسی سروده است. دیوانش موجود است اما هنوز چاپ نگردیده است. در سال ۱۳۷۷ هجری فوت شد. تبسم قریشی برادر بزرگ قریشی احمد حسین احمد ماده تاریخ چنین گفت: موت العالم کذا موت العالم. ازوست:

ز پیشم ناگهان چون باصبا افراختی رفتی بجانم از قضا تیربلا انداختی رفتی
به اندازی که در جان تما آمدی گاهی خسی اندوختی و آتشی انداختی رفتی
فریب عشوه تو الله ناتوانم گفت بجان کعبه دل سوماتی ساختی رفتی

(۲۶۰) شیخ عبد الله جهلمی

استاد الفضلا مولوی شیخ عبد الله رئیس چک عمر در بخش کپاریان در نواحی شهر تاریخی جهلم بدنیا آمد. از خانواده گوجران آن شهر بود. مولوی عبد الملک ابوالبرکات و مولوی قاضی عطا محمد گجراتی شاگردانش بودند. شیخ عبد الله در عربی و فارسی معلومات واف داشت و شعر خوب می سرود. میگوید:

گجریان بسیار خواهند زاد و گجر بچگان کس نخواهد زاد مثل او که مثلش نادراست
مجموعه‌ای از اشعارش با اسم "دیوان شیخ. بیان شیخ" ترتیب یافته است، اما هنوز چاپ نگردیده است. فعلا نسخه خطی این مجموعه اشعارش پیش قاضی مظفر علی ساکن چک عمر می باشد. دیوانش بر قصاید و مرثیه و قطعات و غیره مشتمل است. مثنوی‌ای در تعریف شهر گجرات سروده است. ازان مثنوی است:

خوشا گجرات شهر شاه دولا ز رشک او بملتان گرد و گرما
به سبقت برده گوی عزت و جاه سراها کنج آه گردید کنجاه
شده دنگه بیزارش کجا راست که کج با کج گراید راست باراست
ز فضل او کند اقرار جهلم سراسری شعورم بلکه جهلم
چه نسبت باشدای دانای اوستاد وزیر آباد را با اکبر آباد

(۲۶۱) عبیدنی لاهوری

جوانی نو رسیده بود. چند گاه این بیت او شور در هر طرف انداخت و باین تقریب حکیم ابوالفتح گیلانی تعریف او بسیار کرده بملازمت اکبرشاه برد.

یت این است ؛
متاع درد که پرسیدم نمی آرزد کرشمه ای که پرسیدنش نمی آرزم
(نگارستان ۶۲)

(۲۶۲) عراقی - شیخ محمد فخر الدین ملتانی

شیخ فخر الدین ابراهیم العراقی از بزرگان سلسله صوفیه و از مشایخ این طبقه شریفه بود . اول بخدمت شیخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس سره رسید و بمدارج عالیّه عروج فرموده . بعد ازان بخدمت شیخ بها' الدین زکریا ملتانی قدس سره مشرف گردید . کمال تربیت از ایشان یافته . آخر از هندوستان مراجعت نموده در ششم ذیقعدّه سنه ششصد و هشتاد در دمشق بحق پیوست . مرقدش در زیربای شیخ محی الدین ابن عربی است قدس سره . تصانیف خوب از ایشان در عالم پیادگار مانده از این جمله لمعات است که بطور سوانح شیخ محمد غزالی قدس سره بقلم آورده و دیوان غزلیات مشهور است . این ابیات از آنجاست ، قدس الله سره العزیز :

همه عالم صدای نغمه' اوست	که شنیدم چنین صدای دراز
ز سر او از زبان پرنده	هم تو بشنو که من نیم غماز
در صوبه ننگجد رند شراب خانه	عنقا چگونه گنجد در کنج آشیانه
ای دوست الغیث که جانم بسوختی	فریاد کز فراق روانم بسوختی
دانم که سوختی زغم عشق خود مرا	لیکن ندانم اینکه چنانم بسوختی
بطواف کعبه رفتم بحرم رهم ندادند	که بیرون درچه کردی که درون خانه آئی
نشان عشق می خواهی عراقی	بین تا چشم خون افشان که دارد

این رباعی که بنام شیخ عراقی مشهور است در دیوان خواجه حافظم نوشته اند اما غالباً بسهوا نوشته اند و این رباعی از عراقی باشد و آن اینست :

زنجیر سر زلف تو تاب از چه گرفت	وین چشم خمارین تو خواب از چه گرفت
چون هیچ کس برگ گل بر تو نزد	سر تا قدمت بوی گلاب از چه گرفت

(ریاض)

نامش فخرالدین ابراهیم . گفته اند که او و شمس الدین تبریزی در چله خانه' رکن الدین سجاسی اربعمین بمرسی آوردند و برخی گفته اند بشیخ شهاب الدین سهروردی رسیده و ارادت خلیفه آنجناب شیخ بها' الدین زکریای ملتانی گزیده . تحقیق آنست که مرید بها' الدین زکریا و بمصاحبت آنجناب اختصاص یافته است . غرض شیخی است مجرد و پیری است موخذ . عارفی عاشق ، عاشقی صادق ، ساوکش محبوبانه و

سروش مجدوبانه ، عشقش بر عقلش غالب و ادراک ظهورات صفات را از مظاهر طالب ؛
جانش پرشور و دلش پرنور ، سینه اش معزن اسرار و دیده اش مطلع انوار ، از
لمعاتش لوامع حقیقت لامع و از مطالع ایاتش طوابع اسرار طریقت طالع . فواتش در سینه
۹۸۸ در دمشق شام و در زیر پای مجد الدین عریض مقام و این از اشعار آن جناب
است . من رساله موسوم بده فصل :

از خجالت نمی شکبید دل	میبرد عقل و می فریبد دل
عاشقان تو پاکبازانند	صید عشق تو شاهبازانند
ای غم تو مجاور دل من	وز دو عالم غم تو حاصل من
دیده را دیدن تویی باید	اگرم قصه جان کنی شاید
هست عشق آتشی که شعله آن	منوزد از دل خجابه هر حدثان
چون بسوز هوای پیچا پیچ	او بماند جز او نماند هیچ
عشق و اوصاف کردگار یکیست	عاشق و عشق و حسن یاری یکیست

عشق است که هر دم بدگر رنگ بر آید
ناز است یکی جای و دگر جای نیاز است

در خرقره عاشق چو در آید همه سوز است

در کسوت معشوق چو آمد همه ساز است

رخ تو برقع چشم من است لیک چه سود

که برقع از رخ تو بر نمیتوان انداخت

بنور طلعت تو یافتم وجود ترا

بآفتاب توان یافت کافتاب کجا بیت

نخستین باده کاندرا جام کردند

ز چشم مست ساقی دام کردند

بگیتی هر کجا درد دلی بود

بهم کردند و عشقش نام کردند

بروم ز چشم مستش نظری بوام گیرم

که بآن نظر ببینم رخ خوب لاله رنگش

بقمار خانه رقتم همه پاکباز دیدم

چو بصوبه رسیدم همه زاهد ریائی

(عارفین ۱۷۳)

نامش ابراهیم بن شهر یار همدانی است . محقق سالک بود . از مریدان

شیخ شهاب الدین ابوحنص سهروردی است . بتقریبی بشهر ملتان رسیده بخدمت

بها الدین ذکریا پیوست . گویند شیخ وی را در چله نشانند . چون ده روز در

آنجا گذرانید وی را وجدی رسید و حال بر او مستولی شد . این غزل بگفت .

بیت :

نخستین باده کاندرا جام کردند ز چشم سست ساقی وام کردند
و آن را باواز بلند می خواند و میگریست . چون اهل خانقاه شنیدند بر سبیل
الکار بسم شیخ رسانیدند که وی در چله نشسته است و ایات می خواند . شیخ
فرمود شما را ازین چیزها منع است او را منع نیست . چون روزی چند بر آمد یکی از
مقربان شیخ را گذر بر خرابات افتاد . شنید که این غزل را خراباتیان با چنگ
و چغانه میگفتند . نزد شیخ آمده صورت حال یاد نمود . فرموده که اگر آن
ایات یاد داری ، بخوان . آن شخص میخواند . بدین بیت رسید :

چو خود کردند از خویشتن فاش عراق را چرا بدنام کردند

شیخ فرمود که کار او تمام شد . برخاست و بدر خلوت وی آمده گفت : "ای
عراق ! مناجات در خرابات میکنی ، بیرون آی". عراق بیرون آمد . و سر در قدم
شیخ نهاد . شیخ خرقة از تن مبارک خود کشید و در وی پوشانید و حبیبه خود
در عقد وی در آورد ... در آخر عمر در شهر دمشق رسید ، و فی شهر سن ثمان
و ستمائه رخت هستی بدیاز بقا کشید و در پهلوی شیخ معی الدین ابن العربی
مدفون گردید . گویند در وقت نزع این رباعی بر زبان راند :

در سابقه چون قرار عالم دادند ما نا که نه بر مراد آدم دادند

بر قاعده و قرار کانونز افتاد فی پیش بکس وعده و فی کم دادند

(خیال ۴۲)

(۲۶۳) عرشی - حکیم محمد حسین امرتسری

حکیم محمد حسین عرشی پسر میان دین محمد که عمرش از یک صد سال
متجاوز است ، هنوز زنده است . تحصیلات خود را در رشته طب در مدرسه حکیم
زاهد علی اکبر آبادی به پایان رسانید و پیش استاد طغرانی رفته علوم عربی و فارسی
و علم عروض و شعر را فرا گرفت . سپس تفسیر قرآن را از خواجه احمد الدین
امرتسری یاد گرفت و ادبیات عربی را در حضور علامه محمد عالم آسی امرتسری
فرا گرفت . مدیریت و امتیاز بعضی از مجله ها را به عهده داشت و تصنیفات
زیادی دارد . بفارسی هم شعر میسرود :

اثر پذیر حوادث نگشته ای عرشی بسینه صدق و صفائی که داشتی داری
آخر کجاست منزل ما؟ کیست راهبر صد خطره دیده ایم و یک آگه راه نیست
صد موسی و هزار مسیح است زیر بام کسی را مگر درون حریم تو راه نیست

رباعی

شاگر به عطای خویش گردان یارب صابر به بلای خویش گردان یارب
از عرشی ناتوان دعائی بپذیر راضی برضای خویش گردان یارب
بگریه ابر بهاری که داشتم دارم بخنده برق بلائی که داشتی داری

نگارنده آشنائی کاملی با وی دارم. روزی به منزل اینجناب رسیده دیوان میرزا عبدالقادر بیدل طلبید. اتفاقاً تمام تصنیفات که تاکنون راجع به بیدل چاپ گردیده است در منزل نگارنده وجود دارد و مورد ملاحظه اش قرار گرفت و او اظهار خوشحالی نموده چندی بمطالعه آن مشغول بود. معلومات فوق را برای نگارنده نوشته و فرستاده است.

(۲۶۴) عرفانی - خواجه عبدالحمید سیالکوتی

دکتر خواجه عبدالحمید عرفانی، این سیاره، آسمان شعر و سخن، بتاريخ ۴ نوامبر ۱۹۰۷ میلادی در دهکده مغلانوالی از بخش سیالکوت طلوع گشت. در سن ۱۹۴۵ دولت هندوی بحیثیت وابسته مطبوعاتی به سرزمین سعدی و بهار مقرر کرد و موصوف تا ۱۹۴۷ در آنجا قیام کردند. بعد از تشکیل پاکستان موصوف مکرر بسوی ایران بحیثیت وابسته مطبوعاتی تشریف بردند و تا چند سال این خدمت را انجام دادند. بعد از مراجعت در اداره مطبوعات پاکستان بسمت مدیر مجله هلال معین شدند. عرفانی در تاریخ پنجاب اول کسی بود که مقاله خود را در زبان فارسی نوشته سند دکترا اندک کرد. بعداً در تهران بر عهده وابسته فرهنگی منصوب شد. عرفانی شاعر قادر الکلام زبان شیرین فارسی است. و بقول حضرت رهی معیری:

چو عرفانی سراید نغمه عشق نوای آشنا آید بگوشم

موصوف تحت تاثیر کلام اقبال و بابا طاهر به نظر می آید. خود می فرماید:

بگفتم من حدیث عشق عریان که مست جام بابا طاهر هستم

دیوان او مشتمل بر غزلیات و قطعات است و از طرف انجمن روابط فرهنگی ایران و پاکستان چاپ شده است.

مرا پایان پذیرد زندگانی مرا آید بسر روز جوانی
همین انسان های عشق وستی بماند یادگار جاودانی
وصال تو بخواب اندر فسانه نبود آن گفتگوی محرمانه
مرا داده است عشق آسانی ترا بخشیده است حسن جاودانه

فروغ حسن تو بر من عیان شد نگاه شوق من آتش زبان شد
چو یک پرتو ز نورت بر من افتاد بهای گوهر هستی گران شد
(مجله هلال جلد ۹ شماره ۴ - سال ۱۹۶۲)

عبد الحمید عرفانی اهل کشمیر است . اجدادش در حدود یک صد سال پیش از کشمیر مهاجرت کرده وارد شهر سیالکوت شدند . او مردی شفیق و سهربان و نکته سنج و سخندان و عاشق زبان و ادبیات ایران است . او اول کسی است که عظمت و بزرگی اقبال و آثارش را برای ایرانیان توضیح داد . او از زبان کودکی خود علاقه مفرطی نسبت به فارسی داشته است و مقالات گوناگونی به فارسی و انگلیسی نوشته است . آثار او عبارتست از :

- ۱- روسی عصر
- ۲- شرح احوال آثار ملک الشعرا بهار
- ۳- ایران صغیر
- ۴- حدیث عشق
- ۵- ترجمه فارسی ضرب کلیم
- ۶- گفته های روسی و اقبال

آثار دیگری هم دارد . دانشمندان معاصر ایران ویرا خیلی دوست میداشتند و عرفانی هم آنان را فوق العاده گرامی میداند . صادق سرمد شاعر ملی ایران درباره وی چنین گفته است :

خواجه عارفان ربانی
خواجه عبد الحمید عرفانی
پاک دل پاک دیده پاک قدم
پاک خوی پاک گوی و پاک قلم
آقای حسین عشقی گوید :

ای که چون بلبل غزلخوانی
هم محیطی بحکمت و عرفان
شعر هایت روان چو آب زلال
خواجه عبد الحمید عرفانی
هم سخن سنج و هم سخندان
گفته هایت چو گوهر کانی

آقای حسین سرور هنگام تودیع عرفانی از ایران چنین گفت :

خواجه عرفانی از کشور ما رفت مگر
آسمان خاطرش از صحبت ما پژمان کرد

خواجه عبد الحمید یکی دوستان و ارادتمندان ملک الشعرا محمد تقی بهار بود . و معمولاً برای ملاقات وی می رفت . روزی ملک الشعرا مریض شد و عرفانی برای عیادت وی رفت . مرحوم ملک الشعرا رباعی زیر را بخط خود نوشته باو لطف کردند . رباعی اینست :

دوش آمد بی عیادت من
گفتمش چیست نام پاک تو گفت
ملکی در لباس انسانی
خواجه عبد الحمید عرفانی

(۲۶۵) عرفی - شیخ جمال الدین لاهوری

هر گاه از ولایت بهند آمد و بفتحپور سیکری رسید . بدستگیری فیضی اوقات خود بسر می نمود و از مایحتاج بطانیت می زیست تا آنکه بحکیم ابوالفتح کیلانی در پیوست ، ملازمت عبدالرحیم خانخانان دریافت ، بازار شعروسخن وی رونق گرفت . بملازمت اکبری در رسید و بقدر تقدیر خود از صلوات انعامات بهره وافی اندوخت اما بر تقرب و علومدراج هر دو برادر یعنی ابوالفضل و فیضی برشک های بردنی و بر آتش حسد سوختنی - چنانکه خود گوید :

جهان بگشتم و دردا به هیچ شهر و دیار نیافتم که فروشند بخت در بازار

قصیده بسیار گفته بلکه چنان دیگر سخن سنجی نگفته و دیوان کلامی دارد مملو از انواع نظم چون ترکیب و ترجیع قطعه و رباعی و فرد و مانند آنها و نیز مثنوی ها دارد در بحر مخزن شیرین و خسرو و اولین را بانجام رسانیده . آخر در عمر سی و شش سالگی در سن نهصد و نود و نه در دار السلطنت لاهور وفات یافت . استخوانش را به انجف اشرف بردند .

(حاشیه آئین ، سید ، ج ۱ : ۱۹۲)

عرفی شیرازی ، شایستگی از ناصیه^۱ گفتار او میباشد . و فاض پذیری از سخن او پیدا . از کوتاه بینی در خود نگریست . و در باستانیان زبان طنز گشود . غنچه استعداد نشگفته پژمرد .

(آئین ج ۱ : ۱۹۷)

اسمش جلال الدین ، مولدش شیراز است . طنطنه سخنوری وی عالم را فرا گرفته . وصیت شاعریش از مشرق با مغرب رسیده در میدان بلاغت گستری گوی فصاحت از سخنوران زمان رزوده است . قصاید عزایش خط نسخ بر اوراق سبزه مسعلته کشیده . غزلیاتش روح افزایش الحق شعرا کم کسی این جلالت شان گذشته است . مولانا مرحوم در زمان اکبر شاه به هندوستان آمده در خدمت آن پادشاه ترقی عظیم نموده و بادشاه زاده سلیم که آخر مسمی به جهانگیر بادشاه گردید خصوصیت محبت مفرط داشته . چنانچه بعضی به عشق شهزاده متهمش کرده اند . عاقبت حسادش در عین جوانی مسموم کردند . هادی کلام عرفی شیرازی تاریخ وفات اوست ... پس از فوت مولانا را در لاهور به خاک سپردند . قدری از غزلیاتش بعنوان تبرک نگاشته قلم حقایق نگرمیگردد . والله اعلم .

کوی عشق است و همه دانه و دام است اینجا

جلوهٔ مردم آزاد حرام است اینجا

گفتگوی غم یعقوب بود پیشهٔ ما بوی پیراهن یوسف دهد اندیشهٔ ما
در دل ما غم دنیا غم معشوق شود باده گر خام بود پخته کنی شستهٔ ما
دمی که عشق نیاید بقلب ما عرفی بتاج عرش نشیند غبار هستیٔ ما

با که گویم سر این معنی که نور حسن دوست
با دماغ ما گل و با چشم موسی آتش است
خوشم که سوخت دو کون از غمت ازین خوشتر
که کس بداغ دل عرفی از غمت کم سوخت
شیراز که معدن معنی گهر است
یک گوهر او عرفی صاحب نظر است

(ریاض)

عرفی شیرازی استاد مسلم الثبوت است . اول از ولایت بفتحپور رسید .
بیشتر از همه بشیخ فیضی آشنا شد . و الحق شیخ هم به او خوب پیش آمد .
و درین سفر آخر تا قرب دریای اتک کابل در منزل شیخ می بود . عرفی می و
شش سال عمر یافت . و در لاهور سنه تسع و تسعمائه در آغوش زمین خوابید .
ملا صابر اصفهانی در سنه سبع و عشرین و الف استخوان او را از لاهور به نجف
اشرف رسانید . دیوان عرفی مشتمل بر اقسام سخن بملاحظه در آمد . در قصیده
گویی صاحب ید طولی است . غزل و مثنوی او مرتبه مساوی دارد . ازوست :

چرا خجل نکند چشم اشکبار مرا آرزوی دل آورده در کنار مرا
چه گونه گریه بجوشد که چشم درانم بافتاب قیامت مقابل افتاده است
ما کن که به کجا دولت دیدار کجا اینقدر هست که در سایه دیواری هست
همین س اسیت دلیل بقا ز عالم عشق که یک شب غم او در هزار سال گذشت
به بلبلان چمن بعد ازین که گوش کند که عنده لب قفس دیده ای باغ آمد

(عاصره . ۳۲)

یکه ناز عرصه سخن پردازی مولانا سید محمد عرفی شیرازی که شاعر است
گرا حایه و ماهریست بلند پایه ، در مراتب نظم گوئی سبقت از اقران رنوده ، در اقسام
سخن بفکر رنگین در معاصرین خود ممتاز بوده . از ولایت بفتحپور سیکری رسید .
بیشتر از همه بشیخ فیضی فیاضی سلاقی گشته . رفته رفته بسلیک ملازمان خاص
اکبری منسلک گردیده و سورد عنایات سلطانی گشت . چون ابو الفضل و

فیضی نمی خواستند که احدی از کمال بیارگاه پادشاهی پیشن آید ، مذهب تشیع عرفی معلوم بود ، بخاطر گذرانیدند و الزامی داده اورا از نظر شاهی اندازند . آخر کار در عمر سی و شش سالگی ۹۹۹ هجری تسع و تسعین و تسعمائه در دار السلطنت لاهور بدار البقا خرامید . این چند بیت از کلام دلپذیر عرفی است :

تا تیز بکرده سیاست نگاه را صد منت است بر سر عاشق گناه را
آتش بال و پرم دود بر آرد ز قفس گر بدانم که مرارخصت پروازی هست

گمان میر که تو چون بگذری جهان بگذشت
هزار شمع بکشتند و انجمن باقیست

(نتائج ۴۶۸)

شیخ جمال الدین استاد مسلم الثبوت و بجه افکن هاروت و ماروت ، عمده شعرای سحر آفرین است . و نخبه بلغای فصاحت آیین . شاعر گرانمایه ست و ماهر بلند پایه . عرفی در قصیده گوئی صاحب ید بیضا است اما مخالص او چندان خوب نیفتاده و غزل و مثنوی او رتبه مساوات دارد . باعتقاد حکیم حاذق ، پایه مثنوی او کم است . در ید بیضا برای وی ترجمه دراز نوشته است . ازوست :

چرا خجل نکند چشم اشکبار مرا که آرزوی دل آورده در کنار مرا
جنس دین را چه کساد آمده عرفی در پیش که بجز مرده ز حافظ نخرد قرآن را
ساکن کعبه کجا دولت دیدار کجا اینقدر هست که در سایه دیواری هست
همین بس است دلیل بقا ز عالم عشق که یکشب غم او در هزار سال گذشت
دلم بروشنی آفتاب خنده زند که از زیارت شبهای تارمی آید

رباعیات

عرفی دم نزع است و همان مستی تو آخر بچه مایه بار بر بستنی تو
فرداست که دوست نقد فردوس بکف جوایب متاع است و تمهیدستی تو

عرفی همه فریاد و فغان آمده ام پر شور بیازار جهان آمده ام
ناکام و سیه بخت و دلی ریش و خراب آنطور که بایست چنان آمده ام

(انجمن ۲۴۷)

ملا عرفی بکمال فضل و دانش و لطیفه گوئی و حاضر جوابی موصوف بود . اصلش از شیراز است . در عنفوان شباب بطریق سیاحت بهندوستان افتاده بواسطت حکیم ابو الفتح گیلانی که یکی از مقربان درگاه اکبری بود و در فرامین بخطاب جالینوس الزمانی مخاطب میگشت ، باسلام عتبه علیه سلطنت سرفرازی یافته مشمول عنایات خاص گردید . و ابو الفضل فیضی را بارها الزام داد . از انجمله

آنکه چون اینها نمی خواستند که اهل استعداد پیش آیند . این رباهی ازوست :
 عرق دم پیریست قدم دیده بنه هر گام که می نهی پسندیده بنه
 از عینک شیشه هیچ بگشاید هیچ لختی ز جگر تراش و بر دیده بنه

(خیال ۸۱)

دیوان عرقی در مطبع نولکشور واقع در کانپور در سال ۱۹۱۵ میلادی طبع گردید . ازانست :

هر دل که پریشان شود از ناله بلبل در دانش آویز که با وی خبری هست
 حسد تهمت آزادی سرورم بگداخت کین مراد است که بر تهمت آن هم حسد است
 مگو که نغمه سرایان عشق خاموش اند که نفعه نازک و اصحاب پنبه درگوشند
 انتظار نو بهار از تنگ چشمی های ماست ورنه صد ذوق است در گخن که در گلزار نیست
 عرقی دل خود را بچه خوش داشته ای گر این دوسه بیت است که بگذاشته ای
 کلید میکده ها را بمن دهید که من نه کسم باندازه مست میگردم
 طغیان نازبین که جگر گوشه خلیل در زیر تیغ رفت و شهیدش نمی کنند
 بیا ای عشق رسوای جهانم کن که یک چندی
 نصیحت های بیدردان شنیدن آرزو دارم

(۲۶۶) عزیز - سردار عزیز جاوید دیره اسمعیل خان

جوانی هست خوش ذوق و خوش اخلاق . به خانواده دیره جات تعلق دارد و در شعر گوئی ماهر است . در اشعار فارسی خود از سیرزا بیدل پیروی می کند . هنوز دیوانش چاپ نگردیده است اما غزلهای خود را در مجله آرگس که مدیریت آن را بعهده داشت ، بچاپ رسانیده است . ازان مجله انتخاب گردیده :

بر فروغ عالم ناز تو من دستگاه گداز من
 که به مثل شمع ز عمرها به زبان شعله تپیده ای
 عمریست بجز هیچ ، بدل هیچ نیابم
 چون جنس شرر شعله نقاب است دل ما
 یک سیل بدامان نگه جنبش مژگان
 تا چشم کشادن همه آب است دل ما
 دل نیست عزیز آنکه نه بیدل شدنی داشت
 معلوم که تعبیر چه خواب است دل ما
 ”هر دل عزیز“ وارث بیدل نمی شود
 هر درد کائنات نه بالده به آه ما

(۲۴۷) عزیز - محمد عزیزالرحمن دبیر الملک بهاولپوری

بسن ۱۴ سالگی بشعر سرودن آغاز کرد. در سال ۱۳۰۴ هجری برای تحصیل علوم عربیه در دارالعلوم بهاولپور که باسم ایچرن کالج هم معروف بود ثبت نام کرد. و بعد از پایان تحصیلات خود بشغل دولتی درآمد. اشعار خوبی بزبان اردو، ملتانی، عربی و فارسی سروده است. و بهمین جهت دیوانش بر چهار زبان مشتمل است. نعت و قصیده و غزل خوب میسراید. در شعر و سخن تلمیذ مولانا سلیم و بعداً برادر بزرگش محمد عبدالرحمن آزاد شد. نام پدرش غلام رسول بود. انتخابی از دیوان عزیز درج میگردد:

مرغ دل را چون تجسس می کنم می گویدم
 بی گمان در زلف جانان آشیان داریم ما
 حیران شدم از حسن او من ای عزیز آئینه سان
 از خود فراموشم بین آن جلوه در یادم نگر
 همدم بگو مرا ز ره عین لطف خویش
 تا مهربان خویش چسان مهربان کنم

تاریخ وفات پدر خود را چنین سروده است:

و اند ماجد ز دار فنا	رخت رحلت به بست و اسفا
او غلام رسول پاکت بود	به طفیل رسول بخش او را
خانه خالی شد از بزرگ جوان	رفت شیرین سخن ادیب از ما

۱۳۹۷

(۲۴۸) عطا - منشی عطا محمد امرتسری

از توانگران شهر امرتسر بود. در موضوعات مذعب، سیاست و اقتصاد تصانیف متعددی دارد. در سال ۱۸۸۴ میلادی نذارش فرخنگی ای را برای دولت انگلیسی ترتیب داد. با سید احمد خان، میرزا شهاب، ابوالکلام آزاد و علامه اقبال صحبتها داشت و ارادت خاصی نسبت به سید احمد خان داشت. مهارت تامی در شعر فارسی داشت. منظومه ای باسم سلک سروراید بنامی سروده بود که در سال ۱۹۰۸ در امرتسر چاپ گردید. انتخابی از سلک مروارید در زیر داده میشود:

گر ترک من خیال قدح نوشی آورد	یک عالمی با عالم بی هوشی آورد
ساقی بیمار باده که مدهوشی آورد	تا ساعتی ز خویش فراموشی آورد

پش تو غنچه چه یارا که دم زند گل را چه اعتبار که سرگوشی آورد
 مستانه گر رود سوی مسجد نگار من اهل صلاح را به قند نوشی آورد
 دوران ز صنع خویش عجب نیست گر عطا اهل کمال را به نمد پوشی آورد

ای خوش آن روز که با عشق سروکار نبود
 حسرت وصل و غم فرقت دلدار نبود
 صوفی و رند از آن راه بچائی نبرند
 که درین طایفه کس محرم اسرار نبود
 زندگانی ره دشوار نشیب است و فراز
 زان سبب دیر رسیدیم که هموار نبود
 این همه از اثر فیض عمادی ست عطا
 وزنه زین پیش ترا طاقت گفتار نبود

رباعیات

دجال من و تو از سر ذات من و تست سر می زان آنچه در نوشت من و دست
 زین حیض چو پا برون نهادن نتوان پس هر چه تقدیر نوشت من و تو

گر وصل میسر است حیرانی چیست؟ دل جمع اگر شود پریشانی چیست؟
 معموره من اگر خرابش سازند چون یار بخاطر است ویرانی چیست؟

ای آنکه ز اختیار داری اکار هر لحظه ترا برین فزون است اصرار
 خود قصد کنی به فعل و خود بازائی این است دل از آنکه هستی مختار

(۲۶۹) عطا - قاضی عطا محمد گجراتی

از خانواده قاضیان گجرات است و در علم و فضل مشهور. در فن تاریخ
 گوئی مهارت فوق العاد. ای را داشت و کتابی هم درین باب باسم "مخزن
 التواریخ" نوشته است. در گجرات بمنصب نایب تحصیلدار منصوب بود.
 پسرش قاضی عنایت الله معاون دانشکده زمیندارا در گجرات است. اشعاری چند که
 در نعت حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم سروده است نقل میگردد.

احمد برسل که گردون خاک اوست هر دو عالم بسته فتراک او
 سرور سالار جیش المرسلین سید عالم امام المتقین
 آنکه ذاتش روح جسم دوجهان آنکه ذاتش نور چشم کن فکان
 آنکه ذاتش رحمه للعالمین آنکه فخر اولین و آخرین

(۲۷۰) عطا بن یعقوب الکاتب لاهوری

العمید الاجل، افضل العصر، ابو العلاء، عطا بن یعقوب الکاتب، المعروف بناکوس رحمه الله علیه که برین بساط جهان یکی از عطایای سپهر گردان بود، عمیدی بر ولایت فضل والی و گوش و گردن معانی از لالی معالی اوحالی و او را دو دیوان است و هر دو مقبول فضلالی عرب و عجم. در سن احدی و تسعین و اربعه مائه داعی حق را اجابت فرمود و بسرای آخرت نقل کرد. عمید عطا به هندوستان شهر بند فرستاده بودند. بسبب تقلد شغلی که کرده بود و ازان معزول شده. وقت معزول شدن این قصیده را انشاء کرد:

به هند اوفتادم چو آدم ز جنت	بتاویل وتلیس و بهتان منکر
نه گندم چشیده نه آورده عصیان	نه من قول ابلس را کرده باور
بلای من آمد همه دانش من	چو روباه را موی و طاؤس را پر
دوباه شغل را دم چو کشتی بحشکی	همه سال ما دم بدریا چو لنگر
گهی بار نازد چو مشکم بنافه	گهی خوش بسوزد چو عودم بمجمر

رباعی

اندر سفرم خیالت ای دلبر من	تا روز بدی بهر شبی غم خور من
بیداری را گماشتی بر سر من	تا باز خیال تو نیاید بر من

(لباب ۷۱)

وقتیکه سلطان رضی ابراهیم به هندوستان آمد. او در لاهور "شهر بند" یعنی امیر بود و مدت شش سال را درین زندانی و اسیری گذراند. در همان حال جهان را بدرد گفت. نظام الدین ابو نصر هبه-الفارسی که ذکرش در همین تذکره مرقوم است مزارش را در لاهور ساخت.

(۲۷۱) عطار - قمر الدین لاهوری

در لشکر میان جنت، کان میان محمد والی سند دکان عطاری داشته، مردم لاهور می نمود. روزی از پیش دکانش گذشتم، بمطالعه ب مشغول بود. ساعتی نشستم معلوم شد که صاحب طبع است و این تخلص دار. هر چند حیثیت علمی چندان نداشت اما به صلیقه طبعی گاه گاه طبله دهنش پر از مشک سخن میگفت. این بیت بیادگاری وی است. منه:

سلامت در قفا دارد سیه کاری درین عالم

بگرید ابر چون پوشیده روی سهرانور را

(مقالات ۴۴۶)

(۲۷۲) عظامی - عزیز الدین احمد هوشیار پوری

عزیز الدین احمد در سال ۱۸۹۸ میلادی در محل هوشیار پور که اکنون در استان پنجاب شرقی می باشد چشم بدنیا گشود. شیخ الهی بخش پدر عزیز الدین احمد علاوه بر ذوق که بزبان و ادبیات فارسی میداشت برای حصول علوم متداوله از هوشیار پور بدلهلی رفت و از محضر مولانا محمد شاه که از اخلاف شاه ولی الله محدث دهلوی بود استفاده نمود. مدت اقامت او در دهلی سی سال بوده است. وفات پدر او در سال ۱۹۰۴ میلادی اتفاق افتاد.

عزیز الدین احمد در عمر شش سالگی از سایه عاطفت پدر خود محروم گردید و تحت سرپرستی برادر بزرگ موسوم به ظهیر الدین احمد درآمد، ولی جای تاسف است که برادر بزرگش در سال ۱۹۰۹ وفات یافت و او از سرپرستی بزرگان خود محروم گردید. عزیز الدین احمد بعد از آن برای تکمیل تحصیلات دینی به دیوبند رفت. از محضر استادان بزرگوار مانند شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی و مولانا مید انور شاه کاشمیری کسب فضیلت نمود. در ۱۹۱۵ میلادی بردست حضرت شیخ الہند بیعت نمود و سند درجه عالی منشی فاضل را که مربوط بزبان فارسی می باشد از دانشگاه پنجاب گرفت. در سال ۱۹۴۷ میلادی تقسیم شبه قاره بعمل آمد. مولانا نیز که در آن موقع در جالندهر بود، از آنجا مهاجرت نموده در پاکستان وارد گردید. و در شهر منتگمری (که اینک ساہوال نام دارد. مولف) در استان پاکستان غربی اقامت گرفت و وظایف معلمی فارسی را در دبیرستان دولتی منتگمری ادامه داد. مولانا در سال ۱۹۵۳ میلادی باز نشسته شد و اواخر ایام دوره زندگانی خود را در شهر منتگمری گذرانید. مولانا بذات حضرت رسول مقبول محبت زیادی میداشت. چنانکه میگوید:

خواہم کہ شوم خاک سرکوی مدینہ

دارم نہ تمنای دگر چرخ کہن هیچ

در جای دیگر می گوید:

ای بیک نیک ہی ز عظامی بخواجه گو

کان را بجز نگاہ تو هیچ آرزو نبود

وفات مولانا در سال ۱۹۵۷ میلادی اتفاق افتاده است. مولانا بدرستی در تاریخ وفات او گفته است.

عظامی بود تلمیذ گرامی . بذوق صحبتش سوی چنان رفت

بگو ای بدر تاریخ وفاتش . عزیزالدین عظامی از جهان رفت

مولانا عزیزالدین ذوق خاصی با شعر فارسی میداشتند. اولین شعری که او
بزبان فارسی سروده است بیت زیرین است:

من یک زمان زیاد تو غافل نمی شوم
شاید به سهو یاد نیاری ز نام ما

عظاسی شهرت گرامی را شنیده محضر او رفت و استدعای اصلاح سخن کرد.
گرامی التماس او را قبول کرد و او را بشاگردی خود پذیرفت. چندی بعد بیت
زیر را در مدح او گفت و وجه و دستار خود را باو داد:

ستاره سفته گوش و چرخ پا بوس زمین آمد
تعالی الله گرامی را عظاسی جانشین آمد

باستاد خود عقیدت خاصی میداشت. چنانکه میگوید:

ای عظاسی بخویشتن نازیم که گرامی است در زمانه ما

ترا ای مدعی هرگز نزدیک طرف من بودن

که بر پای گرامی من ره کوی سخن رفتم

به بخت خویش می نازم عظاسی کز استاد گرامی باز می

دیوان شعر خود را که مشتمل است بر انواع سخن از قبیل قصیده و غزل و
مثنوی و مرثیه و قطعه و رباعی از خود بیادگار گذاشت. عظاسی بیشتر از
غزلیات خود را در استقبال غزلیات شعرای معروف غزل سرا گذاشت. ازوست:
عشق است طلسمی که درو بام ندارد

آن کس که ازو یافت نشان، نام ندارد

نمی گردید کوتاه رشته معنی رها کرد.

حکایت بود بی پایان بخاموشی ادا کردم

صد حیف بر این عقل که در باغ تمنا

آن نخل نشانندیم که بی برگ و ثمر بود

بمنزل چون رسد وابسته راه طلب، ای دوست

بمقصد میرسد آن کس که پیهم جستجو دارد

چمن بی گل، سمن بی بو، صبا مثل سموم اینجا

تو خود انصاف ده من این چمن را چون چمن گویم

عقل است که از تازی صد نفعه برون آرد

عشق است که یک نغمه آورد ز صد تازی

(مجله هلال، جلد ۱۳ - شماره ۲ - صفحه ۵۶ - سال ۱۹۶۵)

(۲۷۳) عظیم - محمدونا آقا عظیم، لاهوری

دیوان بیوتات لاهور نیز خوش فکر است. ازوست :
داغ های تازه از نخل تنم کرد و ریخت
او بگل چیدن نیامد گلشنم گل کرد و ریخت

این مطلع قافیه مستعد دیگر ندارد :

خراش ناخن مارا دل ناشاد می داند زبان تیشه فرهاد را فرهاد می داند
برنگ گرد میگردم پی زم کرده آهونی که در دنباله خود سایه صیادمی داند
(کلمات ۷۸)

(۲۷۴) علی - شیخ علی الهجویری عرف داتا گنج بخش رحمه الله علیه لاهوری

جلاب و هجویر اسم دو کوجه شهر غزنین بود. حضرت داتا گنج بخش با اسم
علی هجویری و داتا بزرگوار ایشان با اسم حسن اجلابی معروف بودند. ایشان از اهل
تسنن بودند و در فقه پیروی از امام ابوحنیفه می کردند، در تصوف در سلسله جنید
بنفادی بودند و بردست حضرت ابوالفضل محمد بن حسین الحنفی بیعت نمودند.
کتاب کشف المحجوب را با محبت خاصی نوشتند و مطالبی در پیرامون تصوف شامل
آن ساختند. کتاب دیگری با اسم کشف الاسرار درباره احوال زندگانی مبارک خود
نگاشته اند. بنا بدستور مرشد خود از غزنی بلاهور آمدند چنانکه در کشف الاسرار
می فرمایند: "چون در هندوستان آمدم نواحی لاهور را جنت مثال یافتم توطن
و سکونت اختیار نمودم".

در حکایتی چنان گفته شده است که حضرت معین الدین چشتی اجمیری بر
روضة مبارک حضرت داتا گنج بخش حضور داشته بحالت اعتکاف این شعر
را سرودند :

گنج بخش فیض عالم مظهر نور خدا ناقصان را پیر کامل کاملان را راهنما
و بعد از آن حضرت علی هجویری بقتب داتا گنج بخش مشهور شد. این حکایت
اشتباه است زیرا حضرت هجویری در زندگی مبارک خود با اسم داتا گنج بخش
معروف بودند. چنانکه فرموده اند :

"ای علی! ترا خلق میگوید گنج بخش، دانه بیش خود نداری. در دل خود جامده
اند پندارت، گنج بخش و راج بخش حق است، بی چون و چگونه و بی شبه و نمون".
(کشف الاسرار)

اشعار زیادی سروده بودند ولی اکنون دیوان ایشان پیدا نیست . غزلی که در کشف الاسرار درج گردیده است در زیر نقل میکنم :

عشق تو دارم دلا	عشق تو دارم به پنهان و ملا
جان خواهم داد من در کوی تو	گر مرا آزار آید یا بلا
عشق تو دارم میان جان و دل	میدهم از عشق تو هر سو صلا
یا خداوندا رقیبان را بکشن	یا مرا دریاد کن مست هلا
جام من دارد شراب یار خود	مهربان کن بر من و هم مبتلا
ای چسا کز تو اگر خواهم لقا	گه تو آری و مکن هرگز تولا
ای علی تو فرخی در شهر و کوی	ده ز عشق خویشتن هر سو صلا

بیت :

مکن ای علی بیش ازین گفتگوی که مرد خدائی و پاکیزه خوئی

(۲۷۵) علی - ناصر علی سرهنندی

دانای رموز خفی و جلی میان شاه ناصر، علی تخلص، بن رجب علی، عالی تخلص، از سادات ولایت پنجاب است . مولد و منشا وی قصه سرهنند بوده . آنچه تذکره نویس نصرآبادی از روی بی تحقیق در احوال میان معری الیه نوشته که کشمیری است و به چيله مشهور و چيله غلام را گویند، اصلی ندارد، که این بیت در بیان سیادت خود در دیوان دارد .

گر از حسب پیرسی، ما قنبریم قنبر و از نسب پیرسی ما آل مصطفی ایم
صاحب "کلمات الشعرا" در القاب آنجناب عبارت "آبروی هندوستان" می نویسد
و این رباعی در شان وی گفته :

در ملک سخن بود جهانگیر، علی	در مشرب دل ولی علی پیر علی
با شعر علی نمیرسد شعر کسی	ز انسان که خط کسی به خط میر علی

مرد قلندر، بی باک، بی پروا از ناز نگهبان دولت مند دشمن بود. دنیا و دنیا دار در نظر همتش خسی می نمود ... در سال هزار و یک صد و یک به لشکر عالمگیری رفت . وقت ملازمت پادشاه دست به مصافحه دراز کرد . پادشاه بی دماغ شده فرمود : فقط شاعر است آداب نمی داند . وی بی دماغ تر شده برگردید . آخر عمر با اشاره مجذوبی بدعوی قطبیت در شاهجهان آباد فروکش کرد و دم از دوستی حضرت بوعلی قلندر می زد . بتاریخ بیستم رمضان سال هزار و صد و هشت سیر عالم بالا نمود . و در راه روضه حضرت نظام الدین اولیا مدفون گردید . حضرت سرخوش این قطعه در تاریخ وفاتش نوشته :

وارسته علی به همت بی پروا از راحت و رنج دهر مستغنی رفت
 دایم چو توجهش سوی معنی بود دل کند و ز صورتکده هستی رفت
 سرخوش زخرد سال وفاتش پرسید گفت آه علی بعالم معنی رفت
 و حضرت میرزا بیدل عبارت "رنگ ناز شکست" تاریخ رحلتش یافته . زیاده از
 پنج شش هزار بیت نگفته . می فرمود که در تمام عمر به ازین شعری نگفتم .
 چیزی که بمن داده اند همین یک بیت است و بس :

تو چون ساقی شعری درد تنک ظرفی نمی ماند بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلها
 ازوست :

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد سخت بیرحم است می ترسم که آزادم کند
 هر آنکه صورت شهوت فزای تو بیند ز راه دیده چو طاؤس می کند انزال
 (خوشگو ۱)

علی سرهندی ، امیر المومنین علی رضی الله عنه سر آمد اهل بیت رسالت
 است . و امیر الشعراء علی رحمه الله علیه سر حلقه اهلیت و فصاحت کوثر سخن
 در اختیار اوست و سلمان غاشیه برادر او مجدد طرز الفاظ معانی است و مستفید سلسله
 مجدد الف ثانی . اگرچه غزل را با سلب تازه جلوه داده ، اما در مثنوی ید بیضا می
 نماید . آغاز حال ملازمت سیف خان بدخشی برگزید و سیف را با قلم جمع
 کرد . چون سیف خان در نیام لحد جا گرفت ، در سرهند رفته فروکش کرد .
 در سن هزار و صد از سرهند به بیجاپور دکن معسکر خلد مکان شتافت آخر الامر
 از دکن به هندوستان عطف عنان نمود . در ساهجهان آباد قلندرانه میگذرانید و
 همین جا بیستم رمضان سنه ثمان و مائه - و الف بروضه رضوان خرامید ، عمرش قریب
 شصت سال ، و قبرش در جوار مرقد سلطان المشائخ نظام الدین دهلوی قدس سره .
 کلام ناصر علی در شش جهت عالم سایر دوا یراست . این چند بیت بنا بر التزام
 نقش بیاض ایام میشود :

عمرهایک شمع در محفل کفایت می کند گر چنین می بازد از حیرانیت رفتار را
 همچو آن عکسی که از آئینه بیرون می رود دام راه ما سبکروحان نشد زنجیرها
 لبریز شد ز تنگی دل بسکه سینه ام چون دشتهای شمع یکی کشت ناله ها
 رواج بی هنری جز بهند جائی نیست که این متاع درین سرزمین بود کیمیا
 استیاز شهر و صحرا داشت از نقص جنون وزنده بیجنون را خرابی های خود ویرانه بود
 (عامره . ۳۴)

ممتاز اثر در ادبندی ، شیخ ناصر علی سرهندی که سر آمد فصیحی روزگار و سر
 حلقه یلقای نامدار بوده در اصناف نظم به خیالات رنگین داد نازک ادائی داده . و

بافکار متین ابواب خوش بیانی بر روی سخن گزیده . غزلیاتش بطرح تازه ، لطافت مضامین رونمای سحر سامری و مشنویاتش به تناسب الفاظ و تناسب معانی جلوی پیدای یادگیری شب‌دیز . قلم در میدان توصیفش هم‌عنان نارسائی و عدلیب رقم در گلستان تعریفش بال گشای بینوائی ، فصاحت با اشعار دلپذیرش عهد یکرنگی بسته و بلاغت با گفتار بی نظیرش چون شیر پیوسته . الحق ناظمی عالی مقام است و شاعری خوش کلام ، با سیف خان بدخشی صحبت صحبتش در گرفت . چون جوهر شمشیر حیات سیف خان زنگ سمات بهم‌رسانیده ، تا صر علی بکمال دل تنگی از آنجا رخت بسپهرند کشید . روزی همانجا در باغی بیاده کشی اشتغال داشته ، اتفاقاً گذر شیخ احمد سهرزندی در آن باغ افتاد . او را باین حالت دیده . نهایت تکدر پرسید که این چیست ؟ وی زندانه جواب پرداخت ، که این بیاده است ، که هوش را زیاده میکند . و ارواح را بانفراخ می آورد . شیخ بر آشفت و صوفیان و علما بتکفیر وی فتوی دادند . میر محمد زمان راسخ بقارب خود مسلح گشته او را از سهرند بر آورده بسمت شاهجهان آباد رهنمون گردید . از دار و گیر نجات بخشید . آخر الامر او باز بوطن رسیده بردست شیخ معصوم توبه پرداخت . از سهرند به بیجاور شتافت و بشرف ملازمت امیر الادرا ذوالفقار خان نواب اسد خان وزیر اعظم بهره وائی یافتند و روزی ملاقات غزلی گذرانید که مطلعش اینست :

ای‌شان حیدری زحیم تو آشکار نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار
 امیر فیاض بمجرد استماع یک زنجیر فیل و سی هزار روبیه وصله بخشیده و
 وی همان ساعت همگی بقترا تقسیم فرمود . پادشاه حمیدالدین مجذوب که
 در قصبه کنچی سکونت داشت رسوخ و اعتقاد تام پیدا کرده فیض‌ها برداشت .
 چنانکه در مشنوی خود لب به توصیفش می گشاید .

اینک اینک ساقی شیرین رسید . آوت جام حمید سین رسید
 حلقه درگاه بی چون جام او از زمین تا آسمان در دام او
 آخر بعمر شصت سالگی در سنه ثمان و مائه و الف و ۱۱۰۸ هجری بسر منزل اصلی
 جاگزید . در جوار مزار مبارک سلطان المشایخ حضرت نظام‌الدین قدس سره مدفون
 گردید . ازوست :

درین صحرا کدامین تشنه لب جان داد حیرانم
 که از صد جاگریان یاره شد موج سرایش را
 آهوان طرز رسیدن ز زمین آموخته اند
 گردش چشم سنیه که نظر کرد مرا

ز جوش باده درد ته نشین بالا نشین گردد
 ز موج خنده ترسیم خط برون آید از لبها
 عشق ابريست که از قالب خاکی جوشید
 حسن برقی است که از خلوت جان پیدا شد
 آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد
 سخت بیرحم است میترسم که آزادم کنه
 عشق از پرده بیرون آمد و آواز داد
 برد از هر دو جهان دور و بیروزم داد
 وحشتم از دل هر زره نمایان کردند
 آنقدر جمع نمودم که پریشان کردند
 مرا ترک طلب سرمایه صاحب کلاهی شد
 چون کشکول گدائی واژگون شد تاج شاهی شد
 بصد زخم جدائی مبتلا گشتم ندانستم
 که شهد دومی در خود نمیان زنبورها دارد
 علی از اضطرابه کم دل حاصل نمی گردد
 خطا شد بازها از بی قراری های من تیرش
 چسان تقریر حال خود کنم پیش سیه چشمی
 که گردد شمع خادوش از نگاه سره آلودش
 برنگ شعله جوالا تاکی گرد خود بگردد
 چون برق آه خود بالا دویدن آرزو دارم

رباعی

بیش از همه شاهدان غیور آمده ای هر چند که آخر بنامور آمده ای
 ای ختم رسول قرب تو معلوم شد دیر آمده ای ز راه دور آمده ای

(نتایج ۴۷۵)

شیخ ناصر علی طایر بلند پرواز و همای رفعت کبرای طبعش از ریزه
 جینی بر کران قلمی که بطراوت دریای سخن طرازیش رطب اللسان . گاهی
 این مسافر گذرگاه هستی بحسب قسمت در شهر سرهند مقیم گشته بود . با شیخ
 ناصر علی صحبت ها رو میداد ، بتقریبی چند روز ملاقات نیفتاد . این غزل ازوست :

تو چون در جلوه آئی مغز جان سیماب میگردد
 تجلی میکند برقی که آتش آب میگردد
 دلی در سینه دارم از کتان یک پرده نازک تر
 که بر زخمش نمک تا میزنم مهتاب میگردد

نیاز عالمی را قبله ای چون از میان رفتی
 تمهی از خویشتن هر کس که شد محراب میگردد
 نمود آرزو از سینه 'عاشق نمی آید
 درین آئینه تمثال از حرارت آب میگردد
 علی از شوخی طرز سخن آرام ها دارم
 که گر بر گوش حاسد بیخورد سیماب میگردد

(خیال ۲۹۴)

ناش ناصر علی . موطنش لاهور است . بقناعت و وارستگی در سرهند می
 گذراند . در اشعار او استعارات بلند بسیار است . ازوست :

ندارد حیرت دل تاب حسن بی چنگالش را
 که باشد صاق آئینه شبنم آفتابش را
 به بخش حرف بی صوت است فریاد شهیدانش
 بمیدانم که داد این سر به چشم نیم خوابش را
 به شوخی پای او بوسیدن و قالب تمهی کردن
 کدامین بی ادب تعلیم فرما شد رکابش را
 بدین شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید
 بایران می فرستم تا که بنویسند جوابش را

(فرحت)

ناصر علی مرید شیخ معصوم خلف الصدق حضرت مجدد الف ثانی قدس
 سره است . در آغاز حال بملازمت میرزا فقیر الله مخاطب بسیف خان بعزت و احترام
 گذرانیده و بعد فوت سیف خان با ذوالفقار خان وزیر اعظم خلد مکان صحبتش
 خوش آمد . در مدح او غزلی طرح کرد و یک زنجیر فیل و نقد گرانمایه
 دریافت . اما از کمال وارستگی همه را بدام ریخت . و خود ملوث بدرمی نشد .
 بسیار مستغنیانه می زیست ، سخن منج والا فکرت است . در آخر عمر از دکن
 به شاهجهان آباد آمده شد . و در حوالی مرقد حضرت نظام المشائخ سلطان
 الاولیا قدس سره العزیز مدفون گردید . مثنوی او مشهور و مطبوع است .

(شعرا ۹۲)

شیر نیستان سخنوری است و مرد میدان معنی گستری ، ذوالفقار کلکش به
 تسخیر قلمرو بیان پرداخته و تصرف طبعش آفتاب سخن را از افق غربی راجع
 ساخته . گل وارستگی برداشت و جام استغناء در دست ، چاشنی گیر شرب بلند
 بود . و متمسک سلسله علیه نقشبندیه . استفاده از جناب شیخ محمد معصوم

حسب انصاف مجدد قدس الله اسرارها نموده و در مشنوی زبان بر مدح حضرت
سیخ کشوده که :

چراغ هفت کشور خواجه معصوم منور از فروغش هند تا روم
ردا از مهتاب شرع بر دوش چو صبح از پاکی باطن قصب پوش
مولانا ناصر علی و موطن و منشا سهرند است . ابتدا حال با میرزا فقیر الله مخاطب
به سیف خان بدخشی چون جوهر شمشیر ملازم بود . بعد از گذشتن سیف خان
ناصر علی در سنه هزار و صدم (۱۱۰۰) از سهرند به بیجاپور رفت و با ذوالفقار
خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مکان دست بهم داد . چون ذوالفقار خان
در سنه ثلث و مائه و الف ۱۱۰۳ هجری به تسخیر ملک کرناتک متوجه
گردید ، پادشاه حمید اعتقاد تمام بهم رسانید . در مدح او می پردازد :

اینک اینک ساقی شیرین رسید نوبت جام حمید الدین رسید
این شاه حمید مجذوبی بود در چینی . آخر الامر از دکن به هندوستان عطف
عنان نمود و در شاهجهان آباد بی نیازمندان می گذرانید . و همین جایستم
رمضان سنه ثمان و مائه و الف ۱۱۰۸ بجنه الماوی خرامید . عمرش قریب
سبعست سال و قبرش در حوالی مرقد سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی
قدس سره . این چند بیت بنا بر قانون کتاب بتحریر رسیده .

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست
آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست
دوش یک لحظه بخواب آئینه یار شدم
طپش دل چه ستم کرد که بیدار شده
انتقام داد خواهان قیامت شد تمام
می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز
چشم بر بند اگر می طلبی رزق حلال
مرغ بسمل خودش باز نظر دوخته است
(گرام ج ۲ : ۱۲۹)

به هفتاد و دو ملت گردش چشم تو می سازد
به یک پیمانہ رنگین کرده ای یک شهر محفل ها
علی اشعب می شیراز در جام و سبو دارد
الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها
نظرها غافل و عالم پراز کیفیت حسنش
بود حکم پری در شیشه ها رنگ شرابش را

ندانم دل شهید کیست لیکن اینقدر دانم
 که از شمشیر او رنگیست موج اضطرابش را
 به این شوخی غزل گفتن علی از کس نمی آید
 به ایران می فرستم تا که می گوید جوابش را
 برنگ ابر پنهان است دریا در غبار من
 اگر خاک مرا جویند چشم تر شود پیدا
 علی شعرم به ایران می برد شهرت ازان ترسم
 که صایب خون بگیرد، آب در دفتر شود پیدا
 دنیا خوشست لیک باندازه وجود
 پیراهن زینده ز قامت بدیدنی ست

(ارمغان ۲۵۴)

ویرا میان ناصر علی گویند . مردی مجرد و وارسته بود . در سنه ۱۱۱۹ هجری رحلت نموده در جوار شاه نظام الدین اولیا مدفون شد . ازوست :

بطاعت کوش اگر عشق بلا انگیز می خواهی
 متاعی جمع کن شاید که غارتگر شود پیدا
 اهل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم
 خفته آری مردگان را زنده میبیند بخواب

(عارفین ۳۱۸)

(۲۷۶) علی محمد کنجگاهی

یکی از معاصرین محمد صالح کنجگاهی بود . شاعری خوش فکر و خوش کلام بوده است . و با محمد صالح دوست بود . محمد صالح درباره وی گفته است :

اندربین شهر دوستی دارم	بس که در انفتش گرفتارم
نوجوان ، سازگار ، بزم آرای	مهربان ، نقطه زای ، سخن پیرای
تازه روی نیک خوی شگفته دین	زبرک و هوشمند و نادره فن
هر چه خواهد علی محمد ما	حق تعالی عطا کند او را

تعداد اشعارش کم است و دیوانش پیدا نیست . فقط دو سه بیتش دیده ام و نقل می کنم :

حمد حق چرا نمی خوانی ؟	وحده لا شریک لا ثانی
کار او بنده پروری هر دم	کار ما بندگی ، ثنا خوانی
نعت احمد پسر از شیدا	صورتش سوره ایست رحمانی

(۲۷۷) عنایت - شاه عنایت الله لاهوری

در اصل از سادات لاهور بود . دل از وطن برکنده و اهل و عیال در
 آن آباد توطن گزید . و بادشاه غلام قطب الدین مصیب شیخ آن زمان کامل
 محبت بهم رسانید . روزی این شعر خود بحضرت مصیب که بر تمام سرموی دراز
 داشت ، بر خواند :

خود آرائی که از بهر مشیخت گیسو آویزد

بدوش خویش چون ضحاک پروردست ما را ترا

ابر چون چشم گهر بار بجوش است امشب

برق چون لعل لببت خنده فروش است امشب

(روشن ۴۸۰)

(۲۷۸) عنایت - محمد حفیظ خان لاهوری

سر آمد فیاض زمان ، نیکو دستگه ، خوشنویس هفت قلم ، محمد حفیظ الله
 خان سلمه الله تعالی تخلص عنایت بن شیخ اله یار بن شیخ عبدالعزیز عزت .
 امروز خوشنویسان زمان حل عقاید الفاظ و تحقیق و دقائق حروف ازان خدمت می
 نمایند . چنانچه این ابیاتش دلیل این معنی است :

خدا آفریده درین انجمن مرا بهر خط و خط از بهر من

چونرگس شدم از عدم جلوه گر نی خامه و کاغذ اندر کمر

نشاندم خط خوب کرسی چنین که می آید از عرشیان آفرین

در عمر هژده سالگی از لاهور وارد شاهجهان آباد شده . در کمال قناعت و
 استغناء می گذرانید . قبر نیز خط شکسته ازان خدمت شد نموده . اشعارش تقریباً
 پنج هزار بیت بوده باشد . از آنجمله است :

کجاست طاقت برخاستن ز جا ما را نشانده اند براهت چو نقش پا ما را

دیگر گرفتم از سرمینا کلاه را از خون توبه رنگ نمودم گناه را

در غم هجر توام آنچه که از غم باقیست

مشت خاکی که ز بی دیدن دشمن باقیست

(حسینی ۲۴۶)

ابن شیخ الله یار بن شیخ عبدالعزیز عزت . خوشنویس هفت قلم بود .
 در عمر هیجده سالگی از خطه لاهور وارد شاهجهان آباد شده . به هیچ یکی از
 امرا و خوانین التجا نمی برد . دیوان شعرش قریب پنج هزار بیت خواهد بود .

خوش اداست . مشق سخن چنین می کند :

کجاست طاقت برخاستن ز جاما را نشانده اند براهت چو نقش پا مارا
دیگر گرفتیم از سر سینا کلاه را در خون توبه رنگ نمودم گناه را
ز خلق سوختگانی بعافیت رستند که بروی خود از سنگ چون شرر بستند
(انجمن ۳۲۱)

(۲۷۹) میرزا عوض بیگ خوشابی

مرزا عوض بیگ ، از مردم خوشاب از بحر بلاغت عده . دری خوش آب ،
لطیفه سنج ، بی بدل میزیست . در سجع خود لطیفه بکار برد . این الفاظ نقش
نگین داشت " که عوض دارد گله ندارد " در بلده تنه با محمد حسین شوقی رابطه
گرم داشته وهم مسکن بوده . منه :

جان داده ای عوض لب جانان گرفته ای
ز نهار لب ببند که ارزان گرفته ای

(منال ۴۵۶)

(۲۸۰) عیان - حسین بیگ لاهوری

از جماعت نکو است . از بصیرت عاری بوده . به هندوستان آمده در
طاعون لاهور سفر آخرت شتافته . (در زیر دو بیت نوشته است اما بعلمت خط
بد کاتب خوانا نیست)
(ریاض)

(۲۸۱) غازی - میر غازی لاهوری

وطنش قصبه بهمیره از اعمال لاهور است . سخنور نیکو تلاش متصف
بأنواع هنر مندی و از تلامذه میر محمد زمان راسخ سرهندی بوده :

فی نسیم گل نه سیر لاله زارم آرزوست
یک گریبان دار چاک از بهارم آرزوست
راحت گرم روان در گرد منزل نیست
هر کجا سوخت نفس شام غریبان کردند

(روشن ۴۸۹)

(۲۸۲) غبار - خواجه محمد فاضل خان لاهوری

برادر زاده سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور ، به میر محمد علی

راج گفت . مصراعى از كسى مشهور است ، مصراع ثانى فكر بايد كرد . مير اين مصراع رساند :

اى حنا انگشت فندق بندو از دست تو
از كمان ناخنى خوردم خدنگ از شست تو
خان مذكور هفتاد روييه صله مصراع بمير فرستاد .

(عامره ۲۴۲)

(۲۸۳) غبار - ميرزا ابوقراب گجراتى

خلف الصدق التفات خان اصفهاني ، بنظم التفاتى كمال داشت . در عهد عالمگيرى بوقلايع نگارى گجرات شاه دولاسر مى افراشت . جعفر متخلص بعاشق قصيده در هجوش گفته وى در جوابش باين رباعى غبار خاطر رفته . رباعى :

گويند كه هجو كرد ما را جعفر شيرين و لطيف هم چو شهيد و شكر
صد شكر آنچه عيب ما بود غبار امروز براى ديگر گشته هنر

(گلشن ۲۹۹)

(۲۸۴) غربتى - ابوالمعالى لاهورى

نام شريفش ابوالمعالى از نواحى شهر مذكور و در آنجا بذوق و حال معروف و مشهور . عاشقى درد مند ، سالك پايه بلند بوده . اين دو بيت ازوست :

آنچه ما زان جان و جانان ديده و دانسته ايم بهر گفتن نيست بهرديدن و دانستن است
بقيم كوى فنا بودنم ازان هوس است كد باتوشركت من در وجود يادبى است
(عارفين ۱۸۸)

اسم اصلى او اسد الدين بود و بعضى ها اسم او را خيرالدين هم نوشته اند . بعضى از طى نمودن مراتب تصوف اسم خود را ابوالمعالى گذاشت . شيخ عبدالحق محدث دهلوى گفته است كه شاه ابوالمعالى شير بيشه جلالت و سرهنگ ديوان قدرت و از والهان آگاه و عاشقان درگاه قادرىه است : (شرح فتوح الغيب ۴۲)
حضرت شاه ابوالمعالى شاعر هم بوده و غربتى تخلص ميكرده . چنانچه گويد :

پير نامم ابوالمعالى كرد غربتى مسلمى بود لقبم

علت ديگرى براى گرفتن اين تخلص را چنين توضيح داده است :

ازان شد غربتى نام من و سر گشته و حيران

كه هر ساعت بسير عشقش غربتى دارم

ديوان شعرهايش در كتاب خانه دانشگاه پنجاب در كلكتيون پروفيسور آذر موجود

است اما هنوز چاپ نگردیده است . این دیوان که ۱۱۱ ورق دارد مشتمل است بر غزلیها، قصیده ها، قطعه ها و رباعی ها. وی راجع به دیوان خود چنین گفته است :

دیوان غربتی همه سوز است و عاشقی
دیوانه ایست در پی تزئین نمی شود

میکنم اشعار از اسرار حق بی ردیف و قافیه اشعار ماست
ابوالمعالی عقیده داشت که انسان بدون عشق کامل نمیگردد . چنانکه گوید :

غربتی سان هر که می سوزد بعشق در کلامش سوز و ساز دیگر است
گر مرا عشق آن پری است چه باک هر کرا عشق نیست آدم نیست
انتخابی از اشعارش در زیر داده میشود :

شلوار سرخ و متنعه زرد آن نگر ساقی بهار ماست بیا جام می بیار
غربتی دوش برش نام بتی میگفتم تند شد. گفت: برو عشق دگر ورز باو
آمد آن مه چون ولی از من توقف دید و گنت قدر دولت آن زمان دانی که دولت می رود
چو گفتم ای پسر رحمی بمن ، گفت برو بابا ، که اینها کار من نیست
از سخنها می ما چه می رنجی؟ سخن مست معتبر نبود
تازگی بر سر الا الله خوش غیر برهم زن به تیغ لاله

شاه غزنین چه عجب گر نگران درگور است
که دل و دیده ایازش طرف لاهور است
غربتی صومعه بگذار و سوی میکده آی
زاهد ماست که او زنده کنون درگور است

شاه ابو المعالی صاحب کرامات خارق العاده بود . و مقامات و منازل سلوک را قدم بقدم پیموده بدرجه های علیه عرفان رسیده بود . تربتش در لاهور و مردم او را " شیدرمانی " می گویند .

(۲۸۵) میرزا غلام احمد قادیانی

او در دهی که با اسم قادیان معروف و در شهر معروف گورداسپور واقع است بدنیآ آمدند . سال تولد وی ۱۸۳۵ است . از زمان کودکی نسبت به دین مبین اسلام علاقمند بود و مطامعات عمیقی را در پیرامون این مذهب آغاز نمود . در آن زمان هندوها و مسیحی ها و نصرانی ها بر علیه اسلام تبلیغ نموده مردم را از جاده حق منحرف می گردانیدند . میرزا مذکور در جواب تبلیغات ضد اسلامی قیام نموده و با دلایلی بسیار محکم و قاطع دشمنان اسلام را شکست داد . تعداد تصنیفات وی در حدود هشتاد جلد است . ذوق شعری هم داشت و

کتابی با اسم در همین بزبان فارسی چاپ کرد . در زیر انتخابی از آن کتاب
 زده شده است .

بر آن سرم که سر و جان فدای تو بکنم
 هیچ آگهی نبود ز عشق و وفا مرا
 فصل بهار و موسم گل نایدم بکار
 در کوی تو اگر سر عشاق را زنند
 ذره را تو بیک جلوه کنی چون خورشید
 هر سندان جهان را تو کنی دیوانه
 به دیوانه شدم هوش نبامد بسرم

نعت

در دلم جوشد ثنای سروری
 آنکه در جود و سخا ابر بهمار
 بر لبش جاری ز حکمت چشمه‌ای
 روشنی از وی بهر قومی رسید
 سکه از حسنتش همی دارم خبر
 یاد آن صورت مرا از خود برد
 ختم شد برفس پاکش هر کمال
 آنکه در خوبی ندارد همسری
 آنکه در فیض و عطا یک خاوری
 در دلش پراز معارف کوثری
 نور او رخسید ابر هر کشوری
 جان فشانم گر دهد دل دیگری
 هر زمان مستم کند از ساغری
 لاجرم شد ختم هر پیغمبری

(۲۸۶) غلام جیلانی پنجابی

مولوی غلام جیلانی ملقب به ابوالدرجات ، برادر حقیقی مولوی عبدالمنک
 صادق ابوالبرکات که ذکرش درین تذکره مذکور گردید ، است ، شخصی فصیح
 و عالم و دانشمند و دارای ذوق عالی در شعر بود . تقریبی مشتمل بر ۱۰۴۰
 شعر در صورت قصیده بر کتاب معروف "سيف صارم" که تصنیف مولوی فقیر
 محمد جهلمی است سروده ، و از هر مصراع آن قصیده تاریخ نوشتن قصیده یعنی
 ۱۳۲۹ بدست می آید . دو بیت آن قصیده در زیر نقل میگردد :

سيف صارم رکن ایمان و هدایا است . سيف صارم کعبه زرو عطا است
 سيف صارم مخزن حق چلی سيف صارم گو مگو نورو جلا است

(۲۸۷) مفتی غلام رسول گجراتی

مفتی غلام رسول از اهالی شادیوال من مضافات گجرات بوده است .
 تصانیف متعددی بزبان های اردو و پنجابی دارد . اما گاهی بفارسی هم شعر

میسرود . دیوانش در دست نیست اما مرثیه ای فکاهی که بر وفات شخصی بنام غلام حسن ساکن هریه وانه سروده است بدستم رسیده و در زیر درج میگردد :

سرد حاجی میان غلام حسن	بود در هریه والا مشفق من
چون به هفتاد سال عمر رسید	در نکاش گرفت بیوه زن
با همه خاندان نزاع افتاد	بود مجبور بهر ترک وطن
او به گجرات یک مکان خرید	تا که باشد ز شورشان ایمن
مسلمی داد یک مکیم او را	هر که ماهر نه بود در این فن
چون یکی اعتراض کرد بگفت	هست این نسخه جد اسجد من
بدبدم گشت حالتش ابتر	جسم آغاز کرد سرد شدن
الغرض هر چه بود جمله کرد	غسل و تکفین و رسم دفن و کفن
بعد از آن کرد فکر تاریخش	ملکه خاص داشت درین فن
«شوهر خواهر» شده تاریخ	آمد اندر شمار هجری سن

(۲۸۸) مولانا غلام رسول گجراتی

مولانا غلام رسول پسر میان کرم دین در دهی بنام راجیکی از نواحی شهر گجرات در سال ۱۸۷۷ میلادی متولد گردید و فارسی از میان محمد دین کشمیری آموخت و سکندر امه و آثار نثری ابوالفضل را هم در خدمت استاد خود یاد گرفت . سپس بحضور مولانا امام دین رسیده بشنوی مولانا روم را یاد گرفت . تصانیف متعددی دارد که عبارت از :

حیات قدسی	اظهار حقیقت
توحید باری تعالی	تذقید الحقایق وغیره

اشعار خوبی را بزبان فارسی میسرود و دارای ذوق بشمار لطیف و عالی بود . دیوانش هنوز بچاپ نرسیده است اما اشعاری چند در زیر نقل میگردد که در مدح یکی از دوستان عزیز خود سروده است :

میر صاحب محمد اسماعیل	آنکه می بود همچو ابن خلدن
وصف او در بیان نمی گنجد	گر بیانش کنیم بالتفصیل
فطرتش فطرت همه ابرار	ذات او متصف بوصف جمیل
قدسیان را شده دشمن منزل	عارفان را برسم او تبئیل
منزل قدس بود منزل او	بر زبانش حقایق از تنزیل

(۲۸۹) غلام رکن الدین المعروف به شاه مراد بخش لاهوری

غلام رکن الدین المعروف به شاه مراد بخش برادر بزرگوار قلندر شه لاهوری بوده . شعر بزبان فارسی وارد و گفته . دیوانی هم دارد . و تصانیف دیگر مثلاً مثنوی "مراد العاشقین" در ۱۲۱۵ هجری در گذشت . ازوست :

بیای ساقی و جام می ام ده	پیای از ره لطف و کرم ده
خوشا اوقات آن جان برادر	گرامی تر ز جان شاه قلندر
ز آبایم وطن گوهست لاهور	ولی چون مانده ام از خدمتش دور
بروی خانمان خود دهم پشت	که ما را فرقت او بی اجلی کشت

(۲۹۰) میان غلام علی اوچه

میان غلام علی ولد محمد باقر بن قاضی محمد حسین : از اولاد شیخ محمد اوچه که عهد میرزا شاه حسن بعد از فترت اوچه و ملتان در بلده (تنه) رسیده باسر قضا متمکن گردید . در اوایل حکومت میرزا عیسی از دنیا گذشته ، فی سنه اربع و خمسین و مائه و الف (۱۱۵۴) . فقیر این عبارت موافق است یافته : و جعل الجنبه مثنویه (۱۱۵۴) . ما و رای علم ظاهر در تصوف هم ذوق خوب فرا اندوخته بود . و با مثنوی مولانا روم غایت شغف داشت . از زبان عزیز کی همنشین گاه و بیگاه اش بوده ، شنیدم که او آخر حال میگفت : "بزرگان تبار های خوب دارند . فقیر نیز چیزی یادگار میگذارد" .

و این اشارت به تصنیف بود . لیکن چون سنگ راه سلوک ابن وادی شده . یک ورق بدستخط ایام زبی خبری دیده شده . مثنوی طولانی بنا نهاده بود . بر که خط حال بی خودی بوده جز این بیت مفهومی نشد . منته :

در بی خبری شدم خبردار . از خود شده با خدا شدم یار

(مقالات ۲۹)

(۲۹۱) سید غلام قادر نوشاهی گجراتواله

غلام قادر پسر سید عبد الله نوشاهی بود . در سال ۱۲۰۳ در دهی موسوم به پاندوی در نزدیکی گوجراتواله متولد شد و پیش پدر بزرگ خود تحصیل علم کرده بشغل معلمی درآمد و بلقب "استاذ الکلی" منلقب گردید . در سال ۱۳۰۶ سن یکصد و سه سالگی رحلت کرد و در ده ساهن پال در گجرات مدفون گردید . اشعار خوبی میسرود . ازوست :

کتب این غلام قادر دان قادر او را بملک کرد عیان
روز سه شنبه و بوقت سحر من نوشتم اگر تو داری خبر

(۲۹۲) غلام محی الدین کنجاهی

پسر مولوی محمد صالح کنجاهی بود. در فن تاریخ گوئی هم مهارت تاسی
داشت. شاهکار تاریخ گوئی او بنام "مجمع التواریخ" تالیف و چاپ گردیده
است. در حیات پدر خود عرصه وجود را ترک گفت. مولوی شیخ عبد الله ساکن
چک عمر که در نواحی گجرات میبماند تاریخ وفاتش را "کنج عمر" گفته
است. قطعه تاریخ وفات غلام محی الدین هم سروده است و از مصراع آن تاریخ
وفات او در می آید:

حافظ سالم و کمال از دین و که آماده شد بخلد برین
شیخ صالح وصال گو پس این آه جان غلام محی الدین
اشعار غلام محی الدین دارای زیبایی فوق العاده ای میباشد. اگرچه دیوانش
بدستم نرسیده است اما قصایدی چند در بیاض مولوی محمد صالح کنجاهی مذکور
گردیده است که انتخابی از آن را در زیر نقل میکنم:

صدف سینه من مسکین باد پرور ز وصف شاه مبین
آنکه از مولدش تصور بیانت سر بلندی و رفعت از پروین
فکرت اندیش مدح او چو شدم کرد بر فکر من فلک تحسین
صده این نظم خویش هیچ خواه ای غلام محی الدین

(۲۹۳) غنیمت - محمد اکرم کنجاهی

از خاکبان هند غنیمت بوده. طبعی درست داشت، و دیوانی مختصر دارد.
مثنوی نیز فکر کرده. این چند بیت ازوست:

نیست غیر از گریه الفت چراغ زوم و فصل
جبهت برق شوق از سوس و شمع طور شد
نظر بروی که شد، آسنا که بیگردد
بگردد خویش چو گرداب دیده تر ما

ز خلقی آزرده گشتم دیدنش در خویش حاصل شد

غبار خاطر، آخر تو تنهایی دیده دل شد

چونچه کرد گل از گردش چشم دل آراسی

بچوب دل نمی آید علاج چوب باناسی

محمد اکرم، غنیمت تخلص، از شیخ زاده‌های قصبه کنجان (مولف: کنجاه).
 مذهب صوبه پنجاب (مولف: گجرات) است. شاعر خوش لفظ، معنی یاب، عالی
 سبیت، خیال بلند بود. در خدمت میر محمد زمان راسخ مشق میگذراند و در
 حنب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ارادت صادق داشت. چندی همراه
 میرزا ارتق بیگ فوجدار قصبه سیالکوت بوده. در آن ایام میرزا عبدالعزیز خلیف ارشد
 سر سگور بر شاهان نام امرو پسری که سرخیل اریاب رقص و غنا بود، نعشق بهم
 رسانیده، به غنیمت که از یاران و همدردان او بود، فرمود که قصه عشق او و
 حسن شاهد نظم نماید. وی مثنوی مسمی به نیرنگ عشق همدردین باب به هزار
 و مانند بیت موافق اعداد لفظ غنیمت ذکر کرده در هزار و نود و شش با تمامه
 رسانیده. چنانچه در بیان انجام آن این بیت سرانیده:

نمایان گشت تاریخ نوآیین ز گلزار بهار فکر رنگین
 در مقام شکار گفته:

تنگش را گره از سینه باشد ستم نند، مرگ شد، برق بلا شد
 نشستی آهواز بس تیر باران برنگی چشم در آغوش سزگان
 دیوان مختصری رنگین گذاشته. بسیار خوش فکر است. این دو بیتش پسند خان
 صاحب است:

ساعری دیدم نگون بر شیشه بر افتاد چو کلاهی بر سر شوخی فرنگی زاده‌ای
 جنون کرده گل از گردش چشم دلارامی ز چوب گل نمی آید علاج چوب بارامی
 طاقت برخاستن چون گرد غنا کم نماند
 خلق میداند که می خورده است و بست افتاده است

(خوشگو ۲۰۲)

از سردم لاهور بوده. مثنوی قصه عزیز و شاهد با مزه گفته. در هند خصوصاً
 در پنجاب شهرت دارد. ازوست:

کردم از مهر لب نقد بیانها و از کرما بسته ام چو غنچه سوسن بزبان ما در گره
 (ریاض)

شاعر مکرم محمد اکرم متخلص به غنیمت از مفتی زاده‌های قصبه کنجاه بوده،
 من مضافات گجرات شاه دولا. در عهد عالمگیر بادشاه بخدست نواب مکرم خان
 سرری برده و مثنوی متضمن عشق عزیز پسر نواب مذکور و حسن پری رفاقی
 شاهد نام بسیار مزه گفته. این چند بیت از او در وصف طفلان مکتب ثبت می
 بود. مثنوی:

پری بزسی که مکتب بود نامش ز روی حسن صد کنعان غلاش

یک خاور دو صد خورشید پیدا یک زندان دو صد یوسف هویدا
 نشسته هر طرف طفلی پریرزاد بفن دلربائی هریک استاد
 یکی را در زبان خون رگ گل تکبر از سبق آواز بلبل

(حسینی ۲۳۰)

مغتنم عصر در نکته یابی ، محمد اکرم غنیمت پنجابی ، که بطبع نقاد داد
 خوش مقالی داده و بذهن وقاد بنای نازک خیالی نهاده . کلامش عنوان صحیف
 فصاحت است و اشعارش دیباچه ، کتاب بلاغت لاسیما مثنوی او نیرنگ عشق که
 سر تا سر داستانی است رنگین و یک قلم بیانی است نزاکت آگین ، شهرت تام
 دارد . دیوانی مختصر هم از تالیفات اوست . آخر کار او اواخر ماهه حادی عشر نقد
 حیاتش به غنیمت دست اجل در آمد . از طبع لطیف اوست :

نگردد قطع هرگز جاده عشق از دویدن ها
 که میباید بخود این راه چون تاک از بریدن ها
 بیاد داغ های کهنه دل دارد تماشائی
 بود طاؤس را سیر چمن برگشته دیدن ها
 تو رفتی و نمک خوان دیگران شده ای
 کباب دل شد ازین میزبان نوازی ها

این چند بیت از مثنوی او ثبت افتاده . در حمد میگوید :

بنام شاهد نازک خیالان عزیز خاطر آشفته حالان
 ز مهرش سینه ها جولانگه برق دل هرززه در جوش اناالشرق
 جگر سوزی چراغ خانه او طبشها شوخی پروانه او
 بشوقش لخت دل دیوانه چشم چراغان دیده شد درخانه چشم
 بیادش شور بلبل رنگ بسته نمکدان ها بزخم گل شکسته

در مناجات :

المهی از غمت خون در جگر کن سر شک آباد چشم آباد تر کن
 دلی چون غنچه الفت خانه ریش برنگ لاله داغ آتش خویش
 دلی ده همچو گل در خون نشسته دلی چون خاطر بلبل شکسته
 دلی پرورده آغوش محشر قیامت زاد های آه در بر
 در خاتمه داستان مکتب نشینی شاهد :

مرا روزی بدل شوق آشنا شد کتاب صبر را شیرازه و اشد
 بامید تماشای نگاری نمودم جانب مکتب گذاری
 بر آمد بر در مکتب خروشم که من سی پاره دل من فروشم

بگفتا پیش تر پیش رفتم تکلف بر طرف از خویش رفتم
 بگفتا قیمتش ؟ گفتم نگاهی بگفتا کمترک - گفتم که گاهی
 بگفتا یانتم زین پیش مخروش مبادا بشنود آخوند، خاموش

(نتایج ۵۱۲)

مفتی زاده، قصبه کنجه از متعلقات گجرات شاه دولا بود. در عهد عالمگیر پادشاه بخدست نواب مکرم خان بسرمی بود. دام گستر معانی بی اندازه. نیزنگ عشق مثنوی، او شهرت و قبول تام دارد. در چستی عبارت و نزاکت اشارت فایق بر مثنویات شعرای نامدار است. ترکیب دلنشینش معجون مفرح خاطر نازک خیالان است... سرخوش در تذکره خود چه حرف خوش گفته که غنیمت از خاکیان هند غنیمت است. در اواخر مائه حادی عشر نقد حیاتش غنیمت دست اجل گردید. دیوانی هم سوی انشا و مثنوی دارد. این چند بیت از آنجا است:

باین شوخی ندیدم رنگ اشک هیچ محزونی

تو در دل بوده ای ظالم همانا کرده ای خونی

بوسه بی ادبم آن قدر آورد هجوم

که لب لعل ترا فرصت دشنام نداد

مستم از آن نگاه که آید بروز حشر

بوی شراب از دهن داد خواه او

از بس خیال من شده لبریز جلوه اش

هر جا که سر بسجده نهم نقش پای اوست

یار آمد آن زمان برسر که در تن جان نماند

بخت شد بیدار هنگامیکه مارا خواب برد

(انجمن ۳۵۶)

محمد اکرم از مردم لاهور بود. مثنوی قصه عزیز و شاهد با مزه گفت.

(شعرا ۱۹۶)

(۲۹۴) فارغ - جلیسی بیگ لاهوری

مشهور بعلامی، از شاگردان خواجه افضل الدین ترک اصفهانی است. در فطانت نادره روزگار بود. بهند آمده با اکبر پادشاه می بود. در مراجعت ایران در لاهور ۱۰۱۰ هجری فوت شد. از وی می آید:

باه و ناله شب خواب پاسبان دزدم گرانی سرش از خاک آستان دزدم

تو تا بچند خوری خون خلق و من تاکی اثر ز ناله دلهای ناتوان دزدم

رسید کار بجائی که بعد ازین سن هم نه ناله از دل و نی شکوه از زبان دزدم
گر جان سپرد ذوق حیات ابد گرفت از هیچ کشته قاتل ما شرمناز نیست
خاکسترم تماند که بر باد بر دم آه این چه سطل بود که در جان من گرفت
(انجمن ۳۷۶)

در سینه علی حزین اسمش جلیسی بیگ تبریزی نوشته شده است . حزین گفته است که حکیم شفائی ازو رنجیده او را هجوی رکبک گفت . و در اوایل شیدا تخلص می نمود ولی بعداً تخلص خود را فارغ قرار داد . شیخ اشعاری چند از کلاش منتخب کرده است . ازوست :

خدا در سینه ما آه سوزان را نگهدارد
وز آسبش ذلی بی رحم جانان را نگهدارد
منادی میکند امروز زنار سر زلفش
که بی ایمان بمیرد هر که ایمان را نگهدارد
محال است اینکه عاشق را شود یک کام دل حاصل
تمنا بر تمنا بشکند تا جان برون آید
خیال عارضی جا در دلم دارد که دیدارش
بفارغ می نماید آرزوی جان مونی را

(۲۹۵) فارغ - میرزا احمد ابراهیم لاهوری

فارغا تخلص ، محمد ابراهیم نام داشته . برادر ملا عشق است . خراسانی که در روضه العین مذکور شده وی نیز بهندوستان آمده با ظفر خان می بوده . آخر در لاهور وفات یافت . اوزاست :

بهر که می نگرم غیر خود نمی بینم بخود شناسی من هیچ کس نمی باشد
آواز آشنائی ازین خانه بزخواست هر چند گوش در پس دیوار داشتیم
خون بلبل را نه پنداری که گل پامال کرد
روز گارش ازین ناخن برون می آورش

(ریاض)

برادر ملا غیرتی است . در عهد شاهجهان پادشاه به هندوستان رسیده و وفات نواب ظفر خان برگزید . و در لاهور شهر نقد حیات باخت . برهن مبارک مسلمان خواند و زاهدیت پرست هر کسی در آئینه خود را تماشا میکند

توان یوسف قامت او گفت مصرعی
تا معنی ای ز عالم بالا نمی رسد
(روشن ۵۰۱)

(۲۹۶) فاروق ملتانی

فاروق ملتانی در بلده تنه بسیار بوده . و بوطن آمد و رفت داشت . منه
از تپ من طیب در عرق است سر می آتش آب می آرد
(مقالات ۴۸۰)

(۲۹۷) فاضل - محمد قاضل گجراتی

- سید میران محمد فاضل در زمان اورنگ زیب عالمگیر زندگی میکرد . منشی
گنجیش دایس گجراتی در صاحب نامه اسم او را ذکر نموده و نوشته است که صوفی
کاملی بود . میر قدرت الله هم در مجموعه نغز ازو ذکر نموده است . دیوانش در
دست نیست اما اشعاری چند در بیاض قریشی احمد حسین احمد یافته شد که در
زیر نقل میگردد :

ای مه دلستان من با به زکاب کیستی ؟
لعل لب تو جان من در خوش آب کیستی ؟
میخ بدم بدم تو ، شیفته ام بنام تو
مست شدم بجام تو ، باده ناب کیستی ؟
ای بگل آبدار من ، منیل تابدار من
نوگس پر خمار من ، مست شراب کیستی ؟
دلبر شوخ و شنگ من ، بسته کمر بجنگ من
قاتل بی درنگ من ، تیغ پر آب کیستی ؟
ای بت شرمگین من ، دلبر مه جبین من
پرده زر روی خود فکن ، بسته نقاب کیستی ؟
من ز جفاش در پیلا ، آن بت شوخ بی وفا
که نه گفت فاضلا ، چشم پر آب کیستی ؟

(۲۹۸) فاضل - علی خان لاهوری

از مردم ایران ولایت زاست . در عهد محمد فرخ سید بادشاه دیوان صوبه لاهور
بود . و در عصر فردوس آرام گاه محمد شاه بداروشکی فیلخانه سرکار بادشاه پسر

برد و چهار هزاری منصب داشت . فردوس آراگاه در سنه خمسين و مائه و الف (۱۱۵۰) هجری نواب آصف جاه ناظم دکن طلبید . نواب از دکن بدار الخلافه شاهجهان آباد شتافت و شرف ملازمت پادشاه دریافت . فضل علی خان تاریخ قدوم چنین در سلک نظم کشید :

صد شکر که ذات دین پناهی آمد رونق ده ملک پادشاهی آمد
تاریخ رسیدم بگوشم هاتف گفت هاتف رحمت الهی آمد
(عائره ۳۷۳)

(۲۹۹) فائز - نجم الدین گجراتی

مولوی نجم الدین که فائز تخلص داشت پسر سید احمد ناظم بود و معلومات زیادی را در زبان های عربی و فارسی و پنجابی داشت . اشعار فارسی او زیاد ولی بیشتر آنها هنوز چاپ نگردیده است . نسخه های خطی این شاعر گجرات در کتاب خانه شخصی قریشی احمد حسین احمد وجود دارد . دیوانش مشتمل است بر نظم فارسی و کتاب هائی درباره فن شعر هم نوشته است . ازوست :

الهی با خودم ده آشنائی براه مصطفی کن راهنمائی
ز شرفس دیوم ده رهائی الم تسمع بفضیلك یا الهی
دعای من ضعیف مبتلائی

در سال ۱۳۳۲ عرصه وجود را ترک گفت . شیخ عبد الله ساکن چک غیر تاریخ وفاتش را چنین سروده است :

بیک شبیه جمادی الاولین نصف که بعد از عصر وی را ارتحال است
هزار و سیصد و سی و دو هجری ” غروب النجم ” تاریخ وصال است

۱۳۳۲

(۳۰۰) فائق - میر احمد لاهوری

میر سید احمد برادر میر جلال الدین سیادت در لاهور بملاقه منصب و خدمت خزانه اقامت دارد . از خوش فکران است . از کیفیتی و تشبه معنی غافل نیست . چند شعرا و که نازکی داشت بر نگاشت . منه :

نصیحت می فزاید رتبه پاکیزه گوهر را
که آب از پیش راه بستن نهد رو در بلندی ها
تا فرگست به بزم فسون نگه نشست
چشم بتان ز سرمه بخاک سپه نشست

دل گرفته من مشکل است باز شود
که قفل بر در میخانه از درون زده اند

(کلمات ۸۸)

میرزا احمد فایق . برادر میرزا جلال الدین سیادت ، استاد فن ، صاحب کمال و خوش خیال بود . و بسیار معنی های تازه یافته . از ثقاة مسموع است که این هر دو برادر شاگرد مرزا داراب جویا اند . بهر حال اشعار برجسته دارد :

دیوانه عشق تو سرانجام ندارد	چون نتش قدم خانه من نام ندارد
از شرم چشم بست تو خوبان نهفته اند	در آستین چو غنچه نرگس پیاله ها
آخر ز شرم ابرویت ای آفتاب حسن	شمشیر خود هلال به زیر سپر کشید
بیگانگی آورد کدورت فایق	آئینه ز آب خویش کی گیرد زنگ

(خوشگو ۲۸)

کاشف دقایق میر احمد فایق که از برادران عیان میر جلال الدین سیادت لاهوری است ، صاحب طبع بلند و تلاش ارجمند بود و در زمره منصب دارن عالمگیری امتیاز داشت . دیوان از افکار خود یادگار گذاشت . و اواخر مائه هادی عشر در گذشت . ازوست :

بزندگانی خود دایم از نفس لرزم	که این چراغ براه نسیم می سوزد
چون بلبلان طفیلی کل نیست شور من	صد نوپهار رفت و جنونم خزان نکرد
هر کرا عشق بدل جوش و خروش اندازد	خانه بردوش شود بار زدوش اندازد

(نتایج ۵۴۷)

(۳۰۱) فتوت - میرزا ابو قراب لاهوری

جدش از خوف به هند آمد . در ملازمان دارا شکوه متسلک گشت . شاگرد میر محمد علی رایج است . سپاهی پیشه و شجاع و خیلی شخصیت داشت . در هنگامه شاه ابدالی بلاهور شهید شد . ازوست :

قدش به صحن باغ چو گرم شتاب شد بر سیخ سرو فاخته کو کو کباب شد

(مردم ۱۷۹)

اصلش از خوف است . جدش در هند رسیده در سرکار شاهزاده محمد دارا شکوه بد عهده داروغگی زرگر خانه مامور گردید . و موطن فتوت شهر لاهور بود ، و مشق سخن از میر محمد علی رایج می نمود . و در لاهور بهنگامه مقتول گردید :

قدش بصحن باغ چو گرم شتاب شد بر سیخ سرد فاخته کو کو کباب شد

(روشن ۵۰۷)

(۳۰۲) فدائی - رستم میرزا بن سلطان حسین ملتانی

فدائی تخلص . رستم میرزا بن سلطان حسین میرزا بن بهرام میرزا بن شاه اسماعیل صفوی . در اول حاکم زمین داور ، مضاف قندهار بوده . چون اوزبکان بر خراسان استیلا یافتند تاب مقاومت نیاورده در اثنی و الف (۱۰۰۲) بخدمت اکبر پادشاه پیوست و حکومت ملتان یافت . آخرها در عهد شاهجهان پادشاه کناره گزیده و در آگره اقامت ورزید تا در گذشت . منته :

بر چید دلم بساط ایمانی را کج باخته ام نرد خدا دانی را

ابروی بتان قبله خود ساخته ام بر طاق نهاده ام مستلمانی را

(مقالات ۴۸۸)

(۳۰۳) فدائی (۱) - خیر الله لاهوری

اصلش از شاه دوله مضاف لاهور امت . در سخن سنجان آن ضلع بثنوی گوئی امتیاز دارد ، غزل کم فکر کرده به مذاق تصوف خیلی آشنا بوده . بصحبت اکثر درویشان صاحب حال رسیده . مرد بی طمع خلوت پسند بود . از مثنوی هایش :

تنگ آمده جامه در بر او از تکه زده گره بر ابرو

پایش ز حنا به نشه بنگ خوابیده به گاهواره رنگ

(خوشگو ۲۲۳)

شاگرد میرزا محمدی بیرنگ است ، در عالم مثنوی گوئی چون وی بی نظیر نیامده . معنی های بلند و مضمون های دلپسند در مثنویات خود بکار برده . در تلاش و شوخی الفاظ ثانی زلالی بود . از راه اخلاص چند بیت در حق این هیچمدان نوشته ، فرستاده بود . از آن ابیاتی که یاد بود نوشته شد :

ای شده در ملک قدیم سخن حاکم بالله و حکیم سخن

درد دلم را که دوامی کنی کار بقانون شفا می کنی

درین والا در لاهور شاعری ازو بهتر نبود ، بپایه استاد رسیده بود .

(مردم ۱۷۷)

خلف شیخ عبدالله اسانت خانی بود . و بر رفاقت خواجه غلام بیجی الدین خان اوقات بسر می نمود . در فکر جواب سبعه میاره زلالی زمین شعر را بخوبی کافت . جواب چهار مثنوی گفته . فرصت جواب سه دیگر نیاقت . از نصرت در مدح حاکم خان ناظم لاهور :

۱- عصر : اواخر قرن دوازدهم و اوایل قرن سیزدهم هجری .

ای شده در ملک قدیم سخن سخاکم یا الله حکیم سخن
نیض شناس آنکه ناتوان محرم بیماری چشم بتان
درد دلم را که دوا میکنی کار بقانون شفا میکنی

(روشن ۵۱۱)

دکتر محمد باقر، نویسنده کتاب "پنجابی تخصیص فارسی میں" نوشته است که اشغال این شاعر در غیر از مثنوی میرزا و صاحبان که خودش سروده است، هیچ جا پیدا نیست ولی آنطوریکه در بالا گذشت احوال این شاعر معروف در حقه تذکره مذکور گردیده است و اطلاعات دکتر باقر غالباً ناقص است. بقدری در مثنوی خود چنین نوشته است:

هست نام فدا تخلص من آشکارا غذا تخلص من
ثبت شد در چریده افواه نام این خاکسار خیر الله
درباره مذهب خود گوید:
قادری مذهب بصدق و یقین حنفی مذهب بملت و دین
درباره لاهور گفته است:

نونهالم ز آب و خاک وطن کرده نشو و نما درین گلشن
نمک شهرتم که پر شور است از نمکدان شهر لاهور است
نیست در هیچ کشوری مشهور شهر دیگر بخوبی لاهور

(۳۰۴) فدائی (۲) - عباس قلی خان لاهوری

در دور عالمگیر پادشاه از وطن چه دکن رسید و از جواهر شاهی نصیبه وانی برداشت و بزمان فرخ سیر پادشاه در لاهور منزوی گردید و نواب عبدالصمد خان با احترامش کوشید:

درد سر بسیار کردم نامه هجر ترا از سودا شب نوشتم تا سیاهی رنگ داد

(روشن ۵۱۳)

(۳۰۵) فخر - القاضی الامام فخر الدین
شرف القضاة الدمراچی

فخر الدین دمراچی که دمراچی خبر بشکر نوال او بر نیابندی و تخم امل

۱- داستانهای پنجابی بزبان فارسی.

۲- عصر: قرن دوازدهم.

جز در زمین کرم ایشان بر نیامدی و آن خاندان فضل و بزرگی بکرم و لطف طبع و مروت و سخاوت در اطراف خراسان مشهور است و من اگر چه بدان طرف نرسیده ام اما از هر کس صفت شمایل ایشان شنیده ام و بخط قاضی فخرالدین دیدم در سفینه ای ، دو بیتي :

گفتم که اگر چشم بمن داشته ای در نرگس تر برگ سمن داشته ای
هر زرکنم من دهنت هیچ اگر زر داشتی یا تودهن داشته ای

رباعی :

عط و دهنت سبزه و گل شد بمثال تنگ شکر یست کرده خلقي بچوال
یا نقطه لعليست زبرد بدوال یا بچه طوطيست شکر پروبال
و این قطعه همو گفته است :

مهترانی که در جهان هستند همه از جام بخل سر مستند
پای احسان خویش نگشادند دست امکان ما فرو بستند
سر انصاف کس نمی دارند سر شان همچنان که زادستند

تیغ بلارک گوهر دار فصاحت بود و محاوره او همه لطف ، مشاهده او ملاحه ، و این دو بیت از عزر طبیعت و ورد قریعت اوست :

گر بهمانیم باز بر دوزیم دامنی کز فران چاک شدست
ور نمانیم عذر ما پذیر ای بسا آرزو که خاک شدست

(لباب ۲۳۷)

(۳۰۶) قاضی محمد فخرالدین گجراتی

او عموی قاضی عطا محمد گجراتی که ذکرش در همین تذکره مرقوم گردیده است ، بود . وی عالمی بود متبحر و دانشمندی مقتدر . اشعار خوبی میسرود . در شهر جهلم زندگی میکرده است و درباره آن شهر منظومه ای نگاشته است که دو شعرش در زیر نقل میگردد :

شهر جهلم که با همه تاب است آب بسیار نان کمیاب است
وعده مردمان این جا بس همچو آن نقش که بر آب است

دیوانش در دست نیست ، در سال ۱۳۲۲ هجری بعالم بالا رفت .

(۳۰۷) فرحت - پیر فرح بخش لاهوری

پیر فرح بخش جد پدر مخدومی غلام دستگیر نامی بوده . در سال ۱۱۹۱

هجری در شهر لاهور متولد شد . اسم پدرش کرم شاه و او به لقب مسیتا شاه معروف بود . پیر فرخ احوال خود را در " اذکار قلندری " مرقوم نموده است . شصت و پنج سال عمر کرد و در سال ۱۲۵۴ هجری عرصه وجود را ترک گفت . قبر وی در رده پیران در نزدیکی شهر شیخوپورہ واقع است . تصانیف وی که هنوز چاپ نگردیده است ، عبارتست از :

۱- اذکار قلندری ۲- قصه عبد الله و رادهان

۳- قصه جنگ و جدل سیالکوت ۴- مکتوبات فرحت

۵- سسی و پنون (بفارسی) ۶- کلیات فرحت

نمونه‌ای از اشعارش چنین است :

در رقم آرم صفت باغ را	هم ز تاجر زاده فرخ لقا
بود تاجر زاده با مال و منال	نام غزنی داشت او نیکو خصال
در میان تاجران بد نامور	داشتی شوق عمارت بیشتر
چون شنید از باغبان حال چمن	بادل خود گفت آن نازک بدن
که مجال تاجران باشد کجا	هان مگر باشد در ایشان بارما
در دلش افزود روی شوق یار	بی تحمل گشت بی صبر و قرار
بر امید وصل یار سهم تن	شدروان با همدمان سوی چمن
عشق عذرا کرد در واقع اثر	گشت او در عشق عذر زار تر
همچنان عشق سسی اندر پنون	شد موثر ، کرد حال او زبون

(۳۰۸) فرخ - ملا فرخ حسین ایمن آبادی

در امن آباد که مضافات لاهور است بسر می برد . این بیت از او به فقیر رسیده

نگارش می نماید :

دل همیشه می خواهد طواف کوی جانان را
 های بی سر و پائی وای نا توانائی
 چه خبر ترا ز رنگم که چو بلبل خزان
 ز کجا کجا پریده ، بکجا کجا نشسته

(خوشگو ۲۱۵)

ملا فرخ حسین لاهوری است . شاعر معنی یاب بوده . در دیوانش بعضی ابیات در صفت فرخ سبز بادشاه یافته شده . بسیار خوشگو است . این چند بیت ازوست :

شب که بی روی تو دل جز گریه دمسازی نداشت

ناله چون مرغ در آب افتاده پروازی نداشت

(حسینی ۲۰۴)

از سر زمین امن آباد - مضاف بصوبه لاهور برخاست و بخوش نوائی و بزرگین ادائی مسخنان فرح افزا ، دل دردمندان غم می کاست :

سحر دیدم ز بار غنچه شاخ نازکی خم شد
بیاد آمد سلام یار و من از خویشتن رفتم
رسد چون وارث میت بماتم خانه شور افتد
قیامت رفت بر وادی چون مجنون مرد و من رفتم

(صبح ۳۱۴)

سخن سنج معنی یاب است . از ثنا گستران فرخ میر بود . شعر نیکو دارد :

دل که هر شام از هوسها تازه سامان میشود
چون سرای رهروان هر صبح ویران میشود
با سر و سامان چنین بی اعتبارم کرده اند
چون امام سبزه بیرون از شمارم کرده اند

(انجمن ۳۶۹)

(۳۰۹) فرقتی - سید علی بخش ملتانی

اسم عزیز آن زعنا خصال ، ریاض اهلیت سید علی بخش است . ملقب سید امیرخان . مولد خجسته بنیادش خاک مینو سواد دهلی . خلف ارشد مستعفی سید کریم بخش صاحب زادیره . اصل بزرگانش شهر ملتان باشد و نسبت پدری شاه به سلطون سید بهاء الدین ذکریا ملتانی برسد . بعمر دوازده سالگی همراه پدر بزرگوار خود بعظیم آباد پیوسته . نخست استفاده علمی پاره خدمت مکریمی میر محمد مهدی متخلص عیشی برداشته ازان بار به حلقه تلامذه من محرر اوراق در آمده و سالی چند با کتساب استعداد علمی و مشق سخن سنجی پرداخته ، طبع روانی و فکر رسائی پیدا کرده معسود همعصران خود گشت . لزان سعادت آهنگ ، تلمیذ نکته پیوند است :

تازه پامال خرام ناز همدوش توام	من خراب چلوه سرو قباپوش توام
چیز پریشانی نصیب من نمی گردد ز چرخ	تا اسیر حلقه دام من پوش توام
کی لب ساغر مکیدن را هوس باشد مرا	تشنه کام باده لعل نیکخوش توام
فرقی زد شعله در دل مصبرع شوخ علی	من کباب آتش بسیار خاموش توام

(خیال ۸۴)

(۳۱۰) فرید - فرید الدین گنج شکر پنجابی

از اعیان اولیا و ارکان اتقیا و عظمای صوفیه است . و در ریاضت و مجاهده و تجرید و تفرید سبقت و کرامت آیتی و در ذوق و شوق و محبت علامتی بود . والد بزرگوارش جمال الدین سلیمان ، خوهر زاده سلطان محمود غزنوی بود که در زمان سلطان شهاب الدین غوری از کابل بلاهور رسیده و چنددی در شهر قصور اقامت داشته است . بنا بدستور پادشاه هند به ملتان رفت و در آنجا با دختر ملا وجهه الدین خنجد که فرسم خاتون نام داشت ازدواج نمود ، و از بطن آن خاتون محترم سه پسر متولد شدند . یکی عزالدین محمود و دوم فرید الدین مسعود و سوم نجیب الدین متوکل . شیخ در سال ۵۸۲ در قصبه کهوتوال متولد شد . تاریخ وفاتش مطابق صاحب اخبار الاخبار پنجم محرم روز سه شنبه سال ۶۶۴ بود . نمونه اشعارش در بالا گذشت . (نفائس)

اسم گرامی ایشان مسعود و لقب فرید الدین بود اما بلقب گنج شکر معروف بودند . علت این لقب را بیرم خان چنین نگاشته است :

کان نمک، جهان شکر، شیخ بحر و بر آن کوشکر نمک کند و از نمک شکر
در کهوتوال در نزدیکی شهر ملتان متولد شدند . سلسله نسب ایشان تا حضرت
عمر میرسد . در زمان کودکی از کهوتوال به شهر ملتان آمدند و در همین شهر
به تحصیلات مشغول شدند . سپس سرید شیخ بختیار کاکا شدند . این رباعی را
بختیار کاکا در مدح ایشان سروده است :

مقبول تو جز مقبل جاوید نشد و ز لطف تو هیچ چنده نو مید نشد
لطفت بکدام بنده پیوست دمی کان ذره به از هزار خورشید نشد

حضرت فرید الدین در داخل کشور هند مسافرت های متعددی نموده بودند . بزبان های فارسی و پنجابی شعر سرودند . دیوان فارسی ایشان تا هنوز چاپ نگردیده است اما اشعاری چند بوسیله آقای حفیظ هوشیار پوری بدستم رسیده است که نقل میگردد :

هر سحرگه بر درت سر می ز نم بر طریق دوستان در می ز نم
همچو مرغ نم بسمل پیش تو در میان خاک و خون پر میزنم
هم ازوست :

شب نیست که حزن دل غمناک نریخت
روزی نه که آبروی من پاک نریخت

یک شربت آب و خوش نخوردم هرگز
 کان باز ز راه دیده بر خاک نریخت
 روز سه شنبه ۵ محرم الحرام در سال ۶۶۴ در اجودهن که بعداً باسم پاک پتن
 بوسید اکبر شاه نامگذاری شده بود ، مدفون گردیدند .

(۳۱۱) فصاحت - ملانتھو لاهوری

ملانتھو فصاحت تخلص کرد . شاگرد شاه آفرین ، بچوانی فوت کرد
 چند سال رفیق فقیر بود . ازوست :

کردم فرادش از دل شعر اسیر و صایب
 تا خوانده ام فصاحت ، دیوان آفرین را

(مردم ۱۷۹ روشن ۵۳)

(۳۱۲) فضل - ابو سلیمان پیر زاده مظفر احمد پنجابی

ابو سلیمان پیر زاده که اسم تاریخی او مظفر احمد بود بتخلص فضل و
 لقب خان بهادر معروف بود . از اولاد و احفاد حضرت شاه محمد اسماعیل شهید
 بود . بعد از پایان تحصیلات خود وارد شهر لکنو گردید و در سال ۱۸۹۰ بمنصب
 ضلعداری (۱) مامور گردید و بشهر های ملتان ، لاهور ، ساهی وال و فیروز پور رفته
 و انجام وظیفه نمود . دارای شخصیتی بسیار پر احترام و خرش وضع بود . او
 صوفی بود و علاقه شدیدی نسبت را باو امر اسلام داشت . اهل مطالعه و شعر بود
 و کتابخانه مجلی درست کرده بود . مجموعه ای بزبان فارسی تحت عنوان
 گلبنگ سخن چاپ کرده بود . آثارش عبارتست از :

- | | |
|--------------------------------|-----------------------|
| ۱- نقیب الاولیا | ۲- سیمرخ |
| ۳- کارنامه اسلام | ۴- مثنوی لسان العرفان |
| ۵- گلبنگ سخن | ۶- قصیده بلخ البیان |
| ۷- فریاد فضل و مثنوی واردات دل | ۸- مثنوی راز بیخودی |
- مرحبا ای یادگار زهت باغ ارم
 حسن بر خاک جگر گیر تومی نازد بلی
 چشمه آب تو باشد همدم آب حیات
 گوشه دشت تو باشد روکش ربع سداد
 نخواهم رفت در ایران به تحصیل زبان دانی
 که کاشانست در هندوستان کاشانه خویشم

برتر از آسمانست پایه ما آسمانست زیر مایه ما

شاعر ملی پاکستان مولانا اقبال لاهوری در زندگی خود کتابی منظوم تحت عنوان اسرار خودی بچاپ رسانیده بود ولی بدلیل اینکه روحانیون آن زمان این کتاب را بنظر تعصب دیده و فلسفه آنرا نمی فهمیدند، شلوق عجیبی را براه انداختند. روحانیون می خواستند که مردم را در عقیده های اشراقیت، افلاطونیت و قبرپرستی و کرامات خارق العاده کشانیده و بههدف های شخصی خود برسند اما اقبال لاهوری می خواست که آن عقیده های باطل را از بین برده مردم را راه درست اسلام بنماید. فضلی بنمایندگی روحانیون کتابی باسم مثنوی راز بیخودی نگاشت و بتکذیب اقبال لاهوری پرداخت. انتخابی از آن مثنوی بدین قرار است:

وادی این شد از جام تجلی زار مست
طورمست و جلوه مست و نورمست و نارمست

جوش سرمستی ست مستان را بود هر کارمست
نام غنچون ننگ مست و ننگ همچون عارمست

فصل گل مستانه آمد غنچه مست و خارمست
بلبل مستانه مست و ناله های زارمست

مست مستانم بلی مستانه می گویم سخن
باده مست و جام مست و نشه سرشارمست

فضلی مستانه می گویند کز می توبه کرد
آنکه می گردید دی در کوچه و بازارمست

من نمی گویم که قیصر کن مرا صاحب دیمیم و افسر کن مرا
از تو می خواهم ترا ای کام بخش ای همه بخش همه فرجام بخش

دین و دل می خواستم فضلی نثار عشق دوست

عقل خود بین از سعادت باز میدارد مرا

باده ام آن ده که مدهوشم کند یاد خود داری فراموشم کند
وه چه می سر جوش کیف بی خودی آتش خاموش کیف بی خودی

ریختند آن باده اندر جام من گشت دور بی خودی فرجام من
وه چه بودستم چها واگشته ام خویشتن را خود تماشا گشته ام

او المستی گفت من گفتم بلی خواند او یا عبد و من یاربنا
مست پیمان شراب لم یزل بر همان عهدم که بستم در ازل

مرحبا نور صفای سینه ام احسن التقویم را آئینه ام

عین اویم. آن او، آنه منست
 یا خدا دست و گریبان می کنی
 غیب را گوید جمال معنوی
 از خودی گیرد صد آهو برختن
 خود پرستی خلق را تعلیم گوید
 خالی از حسن عمل پر از خلل
 سر بسر از لفظ تا معنی غلط
 خلق عالم نورس این نخل نیست
 در حرم مزدور دیوان را چه کار
 بی خبر از لذت فرجام می
 سایه را نور و زمین را آسمان
 چهره پرداز وجود بندگیست
 زنده تر ارزنده تر فرخنده تر
 بندگی سر هست و سامان بندگیست
 شور بلبل از چمن مقصود نیست
 صحبت اقبال من رنگ من است
 مادر و بابای من باشد خودی
 می زخم برهم طلسم آسمان
 قوم شد مسحور پندار شغال
 جهل را هم حجت و اسنادهاست
 آدمی را بز مخولان ای آدمی
 نوش تریاق است زهر نیش نیست
 هر چه گوید ساخته می گوید سخن
 نی قماش و نقره و فرزند و زن
 از خودی خود را برون آوردن بود
 رند میکش را ملامت میکنی
 تو چه دانی سر مستان ازله
 ساقی و بزم و خم و پیمانہ چیست؟
 آسمان چون چاکرانش بنده باد.

او بمن نزدیک از جان منست -
 بنده را فرعون بسامان می کنی
 چون بخود می بیند از روی خودی
 مست گردد چون بیوی خویشتن
 خویش را بر خویشتن تقسیم کرد
 علم او طومار عصیان در بغل
 هر چه گفتی از خودی حاشا غلط
 در حیات کس خودی را دخل نیست
 در حرم حق خودی را نیست بار
 از خودی تا کام مستی جام می
 ضد هرشی هست هرشی را نشان
 ضد آن چیزی که نام او خودی است
 بنده شد از بندگی تا بنده تر
 مقصد تخلق انسان بندگیست
 قال وقیل از علم و فن مقصود نیست
 بسکه "جرمن توری بنگ" من است
 آدم و حوای من باشد خودی
 کیستم آن شاعر جادو بیان
 الغرض از سحر گفتار شغال
 عقل را گر صنعت و ایجادهاست
 اینقدر بر خود مچین نار خودی
 آدم است او گو سپند و میش نیست
 مرد دانا پخته می گوید سخن
 چیست دنیا از خودی ها دم زدن
 آنچه اندر زندگی مردن بود
 ای که حافظ را شماتت می کنی
 ای بعلم خویش مخمور عمل
 توجه میدانی من و میخانه چیست؟
 نیو اقبال او تابنده باد

می کنم سر چانه ای اندر دعا
 از ملک آمین اجابت از دعا

(۳۱۳) فضلی - مولانا فضلی ملتانی

بمنظور کسب علوم بدارالملک بخارا شتافته . همدرس و هم مکتب محمد عوفی بوده است . عوفی در لباب الالباب تعریف زیاده از علم و فضل او کرده و فن سخن سرائی او را ستوده است . ناصر الدین قباچه مولانا فضلی را بسیار محترم داشته و بنا بر خدمات او بفن شعر از او تقدیر نموده است . و مولانا به شخصیت سلطان بگرویده و محاسن او را در اشعار خود بیان نموده است . اینک شعری چند از او بطور نمونه می آورم :

ای ظفر همدم ترا از بخت برنا آمده
 نامه تائید تو " انا فتحنا " آمده
 ناصر دین خسرو دنیا قباچه شاه شوق
 ای مه چتر تو بر گردون مینا آمده
 از بی اعلای دین نصر من الله در ازل
 بر سر منصور شاهی تو طغرا آمده

و این رباعی هم ازوست که در آن معانی بدیعه را آورد :

بر لاله چشم کوهساری بوده است صد قطره زخون تاجداری بوده است
 مسپر بقدم سبزه بستان گستاخ کان و سمه ابروی نگاری بوده است
 (هلال - صفحه ۴۸ - جلد ۳ - شماره ۳)

(۳۱۴) فطرت - ملا فطرت جهلمی

ملا فطرت نیکو بیان ، سلطان شادمان از سلاطین قوم گکهرانست . ملک اینان در میان ولایت هندوستان بر مثال برجی افتاده ، قلعه رهتاس که بر لب دریای جهلم در کمال رفعت و نهایت استحکام از بناهای اعجوبه روزگار شیرشاه غازی روح الله روحیه اتفاق افتاده ، بنا بر رفعت مضرت همین جماعت است ، و سلطان شادمان با وجود لکنت زبان طبع بغایت چالاک داشت . صاحبقران ثانی با فکرتش همواره سر خوش بوده ، و مورد انعامات فاخره میگرددانید . گویند در هنگامی که بحکم پادشاه تختی در نهایت تکلف ساختند چنانکه سه کرور (۱) رویه را جواهر گران بها بروی نصب گردید و روز جشن بر آن تخت جلوس فرمود . شعرای پایه تخت در تمهیت و توصیف قصاید و غزلیات آوردند . از انجمله این غزل سلطان شادمان مطبوع و مستحسن افتاد :

(۱) کرور کلمه اردو است که بفارسی پاکستانی نیز مستعمل است ، بمعنی ده ملیون .

صبحدم کز فیض گشتم همنشین آفتاب نقش نام شاه دیدم در نگین آفتاب
 شاه دین پرورشهاب الدین محمد پادشاه ثانی صاحبقران آمد قربن آفتاب
 شادمان ظل شهنشه بر جهان پاینده باد تا بود رخس فلک در زیر زین آفتاب
 در شهورسن هزار و هفتاد و نه از جمیع فکر ها خلاصی یافت .

(خیال ۱۶۴)

او اگرچه شاعری بسیار نیکو سخن بود ، اما تخلص وی در هیچ جا فطرت
 نوشته نشده است . فقط در تذکره سرآة الخیال تخلص وی مرقوم است . در
 کیگوهرنامه چنین آمده است که شادمان خان پسر اجمیر خان نبیره بمارا خان
 بدربار حضور انور حاضر شده و بعد از بیجا آوری خدمات پرگنه و هاله را بعنوان
 ارث پدر بزرگ خود بدست آورد . او کم عقل بود و بعلت نفهمی خود از صوبه
 کابل فرار کرده در گروه راهزنان در آمد . دیوانش چاپ گردیده است .

(۳۱۵) فنا - فنا فی الله جالندهری

فنا فی الله جالندهری ، موجد بوده . در محمد آباد میان نور محمد او را
 دیدم . مردم پنجاب می نموده، منه :
 سن و تو موجد بحریم کز سبک روحی بظرف کون و مکان می نکتجد آب روانش
 (مقالات . ۴۹)

(۳۱۶) فیروز - نواب فیروز الدین لاهوری

در عربی و فارسی کامل بود . و با شعر پارسی خصوصیت داشته . دیوان پارسی
 مکمل کرده . در عمر چهل و پنجاه سالگی رحلت کرد . نواب فیروز فقیر را
 سرمه چشم می گفت . روزی شاعر یاور نام قصیده در مدحش گفته حسب اجازت
 خواندن گرفت . چون بر خواند، فرمود : چرا مغز پاشی کردی و دماغ را نیز پریشان
 ساختی . این یک شعر از فکر والایش یاد مانده :
 بدر یا گرفتند ظل دخان آه سوز انم
 شرراز اوچ مدح او چوکوه آتشین خیزد

(چشم ۹۲)

(۳۱۷) فیضا - ملا فیضا لاهوری

برادر ملا منیر لاهوری است . سردی درویش نهاد ، متکسر المزاج بود و
 در سنه سبع و الف ازین جهان رحلت نمود .

گر چشم تو نکته دان نبودی مژگان ترا زبان نبودی
 من آئینه را ندادم روئی گر روی تو در میان نبودی
 (روشن ۵۴۱)

(۳۱۸) فیضی - شیخ ابوالفیض فیاضی

شگفته پیشانی، گشاده دست، بیدار دل، سحرخیز، از ارادت گیتی خداوند کامیاب، صلح کل بود. از گوهر شناسی بخطاب ملک الشعراء سربلندی یافت. نزد چهل سال فیضی تخلص کرد، سپس بانیروی المہام، فیاضی، چنانچه در نل دمن میسراید:

افراد زین بیش که سکه ام سخن بود فیضی رقم نگین من بود
 اکنون که شدم بعشقی مرتاض فیاضیم از محیط فیاض
 بزبان تازی و فارسی فراوان تصنیف دارد. ازان میان سواطع الالمہام تفسیر است بی نقط.

(آئین ج ۱: ۸۹)

شیخ ابو الفیض فیضی در سنه اربع و خمس و تسمائہ در عرصه فیض هستی دریافت و در سال یک هزار و چهار هجری که پنجاه سال و چند ماه از عمرش گذشته بود پیمانہ حیانتش لبریز گشت. مثنوی نل دمن را خود ترتیب داده در سنه ۱۰۰۳ هجری. و مرکز ادوار را شیخ ابوالفضل ما بعد وفاتش در سنه ۱۰۰۶ هجری از مسوده‌ها به تبیض در آورد.

(آئین، حاشیه سید)

مرجع افاضل والا دستگاہ شیخ ابوالفیض فیضی ملک الشعراء دربار اکبر شاه در کمال فضل و علم نظیر نداشتند. چون تفسیر بی نظیر بی نقط بزبان عربی تصنیف نمود، در فکرافتاد که بجای بسم الله چه نویسد. گفت کلمه خود را بنویسد و همچنان کرد و سواطع الالمہام نیز در علم سلوک بی نقط بلغت عربی تصنیف کرد و مثنوی نل دمن و دیوان شعرش متداول است. چون نواب خان جہان بہادر با سرائلیچی گری پیش شاه عباس رفت، پادشاه پرسید که سرآمد شعرای ہندوستان کیست؟ گفت ملک الشعراء شیخ ابو الفیض فیضی است. گفت از اشعاروی بخوان؟ نواب این بیت برخواند:

بانگ قلم درین شب تار بس معنی خفته کرد بیدار
 بادشاہ آفرین کرد و بغایت محظوظ شد و مثنویش طلبید و ہاب زر نوشت. و این بیت در توحید نیز نیکو گفته:

فراست صفت صفت گرفته حیرت ره معرفت گرفته
درهین موئی که به بینی خاموش فواره فیض اوست در جوش

(حسینی ۲۵۰)

کنیتش ابو الفیض بود و خطایش فیاضی است . پسر شیخ مبارک مهدویه و ملک الشعرا جلال الدین اکبر بادشاه بود و پایه تقریب بمرتبه کمال داشت . چندی بمشاکل طبع سخن آرای خویش دام تلوین در راه نابالغان دارالملک حقیقت گسترده فی الشهور سن الف و اربع من الهجرة در گرداب فنا متوالی گردید . نسخه نل دمن از تصنیفات وی در ایران و توران شهرتی عظیم دارد . ابو الفضل و فیضی که دهریه مقرری و سر حلقه اهل تزویر بودند در صحبت خاص راه یافته بترصیقات واهی خاطر پادشاه را از جاده مستقیم انحراف دادند . بعضی از رسوم اهل هند پرداختند و این دو بیت فیضی از قصیده مدح پادشاه بر آن حال گواه است .

قسمت نگر که در خور هر جوهری عطاست
آئینه با سکندر و با اکبر آفتاب
او میکند معاینه خود در آئینه
این میکند مشاهده حق در آفتاب

(خیال ۷۹)

از مشاهیر مشایخ و پدرش شیخ مبارک و برادر کهنترش شیخ ابو الفضل از فضلا و حکمای معتبر زمان خود بوده . ایشان از احفاد شیخ حمید الدین ناگوری بوده اند . مولد و موطن جناب شیخ فیض ناگور من مضافات اجمیر است . کمالات صوری و معنوی را جامع و اوراق معارف از مشارق کلامش لامع . برادرش شیخ ابو الفضل در زمان اکبر شاه صدر الصدور و خود نیز کمال تقرب داشته و بر تربیت سلطان همت میگماشته . چون اکبر شاه را انحرافی از طریقه شریعت بهم رسید مردم ظهیر این معانی را از جانب شیخ دانسته ویرا بالحد و زندقه نسبت کردند . غرض شیخ را در علوم تصانیف محققه است . نصف قرآن مجید را بی نقط تفسیر کرده . وفاتش سنه ۱۰۴۰ هجری (۱) در لاهور اتفاق افتاد . اشعار پسندیده است . بعضی از اشعار و مثنویات در این سفینه قلمی می شود . من غزلیاته :

ای که از بادیه عشق خبر می پرسی پای بردار که کونین دوگاست این جا
خوش آنکسی که ز عالم بارزوی تو رفت بجستجوی تو آمد بگفتگوی تو رات
زاهد سخن زمشرب توحید میکنی ؟ تحقیق کرده ایم که تقلید می کنی

(۱) - ۱۰۰۴ هجری . در متن اشتباه آمده است .

رباعیات

آنروز که کردند شمار من و تو بردند ز دست اختیار من و تو
 فارغ بنشین که کار ساز دو جهان پیش از من و تو ساخته کار من و تو
 یا رب منی براه تو حیدم ده شوق به نهای خانه تجریدم ده
 دل بستگی بسر تحقیقم بخش آزادگی ز قید تقلیدم ده
 (عارفین ۱۹۱)

شیخ فیضی ابن شیخ مبارک (۱) وی یزادر مهین شیخ ابو الفضل است .
 از اولاد قاضی حمید الدین ناگوری که خواجه قطب الدین بختیار کاک استاد او
 بوده . مولدش ناگور است که از مضافات اجمیر است . شیخ فیضی جامع
 کمالات، صوری و معنوی بوده است . قابلیتش به خلعت فضایل آراسته و
 جوهر استعدادش بزیور علم و هنر پیراسته بود و در خدمت اکبر شاه کمال تقرب و
 غایت احترام داشت . نصف قرآن را بی نقط تفسیر کرده و تصانیف دیگر هم
 دارد. شیخ فیضی در سخنوری مسلم زبان بوده. وفاتش در سن ۱۰۰۴ در لاهور
 واقع شد . او را ست این ابیات :

مستانه سخن میرسد از دل بلب ما عشق است که بر بسته زبان ادب ما
 تا که خواهد گذشت در نظرم که بچشم من اضطرابی هست

(ریاض)

طوطی هند سخن گستری است . ملک الشعرا درگاه اکبری . در طبقه
 سلاطین تیموریه هند اول کسیکه بخطاب ملک الشعرا تحصیل مباحث نمود
 غزالی مشهدی است که از پیشگاه اکبر بادشاه باین خطاب نامور گردید . و بعد
 رسیدن او از صحرای فنا بمرغزار بقا شیخ فیضی باین لقب بلند آوازه گشت .
 بادشاه اولاً بنظم خمسه مامور ساخت و در مدت پنج ماه کتاب نلدن چهار هزار
 دویست بیت مقابل لیلی و مجنون ساخت .

(سرو ۱۵)

محل تولد شیخ ابو الفیض فیضی ، برادر بزرگ ابو الفضل علامی و پسر
 شیخ مبارک ، اگرچه در شهر آگرا بدنیا آمد اما بیشتر عمر خود را در لاهور در
 معیت و ندیمی شهنشاه جلال الدین اکبر گذرانیده و همانجا عرصه وجود را

۱- ملا مبارک پدر شیخ فیضی در لاهور یک ساختمان بزرگی را ساخته ، بعد
 آنرا حویلی ملا مبارک نامیدند . ابو الفضل و فیضی اکثر به لاهور تشریف آورده
 و درین حویلی اقامت گزین شدند و مشاعره ها منعقد کردند احوال این مشاعره ها در
 گذارش احوال گذشت (مولف) .

ترک گفت . و در شهر آگرا مدفون گردید . ابو الفضل علامی اشعار زیادی را از فیضی نقل کرده است و انتخاب زیر از همانجا داده شده است :

نور تو بینش گداز . حسن تو دانش گسل
فکر تو اندیشه گاه . کنه تو حیرت فرا
دانش و بینش بهم یک یک آمیختن
ابجد عشق ترا هست نخستین هجا
آنچه طرازد زبان . آنچه نگارد قلم
آن همه حرف دغل وین همه نقش دغا
ای نقد اصل و فرع ندانم چه گوهری
کز آسمان بزرگتر از خاک کمتری
دل بد مکن که تیرگی چاز عنصری
خودبین شو که آئینه هفت کشوری
قیمت شناس گوهر خود باش کا سمان
نور ترا ست از پی میاره مشتری
از عقل سر مکش که مشیرست مومن .
بر وهم دل منه که سفیهی ست مفتری
اینست اگر طلسم رجود عزیز تو
معدوم شو که چشم جهان را مکرمی
ای بیخبر ز سود و زیان این چه غفلت است
کاقبال می فروشی و ادبار می خری
بر آستان صدق بدرویشی آورد
درویشی ای که خنده زند پر تونگری
پاس نظر بدار که این دزد تیز دست
گوهر بزور می برد از دست جوهری
نظر فیض چو بر خاک نشینان فگنم
مور را مغز سلیمان رسد از قسمت ما
فیضی ساده ضمیرم اگر ت باور نیست
روی معنی نگر از آئینه صورت ما
دیده او بگذار جگر انباشته باد
هر که گوید خبری از دل آورده ما

فیضی از نقد جهان گر چه تمهی دستانیم
 کیمیا ساز برد رنگ ز رخساره ما
 من براهی میروم کانجا قدم نامحرم است
 از مقامی حرف می گویم که دم نامحرم است
 درین دیار گروهی شکر لبان هستند
 که باده با نمک آمیختند و بدستند
 اگر سری نکشم سوی بی خودی چه کنم
 مرا ز همدنی خود ملال میگردد
 خواهش از مجلس ما بیرون است
 چون بیائی دل خورسند بیا
 بیا که روی بمحراب گاه نور نهیم
 بنای کعبه دیگر ز سنگ طور نهیم
 فیضی من آن بلند نگاهم که روزگار
 پیوسته یافت ساعد فکرم بساق عرش
 بنگر قبای همت فیضی که قدسیان
 پیوند کرده اند ز افلاک دابنش
 بگیر محضر دیوان فیضی و بنگر
 سخن طرازی رند هزار مذهب را
 رباعیات

شاهی که در فیض گشاید همه شب
 تاریک را راه نماید همه شب
 هرکس که رخسار بروز بند یک بار
 خورشید بخواب او آید همه شب
 فیضی بگشا گوش دل و دیده هوش
 از کار جهان دور کن این دیده و گوش
 نیرنگ زمانه بنگر و لب بر بند
 افسانه دهر بشنو و چشم بیوش

ای هم نفسان محفل ما - رفتید ولی نه از دل ما
 ما دست ز غم نهاده بر سر - غم پای فشرده در گل ما

(۳۱۹) فیضی - نیک عالم کنجاهی

مولانا نیک عالم فیضی کنجاه در نزدیکی شهر گجرات بود . بیشتر عمر خود را در راولپندی بعنوان معلم گذرانید . اشعار فارسی او بسیار قشنگ است و درد و بلبل چاپ گردیده است یکی از آن دو جلد صحیفه غم و دومی مرقع غم است :

موسم گل در رسید است و نیامد یار من
 ای بهار این گلشان اخگری در دل زند
 چون نباشد بامن اندر باغ گل رخسار من
 هر رگ گل تارگشته در فراق یار من
 یاد یار گلهزار آید مرا از دید گل
 یاد آید از رطب آن شکرین گفتار من

(۳۲۰) قادری - محمد دارا شکوه

اورنگ نشین کشور توحید مقالی و شاعر سخندان شاهزاده دارا شکوه قادری
 برادر عالمگیری پادشاه بن شاهجهان . مجمع البحرین و رساله^۱ : نما از تصنیفات
 اوست . ویراست :

خاطر نقاش در تصویر حسنش جمع بود
 از خویش بریدن چه مبارک سفری بود
 چون بزلف او رسید آخر پریشانی کشید
 بادوست رسیدیم چو از خویش بریدیم
 (حسینی ۲۶۶)

شاهزاده دارا شکوه بن شاهجهان پادشاه اورنگ نشین کشور خویش بیانی است
 و سریرآرای ملک شیوا زبانی . مرید ملا شاه ، خلیفه شاه میر لاهوری است . در
 سنه ۱۰۶۷ بزمان اشتداد مرض حبس البول اعلحضرت رتیق و فتق مهمات جهانبانی
 بقبضه^۲ افتدارش در آمد و با شاهزاده اورنگ زیب معرکه جنگ و جدال قائم
 شد و شد آنچه شد تا آنکه ۱۰۶۹ هجری کارش را با تمام رسانیدند و در مقبره
 همایون پادشاه بزیر خاک سپردند . این قصه را در نتایج الافکار مفصل حواله
 خامه^۳ واقعه گذار کرده است . ازوست :

بشکست دل آبله از گردش پایم
 درکار من آنهم گرهی بود که باشد
 هرخم و پیچی که شد از تاب زلف یار شد
 دام شد ، زنجیر شد ، تسبیح شد ، ز نار شد

(انجمن ۳۸۸)

اسمش محمد ، لقبش دارا شکوه ، پسر بزرگ و ولی عهد شاهجهان پادشاه
 هندوستان بود . بالاخر اورنگ زیب برادر کوچک وی برو خروج کرد . پس از
 استیلای او را بقتل آورده . اگرچه سلطان و سلطان زاده بود اما تحصیل مقامات
 عرفانیه می نمود . با سعیدای سرمد دوستی داشت . و با ملا شاه بدخشانی ارادت
 و اخلاص می ورزید و چون سلسله ملاشاه میان شاه میر لاهوری بطریقه قادریه
 منسوب بود ، قادری تخلص می نمود . رساله در توحید سطحیات اهل یقین مرقوم
 آورده **آقرا احسانات العارفین** نام کرده . سفینه الاولیاء نیز از مولفات اوست .
 هر صورت گاهی بنظم مبادرت میفرمود و این دو بیت و قطعه و رباعیات از
 نتایج طبع اوست :

شاهزاده دارا شکوه پسر ارشد شاهجهان پادشاه هندوستان نه تنها از شخصیت های دانا و هنرمند شاهزادگان گورکان هند بشمار میرود ، بلکه یکی از مولفین و مترجمین بنام سده یازدهم هجری می باشد که کلیه تالیفات و ترجمه های خود را بزبان فارسی فراهم آورده است . تولد او در نصف آخر ماه صفر سال یک هزار و بیست و چهار هجری قمری در خطه اجمیر بالای تالاب ساگر تلال اتفاق افتاد . در سیزده سالگی دارا شکوه نزد ملا عبداللطیف سلطان پوری درس میخوانده و شاهجهان فرزند خود را باین استاد سپرده بود . تا علوم معمول زمان را باو بیاموزد . دارا شکوه در جوانی با افراد چندی از مشایخ صوفیه مسلمان و هندو آشنا میشود و اطلاعاتی از سیر و سلوک صوفیه بدست آورده است . در سال ۱۰۴۹ هجری بدرک ملاشاه فیضیاب شد . ملا شاه از مشایخ سلسله قادری است که خرقه او بشیخ عبدالقادر گیلانی میرسد . دارا شکوه در تاریخ ۲۹ ذی الحججه سال ۱۰۴۹ هجری پس از ملاقات با او باین سلسله پیوست و حتی در اشعار خویش قادری تخلص میکند . پیش ازین برشد ملاشاه یعنی میان جیو (میان میر) را ملاقات کرده بود . آثار دازا شکوه را میتوان بدو دسته تقسیم نمود :

- ۱- آثاری که در نتیجه مطالعه تصوف اسلامی فراهم آورده است .
- ۲- آثاری که در نتیجه مطالعه تصوف و فلسفه هندو مدون و یا از آثار دیگران ترجمه نموده است .

آثاری که زائیده فکر و تصوف اسلامی است عبارتست از :

- ۱- سفینه الاولیا
- ۲- مکینه الاولیا
- ۳- رساله حق نما
- ۴- حسنات العارفين
- ۵- دیوان دارا شکوه . دو نسخه ازان فعلاً موجود است و هنوز بیچاپ نرسیده است . او این دیوان را اکسیر اعظم نامیده است . در اشعار دارا شکوه روح تصوف بنا بر طریقه قادری رسوخ یافته و احساسات شاعرانه او غالباً استدلالی و بر اساس منطقی و تفکر نیست بلکه بیشتر جنبه اشراق دارد و بعد اعلائی وحدت وجود میرسد . اینک چند نمونه از اشعار او در اینجا نقل میگردد :

هر که پای خمی گرفت و نشست	ساقی و باده و سبو را برد
وان که زین سه نیافت آگاهی	رفت و در خاک آرزو را برد
وان در خویشتن نجست او را	رفت و با خویش جستجو را برد
قادری یار خویش در خود یافت	خود نکو بود کان نکو را برد

انسان کامل :

آدمی قدر خویش میدانی که تویی گنج سر پنهانی

دست و پای توفیقش الله است
خاق آدم بود بصورت حق
هم محمد توی و هم الله

چون یدالله را ندی خوانی
زان خلیفه شدی و سلطانی
این عنایت تراست ارزانی

قطعه :

بمبشت آنجا که ملائی نباشد
جهان خالی شود از شور ملا
دران شهری که ملاخانه دارد

ز ملاشورو غوغائی نباشد
ز فتوی هاش پروائی نباشد
در آنجا هیچ دانائی نباشد

(مبتخیات آثار صفحه ۷)

دارا شکوه بیشتر اوقات خود را در لاهور بسر می برد و ساختمان های زیبا و باغ های مجلی را درین شهر بنا نهاد . وی یک کتابخانه بزرگی را هم درین شهر ایجاد نموده بود . با ملا شاه و میان جیو رابطه ارادت و دوستی داشت .

(۳۲۱) قادری - مخدوم محمد گیلانی اوچه

اسمش محمد و اسم پدرش شاه امیر بود و از اولاد غوث الاعظم عبدالقادر گیلانی بود . پدرش در زمان حمله هلاکو خان از بغداد رخت مهاجرت بسته در حلب سکونت نمود و درین همین شهر مخدوم محمد متولد شد . چون بسن رشد رسید برای زیارت حسین شریفین و سیاحت سند و خراسان و ترکستان وارد لاهور گردید و پس از مدتی به حلب برگشت . ازین جا در سال ۸۸۷ هجری به ملتان رفت . بشاعری خیلی علاقمند بود . دیوانش در دست نیست ولی اشعاری چند در تذکره ها مرقوم است که در زیر نقل میگردد :

زندیم و قلندریم و چالاک
جاسیم و صراحییم و باده
والی ولایت شیش و پنج
مجموعه راز عالم دل
بگذشته ز خویش بی کدورت
گر صاف شوی و پاک دایم

مستیم و مریدیم و بی باک
درو صدیم و بحر و خاشاک
حامی بلاد فهم و ادراک
منصوبه گشای سر نولاک
نگذشته ز عشق جوهر خاک
می گوی چو قادری تو ناپاک

در سال ۹۲۳ هجری ازین جهان رحلت نمود . مفتی غلام سرور تاریخ وفاتش را چنین سروده است :

بفردوس برین چون کرد رحلت
محمد شاه میران قطب الاقطاب

محمد غوث پیر مید دین
بگو تاریخ او با طرز رنگین

۹۲۳ هجری

(۳۲۲) قابل - محمد پناه لاهوری

اصلش از نجای کشمیر است . مشق سخن در خدمت میرزا بیدل کرده است . مدتی با اعز خان دیده تخلص ، بسر می برد تا آنکه همراه همت دلیر خان نایب صوبه دار تهته تا لاهور رسیده خرقه پوشی اختیار نموده پدار الخلافه شاهجهان آباد باز آمده بود . بعد ازان به عزم آستانه بوسی مرشد خود و تکمیل جوهر خویش باز به لاهور رفته . بسیار خوب سخن و معنی تلاش است . مثنویات و غزلیات بسیار دارد . بر فقیر خیلی سهربان بوده . این دو بیت روز مشاعره در بیاض فقیر نوشته :

چه ظلمت این که هر گل از تو خونین کرده پیراهن
 گلستان ها ز بیداد تو دشت کربلا باشد
 قابل درین زمانه ز آدم نشان معنوا
 چندین هزار سال ز آدم گذشته است

(خوشگو ۱۷۶)

از مردم کشمیر است . بشاگردی میرزا بیدل سرافتخاری افراشت . دیوان ضخیمی قریب به پنجاه شصت هزار بیت دارد . در وقتی از اوقات که بلاهور رفته بود بخدمت شاه آفرین رسید . دیوانی در جواب حضرت شیراز گفته بود . شعر های جسته جسته او بد نیست . ازوست :

روزی که ما و یار گذشتیم از چمن نالید باغبان که بهار و خزان گذشت
 دوی را رنگ وحدت میدهد یکتائیم قابل

دو مصرع گردیوانم نشیند فرد بر خیزد

(مردم ۱۸۱)

(۳۲۳) قاسم - نواب قاسم خان پنجابی

شاعر سخندان نواب قاسم خان امیری بوده . نیک ذات ، کریم الصفات ، هر سال دو لک (۱) روپیه بمستحقان میداد و در عهد جهانگیر حکومت پنجاب داشته . راقم السطور این دو بیت از او نگاشته :

بعد ازین در عوض اشک دل آید برون

آب چون کم شود از چشمه گل آید برون

نیست آئین محبت کردن از یاری گله
ورنه میگردم ازان بی رحم بسیاری گله
(هسینی ۲۴۰)

(۳۲۴) قتیل - مرزا محمد حسین لاهوری

میرزا محمد حسن (۱) قتیل . والدش از قوم کهتری . متوطن پتیاله ،
مضافات لاهور از قرابتان سیالکوٹی مل بوده . تولد خودش در شاهجهان آباد
رونموده . در صغر سن شرف اسلام پذیرفته . علوم فارسی و عربی تحصیل نموده
زبان بگفتن شعر گشود . اشعار رنگین بر صفحه روزگار می نگارد . باوجود آزاد
منشی همیشه گرفتار عشق است . این ابیات از نتایج افکار اوست :

بر سر خاکم چو شب آن شمع بزم آرا گذشت
شعله ای جست از دلم کز عالم بالا گذشت
من رسم و ره زهد ندانم چه توان کرد
ترک رخ نیکو نتوانم چه توان کرد
جز اینکه در کف خود رنگی ز حنا داری
نوشته ای بنما گر بخون ما داری

(هندی ۱۷۲)

نکته سنج بی عدیل ، میرزا محمد حسین قتیل که اصلش از لاهور است ،
در بدایت حال پدرش درگاهی مل (درگاه مل . مولف) از قوم کهتری معه متعلقان
بفیض آباد رفته استقامت گرفت . وی در عمر هجده سالگی بر دست میرزا محمد
باقر شهید بشرف اسلام شده مذهب تشیع اختیار کرد . چونکه سوزونی طبع از خرد
سالی داشت ، تجویز استاد تخلص بقتیل گشت . در عصر خود رایت ملک الشعرائی
می افراشت . دیوان غزلیات جست و رنگینش از گلستان فصاحت گلدسته و بلبل
خیالات دلنشین در دبستان بلاغت آشیان بسته ، نظم شسته و آبدارش . از
شاهجهان آباد رخت بکالهی کشید و چندی در آن جا بمصاحبت عماد الملک پسر
امیر الامرا' غازی الدین خان بهادر فیروز جنگ بن نواب آصف جاه بکمال خوبی و
خرمی گذرانید و پس ازان دل بسیاحت دار الحکومت لکهنؤ نهاد و تا آخر حیات
همان جا بنهایت خاطر بسر برد . آخر الامر اوایل عشره رابعه مائه ثالث عشر

۱- مولف سفینه' هندی نیز مانند صاحب الافکار همیشه را محمد حسین ننوشته
و فقط محمد حسن نوشته است .

رخت بدار آخرت کشید . این چند بیت از کلام دل آویز اوست :

نمیرسد دل بی سهر او بذاذ کسی مگر ز بیخت من آسوخت نارسائی را
هست عمریکه بکویش گذری نیست مرا از دل گمشده خود خبری نیست مرا

آن پری روزیکه شد در خانه زین جلوه گر
شهبسواران را عنان اختیار از دست رفت
چنان دادم بکوی آن پری داد طپیدن‌ها
که بانگ مرحبا در گوشم از افلاک می آید
بیدار شد از غلغله طرز خرامت
هر فتنه که خوابیده در آغوش زمین بود
هزار چشمه خون شد روان بروی زمین
سحر که دیده من تن باشکبازی داد
قطع صد رشته عمر از دم شمشیر تو شد
لیک عمر شب هجر تو پایان فرسید
رازدار دل خویشم که ز بی تابی شوق
جان بلب آمد و دستم بگریبان فرسید
هجر تو کرده بود سیه روزگار من
عمر اجل دراز که آمد بکار من
در ره عشق دلم شد هدف تیز کسی
زخم من به شدنی نیست ز تدبیر کسی

(نتایج ۵۷۳)

این درگاهی مل ، قوم کهنتری بود . اصلش از لاهور است . بردست محمد باقر مسلمان شده . مذهب تشیع اختیار کرده . سیر دهلی نموده و بکالی آمد . مصاحب عمادالملک گشت . بعده در لکهنو آمد و تا آخر حیات همان جا بنهایت جمعیت خاطر بسر برد . آسودگان لکهنو نسبت تلمذ بوی درست میکردند بر کتب درسیه فارسیه از نظم و نثر عبور کرده بود و انشاء بفصاحت می نوشت در قواعد فارسی و ضوابط این فن رسایل متعدده دارد . مثل هزار الفصاحت و شجرة الامانی و چار شربت و جز آن عبارت عربی هم می فهمید . اشعارش خوش اداست اما معنی تازه کمتر به او بوده . از اساتذہ زمانه خود شمرده میشود . هر چند در خور این رتبه نبرد . وفاتش در ۱۲۴۰ هجری اتفاق افتاد . از وی می آید :

صد بار بلب جان حزین آمد و برگشت
 یک پهلو و صد خنجر و یک سینه و صد بیکن
 قتیل ناتوان در خون طپیدن آرزو دارد
 دیدم نشستی بر سر راهی قتیل را
 به از قتیل ترا هست رازدار کسی؟
 هر صبحدم که نور ببارد ز آسمان
 رواندار شکست دلی که می گویند
 یارب که گرفتست گریبان قضا را
 درمقتل مظلومان این است نشان ما
 اجازت ده بقتلم نرگس مستانه خود را
 او داند دلش که چه دید و چرانشست
 که جان بلب رسد و لب بشکوه و انکند
 یاد آیدم گشودن بند قبای تو
 خدائی نام درین خانه کد خدائی هست
 (انجمن ۳۹۱)

(۳۲۵) قدرت - لاله مشتاق رائی پنجابی

از قوم کهتری، تولد او روز وفات میرزا بیدل یعنی چهارم ماه صفر سنه
 ۱۱۳۳ و ثلاثین و مائه و الف واقع شد. مولد او مالیه که قصبه ایست
 از قصبات دو آبه پنجاب. از ایام طفلی در شاهجهان آباد آمده نشو و نما یافت
 و بعد وصول سن شعور به "مودی گری" سرکار فردوس آرامگاه محمد شاه سرمایه
 افتخار بدست آورد. با طبابت هم آشنائی دارد. مشق مثنوی بیشتر می کند.
 "مها بهارت" موزون کرده. این بیت از انست:

به محراب ابروی شمشیر کین سر سجده عالمی بر زمین

اشعار از لک بیت متجاوز است. غزلیات سی هزار، قصاید ده هزار، باقی مثنویات.
 او دکان سخن وای کند:

مژگان بچشم گریان کی بر قرار ماند
 نخل کنار دریا کی پایدار ماند
 ای سیل اشک بگذرکز بعد مردن من
 بر خاطر بیابان از من غبار ماند

(رعنا ۱۱۸)

(۳۲۶) قدرت - منور خواجه سرهندی

اصلش از توران است. والدش از شهر سبز بهند آمد. این عزیز در آدینه
 نگر که قصبه مشهور پنجاب است سکونت ورزید، فضیلت داشت. و در علم
 طب نیز ماهر بود. معتقد اشعار و مضامین خود بود. ازوست:

نشیبی بر لب بالای جانان کرده ام پیدا
 شریک غالب چاه ز نخدان کرده ام پیدا

عمر دراز یافته. در سن هزار و صد و هفتاد فوت شد. ازوست:

این غلامان وفا دشمن سرا نشناختند
خیر باشد دیده اقبال و دولت کور نیست

(مردم صفحه ۱۸۲)

(۳۲۷) قدسی - حاجی محمد جان لاهوری

در ریح الاخر ۱۰۴۲ هجری از ایران بهند آمد و تایید بخت بلند از
ملک الشعرائی دربار شاهجهان شد و ظفر نامه شاهجهان یا بادشاه نامه صاحبقرانی
را بحر مقارب بنظم آورد ولی بیایان نبرد . در سفری که یکشمیر کرد مثنوی در
تعریف آن شهر و صعوبت راه بسرود . هنر وی در قصیده سرائی و غزل گوئی بود .
وفاتش را بسال ۱۰۵۴ در دار السلطنت لاهور نوشته اند .

(آتشکده ج ۲ : ۴۹۷)

نعت :

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقی
من بیدل به جمال تو عجب حیرانم
الله چه جمال است بدین بوالعجبی
چشم رحمت بگشا ، سوی من انداز نظر
ای قریشی لقب و هاشمی و مطلبی
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بهتر از عالم و آدم ، توجه عالی نسبی
ما همه تشنه لبانیم و تویی آب حیات
رحم فرما که زحد می گذرد تشنه لبی
نسبت خود به سگت کردم و بس منفعلم
ز آن که نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی
عاصیانیم ز ما نیکی اعمال مپرس
سوی ما روی شفاعت بکن از بی سببی
سیدی ، انت حبیبی و طیب قلبی
آمده سوی تو قدسی بی درمان طلبی

موصوف در قصیده، قصیده های نیک می نگارد . و در قطعه و غزل و رباعی و به
تخصیص مثنوی داد صنایع و بدایع لفظی و معنوی داده ، ایراد معنی های برجسته
بی آهومی نماید . از روی انصاف هیچ کس از سخنوران بر سخنش انگشت

نتواند نهاد و در گفتار سحر آثارش ناخن بند نتواند نمود . اگرچه بحسب وجود از زمره متأخران است اما بحسب مزیت و اعتبار معنی در متقدمان بشمار می آید . ازوست :

برای زینت مژگان بدیده خواهیم خون
باب خود چو زمرد کسی که سبزه بود
میم نقصان بود آنرا که کمالی دارد
دل زلفش بسته قدسی چه می خواهی دگر

رباعی

دانی ز چه بی حجاب می خندد صبح
این غمکده چون مقام خندیدن نیست
افکنده ز رخ نقاب می خندد صبح
بر خنده آفتاب می خندد صبح
(صالح ج ۳ : ۳۹۷)

از فصیحای زبان و بلغای دوران بوده . تقی اوحدی د . تذکره خود نوشته است که بالفعل که خدای بقالان مشهور است . میتواند بود که در اول حال که خدائی بقالان میکرده باشد . خلاصه آنکه به هندوستان آمده از مقربان درگاه شاهجهان بادشاه گردید . منصب ملک الشعرائی سرفراز گردیده شاهنامه بجهت بادشاه مذکور گفته نا تمام مانده است . بعد از فوت وی ابو طالب کلیم ملک الشعرا گردید . این ابیات از نتایج طبع آن شکرستان قدس است :

دارم دلی اما چه دل صد گونه حرمان در بغل
چشمی و خون در آستین اشکی و طوفان در بغل

(ویاض)

قدسی ، جان محمد مشهدی ، صاحب سکه سخنرانی و استاد مقرر تخت شاهجهانی است در ربیع الاخر سنه اثنین و اربعین و الف دولت ملازمت صاحبقران ثانی شاهجهان اندوخت . قدسی در دارالسلطنت لاهور سنه ست و خمسین و الف بعارضه اسهال در گذشت . کلیم این مصراع تاریخ یافت :

” دور ازان بلبل قدسی چمن زندان شد “

قصیده و مثنوی او بمعراج بلاغت صعود نموده و غزل بان مرتبه است . ازوست :

بلبل باغ توام رخصت فریادم ده
ز عشق فاخته گردید نام سرو بلند
چند در سینه بود ناله من زبانی
چرا تو قدر گرفتار خود نمیدانی
قیامت بسر آورد شبیون بلبل
ترا که گفت که گلی بر مزار انشانی

وصف بهار میکند و می‌گوید:

ز فیض مقدم نوروز و لطف ابر بهار
 ز عکس لاله و گل خاک شد چنان روشن
 اگر بباغ روی ، صبحدم بگوش رسد
 ز بسکه بگر اطفال شاخ نازک بود
 مباش امت پروانه کیش بلبل گیر
 امید وصل ز هجران دمید گل از خار
 که مرده را نبود حاجت چراغ مزار
 صدای خنده گل بیشتر ز صوت هزار
 دهان غنچه شد از بوسه نسیم نگار
 قدم برون منه از باغ خاصه فصل بهار
 (عاسره ۳۷۸)

داناتی دقایق آفاقی و انفسی ، حاجی محمد جان قدسی ، ملک الشعرای شاهجهان بادشاه بوده . گویند حاجی در مدح عبد الله خان رحمی که یکی از امرای هفت هزاری بوده ، قصیده بگفت و میان مجلس ایستاده بر خواند . عبد الله خان برخاست و هر دو دستش گرفته بر سینه خود بنشاند و خود پا برهنه که در برداشت بر پالکی سوار شده از خیمه بیرون آمده و تمام احوال و اسباب و کارخانجات آورده به حاجی بخشید . وفاتش در سال هزار و پنجاه و پنج واقع شد .
 (حسینی ۲۷۱)

اصلش از مشهد مقدس است و تخلص قدسی بهمین میکند . در عنفوان شباب زیارت حرمین شریفین زادها لله شرفا و تکریم استعاد یافته و ازان جا بر همنونی قائد بخت و دولت بوسعت آباد هندوستان که خوان الوان نعمتش ساکنان افانیم را بنوید و لهم فیها ما یشتهون سامع نواز است ، رسیده به تربیت اعتدال آب و هوا این گل زمین پر روز باغ طبع فیاض بارها مضامین تازه و چمن فکر رنگینش بگلهای معنی نازک شگفتن آغاز نهاد تا بعدی که بیاوری بخت بلند و طالع ارجمند منظور نظر کیمیا اثر بهار دولت و جاه شاهجهان پادشاه طاب ثراه گردید و بخطاب ملک الشعرائی که مهین پایه صاحب سخنان است سرفرازی یافت . (سولف : قصایدی در مدح عبد الله خان و امرای دیگر نوشته جوایزی بدست آورده است .) . بادشاه خبر بخشش عبد الله خان شنیده بود . گفت : حاجی ! صله که عبد الله خان بتو داده است هیچکس نمی تواند داد . اما اقسام جواهر قیمتی ظلمیده فرمود تا هفت بار دهانش ازان پر کردند . سی و یک سال و چند ماه بعن کارانی گذرانیده فی شهر سن الف و تسع و ستین ، چنانچه مشهور است ، در قلعه اکبر آباد منزوی گردید . و پس از چند سال بدار الخلا انتقال فرمود . این غزل محمد جان که در تتبع فقور گفته و از وی پیش برده مشهور است :

گو قصاید از کوی او تا در نثار مقدمش
 هر طفل اشک از دیده ام آید برون جان در بغل

برقع ز عارض بر فکن ، یک صبحدم تا از صبا
گردد خرامش صبح را ، خورشید تابان در بغل
قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا
او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

(خیال ۸۷)

جان سخن پروری است ، و روح معنی گستری . سعادت زیارت حرمین
شریفین اندوخت و کلگشت هند خرامش نمود . و در شهر ربیع الاخر سنه اثنین
و اربعین و الف ۱۰۴۲ بتبئیل عتبه صاحبقران ثانی منتهی بر لب گذاشت . روز
اول قصیده بعرض رسانید که مطلعش اینست :

ای قلم بر خود بیال از شادی و بگشای زبان
در ثنای قبله^۱ دین ثانی^۲ صاحبقران
بعنایت خلعت و انعام دو هزار رویه کامیاب گشت . قدسی پادشاه نامه صاحبقران
بنظم آورده . چون نام عبد الله خان فیروز جنگ در وزن پادشاه نامه نمی گنجید
باین حسن بیان ادا کرد :

نهنگی که از غایت احتشام
نگنجد به بحر از بزرگیش نام

مثنوی و قصیده قدسی خوب است لیکن غزلش چندان رتبه ندارد . انتقال او در سن
ست و خمسين و الف ۱۰۴۶ هجری اتفاق افتاد . کلیم در مرثیه او ترکیب بندی
گفته . غنی کاشمیری در قطعه تاریخ وفات کلیم گوید :

عمرها در یاد او زیر زمین خاک بر سر کرد قدسی و تسلیم
عاقبت از اشتیاق یکدگر گشته اند این هر سه در یکجا مقیم
ظاهر منطوق عبارت همین است که هر سه در یکجا مدفون اند . دیوان قدسی
بنظر تصفح در آمد و این چند بیت اختیار افتاد :

در مجلسی که یاران شرب مدام کردند نوبت بما چو آمد . آتش بجام کردند
این جا غم محبت آنجا جزای عصیان آسایش دو گیتی بر ما حرام کردند
در چنین فصلی که بلبل مست و گشن پر گل است
گر همه پیمان^۳ عمر است خالی خوب نیست
تاب هجران شرابم نیست تا وقت صبح
بیشتر از صبح می . خندد گل پیمان^۴ ام

(سرو ۷۱)

(۳۲۸) قرشی - محمد سعید ملتانی

نجم سیهر نکته دانی ، محمد سعید قرشی ملتانی که در پدایت حال ملازمت سلطان میرزا بخش فرزند چهارمی شاهجهان پادشاه اختصاص داشت . در اهامیکه بنظامت احمد آباد گجرات حکمران بوده ، کمال تقرب و اعتبار بهمرسانیده معبود اقران گشت . آخر بسببی ترک ملازمت نموده بشاهجهان آباد شتافت . روزی چند نوکری سلطان دارا شکوه برگزید و بعد کشته شدن دارا شکوه شرف اندوز آستان عالمگیری گشته در زمره منشیان دیوان شاهی مباحی گردید . آخر کار حسب الحکم پادشاه ، ملتان رفته همانجا در سال ۱۰۸۷ سب و ثمانین و الف بساط هستی پیچیده . از طبع سعید اوست :

مشکل بود بکوی تو دیگر نشست ما پیچیده است زلف تو بهر شکست ما
چون سبزه در ره تو بجز پافتادگی ای سرو من بگو که چه خیزد ز دست ما
(نتایج ۳۳۷)

(۳۲۹) قل - احمد فاروقی پنجابی

مولانا قل احمد فاروقی پسر محمد اشرف بن عزیزالدین بن مولانا معصوم فاروق بود . اسم پدرش در همین تذکره مذکور گردیده است . او در زمان شورش سیک های پنجاب که زمان بد نظمی و اغتشاش بوده ، بدینا آمد . زبان های فارسی و عربی را پیش پدر خود فرا گرفت . وی اشعاری بسیار شیوا بزبان های اردو ، فارسی و پنجابی میسرود . نقد ارادت و صمیمیت خود را در مجلس سلسله قادریه نوشاهیه باخته بود و در میان صوفیای عصر خود قرار داشت . در سال ۱۲۰۱ در گذشت و قبرش در کالی والا در نزدیکی گوجرانواله است . اشعار فارسی او هنوز چاپ نگردیده است اما اشعار زیر که بدستم رسیده است قل میگردد :

راز دل خویش پیش کی گویم من چه سازم کجا طرف بویم
از زبانم نمی شود پیدا سر پنهان نمی کند رویم
نوحه عاجزی کنم همه وقت صفحه رخ ز آب اشک می شویم
کن معطر دماغ قل احمد از گل فصل خود رسان بویم
بزبان ترکی غلام را قل می گویند .

(۳۳۰) قل - سید قل احمد نوشاهی گجراتی

سید قل احمد نوشاهی تخلص به قل و ملقب به پاکذات در ۱۲۱۲ هجری متولد گردید . اسم پدرش حافظ الهی بخش بن سید حافظ نورالله است . علوم ابتدائی و تحصیلات متوسط را پیش پدر خود فرا گرفت و سپس قرآن مجید از بر کرد . در کمالات روحانی از اعلیٰ حضرت نوشته گنج بخش استفاه ها و استفاده نمود و بهمین جهت نوشته ثانی معروف گردید . در فن خطاطی خیلی معروف و ماهر بود و خط نستعلیق خوب می نگاشت . در سال ۱۲۸۶ بدار البقا شتافت . مرقدش را در ده ماهن پال در شهر گجرات ساختند . بزبان فارسی شعر می سرود ولی مجموعه اشعارش هنوز تنظیم شده بیچاپ نرسیده است . اشعار زیر که بدستم رسیده است در زیر نقل میگردد :

کاتب این حروف نسخه کمال	موضع اوست چک ساهن پال
خوش مکانی بچشم بخشد نور	خوش زمینی بدل به بخشد حال
سگ دربار گنج بخش قدیم	بر در اوفتاده بی پر و بال
دارد امید کوز فضل عمیم	میوه بخشد ز گلشن الفضال
بنده پر گناه قل احمد	ز کفارت ذنوب کرد تقال

اشعاری که در بالا نقل گردید از کتابی باسم "تکمیل الایمان" گرفته شده است . مولانا نوشاهی این اشعار را در پایان کتاب خود سروده است .

(۳۳۱) قلندر - قلندر شاه لاهوری

قلندر شاه در سال ۱۷۷۱ در شهر لاهور متولد شد . در آن زمان سیکها بر استان پنجاب حکومت داشتند و مهنا سنگ استاندار بود . قلندر شاه تحصیلات ابتدائی خود را پیش عموی خود که خدا بخش نام داشت ، فرا گرفت . در سال ۱۷۸۴ میلادی که قلندر شاه یازده سال داشت پدرش تازم شهر لکهنؤ گردید و در همانجا ساکن شد . باز در سنه ۱۷۸۶ از راه ردولی و بنارس ، اله آباد مسافرت نموده به لکهنؤ برگشت . و بالاخره در سال ۱۷۹۷ بلاهور رسید و تا آخر عمر در همان شهر زندگی کرد . حضرت قلندر شاه با ایبات فارسی و سخنوری خیلی علاقمند بود . دیوان فارسی او خیلی معروف است و چندین بار چاپ گردیده است . در زمان حکومت رنجیت سنگه در سال ۱۸۳۲ عرصه وجود را ترک گفت . قبرش را در ده رته ساختند که اکنون رته پیران معروف است . اشعارش غالباً صوفیانه است . با فقیر عزیز الدین آزاد دوست بود و ذکرش چنین کرده است :

ای عزیز جان و جان هر عزیز دست در دامان پاکت چون طریز
 فقیر امام الدین اظهر را چنین مخاطب نموده است :

با دو صد شوخی قلندر سرزد از طبعم غزل
 از امام الدین اظهر چشم می دارم جواب

انتخاب اشعارش چنین است :

در دل شب گر رسد پرتو ز شمع روی تو
 اشک ماه و خور شود این کلبه احزان ما.
 هان بقول حضرت اجمل قلندر بی گمان
 بوریای فقر آبائست عز و شان ما
 وقت آخر هست ای جانان اگر آئی بیا
 ورنه از قالب برون می آید اینک جان ما
 گر نباریدی مدام از چشم من باران اشک
 سوختی عالم تمام از نامه سوزان ما
 ای قلندر این قدر از دست غم نالان مشو
 میرسد اینک بداد ما شه جیلان ما
 بی حجابانه تو در گوشه چشم بنشین
 که کسی نیست بجز درد تو در خانه ما
 اگر آن ناف مشکینش کشد امشب دل مارا
 بیک مویش دهم یکسر متاع دین و دنیا را
 بقانون شفا هرگز علاج عشق ننوشته
 مزاج عاشقان ناید بدست این پور سینا را
 قلندر رند می باید نه زاهد آه حیرانم
 نمی دانم چه خواهد کرد تسبیح و مصلا را
 گاهی گاهی از ترحم بنگر ای قاتل مرا
 کردی از تیغ تغافل بی گنه بسمل مرا
 بی گنه کشت و گفت از سر ناز
 کرده ام بر تو سرفرازی ها
 فهمد چگونه عاقل و نرزانه این کلام
 گفت قلندرانه بعقل و شعور نیست

مانند جرس چرا ننالم کان یوسف من بکاروان رفت
 آهم نرسید تا بکویت هر چند بهفتم آسمان رفت

باشد قلندرانه معیشت اگرید هر آسان ز تنگ نای اجل میتوان گذشت
چو در چشم تو کحل ناز کردند در فتنه بعالم باز بگردند
گهی ز راه مروت به فاتحه خوانی ب خاک تربت ماهم گناه باید کرد

چو هیچ فائده حاصل ز اضطراب نشد
شکیب و صبر دل بیقرار باید کرد
دو چشم خویش بیاد دو زلف آن دلبر
قلندرانه همه شب اشکبار باید کرد
در حجاب خود پرستی ماند زاهد زان سبب
بر دلش از بی خودی خود کشف اسراری نشد
کدامی شوخ را دیدی قلندر
که شوخیها بطبع تو در افتاد
اینقدر جور و جفا بر دل عاشق هر دم
گفتمش نیست روا - گفت که آری باشد
بیک رو آه که کردم ز سوز آتش دل
بر آمد از سر هفت آسمان هزاران دود
ساقی بیا که آمده فصل بهار عیش
در جام من بریز می خوشگوار عیش

بنیاد جهان خراب گردد
از سبیل دو چشم اشکبارم
عیب جوئی دیگران چه کنم
من که در خود نه یک هنر دارم
خبری دیگری چه گویم آه
من که از خود نه خود خبر دارم
ساقیا زود آکه من امشب
باده شوق در سبو دارم

گفتم زکوة حسن تو خواهم من گدا
گفتا قلندرانه بیائی بکوی من
سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل گردد در پلخشان یا عقیق اندر یمن
ز زهد خشک چه مشهور گشته ای زاهد
شراب نوش کن و نام خود شرابی کن
دل سودا زده با زلف سری پیدا کرد
بود دیوانه و لیکن هنری پیدا کرد
از لب بام سحر جلوه چو خورشید نمود
گریه و زاری شبها اثری پیدا کرد

۳۳۲) قمر - خواجه کرامت الله امرتسری

ذکر شریفش در دیباچه این کتاب نوشته شد . متاسفم اشعارش پیدا نیست .

۳۳۳) قمر - مولانا سید قمرالدین پنجابی

در علوم عقلی و نقلی بحر امواج نامتناهی . در فقه و اصول هیئت وهندسه در ممالک هندوستان نظیر ندارد . آبای کرام او از اعیان سادات خجندند . نخست از اجداد سید ظهیرالدین از خجند سری بهند کشید و در امن آباد از توابع لاهور طرح اقامت افکند . بعد چندی سید محمد فرزند زاده او از امن آباد رخت بدیار دکن کشید . در سنه احدی وستین و مائه و الف بجوار رحمت آسود . "متوجه بهشت" تاریخ است . در اواخر ماه صفر سنه سبع و خمسن و مائه و الف به سرهند رفت و از سرهند بلاهور رفت . ناگاه شوق زیارت حرمین شریفین اورا دستگیر شد . بیستم جمادی الاولی سنه اربع و سبعین و مائه و الف باراده حجاز میمنت طراز از اورنگ آباد کوچید . بیست و چهارم ذی حجه از بیت الله رخصت حاصل کرده بجده آمد . به بندر بنگلور تشریف آورد . شعر عربی و فارسی خوب می فهمد . از انقباس گرمی است :

مشیت و خاکم است و دامانی توشد گر نیفشانی فتد بر پای تو
دنیازن است و طالب آن هم مونث است زین وجه روز مرد خدا در قفا کنند
(غامره ۳۸۲)

۳۳۴) کاتبی - کاتب لاهوری

از خوش خیالان خطه یزد بود . و گاهی کاتب بلا یای نسبت هم تخلص می نمود . بنا بر آن جناب مولف نگارستان سخن بتقش کاتب مکتوبش فرمود . وی معمر کاخ رفیع البنیان اعتبار و امتیاز گردیده در سنه ثلثین و تسعمائه از عالم بطون بعرضه شهود خرامیده و در لاهور بعمر هفتاد سالگی در سنه یک هزار کاتب قضا بر جریده حیاتش خط محو کشید :

چون مه چارده از گوشه بادش دیدم نگران بود بجای و تعادش دیده
ترسم که کند محنت هجر تو هلاکم جائی که تو هرگز نبیری راه بخاکم
(صبح ۳۳۶)

کامران - میوزا کامران (۱۳۳۵)

میرزا کامران پسر شهنشاه بابر و برادر کوچک نصیرالدین محمد همایون بود. بابر برای پسر خود مثنوی مبین و تزک بابری را تالیف نمود و بزبان ترکی نوشت. کامران معلوماتی کافی در زبان فارسی هم داشت و بفارسی شعر هم میسرود. دیوانش در کتابخانه خدا بخش در پتنه وجود دارد. دیوانش بر غزلها، رباعی ها و مثنوی ها و غیره مشتمل است. دیوانش باهتمام پروفیسور محمد محفوظ الحق، استاد زبان فارسی در پریزدنسی کالج در کلکته چاپ گردیده است و چاپ خانه معارف آن را منتشر ساخته است.

وی همزمان با فوت پدر خود بر کابل حکومت داشت. و بعد از وفاتش فرمانداری لاهور را بعهده خود گرفت. او باغی بر کرانه رود راوی ساخته بود که در آن زمان عدیل نداشت. وی یک کتابخانه بزرگی را هم بنا نهاد. ظفر خان احسن درباره این باغ چنین گفت:

بکام دل چواحسن تا توانی بیباغ کامران کن کامرانی
زمانیکه همایون از شیر شاه شکست خورد بایران رفت و از شاه طهماسب صفوی کمک گرفته از راه کابل برگشت. در آن زمان کامران باز فرمانداری کابل را بعهده گرفته بود و بر رود اتک دستگیر شده پیش برادر خود در قلعه ماله آورده شد. همایون دستور داد که کامران را کبور کنند و بعد از آن او را بحدج فرستاد. کامران هنگام ادای مناسک حج عرصه وجود را ترک گفت. انتخاب اشعارش اینست:

با رقیبان همدم و همراز دیدم. بار را
یارب آسان کن بمن این حالت دشوار را
کامران نه آمد مرا جز دوست چیزی در نظر
تا بکام خویش دیدم دولت دیدار را
چون چهره بیارائی رخساره بر افروزی
خود گوئی کجا ماند آئین شکیبائی

ای برادر زمن بشنوسختی	که از آن بهره ور شوی شاید
دل بکار جهان مننه که از آن	بار غم بر دل تو افزاید
گاز عقیبی نساژ ورنه ترا	گاروبار جهان چه کار آید
بیامانی آن سی که خامی ده	ز دنیا و عقیبی خلاصی ده
هر غباری که ز راهت خیزد	کحل چشم من محزون بادا

خاک کو از ره لیلی خمیزد جای او دیده مجنون بادا
 بنده جلغه بگوش تو چو من صد چو دارا و فریدون بادا
 هر که گرد تو چو پرکار نکشت او ازین دایره بیرون بادا
 کبران تا که جهان راست بقا خسرو دهر همایون بادا

(۳۳۶) کلاهی - افضل خان لاهوری

افضل خان کلاهی یکی از زبانه شرعی بود و در استان پنجاب اقامت داشت .
 هنگامیکه ملا عبدالله لاهوری فتوی داد که میرزا تقیم و میر حبیب رافضی هستند ،
 او از لاهور فرار نمود به دکن رفت و در همان جا بعد از مدتی کوتاه عرصه
 وجود را ترک گشت . اشعار خوبی سپرد . در زمان اکبر اعظم زندگی میکرده
 است . دیوانش در دست نیست . ازو بیت :

سر پای او نهادم سرگران از من گذشت
 چون گرفتم دانشش ، دامن کشان از من گذشت
 ز عشق جز بدل خویشتن نگویم راز
 که دل سخن شنود از من و نگوید باز

(۳۳۷) کلیم - ابو طالب

کلیم ، ابو طالب الهمدانی انکاشانی ، استاد قیامت کار است . آستین یدییضا
 جمع اقسام سخن را در کمال خوبی بگرمی نشانده و اکثر غزلها را یکدمت
 بهرسانیده و در عهد جهانگیر بسیرهند خرامید و با شاهنواز خان بن میرزا رستم
 صفوی مربوط گشته ، رعایت فراوان یافت در ثمان و عشرين و الف بایران باز
 گشت . در فراق هند غزلی گفت که این دو بیت ازان است :

ز شوق هند زان سان چشم حسرت برقه دارم
 که رو هم گر براه آرم نمی بینم مقابل را
 اسیر هندم و وین رفتن بی جا پشیمانم
 کجا خواهد رساندن پر فشانی مرغ بسعل را

پس از دو سال در وایت اقامت نکرده دوباره خود را بهند کشید و چندی با
 میر جملة شهرستانی بسر برد . آخر بدلیل صاحبقران ثانی شاهجهانی متمسک شد .
 بختاب ملک الشعرائی ناموری اندوخت . در جشن وزن شمسی سنه ثمان و
 ربعین و الف در دارالسنن لاهور کلیم را هزار روبیه در جایزه شعر برجسته
 شد . کلام در پایان شعر نظم فتوحات صاحبقران ثانی تقریب بیاجتبه ، رغبت

گوشه نشینی کشمیر حاصل کرد . پانزدهم ذی‌حجه سنه احدى و ستين و الف کلیم در آسایش کده، خاموشان شتافت . و در کشمیر قریب قبر محمد علی سلیم بساط خواب گسترده :

گفت تاریخ وفات او غنی طور معنی بود روشن از کلیم
کلیم آتش از نخل قلم بیرون می آرد :

دست هر کس را بسان سبجه بوسیدن خطاست
هیچکس نگشود آخر عقده کار مرا
چه میتوان ز پریشان تیره روز گرفت
کلیم دعوی دل را بزلف یار گذاشت
چو شمع عمر طبیعی شبی مت عاشق را
بقتل سوختگان اینقدر شتاب چراست ؟

ای جرس تا بکی از ناله گلوپاره کنی
اگر جدا ز تومی را حلال میدانم
تاکی کلیم گریه کنی گاه دیدنش
کس ماه راهمیشه در آب روان ندید
عیش هم گر رود ده بی تلخی اندوه نیست
همچو نوروز یکده واقع در مجرم میشود

(عامره ۳۹۱)

همه‌انی المولد، کاتسانی الموطن، عارج طور معانی است و مقتبس نور
سخندانى . در جمیع اسالیب نظم قدرت عالی دارد و همه جا داد سخنوری میدهد .
و دو بار بسیر هند شتافت . در سنه ثمان و عشرين و الف سنه ۱۰۲۸ هجری
بغزاق عجم عمان نمود و "توفیق رفیق طالب" تاریخ مراجعت خود یافت .
لیکن بیش از دو سال جانب هند جلوه ریز ساخت . در مدح میر جمله شهرستانی
و شاهنواز خان قصاید غرا پرداخت . آخر دست بدادن دولت صاحبقران
ثانی شاهجهان انارالله برعانه زد و در ثناگستران قدایم سر بر خلافت رتبه سر حلقگی
بهم رسانید و بخطاب ملک الشعرائی بلند آوازه گشت . و بوضوح پیوست که قدسی
و کلیم بپایه سریر شاهی چنانچه در میزان اکرم هم سنگ بودند و در جشن وزن
شمسی سنه ثمان و اربعین و الف (۱۰۴۸) در دار السلطنت لاهور کلیم را هزار
روپیه بضمیفه جاژه شعر عنایت شد . کلیم در آخر ایام حیات خود نظم فتوحات
صاحبقران تقریب ساخته ، رخصت کشمیر حاصل کرد . و در آن خطه بهشت
آیین رنگ اقامت ریخت ، بتقرر سالیانه از سرکار پادشاهی آسوده حال می گذرانید .
فوت کلیم پانزدهم ذی‌الحجه سنه احدى و ستین و الف (۱۰۴۱) بوقوع پیوست .
و در نزدیکی مقبره محمد قلی سلیم مدفون گردید . این چنده بیت از دیوان کلیم

فد می شود :

داغ عشق تو گلی نیست که بریاد رود
 ز من چه می طلبی، دل کجا، دماغ کجا
 صید از ذوق گرفتاری بخود بالیده است
 میان دست و دلم چون صدف جدائی نیست
 زیرا که عیب شاهان دانستن حساب است
 ز مایه ذوق نکرد آنکه آفتاب نخورد
 ترک مفلس چو شود تیغ بازار برد
 چون کسی اوقات صرف پاس خاطرها کند
 حاشا که با تو بر سر دل گفتگو کنم
 درین چمن بچه امید آشیان بندم
 (گرام ۷۷)

کی تمنای تو از خاطر ناشاد رود
 دماغ بر فلک و دل بزیر پای بتان
 گرفتار تنگ است از بیرحمی صیاد نیست
 هر آنچه روت زدستم برون ز دل هم رفت
 تو پادشاهی حسنی، مشمار بوسه بر ما
 کباب حسن تو ام قدر خط نکو دادم
 مژه را داد ز کف چشم تو در آخر حسن
 دوستان نازک مزاج و ما بسی نازک دماغ
 دشنام و بوسه هر چه عوض میدهی بده
 نهال سرکش و گل بی وفا و لاله دو رو

(۱۳۳۸) کوکب - محمد ایوب علی پنجابی

محمد علی کوکب در سال ۱۹۱۰ میلادی در ده نگینه که در نزدیکی شهر
 بجنور واقع است متولد شد. پدر بزرگش سید سرفراز علی از خانواده سادات بخارا بود.
 جد اعلای وی که خان بهادر سید کاظم علی نام داشت مهندس و متخلص
 به "مضطر" بود. زنتش نواب امراؤ بیگم از سادات نیشاپور بود و ثروت تخلص
 داشت. هر دو بزبان اردو شعر می گفتند و دارای دیوان بودند. کوکب بعد از
 تحصیل علوم ابتدائی در دانشگاه اسلامی علیگر ثبت نام کرد و سپس از پنجاب لیسانس
 زبان انگلیسی اخذ کرد. از سال ۱۹۳۵ باین طرف در لاهور زندگی می کرد.
 شعر گوئی را خیلی دوست دارد و بفارسی هم سخن سرائی می کند. انتخاب زیر
 را برای من فرستاده است. تضمین بر شعر بو علی قلندر :

چشم بر روی این و آن بستم از غم و قدر دو جهان بستم
 با زمان و مکان نه پیوستم "حیدری ام . قلندرم . بستم"
 بنده مرتضی علی هستم

در حب وطن و عشق کشور نغمه سرائی می کند :

مبتلای روی زیبای تو ام پای بند عشق رسوای تو ام
 عاشق گلهای رعنائ تو ام خاک پاکستان شیدای تو ام
 ای گلستانم فدایت جان و تن من ز پاکستان و پاکستان ز من
 بهر تحصیل تو شبها تاختیم غم مخور چون یک دوبازی باختیم

پرچمت اکنون که ما فراشتیم زود می بینی که چیزت ساختیم
 ای گلستانم فدایت جان و تن من ز پاکستان و پاکستان ز من
 در وصف کراچی سروده است :

الله چه فروغ رخ شام است اینجا
 ماه نو رشک مه ماه تمام است اینجا
 بسکه معذورم اگر باده بنوشم شب و روز
 ذره ذره چه کنم باده بجم است اینجا
 دل ز پهلو بکشد زبزمه ساز جنون
 تو چه دانی که جنون را چه مقام است اینجا
 ساعتی چون گذرد رقص کنان می گذرد
 گردش دهر هم آهسته خرام است اینجا
 حرف از حسن کلام چه زبم ای کوکب
 هر کلام آئینه حسن کلام است اینجا
 از غزلهایش :

میرس از تابش خورشید فکر خوش نهاد من
 که هست آئینه هستی چراغ زیر دامانم
 دل هر ذره می گوید بمن اسرار هستی را
 بچشم دل حروف لوح گیتی را فرا خوانم
 بتی ساده رخی دارم که دل برده ز پهلویم
 چسان وافق کنم اورا بحال خویش حیرانم

بیت :

ذکر کوکب چنین شود بجهان خوب بود آن جوان باده پرست

رباعی

بدنیا صورت اهل نظر زی نداری بال و پر بی بال و پری
 نمی بینی چه خوش گفست اقبال "اگر خواهی حیات اندر خطر زی"

(۳۳۹) گرامی - غلام قادر جالندهری

شیخ غلام قادر گرامی پسر شیخ سکندر بخش از اهالیان جالندهر و از خانواده ککی زنی بود ، تعلیمات ابتدائی خود را پیش خلیفه محمد ابراهیم در مدرسه جالندهر فرا گرفت ، این خلیفه در یک محیط علمی زندگی میکرد . چون گرامی بسن هشت سالگی رسید ، این خلیفه معروفیتی بعنوان ملک الشعراء بدست آورد .

او بین ۱۴ سالگی وارد لاهور شد و در دانشکده شرقی شناسی "اورینتل کالج" ثبت نام کرد. و بعد از پایان تحصیل خود در مدرسه‌ای مشغول تدریس شد. مدتی نگذشت که نواب فتح علی خان او را باستاد خود خواند و بعد از چهار سال بهیار دکن گردید. نظام دکن میر محبوب علی برای گرامی احترامات زیادی قایل شد و او را شاعر و مخصوص خود گردانیده دست‌ور داد که گرامی هر کجا که باشد حقوق خود را بگیرد و بهین جهت گرامی از دکن برگشته وارد هوشیار پور شد و سکونت گزید.

تولد او بقول مادرش بروز پنجشنبه، در ساعت چهار صبح یعنی اندکی پیش از قیام ملی بوقوع پیوست. گرامی دارای ذوق بسیار عالی بود و معمولاً می‌گفت که استعداد شعر گفتن را از فیض روحانی نظامی گنجوی بدست آورده است. بهین جهت در شاعری تلمذ هیچ کس نشد.

بعد از وفات نظام دکن میر محبوب علی، میر عثمان علی خان به جانشینی او رسید و از گرامی خواهش کرد که هوشیار پور را ترک گفته وارد حیدرآباد دکن شود. مہاراجا سرکرشن پرشاد هم نامه‌ای بهین موضوع به گرامی فرستاد و از خواهش کرد که فرمایش نظام عثمان را قبول کند. ولی گرامی بعلت مریض ذیابیطس معذرت خواست و بالاخره در سال ۱۹۲۷ عرصه وجود را ترک گفت. موقع وفات خود رباعی زیر ورد زبانش بود:

می‌بیرم و دیده اشکباری دارد / دل خون شده جان نفس شماری دارد
ای چاره شناس کار بار هم نیست / این صید بسینه زخم کاری دارد

گرامی هوش و ذکاوت فوق العاده‌ای را دارا بود و بیشتر کلام خود از بر داشت بیشتر شعرهایش تا هنوز چاپ نگردیده است. غزلیات و رباعیات که دیوان مختصری را تشکیل میدهد چندین بار چاپ گردیده است. گرامی دارای سلیقه و ذوق مخصوص بود و نسبت به بزرگان مذهب ارادت خاصی را داشت. با علامه اقبال لاهوری دوست بود و معمولاً بمنزلش میرفت. راجع باقبال چنین گفته است:

در دیده، معنی نگهان حضرت اقبال

پیغمبری ای کرد و پیمبر نتوان گفت

حفیظ هوشیار پوری هنگام وفاتش هائزده سال داشت و تاریخ وفاتش را چنین سرود:

صبا به حضرت اقبال این پیامم ده / برقت جان گرامی و تو هنوز خموش

اقبال هم در مدح گرامی شعرها سروده است . انتخابی از اشعار گرامی در زیر داده میشود :

حرفیست خوش ز حمد خدا بر زبان ما
بود و نبود ما هیچ است ای حکیم
در مرگ راز زندگی ما نهفته اند
ما خانه زاد عقل چه مجبور بوده ایم
منم از حایه بگوشان رسول - ربی
کفر اسلام بیند از وعظ گرامی امروز
رند میخواره گرامی چه بلا نوش بود
شکار گاه شهنشاه حسن را نازم
صبار کوچه زلف بتان تو شی آئی
جام جم گیر که در سیکده خوش گفت اقبال
جلوه افروز گرامی ست بخاک پنجاب

مولانا محمد سعید عثمانی که نامش درین تذکره آمده است ، بر مصرع فوق اقبال شعری ساخته است که چنین است :

جام جان گیر که این نکته نداند هر خام
"نسبت باده با کیفیت جام است اینجا"

از گرامی :

گفتم شبی که کیست گرامی ؟ بخنده گفت
رند ستاره سوخته ما غلام ما
دهند از چشمه سار عشق باغ حسن را آبی
دوبالا کرد شوقم نشه عهد شبایش را
زمین بوسم - اسیرم - نونیازم - حلقه در گوشم
تسم را - تکلم را - تغافل را - عتابش را
ز دل های اسیران شور محشر سر برآورده
نمیدانم که واگردست آن بند نقابش را

اختیار جبر و جبرم اختیار
ناامیدی گفت در گوش امید
بنده عشقم . گرامی ! خسروم
بخاک مرقه مجرن گذشتم و دیدم
آنکه مختارست او مجبور نیست
از نظر دورست از دل دور نیست
عشقبازی کار هر مزدور نیست
که آشنا بتمنای آشنا خفت است

یکی به شهر نکه کن چه انقلاب افتاد
 بر سخنهایم گرامی جبرئیل آمد بوجد
 تو آرزوی دل من ، زمن چه می پرسی
 تو مغب از کف من برده ای چه می دانی
 اثر پذیر نبودیم وزنه در معنی
 دل زدستم برد آن شوخی که از طفلی هنوز
 خوش نظیری نکته آوردی گرامی شد رکاز
 من نامه فرستادم و آن کافر مغرور
 در مدرسه عشق به خوان مصحف رخسار
 ز رشک جلوه پائینه هم نپردازد
 رسید فکر گرامی بر من های دقیق
 مشکل آن نیست که در دیست به جانم مضمیر

مشکل آن است که در دم بدوائی نوسد

ما جانشین حضرت معجون نکته سنج

سمت نگر که نسخه سورا بما رسید

نشان در پی نشان گم شد - مکان در لامکان گم شد

قیامت سر بر آورد آن باین و این بان گم شد

نمائش را عیان گفتم - عیانش را نپنهان گفتم

عیان اندر نپنهان گم شد - نپنهان اندر عیان گم شد

بر آن بودم که از سر دهانش نکته بر خوانم

سخن تا بر زبان آمد - زبان اندر دهان گم شد

بصحرای محبت گم شدن باری عجب نبود

درین ره ای حریفان کروان در کاروان گم شد

گرامی از نگاهی دل زدستم برد آن کافر

دل رمز آشنا آخر بچشم نکته دان گم شد

ندانه چشم معمور که زد تیغ نکه یارب

که از خون جگر بوی می شیراز می آید

نسیم صبح ندانیم بگوش دل چه دمید

که گل بیخنده زد و مرغ در خروش آمد

فربب گردش آن چشم فتنه مست می پرس

یکی ز هوش بر آمد ، یکی بهوش آمد

مرید پیر مغانم که گفت و خوش میگفت
 که هان گراسی ما رند خرقة پوش آمد
 بنده آن نیست که از بندگی آزاد بود
 بنده آنست که در بندگی آزاد آمد
 بر سر تراشم آن شوخ در آمد با غیر
 قهر آمد - ستم آمد - ستم ایجاد آمد
 دی گراسی علم افراخت بر اطراف جبل
 کوهکن نعره بر آورد که استاد آمد
 من و تو هر دو ای مجنون بیا از بی خودی رقصیم
 که در شهر چون دیوانه با دیوانه می رقصد
 ندانم غمزه ساقی چه افسون کرد در کارش
 که اشب محسب در میکده رندانه می رقصد
 بلا گردان گردشهای چشم کیست جبرانم
 که در سیخانه اشب خود بخود پیمانهای رقصد
 گراسی را بطوف کعبه بی خود دیدم و گفتم
 که این ماند بان کافر که در بت خانه می رقصد
 به بزم یاری خود سوختن بلبل چه میداند
 که این آتش ز دامن پر پروانه می خیزد
 کدامین دست نازای راهروان زمین ره گذشت اشب
 که از هر ذره نقش قلم پیمانهای می خیزد
 گراسی خیم نشینی دیگر است و خیم کشی دیگر
 تو اسرار خم از من پرس افلاطون چه می دانید

چپست الهام گویم از الهام رحمت ذوالجلال والاکرام

عشق یک جذبه و هزار سلوک	عشق یک نغمه و هزار آهنگ
عشق را دار و عقل را منبر	عقل در رنگ و عشق بخود بیرنگ
عقل با عشق نسیتی دارد	چام بلور و باده گلرنگ
عقل در رنگ اختلاف آورد	عشق صد رنگ را کند بیک رنگ
عقل در پرده گهت: هان خاموش	عشق مستانه می کشد آهنگ
عقل از سنگ شیشه می آورد	می زند عشق شیشه ها بر سنگ
هان گراسی ز پرده با خبر است	گر نظری غلط کند آهنگ

یار گر آید برون نا خورده می از میکده
 مست از مستی و مستی از شراب آید برون
 ای گرامی در جواب صایب آتش زبان
 ! تنک از یکم حواص لاجواب آید برون
 گزرسد آوازه این پارسی در هند و پارس
 خسرو از دهلی ، ظهیر از فاریاب آید برون
 در هندوستان شاعری بود باسم بخشی که مدحش هندو بود . در او نه که از
 نوای هوشیار پور است زندگی میکرد . او شعری گفته است :
 در حیرتم که بانگ جرس را چه آرزوست
 آرام بجان به محمل و بر لب شکایتی
 گرامی هم درین بحر غزلی سرود بسیار عالی و مرصع . یکی از شعرهاش
 چنین است :

عصیان ما و رحمت پروردگار ما این را نهایی ست نه آن را نهایی
 این داستان را آقای حفیظ هوشیار پوری برای من تعریف کرد . وی گفت که
 بعد از گرامی هم شخصی باسم مولانا سعید عثمانی که در بن تدرکه مذکور گردیده
 است ، غزلی در همین بحر نوشت . یک شعرش اینست :
 در حیرتم که بانگ جرس را چه آرزوست
 گر این بدایت است چه باشد نهایی
 از گرامی :

-- نمی دانی ترا در محمل دل کیست ای مجنون
 سراغ لیلی از هز ناقه و محمل چه می پرسی
 چه می پرسی گرامی معنی درد از تهی مغزان
 حدیث شورش گرداب از ساحل چه می پرسی
 وفا را کار فرما این چه کافر ماجرائی هست
 مرا وا سوختی با مدعی در ساختی رفتی
 تو رفتی با رقیبان الله الله آن رخ و قامت
 باین افروختی رفتی ، بآن افروختی رفتی
 ترا ای بی وفا دل ، سالها در سینه پروردم
 چه کردی کار من کارم بجان انداختی رفتی
 سحلاک شوخی طرز تغافل های دل سوزم
 که نعشم را سر پائی زدی نشناختی رفتی

ترا گفتم مرو زین ره گرامی ، هیچ نشنیدی

غم دل در خریدی نقد جان در باختی رفتی

گرامی مثنوی مختصری در پیروی مولانای روم هم سروده است . درین باره گفته است :

” الله الله چه بیدار بختم که حضرت مولانا روم قدس سره شبی بخواهم جلوه فرموده ، فرمودند که گرامی ، چند نشینی ، هله برخیز ، کاری بکن . پیش از آنکه کار از دست رود ، و دست از کار . در حال مژه وا کردم ، لختی چشم بمالیدم ، این بیت بگوشم خورد :

با لب دس ساز خود گر جفتمی همچونی من گفتنی ها گفتمی

بعده ازین تمهید مثنوی خود را آغاز کرده است . بعضی از ابیات آن چنین است :

نی که نالان است بیش از چوب نیست	چوب نالد ، دل نالد خوب نیست
پرده هایش پرده های خیر و شر	وین عجب خود پرده دارش پرده در
یار در آغوش ما ما بی خبر	یار در چشم است و ما داغ نظر
خیمه بر اختر زدن سهل است سهل	خویش را شناختن این است جهل
گوشه چشم جلال الدین روم	سینه ام را می کند کان علوم
من ندانم کار من با ناله چیست	من ندانم بر لبم بتخانه چیست
فتنه های بی دلی از نی بپرس	داستان بی خودی از می بپرس
نی که می ناخورده رند سرخوش است	در نظر چوب است اما آتش است
هیچ میدانی که صاحب دل کدام	خواجه لولاک آن خیر الانام
من ندانم در سرم سودای چیست	من ندانم خانه دل جای چیست
چيست دل پیمانہ بزم خیال	چيست دل غمخانه ماضی و حال
چيست دل هم نشتر و هم برگ گل	چيست دل هم ابله و هم عقل کل
چيست دل رمز مثال بی مثال	چيست دل عرش خدای ذوالجلال
گاه در کوئی بتانم می برد	گاه در مسجد کشانم می برد
مولوی دریاست من از قطره کم	من گیاهی خشک او ابر کرم
من مثال ذره او خود آفتاب	او تلاطمهای دریا من حباب
من ز خاک جهل او شهر علوم	الله الله من ز پنجاب او ز روم
این سخن دوراست از فهم عوام	در غزل این رمز وا گفتم تمام
تبسم ز لعل لبش باده نوش	تبسم خود از بوسه اش میفروش

رباعیات

او را ندیده در نماز آمده ایم
 بیخود بر خود زدیم محمود شدیم
 خاور چکد از شبنم باین تدره شبی
 ای دوست ادب که در حریم دل ماست
 دزدیده نگاه کرد از خود رستیم
 در بیخودی ماست خودی جلوه فروش
 از شرم گناه دارم آتش بیچگر
 گفتم ناگفتنی که خون شد جگرم
 در بزم بسان شمع راهی کردم
 مجبورم و لاف بی گناهی نزنم
 هر قطره محیط در نقابی دارد
 حرف زرموز نظم هستی برخوان
 هر گیم شده بر همنائی نرسد
 اورا چه شناسد آنکه خود را نشناخت
 در بوته برد عشق سیمابم من
 کارم با اشک گرم و آه سردست

(۳۴۰) گلشن - شیخ سعدالله

حقایق و معارف آگاه شیخ سعدالله گلشن تخلص در خدمت شیخ الشیوخ شاه
 عبد الاحد سرهندی معروف بمیان گل وحدت تخلص ارادت صادق بهم رسانید و
 در رکاب ایشان بزیارت حرمین شریفین سعادت اندوز شد، بعد از چند سال در
 احمد آباد گجرات بسر برد، آخر العمر در دارالخلافه شاه جهان آباد اقامت ورزید.
 ذات شریفش بسیار بوارستگی و بی تعینی موصوف است، خالی از شوق و نیاز و سوز
 و کداز نیست، در عالم غزل نازک بند و معنی یاب است، دیوان غزلش قریب
 لک بیت خواهد بود. من اشعاره:

کلک من صورت کش صد معنی رنگین اوست
 گر کند گلشن تخلص بلبل طبعم رواست
 مکن باور بحرف قطع الفت کرده شوخ من
 که چون متراض این ظالم زبان زیر زبان دارد

رباعی

عمریست که محو دل بیدار خودیم
 کی صورت حال ما شود پرده نشین
 حیرت زده 'جلوه' اسرار خودیم
 چون آئینه خود رفته دیوار خودیم
 (همیشه)

(۳۴۱) گورو نانک تلوندی

در زمان سلطنت بهلول لودی در ده تلوندی که در نزدیکی شهر لاهور واقع است بدنیآ آمد. سال تولد وی ۱۴۶۹ میلادی است. آشنائی کاملی با زبان فارسی داشت. در تاریخ پنجاب که اثر غلام محی الدین بوتی شاه است چنین نوشته شده است که اشعار هندی و فارسی او همطرز است. مصنف کتاب چهار گلشن نوشته است که " بیان کمالاتش از تقریر و تحریر مستغنی است " منشی سوهن لال صاحب عمده التواریخ نگاشته است که او از اشارات و کنایات زبان فارسی مطلع بود. در بابر نامه ذکر و احوال گورو نانک نیست اما " در گرو گرنه صاحب " ذکر بابر پادشاه مذکور آمده است. ازوست :

یک عرض گفتم پیش تو در گوش کن کرتار (۱)
 حقا کبیر کبریم تو بی عیب پروردگار
 دنیا مقام فانی . تحقیق دل بدانی
 هم سر موی عزرائیل گرفت دل هیچ ندانی
 زن . پسر . پدر . برادران کس نیست دستگیر
 آخر بیفتم کس نداند چون شود تکبیر

شب روز گشتم در هوا. کردم بدی خیال
 بد بخت همچو بخیل غافل بی نظری باک
 گاهی نه نیکی کار کردم، هم این چنین احوال
 نانک بگوید جن ترا. تیری چاکران په خاک ۲

(۳۴۲) لائق - میر محمد مراد لاهوری

در عهد عالمگیر مدتی بخدمت سوانح نگاری لاهور سرفراز بود. بشوق ملاقات میرزا صایب از هند تا اصفهان پیاده رفت. میرزا بدلجویی تمام پیش آمد و بوئاق خویش جاداد و شعر او را پسند کرد. با میر عبدالجلیل بلگراسی رابطه خاص داشته. این رباعی ازوست :

زان لحظه که پنجه ات بدامان حناست
 دست تو از مصحف جمال تو بود
 صد رنگ هوس شگفته در جان حناست
 پنج آیت متصل که در شان حناست

(انجمن ۴۱)

۱- کرتار بمعنی پروردگار . ۲- این مصراع آمیزش الفاظ زبان پنجابی دارد

در عهد خلد مکانی مدتی به خدمت سوانح نگاری لاهور مامور بود و در عشر قانی بعد ماهه و الف در لاهور بر صدر حیات تسکین داشت.
(بینظیر ۱۰۱)

(۳۴۳) لسان - میرزا علی نقی خان لاهوری

خلف محمد قاسم خان ، در دارالسلطنت لاهور بعرصه وجود شتافته و نشوونما در بلده عظیم آباد یافته . مشق سخن از شیخ علی حزین اصفهانی و مولوی محمد هوش حکمت جونپوری نموده ، لسان و گاهی تقی تخلص می فرمود . از قصاید مثنوی و غزل و قطعه و رباعی و غیره هر قسم نتایج الافکارش معروف است . چون در آن ایام نقشبند طبیعت سر این قماش تازه در سر نداشت گرد آوری اشعارش بعمل نیامده . اینک این چند در آبدار از " خلاصه الافکار " نقش پذیر صفحه یادگار میگردد :

تبسم رهزی لعل تو ظالم میکشد مارا	نمیدانم که کشتن کردتعلیم این مسیحارا
بجز معراب ابرویت کلیسائی نمیداند	چنان چشم تو کافر برد از ره پیر ترسارا
نیم خوابی چشم تو فتنه بیداری	بسان دیده نرگس در آستین دارد

(ریاض ۸۱)

(۳۴۴) لقای - محمد حاجی محمد بنیانی لاهوری

در اوایل بخدمت میان جیو رسیده و سه سال با آنحضرت بوده اند . بیشتر در ایام سپاهنگری در طریقه چشتیه مشغول بودند . فقیر با ایشان بسیار صحبت داشته . اکثر اشعار میگویند و این ابیات از ایشان است . لقای تخلص می کند :

در حیرتیم تلخ کلام از دهان تو	یک زهر خنده لعل لببت صد شکر دهد
نازم بچشم تو که بهنگام هر نگاه	یک جان زتن رباید و صد جان دگر دهد
جانیکه زندگانی نقد است آرزو	آن جان لقای از غمت ای سیمبر دهد
صفات حسن تو ز آنرو نمیتوان گفتن	که چشم نیست زبان را و چشم رانه زبان
هم از تو از دل پر خون نمیرود چکنم	من از غم تو چو ابر بهار می گریم
غریب وی کسم اندر دیار خود بی تو	به جستجوی تو در هر دیار می گریم
بگفت ناصح این گریه ات چراست چنین	بگفتمش که من از عشق یار می گریم
لقای از غم آن ماه خوش لقا مردم	من از دو دیده خونبار زار می گریم

میان حاجی محمد روز سه شنبه ماه مبارک رمضان ، سال یکهزار و پنجاه و چهار

وفات یافتند و ایشان را در جوار روضه منوره حضرت مبان جیو و پهلوی میان نتمه مدفون ساختند . رحمهم الله تعالی .

(سکینه ۲۱۲)

(۳۲۵) لکنی - وحید لکنی لاهوری

اول "روانی" تخلص داشت اما بسبب اینکه زبان او لکنت داشت . بعداً تخلص خود را لکنی قرار داد . این بیت ازوست :

ترک چشم او ز مستی هر چه با ما راز گفت
غمزه غماز با آن شوخ یکیک باز گفت

(۳۲۶) لوائی - پیرزاده لوائی لاهوری

پیرزاده منبزووار است . طبع شعر داشت ، مدتی در خدمت آستانه اکبری بود . در لاهور ۹۹۰ هجری دیواری از تند باد حوادث بر سر او افتاد و نقد حیاتش برباد رفت . "پیرزاده از جهان رفت" تاریخ است . ازوست :

در پیش غیر زان نکنم گفته گوی تو تاجای در دلش نکند آرزوی تو
اهل هوس ز شوق چونام بتان برند ترسم که نام او بغلط در میان برند
(نگارستان ۸۵)

(۳۲۷) ستین - سلاجیون لاهوری

جوان بیست ساله خواهد بود . خط نسخ و نستعلیق می نویسد . الحال مکتب داری می کند و در لاهور می باشد . فکر شعر کم میکند . اکثر در تاریخ گوئی سرگرم است . اشعار خود نزد فقیر می آورد و اصلاح می گرفت . ازوست :

گر حق طلب کنی مگ اصحاب کهمف باش
بگذار همنشینی اصحاب فیل را

(مردم ۱۸۶)

(۳۲۸) محب - محب علی سرهندی

اسمش محب علی و اصلش از برلاس . مولدش تنه ، موطنش سنده ، معاصر اکبر شاه و جهانگیر شاه و از محققان آگاه ، شربش عارفانه و اشعارش موحدانه است . چون آئینه ام هست همه چیز ولیکن از هر چه پرسی همه را هیچ جوابست
عشق را بخانه ایست بر سردار نه درش بسته نه کسی را بار

(عارفین ۳۹۱)

(۳۴۹) محبوب - نواب غلام محبوب سبحانی لاهوری

شاعر مستند بود، دیوان خود را بحیات خود بقالب طبع در آورده همه جا فرستاد و فقیر را نیز عنایت کرد. و این عاجز مدت بخدمت و لایش ماند و هر ماه مشاعره بمنزلش میشد مگر تا آمدن فقیر مشاعره شروع نمی کردند. در عمر پنجاه سالگی در دربار دهلی فوت شد. نعش او به لاهور برده در حصار داتا گنج بخش لاهوری دفن کردند. فقیر این تاریخ وفاتش یافته :

منش سرزد چو قلب مهر بنهفت چنان شد کوی مجرب سخن سنج
از پیمان است :

سوختی دل زیوفائی ها	این بود رسم آشنائی ها ؟
نیست باکم ز آتش دوزخ	دیده ام آتش جدائی ها
تاب روی تو سوخت هستی ما	دور چشمت فزود مستی ها
گرچه پیوسته بمن زنج و ملالی دارد	لیکنم شاد بامید وصالی دارد
گوید بمن از نازکمی بلهوس است این	بیگانه و شرم گاه بیرسد چه کس است این

(چشم ۱۰۷)

(۳۵۰) محتاج - ابوالرشد رشید لاهوری

ابوالرشد رشید یکی از ندیمان خاص سلطان ابراهیم بود. علاوه بر سخن سنجی سهارتی در علم هندسه هم داشت. در لاهور بعنوان وزیر زندگی می کرد. شاعری معروف باسم انوری یکی از اشعارش را عیناً در دیوان خود نقل کرده است :

گفته از رائیران حریر درت مرحبا مرحبا ، در آی در آی
راج به اختیاراتی که محتاج داشت مسعود سعد سلمان چنان گفته است :

پسر محتاج ای من شده محتاج به تو
از بی آنکه همه خلق به محتاج تو است

ابوالفرج رونی در مدح او چنین گفت :

بو رشد رشید ای کمال ملک ای دست تو ذات کمال ملک
تخویف تو رایان هند را افکنده بحد جبال ملک

محتاج که شهاب الدین محمد نام داشت مانند پدر خود معروف بود. پسرش در سال ۹۸۰ هجری فوت کرد.

(۳۵۱) محزون - میان شریف کنججاسی

از اهالیان ده کنجاه است و در شهر گوجرخان که از نواحی شهر راولپندی می باشد ، استاد دانشکده دولتی و معلم زبان و ادبیات فارسی هست . محزون تخلص دارد . اشعارش هنوز بصورت دیوان جمع آوری نشده است . اشعار زیر ازوست :

هر صوفی خود رای زمستان گله دارد از روز ازل کفر به ایمان گله دارد
یک روز بنگرید که لذت کش غم شد محزونی که از گردش دوران گله دارد

(۳۵۲) محمد - محمد شاه سید نوشاهی ساهن پال

اسمش محمد شاه و تخلص از محمد بود . لقبش نیک اختر نوشته اند . پدرش که سید محمد امین بن سید حافظ قل احمد نام داشت بلقب نوشاه ثانی معروفیت داشت . او در سال ۱۲۸۱ متولد شد . شاگردی پدر خود اختیار کرد و بعداً از سید محمد شفیع که عمویش بود استفاده ها و استفاضه ها نمود . قرآن مجید ازبر داشت و بهمین جهت حافظ هم لقب داشت . در سال ۱۳۳۷ هجری عرصه وجود را ترک گفت . قبرش را در ساهن پال ساختند . بفارسی شعر می سرود و در تاریخ گوئی هم مهارت داشت . بمناسبت تاریخ بنیان گذاری یک مسجد چنین گفته است :

از خرد تاریخ جستم سال این عالی بنا

گفت بنویس از ندائی "خانه دین خدا"

۱۳۳۵

(۳۵۳) محمد بخش - میان محمد بخش گجراتی

میان محمد بخش ساکن ده موهله از نواحی گجرات پدر بزرگ چوده ری محمد حسن چیمه است که اینک در گجرات وکیل دادگستری می باشد . محمد بخش گاهی بفارسی هم شعر می گفت . بیشتر منظومه هایش در مدح مردم است . قطعات تاریخ هم میگفت . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است اما نسخه خطی دیوانش در خدمت قریشی احمد حسین احمد می باشد . محمد بخش راجع به شخصی که اسمش خادم حسین بود ، چنین گفت :

خورشید تا بفلک هویدا ستاره به اقبال و حکم بخت جوان باد از اله

دولت غلام نصرت وزر هر زمان رفیق منظور در حضور شوی از تمام راه

حافظ ترا همیشه خدا در شدید شر سر چشمه مروت و الطاف بادشه

یک حرف گیر از سر مصرعه کن شمار نام آن بزرگ فهم کنی پر کرم نگه

(۳۵۴) محمد جواد لاهوری

صاحب علم و فضل از ترکستان بود. در هندوستان رسیده. بدارالامارة لاهور توطن گزید. هنگامیکه نادر شاه لشکر بهندوستان کشید، وی بدست یکی از لشکریانش شربت شهادت چشید.

رباعی

گفتا چه کسی چو کردی از هجرم دق گفتم که کنم بهر چه هستم لایق
رو کرده سیه بگرد عالم کردم کاین است سزای آنکه گردد عاشق
(صبح ۳۷۷)

(۳۵۵) محمد حسین شاه رضوان لاهوری

از ولایت آمده در هند سایر و دایر بود. و بعضی گویند توطن لاهور اختیار کرده. این بیت او را که بدان فخریه میکرد گفته:

مگر ساقی کمر در خدمت پیمانہ می بندد
که چون نرگس بهر انگشت خود پیمانہ می بندد

(نفاث ۱۴۳)

(۳۵۶) محمد حیات قریشی گجراتی

برادر بزرگ قریشی احمد حسین احمد است. در ده کنجاہ تدریس میکند و بزبان فارسی هم شعر می سراید. ازوست:

الغیاث ای چاره ساز درد ما را الغیاث
مانده ام در بحر عصیانم خدا را الغیاث
چون نگردد از در لطف کسی گاه بی مراد
هان نگردان از در خود بی نوا را الغیاث
بی کس و درمانده ام، در خاک و خون افتاده ام
ای نگاه لطف پرور این گدا را الغیاث
تا بکی منت کش الفاظ و معنی می شوم
کنج اسرار نمانده خوشنوا را الغیاث

(۳۵۷) محمد حیات سعید نوشاهی ساهن پال

اسمش سید محمد حیات و لقبش ربانی بود. اسم پدرش حافظ جمال الدین و اسم پدر بزرگش حافظ محمد برخوردار بحر العشق نوشاهی بود و ذکر این دو

درین تذکره مرقوم گردیده است . سید محمد حیات حافظ قرآن بود و در علوم عقلیه و نقلیه معلوماتی وافی داشت . کتابی بنام تذکره نوشاهی نوشته بود و کتابی دیگر باسم مجمع اللطایف هم از تصانیف وی است . در سال ۱۱۷۳ در گذشت . قبرش را در ده ماهن پال در نواحی شهر گجرات ساختند . اشعار بسیار خوبی را بفارسی و عربی میسرود . از اشعارش اییاتی چند بدستم رسیده است که در زیر نقل میگردد :

محمد ز سرتا قدم پاک بود	نبی بود و آدم در آن خاک بود
چوتا حشر ز لولاک آمد بسر	زمن زارکی و صفش آید بسر
چو ووصاف او خود خداوند شد	زبانم ز تعریف او بند شد
چه یارای این ذره با آفتاب	بقلمز چه قدرست بهر حباب

(۳۵۸) محمد خویشی - کنجاهی

صاحب و سالک مسلک وجد و حال بود . گوهران اشعار فارسی و هندوی آن بحر اسرار همه آیدار و آویزه گوش مستعدان روزگار است . از واردات اوست :

آشوب درد خاطر من از بی سرشته اند
 هر کس آید از در من مست میرود
 گویا که خاک در گهم از می سرشته اند
 در کنجابه باگه دلی بسر می برد . سرگشتگان وادی طلب را بسر منزل مقصود راهنمائی میکند .

(فرحت)

(۳۵۹) محمد صالح کنجاهی

در آخر زمان حکومت سیکهای پنجاب . در کنجابه که از نواحی گجرات است زندگی میکرد . خط نستعلیق خوب می نوشت و شعر فارسی نیز میسرود . تصانیف زیادی در نظم و نثر دارد . تذکره ای بنام سلسله الاولیا هم تصنیف کرده است . اشعار زیر از دیوان خطی او داده میشود :

نسیم سحری بکن گذاری در آن دیاری که هست آنجا
 شفیق جانی ، رفیق قلبی ، انیس رعنا ، جلیس زیبا
 خوش آن مکانی و آن دیاری که دارد آنجا مقام یاری
 شکفته روئی ، خجسته خوئی ، دقیقه گوئی ، سخا شناسا
 چو گاهی گاهی نوید آید ، ز خرمی و خوشی ازان سو
 دلم شکفته شود بطوریکه از نسیم صباح گلها

چه گویم از آرزو وصل تو هم ز تشریح درد هجران
 قلم دریده ، دهان مقطوع ، زبان مقصر ز گفتگوها
 برای تو این فقیر خواهد زدگره‌ی ایزدی که باشد
 مدام حب خدا پرستان زیاد هر وقت نام مولی

(۳۶۰) محمد عالم گجراتی

برادر مولوی محمد عبد الکریم و عموی قریشی احمد حسین بود . همه عمر
 خود را در زهد و عبادت صرف نمود و سجانا تدریس میکرد . خوش کلام بود .
 همری و بفارسی شعر میسرود . در سال ۱۹۵۵ عرصه وجود را ترک گفت .
 ازوست :

کردی تو اگر مرا فراموش یاد تو مرا است در دل و جان
 در مذهب تو مگر روانیست . پرنسیدن حال درد مندان

(۳۶۱) محمد علی بتالوی

مولانا محمد علی در ده بتاله که از نواحی شهر گورداسپور می باشد بدنیا آمد .
 برای تحصیل علوم مذهبی و دنیایوی وارد مکه شد که در نواحی شهر
 کربلا بود . مدتی در آن جا زندگی کرد . سپس کتابخانه بزرگی با یک درسگاه
 مفصلی در آن جا ساخت و مورد استفاده اهلایان آن شهر قرار داد . در خدمت
 حواجه شاه سلمان تونسوی حضور بهم رسانیده منازل سلوک و طریقت را طی نمود
 و بعداً خلیفه وی شد . در مکه شریف هزاران نفر از شاگردان و ارادتمندان وی
 وجود داشتند . در سال ۱۸۳۷ عرصه وجود را ترک گفت و در شهر مکه مدفون
 گردید . قبرش زیارتگه مردم است . دیوانش هنوز مدون نگردیده است . اشعار زیر
 ازوست :

صد قیامت گر رود هر گز نمی گردد جدا
 حسن بی پایان تو از عشق بی پایان من
 آب چشم شست نقش غیر از لوح دلم
 محترم باش از خدا ای دیده گریان من
 من اگر آهی کشم سوژد زمین و آسمان
 پرحذر باش ای رقیب از آتش سوزان من
 خانه جانم شد از اغیار خالی ای صنم
 خوش بیا در جان من ای جان من جانان من

نقد جان دارم بهایت ای مه کنعان من
 ملک دل کردم خرابت ای شه خوبان من
 لاف عشق تو زخم گر خون ریزی هم رواست
 باختم سر در هوایت ای گلستان من
 حاجت منبر و محراب مرا نیست که من
 طاق ابروی تو محراب دعا می بینم
 روی آن ماه ندیدست ملامتگر من
 او چه داند که من خسته چها می بینم
 کس ندیدست و نه بیند زخم طاق سپهر
 آنچه من از زخم ابروی دو تا می بینم
 اسم پدرش مولانا محمد شفیع بود . او هم عالمی با کمال بوده است .

(۳۲۲) محمد علی - چودهری محمد علی

چودهری محمد علی یکی از فارغ التحصیلان دانشکده اسلامیة در لاهور بود . او بعد از پایان تحصیلات خود در همان دانشکده دانشیار ریاضی شد . خدمات زیادی را بکشور نموده بود و بهمین جهت اول وزیر دارای پاکستان شد و بعداً بمنصب نخست وزیر منصوب شد . با ادبیات فارسی علاقه دارد و مثنوی مولوی را با عشق مخصوص مطالعه می کند . بفارسی هم شعر می گوید . ازوست :

غمش بس است و ز عالم کنار می جویم
 فتاده بر لب جوی حدیث او گویم

متاع دل یبازاری ببردم خریداری که آمد رونهان کرد
 دل از من برد و رو از من نهان کرد . خدا را تا کی این بازی توان کرد ؟

(۳۲۳) محمد یوسف - قاضی محمد یوسف پنجابی

سواد و خط فارسی را از پدر خود که محمد صدیق نام داشت فرا گرفت . در شعر گفتن مهارت فوق العاده ای را داشت . مجموعه اشعارش بنام "در عدن" چاپ گردیده است . با سیاحت و گردش علاقه داشت و بتمام نقاط شبه قاره هند و پاکستان مسافرت نموده بود . دیوانش را ندیده ام اما قطعه زیر که بر وفات دوست خود میرزا رمضان سروده است در زیر نقل میگردد :

آه رمضان علی نیک نژاد رفت از ما و شد دلم ناشاد

وه چه خوش مرد پاک فطرت بود
اشک از چشم من برون آمد
چون زحق حکم ارجح بشنیدم
چون چنین مرد شادروان کم زاد
چون مرا آن عزیز آید یاد
گفت لبیک او به رب عباد

(۳۶۴) محمود لاهوری

احوالش مفقود است . در هفت اقلیم راجع باو همین قدر نوشته شده است :
"محمود شعری هموارسی گوید . اما از غث و ثمین احوالش اطلاعی ندارد".
محمود نامه که دارای غزلیات است و ۳۲ غزل شامل آن می باشد از و مانده
است . این مجموعه غزلیاتش چندین بار چاپ گردیده است . محمود در زمان
اکبر شاه زندگی میکرد . در یک نسخه خطی محمود نامه که در کتابخانه
داشکده پنجاب قرار دارد آن را به محمود و ایاز منسوب کرده است . تاریخ
کتابت آن نسخه چنین داده شده است :

سال تاریخ این رساله خورد
ناله از غیب زد که ای محمود
بود در فکر جان برده گشا
گفت هاتف که گشت بزم آرا

در نسخه چاپی محمود نامه که این حقیر دارم ، تمام غزلیاتش بیک
اسلوب و سبک نگاشته شده است . در بیشتر قطعه ها اسم ایاز در مقابل محمود
نوشته شده است . یکی از خصایص این غزلیها این است که حرف آخر هر بیت
مطابق حرف اول آن است :

روی تو هست غیرت گلزار
کشت زان پیش روی تو گلزار

غرض اینست که بر جان و دلم لاله رخی
سوزد از آتش عشق رخ خود پنهان داغ
فارغ البال می لعل بنوشیم مدام
که خدا عفو کند گر چه نداریم عفاف

قرار داده ام ای دل بصبر در غم هجر
غیر صبر ندیدم دگر دوای فراق

آمد برون بگرد رخت خط عنبرین
برافکن از ماه رخ خود نقاب
باز ایاز از دل محمود برد
نیت است بر جریده حسنت که گفته اند
درد تو با ایاز ای محمود
دیده اشکبار می گوید
اکین گرد به ندید بدینگونه هاله را
تا کند دعوی حسن آفتاب
صبر و قرار و خرد و خورد و خواب
مردم بدور چشم تو بیمار النبیات
دیده اشکبار می گوید

(۳۶۵) محنتی - سرهندی

محنتی حصاری در یکی از مدرسه های دهلی تحصیل کرد، سپس بمنصب قضاة مامور گردید. تخلص محنتی از دربار شاهی باو اعطا گردید. در عهد حکومت اکبر شاه زندگی میکرد. در سرهند فوت کرد و در همان شهر مدفون گردید. شعر هم میگفته است. دیوانش را ندیدم. ازوست :

یافتم در گزری جای کف پایش را
چون نمایم رخ خود یافته ام جایش را
بفکر موی میانت دل کسان گم شد
دل شکسته ماهم در آن میان گم شد

(۳۶۶) محی الدین - سید غلام محی الدین نوشاهی ساهن پال

سید غلام محی الدین پسر سید عبدالله بن سید خیرالله نوشاهی است. صاحب علم و فضل بود و خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت. در سال ۱۲۹ هجری بعالم بالا رهسپار گردید و در ده ساهن پال مدفون گردید. علاقه بسیار شدیدی را نسبت بادییات فارسی داشت. اشعار زیر را او سروده است :

روز آدینه و بوقت زوال	وطن ماهست ساهن پال
نوشه حاجی بگور تو نالم	از سر لطف بنگری حالم
تو زبان مرا چو سیف بساز	دشمن ما ز بیخ یر انداز
بخت بیدار کن بنام خدا	ذوق و شوقم بده بنام خدا

(۳۶۷) منشی رام جس لاهوری

منشی رام جس. قوم کوهتری سهره، نام والدهش لاله کمکالس (کذا) "عاجز" تخلص، متوطن لاهور. و مولد آن عاشق حسن ازلی دارالاماره دهلی. اول در تخلص لفظ "مغموم" را خوش کرده بود، آخر بتخلص "محیط" خواص بحر سخن گردید. بوظیفه یک هزار و دوصد روپیه سالانه از مرکاب منظر گشته دامن از تلاش دنیا برچیده بگوشه عافیتی در کمال آسودگی و شکسته حالی میگذراند. هر روز قرینب شام با آشنا یان یک رنگ بسرگنگ موج زن گشته خاطر را بان مشغول و دامان دل را از رنگ کدورت بمغسول میسازد. خط را خیلی تلخ و شیرین می نگارد و در برگوفی و زود نویسی تر دستبها دارد. چنانکه بسیاری از کتب بقلم خود رقم زده. با حضرت خواجه حسن اعتقاد شاگردی دارد. کم کم فکر فارسی هم میکنند.

گچیدن چندین محیط درین کوزه از محالات متصور و اهتمام فارسی مقدم تر است .
 باز ای از سپارگان فارسی بقلم می آید :

ای خوش آن وقتی که در بردلستانی داشتیم
 زین سبب بودیم فارغ ذل ز اندوه جهان
 نغمه منجی پرفنی جادو بیانی داشتیم
 داستان هجر پیش یار میکردیم شرح
 غم گساری ، مهرورزی ، مهربانی داشتیم
 در سراغ بی نشان نام و نشان گم کرده ایم
 گر برنگ طوطی گویا زبانی داشتیم
 ورنه ماهم چون نگین نام و نشانی داشتیم
 گر تمنای محیط بی کرانی داشتیم
 گوهر مقصود می کردیم حاصل دو جهان
 (وفات ۹۲)

از قوم کهنترین بود و در لاهور زندگی میکرد . زمان ملازمت و اشتغال خود
 را در شهر بنارس گذراند . با صنف ریاض الوفاق خیلی دوست بود . آثار متعددی
 بجای گذاشته است که عبارتند از :

- | | |
|-----------------|-----------------|
| ۱- محیط عشق | ۲- محیط درد |
| ۳- محیط غم | ۴- حسن و عشق |
| ۵- مثنوی | ۶- محیط الحقایق |
| ۷- محیط الاسرار | ۸- گلشن معرفت |
| ۹- محیط معرفت | ۱۰- محیط اعظم |
| ۱۱- محیط دانش | |

(۳۷۸) مخلص - ابنائی داس لاهوری

از قوم اروره میچنده ، ساکن دار السلطنت لاهور است . جوانی است خلیق
 شفیق و بسیار گرمجوش . سر رشته انشا بر سائی تمام بدست دارد . خط شکسته
 بدستی می نویسد . در حین که فقیر از کوه کانگره به قصبه بتاله وارد شد ، او
 به تقریب خدمت منشی گری سرکار نواب ابو البرکات خان صوفی در آنجا بود .
 مشق بطرز قدما درست دارد . چند بیت به فقیر داده بود که داخل این تذکره
 نماید . در قصیده مدح گوید :

دشمن از خوف نمهنگ تیغ خون آشام او
 همچو ماهی ستنقور از جهان نایاب شد
 ذره کو سایه دست بلندت یافته
 پنجه تاب پنجه خورشید عالم تاب شد

نواب ابو البرکات خان صوفی غزلی طرح کرده بودند . فقیر خوشگو در مجلس ایشان
 این بیت بدیده گفته که در بتاله شور افتاده بود :

بجاست گر دل پروانه طینتان سوزد
که شمع قامت خوبان ز نور ریخته اند

مخلص مشارالیه نیز غزلی در جواب گفته که این بیت از آنجاست :

خمیر لعل تو از شهد و شور ریخته اند دهان تنگ تو از چشم مور ریخته اند
چون ماست بجوش از بهار فیض ازل گل مراد ز جیم ز دور ریخته اند
(خوشگو ۳۴۳)

اینای داس لاهوری از قوم اروره میچنده . ازوست :

زان پیشتر که ساق جام اجل چشاند از باده انا الحق سرشار کن دل ما
(زعنا ۱۳۷)

(۳۶۹) مخلصی - میر احمد حسین سر هندی

ولد میر محمد حسین از سادات سر هند است . خیلی جوان گرم جوش ،
طبع رسا و لطیفه آور دارد و شعر بطرز بسیار دلچسپ می خواند . روزی شعری
می خواند :

هر سرو قدی را نه رسد دعوی بالا با دلبر من سلمه الله تعالی
(خوشگو ۳۱۱)

(۳۷۰) مخلص - افند رام لاهوری

قبض شناس بازیکی کلام . رای رایان رای افند رام مخلص تخلص ، خلف
راجه هری رام کهتری ساکن صوبه لاهور است . اوایل سخن برای مشق بجناب
میرزا بیدل صاحب بگذرانید . بسیار بحسن خلق و اوصاف حمیده آراسته و به
قنون دیانت و کریم النفسی پیراسته . شاعر معنی تلاش خوش زبانی مثل او
درین جزو زمان کمیاب است . بیشتر دیوانی به مشق طرز میرزا صائب ترتیب داده
الحال به طرز میرزا رضی دانش شعری گوید . دیوان غزلیات بقدرده هزار بیت
دارد پر از الفاظ رنگین و معانی تازه و حکایتی در نثر نوشته همه مقفی و رنگین .
دیباچه مرقمی نوشته که بخوبی آن دیباچه بنظر نیامده . کتابی نثر از طرف
محمد شاه بادشاه بدارای ایران نوشته . بعضی از اشعار آبدارش اینست :

دیدم غزال دو سه سرگرم طوانش اقتاد چون بر تربت مجنون گذرما
خارخار نوگلی دارم که دوش از ناز گفت ما ترار سوا به عشق خویشتن خواهیم کرد
گذشتی از نظر و بی تو زنده ایم هنوز ز شرم آب نگشتم ، خاک بر سر ما
دل چه لذت برد بغیر از عشق نمک زندگی ست بیور مزاج

مباد حلقه صحبت ز همدگر باشد سخن ز زلف پریشان پارمی گذرد
 سرور مشو فصل بهار ای چمن آرا
 فرداست که آشوب خزانست درین باغ
 ای نسیم صبح گر سوی گلستان بگذری
 از اسیران قفس هم سجده ای در پای گل
 بلبل شوریده ای چون من ندارد این چمن
 صد بهار آخر شد و من هم چنان دیوانه ام
 از من آداب عشق آموزید تربیت کرده جناب دلم
 شب که شد در محفلش مذکور مظلومان چرخ
 گفت مخلص نام من هم داد خواهی داشتم

(خوشگو ۳۲۱)

کهرتست از ارباب جاه و دولت و اصحاب مکنت و ثروت بوده . مدتی
 بوکالت ذکریا خان صوبیدار ملتان و لاهور و نواب قمرالدین خان بهادر ممتاز بوده
 بکمال فراغت در دهلی بسر می برد . بعد معاودت نادر شاه در هندوستان خانه
 نشینی اختیار کرده . آمد و رفت بکلی ترک نموده . در انشاء نثر داد رنگینی
 و متانت میداد و بغایت مزه و دلچسپ مینوشت . و در شعر و سخن از بهترین
 شاگردان میرزا بیدل است . قریب پنجاه هزار بیت خواهد بود . با خان آرزو
 کمال اخلاص داشت . طور کلامش ماورای طور استاد است . ازوست :

الهی آب و رنگ شور بلبل ده بیانم را
 بخون دل بیاراهمچو برگ گل زبانم را
 گفتم نگمی بسوی مخلص فرمود امیدوار باشد

(نشر)

انند رام از قوم چهتریان است که ریاست اهل هند از قدیم الایام باین گروه
 تعلق دارد . وطن آبای او سوذهره از توابع لاهور است . آنند رام در دربار شاه
 وکیل اعتماد الدوله قمرالدین وزیر فردوس آرامگاه و نیز وکیل سیف الدوله
 عبد الصمد خان ناظم صوبه لاهور و ملتان بود و رای رایان خطاب یافت .
 مخلص در سنه اربع و ستین و مائه و الف قالب تمی کرد . این ابیات او از
 مجمع النفائس نقل افتاده :

مردم دنیا سماجت خواه و من نازک مزاج

ای خدا فضلی که استغنا بفریادم رسد

نبود قابل صحبت مخلص بگذارید که سودا دارد

(عامره ۴۲۵)

شاعر شیرین کلام رائی رایان آنند رام که مخلص تخلص می کند از قوم چهترین است که از قدیم الایام فرقه ایشان اهل حکومت و ریاست در هند شده آمده اند . وطن اصلی او سودهره از متعلقات لاهور است و وی در شاهجهان آباد میگذرانید . دستور هند است که بدرگاه سلطان از طرف امرا کلام باشند . مخلص بدربار بادشاهی بوکالت اعتماد الدوله قمرالدین خان وزیر محمد شاه بادشاه ، سیف الدوله عبد الصمد خان ناظم صوبه لاهور و ملتان مامور بوده و بخطاب رائی رایان سرفرازی داشت . در عنفوان جوانی اشعار خود از نظر میرزا عبد القادر بیدل مرحوم گذرانیده از آن زمان پابین عاجز محشور و مربوط است . آخر الامر مخلص در سنه ۱۱۴۰ اربعین و مائه و الف بساط اخلاص هستی موهوم پیچیده . این چند بیت از کلام پرور اوست :

ز حال بلبل مسکین ندارم اطلاع اما
 بیای گلبنی دیدم مشت استخوانی را
 گردن دعوی مکن ای شمع در محفل بلند
 رونق حسن تو آخر تا سحر خواهد شکست
 بقریان بتان آخر دل افکار خود کردم
 ز حالم تا کسی واقف شود من کار خود کردم
 بکاغذ باد ماند در محبت کاروبار من
 که باشد در کف طفلان عنان اختیار من
 قیامت بر سر من آورده ای از شیون ای قمری
 تو خواهی بعد ازین در باغ بودن یا من ای قمری

(نتایج ۶۶)

رائی آنند رام خلف راجه هردی رام از قوم کهتری متوطن سودره تابع لاهور با خوبان معانی اخلاصی دارد و پری زادن سخن نسبت خاصی . سید غلام نبی نسیم تخلص ، اسروهی ، در تعریف او می گوید :

آن سپهر سخنوری مخلص
 فخر عرفی و انوری مخلص

بحان آرزو در مجمع النفاس می نویسد : "باعث بودن فقیر در شاهجهان آباد و دهلی اخلاص او است". وفات رائی آنند رام در سنه اربع و ستین و مائه و الف و اتفاق افتاد . این ابیات مخلص بر مخلصان سخن عرض میشود :

ای بلبلان کرده سفر جانب قفس تنها گذاشتید درین گلستان سرا
 از خطت شور در چمن افتاد بنده پرور ، هنوز آغاز است
 دل چه لذت برد بغیر از عشق نمک زندگی است شور مزاج

چون منجم دید طالع نامه ام خندید و گفت
این پسر قائم مقام حضرت مجنون شود

(رعنا ۱۳۰)

کهرتري لاهوری الاصل است مخاطب بزائی رایان . شاگرد بیدل و مری
آرزو در سنه ۱۱۴۴ قالب تمی کرد . و کیل اعتماد الدوله قمر الدین خان وزیر
بود . از وی می آید :

با بلبان شریک فغان میشدم ولی نگذاشت فصل گل بچمن باغبان مرا
هگسن چند سروی دیدم و فریاد سر کردم که یارم داد رنگین صحبت یاران موزون را
برد سودای سرزلف تو از خویش مرا سفری دور و دراز آمده در پیش مرا
(انجمن ۴۲۴)

در فن شعر و انشا کتب متعددی نگاشته است که عبارتست از :

- ۱- مراة الاصطلاح
- ۲- چمنستان
- ۳- رقعات
- ۴- هنگامه عشق
- ۵- کار نامه عشق
- ۶- تذکره
- ۷- پری خانه
- ۸- دیوان نظم مخلص

(۳۷۱) مخفی - نورجهان لاهوری

مولانا تجلی کاتبی که جوانی صاحب طبع خوش ذهن و نکته سنج بوده است
به هندوستان آمد و در گجرات با مولانا نظیری صحبت ها داشته . در سنه ۱۰۴۸
فوت شد . شعر مثل مخفی که بر لوح مزارش نقشت نوشته که اینست :

بر مزار ما شهیدان نه چراغی نه گلی
هر طرف پروانه در طوف است هر سو بلبل

(ریاض الشعراء)

شاعره ماهره والا دستگاه ، نورجهان بیگم حرم جهانگیر پادشاه دژ جود و
سخا ممتاز و در اختراعات عجیب بی انباز . عطر گلاب و فرش خانه و بی و زیور
طبع از مخترعات اوست . روزی پادشاه میل صحبت می کرد و بیگم عذر داشت .
این مطلع بدیهه خواند :

بقتل من اگر شاهها دلت خوشنود میگردد
بجان منت . ولی تیغ تو خون آلود میگردد

ازویت :

دل بصورت ندهم تا شده سیرت معلوم بنده عشقم و هفتاد و دو ملت معلوم

زاهدا هول قیامت مفکن دردل من هول هجران گذراندم . قیامت معلوم
(حسینی ۳۲۴)

نور جهان بیگم بانوی حرم جهانگیر پادشاه که احوالش از غایت شهرت
مستغنی از بیان است و کلامش جسته جسته زبان زد سخنوران . این اشعار :

نور جهان اگرچه بصورت زن است لیک بیاطن زن شیر افکن است
کشاد غنچه اگر از نسیم گلزار است کلید قفل دل ما تبسم یار است
نه گل شناسد نی رنگ و پیر نه عارض و زلف
دل کسی را که بحسن آدا گرفتار است

قبرش در لاهور در شاهدره است . و این بیت بر لوح آن نقشست :

بر مزار ما غریبان نی چراغی نی گلی
نی پر پروانه سوزد نی صدای بلبلی

وقتیکه جهانگیر زمام سلطنت بوی سپرد این بیت بر درهم و دینار نقش کرد :

بحکم شاه جهانگیر یافت صد زیور
بنام نور جهان پادشاه بیگم زر

(خواتین ۱۴۷)

(۳۷۴) مدهوش - میر مدهوش لاهوری

برادر و شاگرد میر جلال الدین سیادت است . این چهار برادر را حق تعالی
شاعر نامور کرده او هم دیوانی پر از اشعار برجسته دارد . او آخر عهد عالمگیری
با کثر خدمات لاهور سرافرازی داشت . از شعرهای اوست :

تیغی کشیده بر سرم آن سیمبر رسید گفتم که چیست؟ گفت که عمرت بسر رسید
مصور دست از ابروش بردار که نتوانی کمان او کشیدن
(خوشگو . ۳)

اسم عالی آن شمع افروز انجمن سخنوری میر مدهوش است . برادر میر
جلال الدین متخلص سیادت . مولد ارم محمودش خطه پسرور لاهور . بقول
صاحب نثر عشق در زمان سلطنت عالمگیر پادشاه به بعضی خدمات لاهور ممتاز
بوده . از کیفیت نظم برجسته اش عالمی بی نی مدهوش و از باده سخن رنگینش
جهانی مینا در آغوش . فقیر زمانی که همکاب محتشمی وارد دربار جهانگیر نگر
"دهاکه" بودم ، غزلی چند از خواجه حیدر جان شایق بدست افتاده . الحق
آنچه از خامه معنی طرازش ریخته صد مرتبه در خور آن است که سر مشق عالیه
سازم . آخر کار از این کهنه رباط بجانب روضه رضوان شیانت . از ان بلاغت

نشان نکته رسی است :

دارد آسیب نواکت دل غم شیشه ما
 خود بخود بشکند از موج صفا شیشه ما
 ما درین باغ نهای چمن تصویریم
 هست در خانه نقاش زگی و ریشه ما
 قدم از سر چونی خامه مکن چون مدهوش
 پنجه شیر بود خار بن بیشه ما
 (خیال ۱۰۱)

(۳۷۳) مراد - مراد شاه لاهوری

مراد شاه پسر پیر کرم شاه ملقب به مسیتا شاه بود. در اوایل عمر خود با اتفاق پدر به لکنؤ رفت و بعد از پنج سال یعنی در ۱۱۹۶ برگشت و در لاهور اقامت گزید. پدرش در سال ۱۲۰۰ شهید شد. مراد شاه کتب متعددی را نوشته است و بیشتر بزبان اردو شعر می گفت. اشعار فارسی هم دارد. دیوانش چندین بار چاپ گردیده است. در زبان فارسی بیشتر بنظم مثنوی علاقه داشت. ازوست:

چه تدیبری ز میر آسمان رفت	که هوش و طاقت از پیر و جوان رفت
زهی شاهی که از کابل بلاهور	چو وحشی آمد و دیوانه سان رفت
چنین غافل که روز و شب نه بیند	که صبحم چون شد و شامم چنان رفت
کجا در بت کده ناقوس ماندی	که اکثر از مساجد ها اذان رفت
بهر یک بود یک منزل مقامی	چروقت کوچ شد غارت کنان رفت
بسال رفتس در جمع یاران	چه از تاریخ حرفی در بیان رفت
مراد از جودت طبع رسائی	بگفتا ناگهان شاه زمان رفت

(۳۷۴) مرهب - لطف الله کنجگاهی

قاضی محمد اسلم پسروری نویسنده کتاب فرحه الناظرین اسم او را در تذکره خود مذکور کرده است. تاریخ تولدش معلوم نیست. دو شعر زیر ازوست:

بچش خامه یکف طره سنبل دارد	تا پریشانی گیسوی تو تحریر کند
رواق باده بیفزود بدانسان که کنون	زهد از (?) دانه سبجه تزویر کند

(۳۷۵) مستانه - صوفی لاهوری

از شاگردان شاه لاهوری است. این بیتش بکوش خورده :

دیده حالت مشتاق میپرس که عیان را چه بیان می باید
(خوشگو ۲۷۵)

(۳۷۶) مستغنی لاهوری

مستغنی کشمیری مولد لاهوری موطن است . و شاعر عهد اکبری . ماهر
فن شعر و سخن : رباعی

من خنده نیم بطبع عاشق ناساز یا گریه که بر روی روم چون غماز
یا ناله که سر بگوش بیگانه نهم من درد دلم خلوتی محرم راز
(نگارستان ۴۶)

(۳۷۷) مسکین - محمد حسن گجراتی

کوچکترین برادران غلام قادر حیدر بود، و بهتر از سایر برادران خود سخن
سراشی میکرد، خط نستعلیق خوب می نوشت. کتاب جامع المعجزات را که تصنیف
شیخ محمد الواظ هادی است و بزبان عربی نوشته شده، بنظم فارسی برگرداند.
نسخه های خطی آن ترجمه در کتاب خانه شخصی قریشی احمد حسین وجود
دارد و او مشغول تالیف و انتشار آن کتاب می باشد. اشعاری چند از ترجمه اش
در زیر نقل می گردد:

الهی از نسیم صبح جاوید بخندان غنچه گلزار امید
طراوت بخش از فیض بهارش که باشد سبز بخت آن سبزه زارش
بهار افروز گردان لاله زارش خط ریحان بکن خط غبارش
تو برگ نو بهار آور بیغام ز بوی گل معطر کن دماغم

محمد حسن مسکین در سال ۱۹۱۴ بسن صد سالگی عرصه وجود را ترک گفت .
قاضی عطا محمد که مسئول امور اراضی گجرات بود، تاریخ وفاتش را چنین سروده
است :

الهی از کرم خویش مغفرت گردان بحق سید الابرار واله لمقصال
ز روی سوز عطا در نوشت سال وصال چهارده ستمبر دو شنبه وقت زوال

(۳۷۸) مسیح اللہی - مسیح الزمان صدرا لاهوری

مسیح الزمان صدرا متخلص به مسیح اللہی پسر حکیم فخرالدین شیرازی
بود و در سال ۱۰۱۱ هجری وارد هندوستان گردید . او علم طب را در
ایران در خدمت حکیم محمد باقر بن حکیم عماد الدین آموخته بود ولی چون بهند

رشد دوباره بفرما گرفتن دقایق این علم پرداخت و بشاگردی حکیم علی گیلانی که طبیب شاهی بود، درآمد. چون از شغل خود برکنار گردید در لاهور سکونت اختیار نمود و در همان شهر بعالم بالا شتافت. بشعر گفتن علاقه داشت. رباعی* زیر را بنا بفرمایش شهنشاه جهانگیر سروده و یک هزار سکه طلائی انعام گرفته بود:

داریم اگرچه شغل شاهی در بیش هر لحظه کنیم یاد درویشان بیش
گرشاد شود زما دل یک درویش آنرا شمریم حاصل شاهی خویش

(۳۷۹) مشتاق - مشتاق احمد هاشمی گجراتی

استاد مشتاق احمد هاشمی در شهر نوشهره متولد گردید اما از کودکی در شهر گجرات پسر می برد. عقیدت و ارادت خاصی نسبت به حضرت مولانا غلام مصطفی نوشاهی داشت. شغل معلمی دارد و بخارسی عم گاه گاه شعر می سرزاید. دیوانش را ندیده ام اما قطعه تاریخ زیر بدستم رسیده و متن می گردد:

غلام مصطفی آن نوشته ثالث ازین دنیا
به بسته رخت سوی خلد واقف راز عرفانی
خرد گفته بسال وصل آه خورشید انور گو
شده خورشید در عقرب، نهان شد شمع نورانی
بجستم سال تر حیلش بگفته هاتنم بر خوان
سخندان فاضل کملا و آن محبوب سبحانی

۱۹۶۵

(۳۸۰) مشتاق (۱) - صوفی مشتاق احمد لاهوری

از شاگردان شاه آفرین لاهوری است. ازوست:

دیده* حالت مشتاق میسر که عیان را چه بیان می باید

(هندی ۲۰۰۹)

اصلاح سخن از شاه آفرین لاهوری میگرفت و بروش صوفیه کرام مبروت

(صبح ۴۱۲)

۱- در سفینه خوشگوار شاعری بنام صوفی متخلص به مستانه مرقوم است که او هم از شاگردان شاه آفرین بوده و از خطه لاهور است و این شعر که اینجا نقل شده است در سفینه خوشگوار وارد شده است. تدوینده گمان می کند که این هر دو شاعر یکی هستند.

(۳۸۱) مشرقی - عنایت الله خان امرتسری

پدرش که عطا محمد خان نام داشت از ثروتمندان شهر امرتسر بشمار میرفت و مدتها در همنشینی شاعران و دانشمندان بزرگی از قبیل ذوق، غالب، سرسید احمد خان، جمال الدین افغانی و مولانا حالی بوده و استفاده ها کرد بود. پسرش عنایت الله خان در سال ۱۹۰۶ میلادی تحصیلات خود را با اخذ لیسانس ادبیات در لاهور بپایان رسانید و سپس در سال ۱۹۰۷ عازم اروپا گردیده در ۱۹۱۲ از دانشگاه کیمبرج گواهینامه "ترائی پاس" گرفت. بعد از آن بوظن خود برگشته منصب بزرگی را در وزارت فرهنگ دارا شد. بعد از مدتی از شغل خود برکنار گردید و نهضتی بنام "خاکسار تحریک" آغاز کرد و یکی از هدف های آن نهضت این بود که استقلال هند را بدست آورد.

عنایت الله خان که معروفیت زیادی را در پاکستان دارد و با اسم علامه مشر معروف است کتب متعددی را نوشته است و باشعار فارسی هم علاقه داشت. همواره تبلیغ اسلام می کرد و می خواست که مسلمان ها را از شکست روحی رهانیده بمراتب بالا برساند. مجموعه ای از اشعار پارسی او در سال ۱۹۲۴ میلادی برابر با ۱۳۴۲ هجری قمری منتشر گردید و بارها مجدداً چاپ گردیده است. اشعار زیر از همان نسخه داده شده است:

گر مه به طلعت تو مقابل نهاده اند اصلی ندیده اند و مماثل نهاده اند
مردم به یک اشاره آن چشم و مردمان تهمت به دست و بازوی قاتل نهاده اند
ای تیغ آبدار فزودست تشنگی شیرینی ای که در لب قاتل نهاده اند

گر عشق را حیات ز موت است غم مخور
کآسانی ای به عقده مشکل نهاده اند
ای مشرق ز ذوق طلبگار چشم دار
لیلای آرزو که به محمل نهاده اند
پیا به میکده امروز شیخ که خوش جانی است

میچ در غم فردا که کار فردائی است
متاع جان و دلم عرض ناز او کردم

سواد چشم نگر باز در تقاضای است
وقدر حسن اجازت برفتنش ندهد

خرام ناز مگر باز محو یغمائی است

به مشرق تو حدیثی ز حسن یار بگوی
 که عاشقی است بهر شیوه برد هرجائی است
 بگذر تا ز جان و دل خویش بگذریم
 کز خویشتن گسسته به شاهد بسر بریم
 ای چشم تر ز سیل نگهدار جان ما
 ما پیش او عزیز تر از در و گوهریم
 تا کشت ما ز برق الم آب دانه اند
 ما خرمن نشاط بیک جو نمی خریم
 رباعیات

ای مایه درد هاست درمان شدنت تمهید فشارهاست جانان شدنت
 تو و هزار رنگ یک جلوه ناز ما و جانی برای قربان شدنت
 بی عشق بدر کس چسان شاد بزیست وز مخصوصه های او که آزاد بزیست
 بر باد شد آنکه در هوا خواهی دوست لاریب فرشته بد که بر باد بزیست
 او در سال ۱۹۶۰ مریض شد و چنان مرضش امتداد یافت که در سال ۱۹۶۴
 به بیمارستان "البرت وکتر" در لاهور منتقل گردید . رئیس جمهوری پاکستان
 حضرت فیلد مارشال محمد ایوب خان شخصاً از وی عیادت کردند. او در همان سال
 عرصه وجود را ترک گفت و در اچهره در لاهور مدفون گردید .

(۳۸۲) معطری (۱) - صفاهانی ثم لاهوری

صفاهانی معطری تخلص که در میان مجلس نشسته بود قطعه چند شعر
 بومض حضرت مکمل گفته بر خواند و ازان جمله یک شعر این است :
 ای مکمل بهر دیدارت دوان سوی لاهور از صفاهان آمدم

(چشم ۱۰۳)

(۳۸۳) مظهر - محمد احمد پنجابی

پدرش ظفر احمد در کپور تھله ماسور امور آن ایالت بود و منصب منشی گری
 را بعهده خود داشت . محمد احمد باتفاق پدر خود بمجالس سخن و شعر
 حضور بهم میرسانید و در همان زمان علاقه ای نسبت به شعر پیدا کرد . پدرش
 میخواست که محمد احمد از غزل اجتناب کند و فقط بسرودن نظم ها و مثنوی ها
 پردازد و بهمین جهت باو اجازه داد که شاعری آغاز کند . در ایام جوانی خود

۱- معطری در عصر مکمل لاهوری که در اواخر قرن سیزدهم هجری بوده
 است زندگی می کرد .

بلاهور رسید و بعد از پایان تحصیلات خود بشغل وکالت داد گستری درآمد .
 بزبان اردو شعر می سراید ولی در زبان فارسی تلمیذ حضرت بسمل بود . در تاریخ
 گوئی هم ماهر است . الحال در شهر لائلپور زندگی میکند . دیوان خود را تحت
 عنوان "درد و درمان" بچاپ رسانیده است . انتخاب زیر از همان جاست :

با ۱۵۱ تناسخ گو ، از بنده بیاسخ گو چون مفت همی افتی دایم بعدآب اندر
 درر چو عمل سنجده، تنها نه عمل سنجده هم نیت سالک را گیرد بحساب اندر
 از تست سوال من ، وز تست مراد من چون از تو ترا خواهم خود آبه جواب اندر
 از درد چو در مانم ، در آپی در مانم ای چاره گر مظهر ، لطفی بعتاب اندر

ندارد کس چنین سامان محرومی که من دارم

بهر گامی غلط رفتهم بهر کاری خطا کردم

بکار خویش حیرانم به فهمم خود نمی آید

که من این ناروائی ها چسان بر خود روا کردم

گریبان چاک و دامن چاک و دل هم چاک میدارم

ندانم چاره گر آخر کرا عزم رفو دارد

بکوی عشق اگر دیوانه باشی به شهر ما بسی فرزانه باشی

دل و جان در سرکار تو کردم چند می پرسی چرا بیگانه باشی

تاریخ وفات حضرت میر عنایت علی لدهیانوی گفته است :

عاشقان بعد مرگ زنده شدند هان و هان زنده را تو مرده معخوان
 بود مظهر بفکر سال وصال آمد آواز غیب الغفران

۱۳۶۲

تاریخ وفات سیده ام طاهره چنین گفته است :

کرم نما و بیخشا و چاره سازی کن نگفته ای که منم واسع و رؤف و رحیم
 برای سال وفاتش بفکر شد مظهر ندای غیب در آمد "مقیم باغ نعیم"

۱۳۶۳

(۳۸۴) معصوم - معصوم بن ابو المعالی لاهوری

فرزند قاضی ابو المعالی ست که مزارش در لاهور زیارتگاه ادانی و اعالی :

مرده حسرت برد آن دم که بری دست به تیغ

کین عطا روزی آنست که جانی دارد (صبح ۴۳)

(۳۸۵) مفتون - شیخ صفی الدین عرف غلام مصطفی سودهره

برادر کلان شیخ رضی الدین عرف غلام مرتضی سروری که ذکر ایشان در

حرف السین گذشت ، شخصی قابل و شیرین کلام بود . ازوست :
 انظار ت چه بلا بود که در کوی تو دل
 خرمی از گل آئینه بدامان شد و رفت
 دل نشین است بمفتون تو سیر پنجاب
 می رود تا دکن و داکا و بنگاله عبث
 (ریاض ۲۹۷)

(۳۸۶) مفتون - میر محمد زمان لاهوری

از شاگردان شاه آفرین بود و در لاهور سکونت داشت . اول اول بخانه شاه آفرین مرحوم دیدم . بعد از آن اکثر نزد فقیر می آمد . فکر شعر بسیار کم می کرد . یک شعر که پسند شاه مرحوم بود نوشته شد . مدتیست که فوت کرد :

چاک پیراهن که یوسف را گل عصمت شگفت
 یک الف باشد ردای دوش رسوائی ترا
 (مردم ۱۸۵)

(۳۸۷) مفید - ملا مفید ملتانی

مفیدی بلخی در زمان عالمگیر بادشاه به هند آمده در ملتان در گذشت . اشعارش خالی از مزه نیست . اوراست :

تکمه در پیرهن نمی گنجد بهم آغوشی گریبانش
 شاید زرحم بر سر بالین من رسد خود را بهانه ساخته بیمار می کنم
 (ریاض)

شاعر نامور بود . و در ابتدای عهد عالمگیر بادشاه بدلی رسید . و در شهر ملتان در تسعین و الف بزر زمین آرمید . میر محمد افضل سرخوش تاریخ وفتش چنین برشته نظم کشید :

مردم ملا مفید در ملتان این سخن چون بگوش سرخوش خورد
 برکشید آه و سالی تاریخش گفت : "ملا مفید بلخی مرد"
 و از کلام مفید مفید این است :

بود ز پهلوی مینا مدام عشرت ما
 زینت خانه صیاد بود مرغ لسیر
 زینده است زخم بیالای ابرویش
 تکمه در پیرهن نمی گنجد
 بط می است بهالم های دولت ما
 از گرفتاری طاؤس قفس گلزار است
 مانند مصرعیکه به پشت کمان بود
 از هم آغوشی گریبانش

شاید ز رهم بر سر بالین من رسد
خود را بهانه ساخته بیمار می کنم
ز بس حریر تماشای آن گل اندامم
تمام چشم برویش چون نخل بادام
(روشن ۶۴۳)

اصلش از بلخ است . از خطه توران همچو او شاعری کم بر خاسته . در
هند شاهجهانی به هند آمد و اوایل جلوس عالمگیری در ملتان ۱۰۸۵ تن بقضا
در داد . ازوست :

رفو زیاده کند زخم درد مند ترا
بچاک سینه من بخیه موج سوهان است
تمم روز و شبم صرف راه غفلت شد
فغان که عمر چو مخمل مرا بخواب گذشت
از هیچ کس شمار غمی نیست بر دلم
مانند غنچه خود گره خاطر خودم
(انجمن ۴۱۲)

(۳۸۸) مقیمائی - میرزا مقیمائی لاهوری

جوانی است در کمال مردمی و درویشی و نهایت دلنشینی و صاف دلی .
خدمت عالیجاه عبدالعزیز خان می باشد . باتفاق ایلچی عالیجاه و مشارالیه
باصفهان آمده قصیده ای در مدح شاه سلیمان صفوی گفته بمجلس بهشت آئین
خوانده . ازوست :

پریشان نیست ما را خاطر از بی برگ و باری ها
چو گل یک غنچه دل داریم و صد امیدواری ها

میرزا مقیمائی در عهد خلد مکان بدکن رسید . بعد فوت خلد مکان در عهد محمد
فرخ سیر بادشاه بنواب سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور پیوست . نواب
مغفور توقیرش می نمود . قریب به صد سال عمر کرد . در سن احدی و ثلثین
و مائه و الف فوت شد . صاحب دیوان است .

حاکم گفت که میر جمله سمرقندی استاد محمد فرخ سیر بسبب ناخوشی
سادات بارها چندی به لاهور رفته اقامت داشت . دوران ایام میرزا مقیم قصیده
در مدح میر جمله گفته بعرض رسانید . میر جمله صد اشرفی ضله بخشید .

(عامره ۴۲۳)

در زمان حکومت فرخ سیر وارد لاهور گردید و با عبدالصمد دلیر جنگ
زندگی میکرد . قبلاً قریب به سی سال در خدمت میرزا صایب گذرانیده بود .
میگویند که قریب یکصد سال عمر کرد . در اوایل زمان حکومت محمد شاه
رخت از جهان بر بست . ازوست :

بی نبردم چمن شوخی نیرنگش را
غنچه گردیدم و گل گشتم و بو گردیدم

(۳۸۹) مکمل - مولوی رکن الدین نور محلی لاهوری

در سخن استاد سوئم این فقیر بودند . و در عربی و پارسی دو دیوان میداشتند که در سیاحت نذر غارت گران شد . و فتوای آنحضرت تا ملتان و خراسان و به بلخ و بخارا میرفت . در اوایل پیش مظفر خان بادشاه ملتان بعهدہ صدر الصدور ممتاز بودند . بعد ازان ترک این منصب کرده بست و پنج سال سیاحت برداختند . صد سال عمر یافتند و اکثر با فقیر و حضرت نور العین بتالوی زندگی میکردند . اکثر در لاهور قیام میداشتند ، ازین وجه مردم او را واقف لاهوری میگفتند . در آن ایام که شجاع الملک بادشاه کابل که شجاع تخلص میکرد در لاهور بود چون این شعر در یاد کابل از زبان شاه بر آمده :

مرغ دلم بیاد وطن گریه می کند
این بلبل از فراق چمن گریه می کند

با ملازمان خود گفت که امروز دلم بیقرار است . اگر کدام شاعر درین جا باشد حاضر کنید ساعتی با او پردازم . مردم دویدند و در آن زمان واقف بقید حیات بود . آن بیچاره را مهلت تبدیل لباس هم نداده حاضر کردند ، میگویند شاه شجاع مرد قوی هیکل و بلند قامت و هیبتناک بود . و مردم ولایت او را رستم کابل می گفتند . واقف که این چنین شکل بخواب هم ندیده بود چون رویش دید پایش بلغزید و بر زمین افتاد . شاه شجاع گفت : ”کور استی واقف؟“ واقف بدیه گفت : ”قربان شوم . نور العین هستم“ این لطفه شاه را بسیار پسند آمد . گفت : ”بنشین و از کلام خود چیزی بر خوان“ . عرض کرد که ملازمان شاهی بنده دعا گو را این قدر فرصت نداند که یک قطعه در مدح بندگان عالی می نوشتم و حالا یک شعر قبل از لغزیدن با گفته ام . و این شعر بر خواند :

ندیدم هیچ کس ظل بچمبر بچشم خویش ظل الله دیدم

شاه بسیار آفرین و تحسین کرد و هفت نوبت این شعر از زبانش شنید . و چون واقف این غزل بر خواند :

صبا با زلف یار من چه کردی زدی بر هم قرار من چه کردی
مکدر گر نباشی با تو گویم که بامش غبار من چه کردی

نشستی گرد کین از خاطر یار بگوای گریه کار من چه کردی
چون این شعر بر خواند، شاه را حالتی سرداد و بسیار گریست. و دو هزار
روپیه صلّه بخشید و با ندیمان خود گفت: این زاغ بچه زبان طوطی از
کجا آموخت؟

و نقل دیگر فرمودند که شیخ علی حزین اکثر اشعار واقف در اصفهان از
زبان مردم می شنید. از صفاهان بدهلی آمده. واقف نیز در آن ایام بدهلی
بود. روزی شیخ با واقف در مشاعره دو چار شد. و چون واقف را نمی شناخت،
گفت: از واقف لاغوری واقفی؟ واقف گفت: بلی، من واقفم. و چون شیخ معلوم
کرد که واقف همین است برخاست و بغلگیر شد و گفت:

الحمد لله ترا دیدم. که از مدت مشتاق لقاییت بودم و بدین لطیفه که
من واقفم آفرین ها کرد. آمدم بر سر مطلب -

روزی در لاهور در حویلی میان مبارک پدر فیضی بتقریب مشاعره جمله
شعرای هندوستان و ایران و ملتان جمع شدند و برین مصرع طرح هر کسی غزلی
گفته بود. اینست:

دو چار شد ناگهی باین آن جوان تنها

چون نوبت به حضرت مکمل رسید حضرت استادی این مطلع بر خواند:

زدیم بر صف مزگان جان ستان تنها

طرف شدیم باین لشکر گران تنها

بعد از آن جمله شعرا غزلهای سر بریده یعنی بغیر از مطلع بر خواندند و هیچ
کس مطلع بر زبان نیاورد. دوزان بزم پادری پالپر که مدت ها در ایران گذاشته
بود و در آن دور کسی همسر او در اهل فرنگ نبود و در عربی و پارسی او را
علما و فضلائی هند و غیره مستند می شمردند، برخواست و خوانهای شیرینی و
پایصند روپیه نذر کرده بشاگردی حضرت مکمل درآمد. و این غزل در همان
مشاعره برای اصلاح پیش کرد. این دو شعر از یاد مانده:

بنده حسن اگر بنده بود سلطان است بنده یار اگر شاه بود مسکین است

در جواب غزل حضرت سعدی غزلی پالپر گفته که شایسته صد تحسین است

حضرت استاد فرمودند که در شعر اول بمصرعه ثانی بجای بنده یار، بنده عشق
پنویسید. همه حاضرین لب تحسین گشاده گفتند از لفظ عشق رتبه شعر بالا شد
و شاعر صفاهانی معطری تخلص که در میان مجلس نشسته بود قطعه چند شعر
بوصف حضرت مکمل گفته بر خواند. و از آن جمله یک شعر این است:

ای مکمل بهر دیدارت دوان
سوی لاهور از صفاهان آدمم

و حضرت مکمل نیز از همین شعر بر خواند :

بجهان کجاست مکملا که بطبع و فهم چو تو بود
بجز از دماغ معطری که تنفر از گل و بو کند

پس بهمین دو شعر اکتفا کردم و چنین عمر آن حضرت بصد سال رسید رحلت کردند . فقیر این مصرع تاریخ یافته :

سلطان سخن ازین جهان شد

(چشم ۱۰۳)

مکمل را واقف لاهوری هم نوشته اند چنانکه در بالا گذشت . شاعر دیگری با اسم واقف بتالوی هم بوده است . باز هم شخصی با اسم داؤد علی خان در حیدرآباد زندگی میکرد و واقف تخلص داشت . او این شعر را درباره مکمل لاهوری سروده است :

کم کجا از واقف لاهوریم لیک واقف نیستند از شعر من

(۳۹۰) ملا - ملا حاجی لاهوری

انشاء پرداز بیخانه معانی است . و بزم طراز منصبه سخندان . اگرچه سخنان او تازه نیست اما چون شراب کهنه کیفیت تمام دارد و کیف ما اتفاق از روی سخنان نشاء افزا سرمیزند . و ارباب طبع سواد اشعارش را چون حظ جام از مضمون بی نصیب نمی دانند بلکه سخنان شیرینش را چون قند خمیر مایه حلاوت می شناسند . دیوان اشعارش را مانند ساغر حریران دست بدست میبرند و اکثر ابیانش را باعتبار جزالت الفاظ مردم در دل جا می دهند . این ابیات سرخوش بیغنه طبع آن منشاء فیض الهی است :

هر کسی که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گریه زمین بر سرگاو است بلی گاو است کسی که بار دنیا برداشت

(صالح ج ۳ : ۴۳۳)

(۳۹۱) منشی - اندر جیت نکودری

او نویسنده مشنوی نامه عشق بود و منشی تخلص داشت . درباره خود گویند :

کجا منشی ، کجا اظهار توحید نیارد ذره تاب نور خورشید

بیا منشی که مطلب از میان رفت سخن بسیار فرصت رایگان رفت
 خمش منشی ازین دستان طرازی که سر بازی است راه عشق بازی
 در باره اسم نمود گفته است :

سرا در عرف اندر بیت نام است
 مرا منشی تخلص در کلام است
 راجع به وطن خود چنین گفته است :

وطن گاهم بود در ملک پنجاب
 نکودر قصبه سرسبز سیراب

در تذکره ها احوالش مرقوم نگردیده است اما در مثنوی نامه عشق او خود را
 کاملاً معرفی کرده است . در سال ۱۱۴۰ با نواب عبد الصمد خان از لاهور
 رهسپار شهر ملتان گردید . درباره آن سفر چنین گفته است :

سن هجری هزار و یکصد و چهل که از لاهور بستم محمل دل
 به ملتان آمدم همراه نواب دلی خورشید طبع و شاد و شاداب
 کنونم منشی عبد الصمد خان خدا را صد هزاران فضل و احسان

مثنوی منشی که دارای ۹۸۳ بیت است راجع به عشق سسی بنون می باشد .
 زمانیکه او بسرودن مثنوی آغاز نمود ، اسمش منشی عبد الصمد خان بود .

(۳۹۲) منصف - فاضل خان خواجه بابا لاهوری

خان آرزو گوید که فاضل خان منصف عزیز بود از اهل توران . داخل
 چرگه ای امرای عالمگیر پادشاه . بسیار خوش سخن و با شاه ناصر خیلی ربط
 داشت . فقیر در ایام صغیر سنی بعمر ده یازده سالگی منصف مرحوم را در لاهور
 بیخانه والد خود مکرر دیده ا و پیادم درست مانده . نامش خواجه بابا لقب
 خان فاضل از اکابر و نجیبای سمرقند است و روشناس سبحان قلی خان پادشاه
 توران . سیادتش ازین مصرع شاه ناصر علی که در قصیده گفته مستفاد میشود :

توئی که سید منصف رفیق من گردی

در عهد عالمگیر دو سال خدمت داغ تصحیحیه داشت . بعد از آن استعفی داد .
 فضیلت بکمال داشت . در نجوم و رسل و علم هندسه و هیئت بی نظیر بود لیکن
 در شعر آن قدرها نیست که مردم توران گمان دارند . بعد فوت عالمگیر پادشاه
 به حج رفت و از آن جا بعهد فرخ سیر پادشاه با شاهجهان آباد رسید . نواب
 اعتماد الدوله بهاس آشنائی و رفاقت قدیمش خواستند که باز در ساک ملازمان
 پادشاه منسلک گردد ، قبول نکرد . و بلاهور برفاقت نواب سیف الدوله نقد عمر

صرف کرد و همانجا در سن یک هزار و یک صد و بیست برحمت حق پیوست .
ازوست :

همه درد سر که می‌کشم از جور روزگار
مضمون نامه خط پشیمانی منست
ما خود سفر ز خاطر احباب کرده ایم
یادش بخیر هر که فراموش گار ماست
آنچه نخواهم منصف ازو یافتیم

خواهش او بقت با هیچ نخواهم ما
(مردم ۹۲)

خواجه بابا نام ، از اکابر زادهای سمرقند است . در اواخر عهد خلد
مکن وارد هند شد و در سلک منصب داران شاهی در آمد و تقریبی بهم رسانید
و به خطاب فاضل خان و داروغگی عرض مکرر سر بر افراخت . بعد فوت خلد مکن
نوکری ترک کرده بزیارت حرمین شریفین شتافت و در عهد محمد فرخ سیر
به هند عطف عنان نمود . در لاهور فروکش کرد و با عبد الصمد خان دلیر
جنگ ناظم لاهور شب و روز محشور بود و در حین حیات مسجد و مدرسه و مدفن
خود در آن بلده مرتب ساخت . و در سنه ست و ثلثین و مائه و الف درگذشت .
"برحمت حق پیوست" تاریخ است . در موسیقی فارسی و هندی نقش مهارت
می زند . و با ناصر علی دوستی داشت . از آنجمله است :

به امداد علی منصف سفرها در وطن کردم
که تا اقصای عالم با پر و بال سخن رفتم

ازوست :

جهان پیر است نبود از جوان بختی امید اینجا
برنگ ناقه زاید طفل با موی سفید اینجا
نیست رنگ الفت ما کم ز بوی پیرهن
پیشتر از قاصد ما می رسد پیغام ما
ز دام عشق تو پیر و جوان نجات نیافت
اسیر زلف سیاهت سفید مویان اند

(بینظیر ۱۱۰)

(۳۹۳) منعم - منعم خان خانخانان بهادر لاهوری

صاحب فهم و ذکا و طبع رسا بود . اوایل مدتی روح الله خان میر بخش

عالمگیر پادشاه در ایام شهزادگی محمد معظم بهادر شاه اوایل وکالت دربار معلی بعد ازان دیوانی سرکار داشته ، چون بهادر شاه بادشاه فوت شد ، وزارت کل سنسک هندوستان با خطاب خانخانانی برای زرین او تفویض یافت و بادشاه یک کروڑ (۱) رویه نقد و جنس بطریق انعام مرحمت فرمود . در هزار و صد و بیست و -یوم در لاهور درگذشت . کلیم چند "ندرت" این مصرع تاریخش یافته :

شد از عالم وزیر شاه عالم

خانخانان خیلی طبع بلند داشت . الهامات منعمی نام کتابی و دیگر مکاشفات منعمی و غیرهما تصانیف دارد . و اکثر اوقات به شعر گفتن متوجه میشد . وقتی این سه بیت که تازه گفته بود پیش میان محمد صادق الثنا خوانده و ایشان نقل می کردند . بعد ازان میرزا بیدل و دیگر شعرا بجواب آن پرداخته اند :

چه شد گر مفلسم فرمانروای هفت اقلیم
حروف سکه ام اما نه در بند زرو و سیم
من از صحرا نوردان جنون قدر دگر دارم
بیابان می کند از گرد باد انداز تعظیم
سپندم ، شعله ام ، سوز دل پروانه عشقم
کدامین شمع محفل سوختنها کرد تعلیم

(خوشگو ۱۰۵۳)

(۳۹۴) منعم - شیخ عبد المنعم لاهوری

فضایل اکتساب شیخ منعم لاهوری متخلص بنام است . بعضی از تکمیل خویش بملک بنگاله عبور نموده منظور نظر ابو نصر نصیر الدین محمد سلطان شجاع گردید و به مدد طالع بلند سر آمد مدح سرایان گشته مورد صلوات گرانمایه شد و مدتی درین کار بسر کرد . تا آنکه چرخ ستمگر از کجروی ها طرح دیگر انداخت ، و بر شاهزاده مذکور که در شجاعت و سخاوت و خلق و مروت بی نظیر بود ، شکستهای بی در پی افتاد و شیخ منعم در آن هرج و مرج روزی چند همراهی نمود . آخر معلوم نشد که حالش بکجا کشید و بر جان و تنش از روزگار چه رسید . از غزلیات اوست :

از خنده لبش تا نمک خوان نمک شد

در شور شد اشک متن و باران نمک شد

۱- یک کروڑ: ده میلیون . و لک مساوی است با صد هزار .

چاک دل من دید و لبش کرد تبسم
 امروز لب زخم زبانان نمک شد
 ما زخم دل خون شده چون غنچه ندیدیم
 زخم دل ما بسته پیمان نمک شد
 از چشم من امروز رود بر سر دریا
 آن جور که از لعل تو بر کان نمک شد
 (خیال ۱۶۳)

(۳۹۵) منور - فقیر نور الدین لاهوری

حکیم فقیر نور الدین طبیب خاص مهاراجه رنجیت سنگه بوده . برادر بزرگ او فقیر سید عزیز الدین ، وزیر خارجه راجه بود . فقیر نور الدین دو برادر داشت که اسامی آنان عبارتست از فقیر عزیز الدین و فقیر امام الدین . پدرش غلام محی الدین بن سید غلام شاه بود . این سه برادر وضع مخصوص و ذوق عالی ای را دارا بودند و هر سه بزبان فارسی شعر می سرودند . اشعار منور بدستم نرسیده است اما بروایت کسی شنیده ام که دیوانش در پیش اولادش که در لاهور زندگی می کند ، قرار دارد . قطعه تاریخ وفاتش این است :

پر تو افکن گشت بر اوج بهشت چون جناب نور دین نور یقین
 شد "چراغ دین" بسالش جلوه گر هم بخوان "نورالکرامت نور دین"

۱۲۶۸ هجری

۱۲۶۸ هجری

از اعظم اسرای لاهور ، مردی صاحب علم ، حلم و سخاوت و لطف کرم بود . در علم طب ید طولی داشت و مهاراجه رنجیت سنگه او را بسیار محترم داشتی .

(۳۹۶) منہاج - سراج الدین لاهوری

در شهر شیستان ظهور اسکانی را روشن ساخته تا هشتاد و چهار سال از عهد شمس الدین التمش تا زمان ناصر الدین محمود بعهد قضا و صدارت معزز بوده . پس غیاث الدین بلبن او را بلبق صدر جهانی نواخته از جمیع علوم حظی وافق داشت . و طبقات ناصری بنام ناصر الدین محمود نگاشت .

رباعیات

دل را برخ خوب تو میل افتادست جان دیده بامید لبت بگشاده است
 چشم آبرزن خاک درت خواهد بود گر عمر وفا کند قرار این داده است

آن دل که به هجر دردناکش کردی از هر شادی که بود پاکش کردی
 از خوی تو آگه‌م که ناگه ناگه آوازه در افتد که هلاکش کردی
 صبح ۲۰۰، نیز رک شرح حالی در مقدمه طبقات ناصری چاپ حبیبی کابل)

(۳۹۷) منیر - ملا ابو البرکت لاهوری

در خطه کلام است و کلامش زیب صفحه ایام . در انگیزش معانی و پردازش خیالات بی انباز و در ابداع عبارات بدیعه و مضامین عالیه از سایر نکته‌وران ممتاز . در زبان‌دانی او هیچ سخنوری را سخن نیست . درجه فکرش بدرجه که بالا تر از آن در خیال نیاید . زمین سخن رشک چمن فردوس می گردد . به حسب سرشت از افق لاهور طالع گردیده . حیف صد حیف که آن جوان طبع بکمال عمر طبیعی نرسیده . در عین ایام شباب رو بشهرستان عدم آورد . فرصت آن نیافت که سخن خود را گرد آوری نماید . من بنده را از آغاز ایام طفولیت بان مستجمع بدایع معانی اتفاق صحبت افتاده . دو معنی در یک بیت و دو پیکر در یک آئینه در یک بیست و یک خلوت بسر می بردیم . رحلت آنجناب روز دوشنبه هفتم رجب سال هزار و پنجاه و چهار در اکبرآباد واقع شد و نعشش به لاهور رسید . این چند بیت که هر یک آن مانند فرد آفتاب عالمگیر شده شایستگی آن دارد که بر ریاض صبح نوشته شود ، در این مقام ایراد می یابد :

نظم

من خجل از ذوق خود او شرمسار از ناز خویش
 غافل از شوق نگه او از حیا من از حجاب
 نامه‌ای از درد دل هر گه که می سازم رقم
 می تپد در دست من نبض قلم از اضطراب
 رنگ گل جوشد ز فیض مدحش از شاخ قلم
 بوی عود آید به بزم خلفش از چوب رباب
 باز وقت آمد که از کیفیت فیض هوا
 ابر گردد تر دماغ و گل شود رنگین ادا
 مصرع آن قامت یاد آمد و از خاطر م
 مطلعی سرزد که لفظ اوست چون معنی رسا
 قامت او صد قیامت مصرعست و یک ادا
 قامت موزون کجا و مصرع موزون کجا

بجز منیر که طاقی است در سخلدانی
 کسی نه فهمد مضمون بیت ابرو را
 از سیه مستی زدم در دامن زلف تو دست
 از زبان شانہ ام اکنون چہا باید شنید
 چون نسیم نو بہاری چون ہوای صبح گاہی
 سختم بتازہ روئی نفسم بہ گل فشانی
 ز متانت و جزالت ہمہ لفظ و معنی من
 چو خرد بہ کہنہ سالی چو ہوس بہ نو جوانی
 چو روم سوی گستان غزل مرا سرایند
 ہمہ ببلان گلشن ز رہ مزاج دانی
 بتو دادہ شرح سوزم . بتو گفتہ حال اشکم
 مژہ ام ز گرم خونی نگرم ز تر زبانی
 نہ مرا زبان شکوہ نہ ترا دہان خندہ
 من و رنج بیزبانی . تو و قید بیدہانی

(صالح ج ۳ : ۴۰۸)

در زمان عالمگیر بادشاہ بودہ ، در نظم و نثر قدرت داشتہ . اوراست :
 بناز گفت کہ آیم شبی بخواب تو من
 درین خیال ہمہ عمر من بخواب گذشت

(ریاض)

صاحب طبع روشن و کلام دلپذیر ابوالبرکات ملا منیر خلف ملا عبدالحمید
 ملتانی کہ مولد و منشا اش لاهوراست ، مہر منیر فلک قصاحت بودہ . نظم
 آبدارش با لطافت است و نثر پرکارش با ملاحظت . در عصر شاہجہانی اوایل حال
 با میرزا صفی مخاطب بہ صیف خان کہ داماد میرزا ابوالحسن آصف خان بن
 میرزا غیاث بیگ اعتمادالدولہ تہرانی بودہ و بہ نظامت الہ آباد اختصاص داشت .
 آخر کار در سنہ ۱۰۴۳ ہجری اربع و خمسین والف در دار السلطنت اکبر آباد
 بساط ہستی در نوشت . تابوتش بہ لاهور بردند و همانجا مدفون گردید . این
 چند بیت از طبع منیر اوست :

چون حباب از ہستی موهوم در بحر وجود

یک نفس واراست از انجام تا آغاز ما

چشم دل چون باز شد معشوق را در خویش دید

عین دریا گشت چون بیداری چشم حباب

بیت چرین را ره باریک رفتن مشکل است

شانه حیرانم چسان بر تار آن گیسو گذشت

(نتایج ۶۳۷)

خان ملا عبد الحمید ملتانی در سخنوران هند صاحب استعدادی مثلش کمتر خواسته ، زمین نظمش با آسمان رسیده و کرسی نثرش با کرسی فلک برابر گردیده . در عهد صاحبقران ثانی شاهجهان امیر منشیان سرکار سیف خان صوبه داراله آباد بود . بشتات آزمونش بانشای منیر شهرت دارد و پس از سیف خان بریده بخدمت اعتقاد خان ناظم جونپور رسیده . و هفتم رجب سنه اربع و خمین و الف در شهر اکبر آباد رخت بدار آخرت کشیده و نعشش به لاهور منتقل گردیده .

مثنوی رمز و ایما	و نور و صفا
و آب و زنگ	و ساز و برگ
و درد و الم	و رساله کارنامه
و سراج منیر	و شرح قصاید عرفی

بر کمالش در فن نظم و نثر شهود و عدول اند . میرزا جلال طباطبائی کلیاتش را فراهم کرده دیباچه لطیفش بتحریر آورده و ملا را طوطی آهنی قفس هند شمرده . این چند ابیات از کلام منیر است :

ای ز رنگین چهره ات گل در کنار آئینه را
موسم حسنت بود فصل بهار آئینه را
چون شود با آئینه آن ماه پیکر رو برو
میکنند عکس رخس آئینه دار آئینه را

نکرد آرام هنگام وصالش شب از خورشید آتش زیر پا داشت
خط سیه ، زلف سیه ، خال سیه ، چشم سیه
خانمان من بیچاره سیه چون شود

بناز گفت: که دزدیده دل ز سینه تو حیا بلاست و گرنه جواب می آید
هر جا سخن ز عارض جانان بر آمده رنگین حکایتی ز گلستان بر آمده
از نیل نیست خال لب جانفزای تو نیلوفری ز چشمه حیوان بر آمده

رباعی

حیرت زده حکمت صانع شده ام دل را ز خیال خام مانع شده ام
عمریست که کرده ام زنان قطع امید چون تیغ باب خشک قانع شده ام

(روشن ۶۵۸)

صاحب طبع منیر و نظم و نثر دلپذیر است. در منشآت خود گفته: "من بی خانمان که در قلمرو سخن وطن گزیده ام صد هزار بیت بلند بنیاد نهاده ام". شرح که بر قصاید عرفی نوشته متداول ست. در عهد شاهجهانی با سیف خان ناظم اله آباد بصری برد. در ۱۰۵۴ در آگره رخت حیات بر بست. نعش او را به لاهور نقل کرده زیر خاک سپردند. طبع منیر سواد سخن را چنین روشن می کند:

قدم برون نشهد ماه من زمزل خویشت
بود چو صورت آئینه زیب محفل خویشت
در چمن آن سرو رعنا در کنار جو گذشت
آب از رفتار ماند و گل ز رنگ و بو گذشت

(انجمن ۴۴۷)

ابو البرکات در نظم و نثر قدرت داشت .

(شعرا ۱۲۹)

صاحب طبع منیر و نظم و نثر دلپذیر. در منشآت خود میگوید: "من بی خانمان که در قلمرو سخن وطن گزیده ام صد هزار بیت بلند بنیاد نهاده ام". مشهورات او و شرحی که بر قصاید عرفی نوشته متداول است. مولد و منشا منیر دارالسلطنت لاهور است. وهفتم رجب سنه اربع و خمسن وائف در مستقر الخلاقه اکبر آباد رخت حیات بر بست. نعش او را بلاهور نقل کرده زیر خاک سپردند. طبع منیر سواد سخن را چنین روشن می کند:

سهی قدان که گرفتار جلوه خویشت اند
چون نخل شمع دوند ریشه در گل خویشت

(سرو ۲۰)

در جشن تخت نشینی اورنگ زیب عالمگیر چنین گفت :

سکه زد در جهان چو بدر منیر
شاه اورنگ زیب عالمگیر

(۳۹۸) منیر - محمد اکبر گجراتی

پروفیسور محمد اکبر منیر استاد زبان و ادبیات فارسی در دانشکده های مختلف پنجاب بوده است. با علامه اقبال لاهوری خیلی دوست بود و علامه اقبال او را محترم می شمرد. منیر خیلی خوش ذوق و خوش کلام بود. بفارسی هم

نقد می سرود . مجموعه ای از ابیاتش تحت عنوان "ماه نو" چاپ گردیده
 بایران فرستاده شد . ازوست :

قبضای خویشتن در پنجه گردون نمی خواهم
 من آزادم عنان خود بدست دون نمی خواهم

اگر اختر به بخت من بختند ، گو همی خندد
 که من بخت خودم از خویشتن بیرون نمی خواهم

بخواهم از صیاد مرغ کوه آزاد تر باشم
 من این صحن زمین و گنبدگردون نمی خواهم

حدیث عاشقان تازه گوی مطرب خوش خوان
 که من آن قصه پارینه مجنون نمی خواهم

سیر از طرز شعر من بیا توحید من دریاب
 که من مسجود خود جز خالق بیچون نمی خواهم

(۳۹۹) منیری - محمد طاهر لاهوری

شعله آواز گرمش سیر دل گرم طبعان ، در عهد جوانی بوطن خیر باد گفته
 روسوی هندوستان نهاد و در سیاحت هند بر تهته و لاهور و اکبر آباد و ملک
 دکن گذرش افتاد ، و بالجمله زمین هند را چون زمین شعر بسیار نوشت . آخر
 خاک خود را با خاک هند سرشت :

سیاه گشتم ز دل تا لبم ز آه تمام
 درون من شده چون دودکش سیاه تمام

بنای صورتش ایزد باختلاط نهاد
 چنانکه ابروی او کرده در دو ماه تمام

(صبح ۴۶۳)

(۴۰۰) موالی - خراسان خان لاهوری

مولای خوشنویان عهد و دوری ، شاگرد علامه دوانی است و اوستاد
 موالی' سخندانی :

دلا هرگز مننه از کوی دلبر یک قدم بیرون
 که باشد کشتنی صیدیکه آید از حرم بیرون

(نگارستان ۱۰۷)

(۴۰۱) مهر - مهر علی شاه گولره

پیر و مرشد سید مهر علی شاه گولروی پسر سید نظیر الدین شاه یکی از اولیای کرام پنجاب بوده است . بعد از پایان تحصیلات علوم ظاهری که از پدر خود فرا گرفت ، بتدریس مشغول گردید و خرقة خلافت بعد از بیعت بر دست خواجه شمس الدین سیالوی بدست آورد و سپس بزیارت حرمین شریفین رفت . گاهی بفارسی هم شعر می گفت ، اشعار پنجابی^۱ او خیلی معروف است :

صبا ز طره شیرنگ مهوش طناز	گشود نافه مشکین بروی اهل نیاز
رهین ساقی چشم که جرعه بچشاند	ز جام چهره ترکان مهوشان حجاز
مرا ز پیرمغان رازهای سر بسته است	فغان ز واعظ خود بین کجاست محرم راز
اگر چه حسن تواز مهر غیر مستغنی است	من آن نیم که ز ایمان خویش آیم باز

(۴۰۲) مهندس - لطف الله لاهوری

لطف الله مهندس پسر نادر العصر استاد احمد معمار لاهوری است . این خانواده سر آمد معماران نادره کار بود و در ساختمان بنای تاریخی تاج محل اشتغال داشت . لطف الله مهندس در علوم هندسه و هیئت ثانی اقلیدس و رشک ارسطیدس بود . شعر هم میسرود و دارای دیوانی است که بر غزلها ، قصیده ها و مثنوی ها و غیره مشتمل است ولی هنوز چاپ نگردیده است . وی در یک مثنوی خود از خانواده^۲ خویش ذکر می کند :

شاهجهان داور گیتی ستان	روشنی ^۳ دوره صاحب قران
احمد معمار که در فن خویش	صد قدم از اهل هنر بود پیش
واقف تحریر و مقالات آن	آگه اشکال و احوالات آن
از طرف داور گردون جناب	”نادر عصر“ آمد اورا خطاب
آگره چو شد مضرب رایات شاه	بسکه برو بود عنایات شاه
کرد بحکم شاه کشور گشا	روضه ممتاز محل را بنا
قلعه دهلی که ندارد نظیر	کرد بنا احمد روشن ضمیر

استاد احمد بنا در سال ۱۰۰۹ هجری وفات یافت . تاریخ وفاتش ”شد بفردوس احمد معمار“ است . اوسه پسر داشت که یکی از آنها لطف الله هم بود . در مثنوی فوق ذکر اولاد استاد احمد چنین آمده است :

پس سه پسر ماند زمرد سترگ	ز آن سه عطا ^۴ الله رشیدی بزرگ
نادر عصر خود و مشهور شهر	عالم و علامه ذانای دهر

سخن علم آمده تالیف او
 نثروی از آب روان پاکتر
 منکه سخن پرور و دانشورم
 منکه ربودم ز جهان گوی علم
 ثانی آن هر سه برادر منم
 گرچه مهندس لقبم از شه است
 ثالث آن هر سه بهادر بسال
 ما همه معمار و عمارت گریم
 گرچه کم است سال وی از سال من
 نثروی از نظم گهر بار تر
 گرچه منم بی سخن استاد فن
 گنج هنرهاست تصانیف او
 نظم خوشش غیرت سلک گهر
 بنده آن بحر سخن پرورم
 از چمنش یافته ام بوی علم
 هندسه یک فن بود از صد فنم
 نام من دل شده لطف الله است
 آمده نور الله صاحب کمال
 ما همه استاد و سخن پروریم
 بیش بود حال وی از حال من
 نظم ز نثر آمده هموار تر
 آن یک و این یک بود استاد من

لطف الله مهندس پسری داشت باسم امام الدین متخلص به ریاضی که او هم معمار و شاعر بود، و در علم ریاضی هیچ کس در آن زمان مانند این دو پسر و پدر نبود. لطف الله تصانیف متعددی داشت که عبارتست از:

- ۱- صور صوفی
- ۲- رساله خواص اعداد
- ۳- شرح خلاصه الحساب
- ۴- منتخب الحساب
- ۵- تذکره آسمان سخن
- ۶- دیوان مهندس و غیره

انتخابی از دیوانش در زیر داده میشود:

شما اگرچه عمارت گریست پیشه من
 و گرچه نیست ضمیرم ازین هنر عاری
 کنون که ملک دلم شد خراب عشق بتان
 تو خود بگو که چه نسبت مرا بمعاری

مهندس گرچه آگه بود زین پیش
 باشد ز فلک مهندس آگاه
 رو مهندس بعلم یک دو سه شکل
 ای مهندس رو که در علم نظر
 از مهندس پرسی سر فلک
 کین معما ز هیچ کس نگشود

در حق من گمان خطا می بری خطاست
 هرگز شنیده ای که مهندس خطا کند

این غزل از مهندس است :

یاران هلال عید بر آمد نظر کنید
 ماه صیام رفت مغان را خبر کنید
 آن کس که از بر آمدن مه خبر کند
 او را با احترام دهن پر شکر کنید
 گرد رس و نگار مهندس شود حجاب
 دستش گرفته زود ز محفل بدر کنید

اشعار مهندس بعنوان نمونه در زیر نقل میگردد :

باش لطف الله احمد چه کنی فخر بعلم
 جهل ازین علم تو بهتر که نیامد بعمل
 خواهم که کشم باده چو لطف الله احمد
 تا چند کشم محنت دور قمری را
 کی بود آمدن قاصد فرخنده پیام
 مدتی شد که ز لاهور نیامد خبری
 گر بادشه بلطف نظر بر گدا کند
 بر بادشه نظری بعنایت خدا کند

(۴۰۳۳) میر (۱) - میان شاه میر لاهوری

از ارباب علم و کمال و اصحاب وجد و حال و علمای کرام و عرفای عالی مقام بود . مولدش قصبه سیوستان مضاف بملک سند است . شاهجهان بادشاه باوی کمال اعتقاد داشت .

چون تنهایم همنفسم یاد کسی است
 چون همنفس کسی شوم تنهایم

(روشن ۶۶۸)

(۴۰۴) میرزا - ابو الحسن قابل خان لاهوری

ابو الحسن ، میرزا تخلص ، قابل خان خطاب یافته ، اصلش از شیراز است .

۱- اسم شریف ... میر محمد است و لقب آن حضرت میانمیر ، و شاه میر نیز می گفتند (تعظیماً میان جیو هم میگفتند . مولف) ولادت با سعادت حضرت میان جیو در شهر سیوستان که مابین تته و بهکره وطن اصلی آبای کرام ایشان است . در سن نهمصد و سی و هشت هجری روی داده . نام مبارک والد ماجد ایشان قاضی سائین دتا بن قاضی قلندر فاروقی است . بجهت تحصیل علوم ظاهری متوجه خطه لاهور گشتند . در آن وقت سن شریفش ما بین بیست و پنج بوده .

(سکینه ۲۵)

لیکن از دوسه پشت به هندوستان در لاهور توطن داشته و با ملا آفرین همطرح بوده. اکثر دیدنش در مشاعره میرزا جان جانان مظهر صاحب اتفاق می افتاد. طبعی بلند و اکثر اشعار دلپسند دارد صاحب دیوان ضخیم است و از مغنمات وقت . بعض اشعارش این است:

در گریه فغان کردنم از بسکه هوس بود

هر قطره که از اشک ترم ریخت جرس بود

مراهم باغبان محتاج سیر باغ میداند

نمیداند که سامان چمن در آستین دارم

(خوشگو ۲۷۴)

(ابو الحسن) قابل خان ، میرزا تخلص ، نامش ابو الحسن اصلش از ایران و خود زاده هندوستان . در عهد بهادر شاه بلاهور بود و هم مشق شاه آفرین است و بشاه آفرین بسیار آشنا بود . اخلاق درست داشت . پخته گواست و مشقش رسیده . ازوست :

بگلشنی که درخت آستین بجنگ شکست

ز برگ برگ چمن فوج فوج رنگ شکست

(مردم ۱۸۳)

در زمان حکومت بهادر شاه اول وارد لاهور گردید . از منصب داران شاهی بوده . در لاهور در خدمت شاه آفرین هم میرفت . از اکابر زمان خود بود . دیوانش مشتمل است بر قصاید و غزلیات و مثنوی ، در زمان حکومت محمد شاه بین ۱۱۰۰ و ۱۱۶۰ هجری فوت شد . ازوست :

در نماز جنبش مژگان یار آمد بیاد

از طپیدن صد جماعت را بیک دیگر زدیم

(۴۰۵) میرزا - مقیمائی بخاری لاهوری

سی سال در خدمت میرزا ضایب خدمت بسر برده و بعد آن در عهد عالمگیر پادشاه بدکن رسیده داخل جرگه گرزداران پادشاه شد . در عهد فرخ سیر بلاهور با فواب دلیر جنگ پیوست . شب و روز بخانه والد فقیر می ماند و من در صغیر سن او را دیده ام . خیلی مرد خوش رو و خوش خو و لباس تکلف می پوشید . قریب بصد سال بود . در اوایل عهد محمد شاه فوت شد . ازوست .

بی سهردم چمن شوخی نیرنگش را

غنچه گردیدم و گل گشتم و بو گردیدم

(مردم ۱۸۵)

(۴۰۶) میگ راج - میگ راج ملتانی

ولد منشی لعل چند ملتانی . شاهد فنش نسخه منشوره "مرآت الخیال" است . در آن نوشته که وی حدود سنه ۱۱۰۳ هزار و صد و سه هجری بهمراهی نواب حفظ الله خان (صوبیدار تته) در بلده رسید و همین جا بوده که از مرآت خیالش چهره انشا' نسخه بدیعه مذکوره صورت آرایش بوجه احسن دریافت . در مدح والد خویش :

قلم دردست او تر دست گردد زمین شعر گوهر بست گردد
قلم سر سود بر عرش از بنانش سخن کرسی نشین گشت از بیانش

(مقالات ۷۹۲)

(۴۰۷) مینائی - شیخ عبد الرحمن امرتسری

شیخ عبد الرحمن ابوالمعالی کنیت و مینائی تخلص داشت . بار دو هم شعر می گفت و شمس تخلص داشت . در امرتسر متولد گردید و در سال ۱۸۹۶ در سن بیست سالگی رهسپار بمبئی گردیده بکار ظروف سازی مشغول گردید . در بمبئی باعده ای از شعرای آن شهر ملاقات نمود و علاقه شعر و سخن ایجاد نمود . اولین منظومه اش در مجله "خندنگ نظر" چاپ گردید . بعد از سال ۱۹۰۰ بوطن خود ، امرتسر، برگشت و بمطالعه پرداخت . در همین شهر بود که زبان فارسی هم فراگرفت و مهارت زیادی درین زبان بدست آورد . بعد از تقسیم شبه قاره وارد لاهور گردید و همان جا اقامت گزید . در سال ۱۹۰۴ بتاریخ اول ماه دسامبر بدارالبقا شتافت و جسدهش در همین شهر مدفون گردید . از کلام اوست :

طمع مدار ز امید و آرزوای دل خوش است آنکه ز امید آرزو پاک است
مرا میرس ز داغی که در جگر دارم به بین به چهره من زرد و چشم تر دارم
گدای گوشه نشینم شها کرم فرما ز فرط لطف تو امید یک نظر دارم
من به حیرانم از فلسفه زاهد خشک می که در خلد حلال است حرام است اینجا
من کنه گارم و هم منفعلم مینائی آن که بی جرم خطا است کدام است اینجا

(۴۰۸) نادر - ملا نادر ملتانی

ملا قاضی نادر در زمان حکومت سیک ها بامور داد گستری اشتغال داشت .

کتابی منظوم که دارای احوال خانوادگی حضرت موسی می باشد در کتاب خانه شخصی حضرت مولانا خواجه محمد موسی پاک وجود دارد ولی این کتاب خیلی خراب و کهنه گردیده است . درین کتاب احوال ملا نادر هم داده شده است . و انتخاب اشعارش از همان جا گرفته شده است :

نور دیده او وجیه الدین ازو	خرقه را پوشیده جایش مانده او
بود آن علامه دور زمان	بجر فیض علم زو گشته روان
درس گفت و عالمی شد فیضاب	خود نظیر خویش بود عالی جناب
بعد ازان آورد رو در ملتان	بود درس قاضی قطب الدین در آن
اندران بنهاد رخت و شد مقیم	عالمی را داد او فیض عمیم
عارفه بود از قریشی خاندان	شیخ اندر عقد خود آورد آن
پس ز ملتان کرد رو سوی وطن	صاحب اولاد شد شیخ زمن

خانواده حضرت موسی خواجه در زمان مظفر خان فرماندار ملتان زندگی میکرده است . کتابخانه اش را میکهها سوختند :

بنده نادر نیاز آکنده شد	بنده اش را سگ سگش را بنده شد
چاکران شیخ را من چاکرم	بندگانش را غلامی کترم

(۴۰۹) نادری سیالکوتی

از نیکو فکران سیالکوت ، مضافات صوبه لاهور است . نکات دقیقه اش قابل

خوض و غور . رباعی :

من بودم و دوش یار سیمین تن من	جمعی ز نشاط و عیش پیرامن من
ایشان همه صبحدم پراکنده شدند	جز خون جگر که ماند بر دامن من

(صبح ۴۹۱)

(۴۱۰) فائز - سید علی امام ابو ظفر فائز رضوی لاهوری

اسمش سید علی امام ، کنیتش ابو ظفر ، تخلص نازش و از خانواده رضویه لاهور است . در سال ۱۹۰۱ میلادی در شهر تاریخی لاهور متولد گردید . بعد از پایان تحصیلات ابتدائی بمنظور فرا گرفتن زبان و ادبیات فارسی رهسپار ایران گردید و از ۱۹۲۱ الی ۱۹۲۴ در همان کشور زندگی کرد . هنگام برگشت از راه بغداد آمد و بکشور خود رسیده بشغل روزنامه نگاری مشغول گردید . مجله های علمی و ادبی و سیاسی را اداره می کرد . کتب متعددی هم نگاشته است که بعضی ازانها عبارتست از :

- ۱- حرب و حزب ۲- بزم و رزم
 ۳- روح المعانی ۴- سرمایه نازش
 ۵- گل نخستین و غیره

انتخابی از منظومه هایش با اسم گل نخستین چاپ گردیده است و اشعار زیر از همان نسخه نقل گردیده است :

در کلام هست تاثیر حیات وز سرورم زنده گردد کائنات
 ذره ای از خاک پای سعدی ام خسرو ملک سخن را چاکرم
 ماثیم پر گناه و خطا کارای کریم کردیم جرم ها بامید عطای تو
 بین ز هیبت تکبیر غازیان بمصاف حریف هرزه سرا مایل امان طلبی ست
 شدم به مسجد و میخانه بارهادیدم که رندها همه بیدار و پارساخت است
 ز حال خویش ندانم بغیر ازین نازش که بینوا و غریب الدیار و مسکینم
 بهرکس مهربان بودی بهرکس ملتفت بودی

من درویش مسکین را مگر نشناختی رفتی
 نداند چیزی از انجام خود در عالم غربت
 اسیر زلف را ناحق پریشان ساختی رفتی
 من بی سبب ز اجل چرا ترسم
 که اجل خود نگاهبان من است
 مسرت همه عالم اگر بمن بخشی
 باین عطای تو سرمایه غمت ندهم
 شگفته غنچه و گل هست در تبسم تو
 بقیمت دو جهان یک تبسمت ندهم
 شهید لعل او هستم ولی درین عالم
 بغیر اذن گهی بوسه بر لب ندهم
 با رقیبان نمی توانم دید
 تو خوری می و من نظاره کنم
 زلف مشکین را پریشان ساختی بر عارضت
 سایه ابر سیاه بر آفتاب انداختی
 پیر صد ساله باعجاز نگاهت شد بوان
 در تنش بایک نگه روح شباب انداختی
 حال نازش بهرکس در غربت
 به دیار تو بی دیار خوش است

(۴۱۱) نسبتی - مولانا شاه محمد صالح لاهوری

از سهر و محبت بهره اندوز است و جمله درد و سراپا سوز . سخنانش نمکن و شور انگیز است و گفتارش هوش فریب و دلاویز . رسائی بر طبع سحر پردازش مفتون و یکتائی از کمال تفرد فکرسد ره پردازش ممنون . خاکساری از خاک برداشته و در گذشتگی از خانه بدوشان گذشته . در وقت آمدن از لاهور در سال هزار و شصت و دو بنده چون با تھانیسر رسید ، به تکیه آن نمد پوش رفت . این خاکسار نیز درین معنی تتبع او نموده . شعر را بسیار بدرد و سوز می خواند و در اثنای خواندن شعر مژده تر می کند . برخی از لطایف اشعارش درین صحیفه ثبت افتاده :

بلبلان هم مزاج دان نشدند کس نداند که گل چه خود دارد

نسبتی دل بدرد معتبر است لاله از داغ آبرو دارد

لاله رست از قتل گاه کوهکن در بی ستون

خون ناحق گشته آخر دامن صحرا گرفت

اینک خدنگ مژگان اینک کمان ابرو

مستی و فتنه در سر برخیز و قتل ما کن

(صالح ج ۳ : ۴۲۲)

دیوان خطی نسبتی که در کتاب خانه عمومی لاهور (پنجاب پبلک لائبریری) محفوظ است بر ۱۱۳۰ صفحه مشتمل است . ازین دیوان معلوم میشود که نسبتی با طالب آملی در لاهور ملاقات نموده و تحت تاثیر اشعارش قرار گرفته است چنانکه گوید :

در از دریا بر آمد ، لعل از کان

ز واسط نسبتی ، طالب ز آمل

اگرچه نسبتی از واسط من دل من طالب آمل فتاد است

(۴۱۲) ناصر - محمد ناصر الملک چترالی

عالیجناب رئیس ایالت چترال محمد ناصر الملک نویسنده کتاب معروف صحیفه التکوین (احسن التخلیق) که یک مثنوی بسیار مهمی می باشد ، در دیباچه این کتاب احوال خود را مرقوم نموده است . این کتاب که دارای اهمیت زیادی در مورد موضوع تخلیق کائنات و ارتقای انسان می باشد در چاپخانه اتحاد در لاهور بچاپ رسید . وی نوشته است :

”وجه تسوید این اوراق اینکه از زمانه طالب علمی شوق تحقیق متعلق مباحث ارتقا، دامنگیر خاطر داشتم. چنانچه در سال ۱۹۲۳ عیسوی این مسئله را به طریق اختصار درسی و پنج بیت منظوم نموده بودم. در عین تلاوت کلام مجید آیتی را مفهوم آن موافق این نظریه بنظر می آمد. نوشته نگاه می داشتم. در اپریل ۱۹۲۷ هنگامیکه بغرض تحصیل تربیت عسکری در دهلی مقیم بودم، نظریه مذکوره را قدری بتفصیل حمله نظم پوشاندم و در عرصه شش ماه یک رساله منظوم مشتمل بر یک هزار و دویست ابیات بر منصفه شهود جلوه گر گردید. در این اثنا برای چند روز اتفاق در لاهور افتاد و بعضی احباب و اکابر فضلا مثل سر محمد اقبال مضامین کتاب را نا مکمل تصور فرموده. لهذا از ۱۹۲۸ تا حال که ۱۹۳۶ است بمطالعه جدید ترین کتب متعلق این مباحث اشتغال ورزیدم و هر یک مسئله را که اهم دانستم جزو این صحیفه نمودم. استمداد از ناظم مکتبه علوم شرقیه دارالعلوم سرحد جناب مولوی عبدالرحیم نموده و امدادی کافی و شاقی یافت. صحیفه هذا را علامه مشرق نیز در ۱۹۳۲ به غور ملاحظه فرموده اند و در بعض مسایل علم الحیات مشوره اصلاح هم داده معنی مصنف را بنظر استحسان دیده اند. بعضی از دوستان می پندارند که منتهای مقصد از تصنیف این رساله تطبیق مسایل قرآنی با نظریات جدیده فلسفیه است و بر همین زعم خود این اعتراض را مبنی می کنند که نظریات جدیده هنوز بی پایه ثبوت نرسیده. اندرین صورت آیات قرآنی را بآن تطبیق دادن و بر آن محمول نمودن قبل از وقت و موجب ضعف در عقاید ملت خواهد بود. حاشا و کلا که کلام پاک او حق سبحانه تعالی محتاج تطبیق باشد. لیکن کسی که جوینای معارف قرآنی است و با مسایل فلسفه نیز شغف دارد، اگر در میان هر دو تطبیق می بیند جرمش چیست؟ در سنین ماضیه و حال افراد جلیل القدر و عظیم المرتبت مثل سرسید و مفتی محمد عبده و علامه طنطاوی هم چون تطابق را معلوم نموده اظهار آن را مفید دانسته اند و باشاعت آن کوشیده:

نه من تنها درین خمخانه مستم

ازین می همچو من بسیار شد مست

نیز گفته اند که معنی هر لفظ قرآن مجید در هفتاد پرده محجوب و مستور است و هر پرده که ازان و می شود؛ معنی جدید هویدا می شود. اگر فخر الدین رازی حکمت یونان را به قرآن دید خوب کرد و اگر طنطاوی فلسفه جدید و حقایق سائنس را در قرآن یافت کاری مرغوب کرد. حقایق قرآنیه بالا تر از همه است. قرآن مجید یک آئینه است که مردم هر عصر حسب استعداد خود

تا بعد کمال که منتهای علوم مروجه آن عصر است صورت کمال خود را در آن مشاهده می‌توانند نمود. ”

هر چه از دیباچه کتاب صحیفه التکوین نقل گردید ، معلوماتی است که غیر از آن بدستم نرسیده است . اما آنچه که مسلم است اینست که عالیجناب ناصر الملک در نیمه اول همین قرن می زیسته و چون امارت چترال در آن زمان در هند بوده ، گاهی به هندوستان و مخصوصاً بشهرهای لاهور و دهلی هم مسافرت می نموده است . ناصر الملک که مطالعه عمیقی در قرآن و فلسفه داشت دوست صمیمی علامه اقبال و علامه مشرقی بود . او اصطلاحات زیادی را در اشعار خود بکار برده است و بیشتر آن اصطلاحات از زبان عربی گرفته شده است . او راجع باین روش خود چنین گفته است : ”اصطلاحات علمیه را در عربی توان جست نه در ژند و اوستای زردشت . “ انتخابی از اشعارش در زیر داده میشود :

محمد چشم در راه ثنا نیست
از رجا و یاس در دل پیچ و تاب
پیش آمد حافظ شیرین مقال
بس کن از راز فلک گفتن سخن
بیهده ضایع مکن فکر دقیق
روی گیتی شد ز نورش پر ضیا
از غزالی نیز از رازی سلام
راه ما بیرون ازین بسدود بود
بودش از اظهار آن صد ترس و بیم
کس نمی فهمید پیش از این زمان
غفلت از آن کرد قوم مسلمین
در پی یونانیان رفتیم ما
علم قرآن کامل و برتر بود
سوخت علم کهنه چون خشکیده فی
شد هویدا راز شکل سطح این
گویم از پیمایش دنیا سخن
هست یکصد کم الوف بیست و پنج
هفت هزار و نهمصد و هم شانزده
صیف ما سوی جنوب آرد شتا

خدا در انتظار حمد ما نیست
بودم اندر فکر آغاز کتاب
زیر نخلستان بیدائی خیال
گفت بشنو پند پیران کهن
نیست کس رهبر ترا در این طریق
ناگهان آمد سروشی از سما
من ز اهل جنت آوردم پیام
علم ما در این وطن محدود بود
داشت گر این علم را مرد حکیم
راز خلق نوعهای زندگان
کان حکمت هست قرآن مبین
از کتاب حق نه بسته رازها
علم یونان ناقص و ابتر بود
از فلاطون و ارسطو تابه کی
مردمان رفتند بر گرد زمین
شاهدان این که افکندیم بن
از محیط ارض گفته نکته سنج
در حساب میل قطرش آمده
شام در امریکه باشد صبح ما

آنچه دیدستم بقرآن حکیم
 مقصد تسوید اوراق است این
 یک کتابی می نویسم سرسری
 قبل از شرح و بیان ارتقا
 شد ز بیست نجم آغاز کتاب
 جان تازه داشت مشت خاک ما
 باش در شب محو سیر آسمان
 این همه سیاره های خوش خرام
 هر یکی دارد مدار خویشتن
 احمد آخر زمان خیر البشر
 هست هر یک پرز مخلوق خدا
 گر نظام کمکشان را بنگری
 بیست لک دیگر مئیل کمکشان
 از نظام شمس گویم قصه ای
 گفت دانا از اثیر و برق بود
 این اثر آمد به اول از کجا
 شد ز برق منفی و مثبت اثیر
 گوا اثیر از نوع موجودات نیست
 نور می رخشد ز اجسام منیر
 ماده را از نیست خالق هست کرد
 استحان ذره کن در خورد بین
 چون عناصر را بهم شد اختلاط
 امر حق بر خلق موجودات شد
 هر یکی را گو هیولای صغیر
 بهر نفریق از هیولای قدیم
 از دغان اجرام را بود ابتدا
 زان هیولای نظام شمس خویش
 این زمان بینی که از جذب قمر
 نیز این کون و مکان دور ما
 چونکه جمع ذره را این خاصه شد
 گر نبود جذب شمس هارجش

حل آن اسرار ادوار قدیم
 نیست جنگ ارتقا با علم دین
 تا بیابد مبتدی زان رهبری
 از نجوم و اختران گویم ترا
 پس هبوطی تا به جرثومی بآب
 خم کنم پیشش سر افلاک را
 کن تماشای طلسم اختران
 منسلک جمله به یک سلک نظام
 هر یکی رقصه بتار خویشتن
 گفت بسیار اند دنیاها دگر
 آدم و پیغمبر هر یک جدا
 هست این هم در خرام محوری
 در فضای بیکران دیدن توان
 تا رسد سر طالبان را حصه ای
 آمد ذرات مادی در وجود
 از چه پیدا گشت برق شعله را
 جا بجا پر از گره های کثیر
 لا جرم آن علت ذرات نیست
 بود از حکم خداوندی اثیر
 حکم کن هر ذره ای را مست کرد
 عالم صغری بینی اندرین
 آمدند از وی مرکب در بساط
 زان تحرک خاصه ذرات شد
 زانکه زاد او از هیولای کبیر
 خام کردستند اینان را سدیم
 میدهد از این خیر قرآن ما
 با تو گویم تا چه اش آمد به پیش
 مد و جزر آید بهر شام و سحر
 نیست شاید اولین خلق خدا
 گرد محور هر یکی رتقه شد
 خود سری کردی زدوده خارجش

از اضافیت بگویم سرسری
 نزد دانا نام بعد چارمین
 پس ز تحلیل زمان اندر مکان
 خالق ما کرد کامل انتظام
 چونکه اول منزلش صلصال بود
 روح هم چو جسم اندر ارتقا
 چونکه ممکن گشت آغاز حیات
 حرب صعب است این تنازع للبقا
 آنکه صالح تر بود پاینده تر
 مست گشتن خویشتن را کشتن است
 تو امیبا را بین در این زمان
 خالق ما از کرم های من مزید
 بعد قرن چند اجسام عظیم
 اول آمد چار پا با شاخ و دم
 قبل آدم سه کرور و نیم سال
 نوع صالح تر بمیدان زد قدم
 قامت آن وحشیان موزون نبود
 چون خدا فرمود با جیش الملک
 یک خلیفه در جهان پیدا کنم
 در جواب آن فرشته گفت ما

بوکه یابی تا حقیقت رهبری
 بر زمانی و مکانی شد تعین
 بعد چارم را بگو بعد زمان
 تا شود جان را درین دنیا مقام
 روی گیتی جمله پر او حال بود
 مرحله میکرد طی از ابتدا
 خلط شد جان بیشتر با مادیات
 جنگ با اعدا و با ارض و سما
 انتخاب قدرت این سر بسر
 خود کشان را خون جان برگردنست
 یادگار بس کهن از زندگان
 جانداران را به دنیا پرورید
 یافتند این جانداران عظیم
 عصر آدم بود دوران ششم
 گفت دانا: بود صبح دور حال
 کهنگان رفتند در کتم عدم
 صورت ایشان چو بوزینه بود
 ای جنود من، مقیمان فلک
 راز لطف خویش را افشا کنم
 بهترینیم از قوم سفاک الدما

ارتقای جمله افراد بشر

هست در قرآن مشرح سر بسر

(۴۱۲) ناطق - خواجه رحمت الله لاهوری

در دهلی نشو و نما یافته و برای کسب کمال بملک توران شتافته در تلامذه
 شیخ نورالدین واقف خوش فکر و خوش طبع و خوش اخلاط بوده و بر دست میرزا جان جانان
 "مظهر" بیعت ارادت نموده مدتی در فرخ آباد بسر برد و در آخر عمر بدارالحکومت
 لکهنو اقامت گزیده همانجا بقابض ارواح سپرد:

هوس دوستی مثل تو دشمن کردم نکند شعله بخش آنچه بخود من کردم

(صبح ۴۹۲)

(۴۱۴) فاظر - خوشی محمد گجراتی

خوشی محمد ناظر یکی از معروف ترین شعرای اردو است ولی گاهی بفارسی هم شعری گفت. دیوانش که بیشتر غزلهای اردو دارد مقداری از رباعی و غزلهای هم شامل آنست. این دیوانش با اسم "نغمه فردوس" چاپ ریده است. ناظر مردی بسیار با سلیقه و خوش ذوق بود و منصب های بزرگی را در امارت کشمیر از طرف دولت انگلیس بدست آورده بود. در امارت هریه والا که از نواحی گجرات است متولد گردید و بیشتر وقت خود را در شهر های سیالکوت، وزیرآباد و امارت کشمیر بسر می برد. شعر زیر ازوست:

صبا ای پیک مشتاقان خذارا سلام ما رسان خیرالوری را

(۴۱۵) ناظر - دکتر شیخ محمد دین لاهوری

شیخ محمد الدین پسر شیخ عبدالرحمن که تاجری معروف بود، در لاهور متولد گردید. او خیلی پاکباز و پارسا بود. میل طبع خود را نسبت بدین مبین اسلام داشت. مجله ای درباره طب و دامپزشکی اجرا نموده بود. در شعر و سخن مهارت داشت. اگرچه شعرکم میگفت ولی اشعارش آسان و خیلی عام الفهم بود. بیشتر منظومه هایش مشتمل است بر رباعی ها و غزل ها. در سال ۱۹۰۸ میلادی وقتیکه نواب سر سلیم الله از داکا وارد امرتسر گردید، خطابه ای از طرف کشمیریان مقیم لاهور و امرتسر بوی تقدیم گردید. این خطابه که بزبان پارسی نوشته شده بود بقلم دکتر شیخ محمد الدین ناظر نگاشته آمد. و علامه اقبال لاهوری آنرا بنواب سر سلیم الله خان تقدیم نمود. او در تاریخ ۱۴ - اوت ۱۹۲۳ میلادی سن شصت و پنج سالگی عرصه وجود را بدرود گفت. ازوست:

به رزمگاه زمانه چو آمدی ای دل میوش جامه زن، دست دیگران منگر
بگیر تیغ فراست بگوش ای ناظر مدام سینه سپر باش، باش سینه سپر

غزل

ببخودم این ملت و مذهب مرا درکار نیست

زحمت تسبیح نکشم حاجت زناز نیست

لاله از سینه می آید بگوش دل شنو

این صدای آمد و شد در نفس بیکار نیست

محو نظاره کجا و چشم بر بسته کجا

خواب غفلت را گذرد در دیده بیدار نیست

منزل عشق است ای دل اندرین هشیار باش
 همت تو در درد وادی بر خار نیست

(۴۱۶) ناظم - سید احمد قلعداری گجراتی

برادر بزرگ پدر بزرگ قریشی احمد حسین بود و در دانشکده زمیندارا در گجرات فارسی تدریس میکرد. از گجرات به شادبول رفت و در آنجا یک مدرسه نظامیه را آغاز نمود. شهردار نذیر احمد چون به کنجاه میرفت همیشه مہمان او میشد. اکثر علمای قرن سیزدهم از او مستفیض گردیدند. کتب متعددی را بزبان های اردو عربی پنجابی و فارسی نگاشته است. شاعری هم میکرد و دارای دیوانی باسم "عقاید ناظم" بود. این دیوان غزلهای متعددی دارد و ۵۲۳ بیت شامل آنست. در سال ۱۲۵۳ هجری آنرا بپایان رسانید. در سال ۱۳۰۲ عرصه وجود را ترک گفت. ازوست:

گذشته شد ز هجرت ختم از سال	هزار و دوصد و پنجاه و سه سال
که این نسخه ز ناظم قلعداری	مؤلف گشت با الطاف باری
ثنای آن خدا اول کنم یاد	که پاک است از شریک و ضد انداد
همش ذات است واجب با جلالی	همش جمله صفت ها با کمالی
بحکمت صانع کون و مکان است	بقدرت خالق هر دو جهان است

(۴۱۷) نامی - مخدوم پیر غلام دستگیر لاهوری

غلام دستگیر نامی در لاهور متولد گردید و با خانواده ای اهل علم و دانش متعلق بود، کتب متعددی را نگاشته است. بزبان فارسی هم شعر میسرود ولی دیوانش را ندیده ام. در تاریخ گوئی ماهر بود. قطعاتی چند که در زیر نقل میگردد ازوست. بمناسبت وفات پیر مسکین شاه امری:

پی عیسوی سال نامی بگو که فرخنده اطوار مسکین شاه

بر وفات حاجی محمد هاشم گیلانی:

بتاریخ وصال پیر هاشم بگوئی نامی: خورشید روشن

بر در گذشت شاه محمد رضا قادری شطاری:

اگر عیسوی سال پرسی ز نامی "محمد رضاتاج دهر" است تاریخ

(۴۱۸) نیجاہت - میر نیجاہت لاهوری

برادر و شاگرد رشید میر جلال الدین میادت است. صاحب طبع رسا بود.

در همر آخر جنون بر مزاجش زور ور بود . دیوان رنگینی گذاشته . ازوست :
 ما درین باغ نهال چمن تصویریم هست درخانه نقاش رنگ و رسد ما
 (حوشکو. ۳)
 میر نجابت برادر میر سیادت لاهوری بوده . فتیر از اشعارش یابن مطلع
 اکتفا نموده :
 هم هنرین هنرم عیب یاب گوهرم چون نگاهی جوهری غواص آب گوهرم
 (حسینی ۳۵۶)

(۴۱۹) نچار - نعمت الله لاهوری

در آخر عمر شاعر شد . تقی اوحدی ویرا دیده است . از بام افتاده ، در آن
 وقت این رباعی گفته است :
 یکچند بقید نام و ننگ افتادم عمری بزبان خاص و عام افتدم
 بدنامانرا از بام می افتد طشت طشتم چو نبود از بام افتدم
 (ریاض)

(۴۲۰) نذر - غلام محمد صابری جالندهری

جودهری غلام محمد پسر مولوی علی بخش از مردم جانندهر است . بعد از
 تقسیم شبه قاره به پاکستان آمد و در شهر کیمبل پورا اقامت گزید . او از
 دانشگاه پنجاب فوق لیسانس زبان و ادبیات فارسی هم گرفته است و بفارسی سخن
 سرائی هم کند . اکنون در دانشکده دولتی (گورنمنت کالج) کتابدار است .
 علاقه شدیدی نسبت به سخن فارسی دارد و مرد دانشمندی می باشد . دیوانش
 هنوز چاپ نگردیده است اما اشعار زیر را آقای دکتر غلام جیلانی برق که احوالش
 درین تذکره آمده برای من فرستاده است :

رویت ز دور دیده ام آنهم گهی گهی	در بزم تو رسیده ام آنهم گهی گهی
از حال من مهرس که در عالم جنون	ساز نشاط چیده ام آنهم گهی گهی
زین بیش جرم نیست که در عالم خیال	اورا بیرکشیده ام آنهم گهی گهی
شاید که باز جوئی تو صید رسیده را	از دام تو جهیده ام آنهم گهی گهی
در یاد زلف و چشم و قداوشب فراق	ای نذر آرسیده ام آنهم گهی گهی
عبیر سوی تو طعنه به مشک ناب زده	عذار خوب تو خنده بر آفتاب زده
در آب چشم نشینم درآ بچشم نشین	که تاب مهر بیاید بفصل آب زده
بین به طرفگی ذوق غافیت موزم	رقیب هم نپسندم ز تو عذب زده

هوای کوی مغان آب زندگی دارد که گشت زنده دران جان من خراب زده
 درامجلس رندان رموز عشق آموز کسی نه حرف ازین باب در کتاب زده

(۲۲۱) فصیر - فصیر الله بن عبد الحمید لاهوری

نظم و نثر تصرف قلم او را گردن نهاده و دقایق حقایق در پیش خاطر او
 ایستاده، همه فضل و بزرگی و علو منصب و مرفعت منسب و جمال حسب و جلال
 نسب ایام با او نساخت. طالع او منحوس شد و از جور زمانه مقید و محبوس گشت
 و خسرو ملک او را حمس فرمود و در حمس این رباعی گفت و بخدمت او فرستاد:
 ای شاه مکن آنکه بپرستند از تو روزی که تو دانی که نترسند از تو
 خرسندنه ای بملک و دولت زخدای من چو باشم بیند بخرسند از تو
 در وقت داغ جان این بیت بر زبان راند:

از بسند عزا گرچه ناگه رفتیم حمد الله که نیک آگه رفتیم
 رفتند و شدند و نیز آیند و روند ما نیز توکلت علی الله رفتیم
 و این رباعی در بیان متانت سخن و قوت الفاظ و رقت طبع خود گفته است:

طبعم که ز لشکر هنر دارد خیل یاقوت بمن بخشد و بیجاده کیل
 درسخنم که حان بدو دارد میل پرورده دریاست نه آورده سیل
 قصیده ای مدح تاج الدوله خسرو شاه گفتست. بر هر دو زبان قادر بود و
 در هر دو میدان در سواری ماهر. تازی و پارسی او را ملکه. ازوست:

چون دهان بر همیشه دیده بیدار من
 آن بخنده وین ز گریه پر ز گوهر هست هست
 ای بهار ماه منظر وی نگار باغ چهر
 گر همی برسی که رویت باغ و منظر هست هست

(لباب ۸۶)

فصیر الله بن عبد الحمید لاهوری یکی از درباریان خاص سلطان خسرو ملک
 بود. در زمان حکومت بهرام شاه کتاب کلیده و دمنه را از عربی بفارسی
 برگرداند.

(۲۲۲) فصیرت - دلاور خان میر محمد نعیم سیالکوتی

ناظم ذی قدرت، دلاور خان نصیرت، که نام اصلی وی میر محمد نعیم است،
 وطن اجدادش سیالکوت من مضافات لاهور. پدرش میر عبدالعزیز که بملازمت
 شاهزاده دارا شکوه انتظام داشت، بعد برهمی نظم و نسق دارا شکوه و اورنگزیب

عالمگیر پادشاه بسلك ملازمین شاهی انسلاک یافت و بتدریج بمنصب دو هزارى و خطاب دلاورى خانى سرمایه عزت و اعتبار اندوخت . امیرالامرا سید حسین علی خان بحکومت دکن کامران گشته او را بفوجداری راجپور از متعلقات بیجاپور مامور فرمود . در ۱۱۳۹ هجرى تسع و ثلثین و مائه و الف پا بدامن عدم کشید . دلاورخان دلاورى میدان شاعری بوده و شناور دریای نظم گستری . این چند بیت از طبع زاد اوست :

فکر زاهد پی راحت . غم ما بهر رخس .
هر کسنى در خور همت به تلاش است اینجا

چشم نعمت داشتن از سفره . گردون غلط

نان خشکین دارد آن هم صبح هست و شام نیست

خنچه تا او شود از هم باشد فرصت عیش همین مقدار است

نصرت هلاک مشرب پروانه می شوم در بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

بمحفلی که بیک درد صد دوا بخشند چه می شود دل ما را اگر بما بخشند

باسانی کجا از خاک اهل درد برخیزد فلک یک عمر چرخى میزند تا مرگ برخیزد

(نتایج ۷۲۵)

نام اصلی او محمد نعیم است، وطن اسلافش سیالکوت از توابع لاهور میر عبدالنهریر پدر دلاورخان نوکر شاهزاده دارا شکوه بود. بعد برغم حوردن دارا شکوه و آرایش یافتن اورنگ دارائی به خلد مکان در سلک نوکران خلد مکانی انخراط یافت . رفته رفته بمنصب دو هزارى و خطاب دلاورخان امتیاز پذیرفت . با دختر عنایت الله خان کشمیری که از امرای عالمگیری است ازدواج یافت . بعد از زوال دولت سادات بارهه و استقرار نواب نظام الملک در ممالک دکن با نواب بسرمى برد . دز سنه تسع و ثلثین و مائه و الف (۱۱۳۹) بر سرابستان بقا خرامید . و بر طبق وصیت در پای قبر مرشد خود مدفون گردید . نام مرشد او شاه ابراهیم است . دلاورخان اقسام شعر خوب می گوید و مضامین مرغوب می بندد . دیوانش مرتب است . ازوست :

بی ابروی تو از نظرم نور می رود این تیر بی کمان چه قدر دور می رود

چشم پوشیده توان کرد سفر چه قدر راه فنا هوار است

روز بد یاری نمی آید زیاران دیده ام سایه هم در زیر پاکم میشود وقت زوال

(کرام ۱۹۶)

میر محمد نعیم ، مخاطب به دلاورخان ، داماد هدایت الله خان کشمیری ، عالمگیری

است . وطن بزرگان او سیالکوت ، مضاف صوبه لاهور . در عهد شاه عالم به خطاب دلاور خان سرافراز گردید . در سنه تسع و ثلثین و یائنه و الف مسافر منزل بقا گشت . فکرش رنگین است و اشعار آبدار دارد . این بیت چند از قلمی می شود :

چه کردی دوش یا فردا کنی ، امروز مفت تست

مده ای بی خبر از دست خود دایمان فرصت را

فصل گل شد ، هوای مینوشی است

ساقیا موسم هم آغوشی است

رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد ؟

این کار دست بسته بغیر از حنا که کرد

گر نذر پای یار نگردد سر نیاز

نصرت دگر برای که این درد سر کشم

(بینظیر ۱۲۴)

وجود نصرت نه تنها برای ادبیات فارسی مایه افتخار بود بلکه بدون تردید نصرت موجد و مربی خانواده ای نویسنده ، شاعر و خطاط بود که نظیر آن در تاریخ ادبیات شهر سیالکوت دیده نمی شود . اشعار زیر نمونه ای است از اشعار او :

بسکه میدارد حیا در پرده محبوب مرا دیده بیکانه داند مهر مکتوب مرا
مژگان بهم نیاید دلدار بی نقاب است کی خواب میتوان کرد در خانه آفتاب است
نیست ممکن که بردی تو دمی خواب سرا می زند دست به پهلو، دل بیتاب مرا

نصرت ، کشمیری الاصل بوده . به لاهور توطن داشت . اسباب دنیا خاطر خواه بهمرسانیده دیوانی ترتیب داده . این بیت که در دیوان میرزا بیدل است در لاهور بنامش اشتها دارد :

چشم پوشیده توان کرد سفر

چه قدر راه فنا هموار است

(خوشگو ۲۶۸)

عبارت زیر بر حاشیه یک نسخه خطی سفینه خوشگو نوشته شده است :

”فقیر عزلت از زبان نواب دلاور خان نصرت تخلص ، همزلف مبارز خان مرحوم ، در ایامی که صوبه بندر سورت شده بود ، مکرر شنیدم که میگفت از منست و شاگرد بیدل بود“ .

(۴۲۳) نظام‌الدین - نظام‌الدین ابو نصر هبه‌الله الفارسی لاهوری

الصاحب الكبير ، قوام‌المنک ، نظام‌الدین ابو نصر هبه‌الله الفارسی رحمه‌الله
وزیری صاحب کفایت ، فیاض درایت ، وافر فضل ، شامل بذل ، در دولت سلطان
رضی ابراهیم رحمه‌الله کارهای بزرگ کرده و بفضل کفایت معروف و مشهور گشته .
خانقاه عمید در لوهور (سولف : لاهور) یکی از خیرات اوست . اما چون آن
خورشید بحد کمال رسیده بود ، زود در گذشت و از جهان فضل و هنر بعالم
بقا رفت . این در آبدار را بالماس بیان سفته :

در یغا گوهر فضلم که در زدم و بال آمد
بچشم حاسدان لعلم همه سنگ و سفال آمد
چو کلک اندر بنان من بدیدی خاطر نحوی
مرتب را خبر دادی که هان عز و جلال آمد
چو زخم تیغ من دیدی شه هندوستان در هند
بدستوران همی گفتمی که سام پور زال آمد
نماز بامدادی نیک نامی را کمر بستم
نماز شام فرزند مرا نعمت زوال آمد
(لباب . ۷۰)

(۴۲۴) ذعتی - عبدالله سودهره

صاحب دیوان است و دیوانش بر نعت های حضرت پیغمبر صلی الله علیه و آله
مشمول است . این دیوان اگر چه هنوز طبع نگردیده است ولی نسخه خطی آن در
کتاب خانه شخصی آقای مسلم ضیائی در کراچی قرار دارد . تاریخ کتابت آن
دیوان ۱۱۴۰ هجری است و ازین شعر برمی آید :

رضوان حق بنامش هم سال اختتامش
دیگر وکیل دولت دیوان نعت نبوی

باید یاد آور شویم که بلحاظ ابجد از "رضوان حق" و "وکیل دولت دیوان
نعت نبوی" ۱۱۶۰ هجری درسی آید .

(۴۴۵) نعیم - خیاط لاهوری

نعیم خیاط. لاهوری است :

زهی نسیم بهاری که از یمین و یسار
ز ناف غنچه گشاید هزار نافه چین

(ریاض)

(۴۴۶) نعیم - محمد نعیم پنجابی

محمد نعیم مردم پنجاب بوده . دوسه روز در بلده تنه (سند) اقامت
داشت . منته :

بگاشن بسکه بی روی تو بر گل رفته بیدادی
خیابان در خیابان خون بلبل داشت ایجادی

(مقالات ۸۱۹)

(۴۴۷) نکتی - ابو عبد الله روزبه بن عبد الله النکتی اللوهوری

"تقریر نکت نکتی کاری دراز است، چه نکات لطیف او از حد و عدا افزونست
و نقود شعر او لطیف و موزون . در مدح سلطان مسعود شهید میگوید :

روی آن ترک نه روئیت و بر او نه برست

که برین ناریارست و بر آن گل بهرست

بطرازی قد و فرخیزی زلفین دراز

رستخیز همین خوبان طراز و خزرست

گر بجای مه و خورشید بود یار مرا

اندرین معنی هم جای حدیث و نظر است

سهر او را دل ما مستقر است ، این نه عجب

آن شگفتست کجا ، مستقر او سقرست

و آن عجب ترکه طلسمیست هوا را که همی

بنسوزد اگر او را چو سقر مستقرست

ملک عادل مسعود ، خداوند ملوک

که بفضل از ملکان بیشتر و بیشترست

این قطعه را بدرخواست شاهنشاه بن شاه نیشاپور بن ابراهیم رحمه الله گفته است
در صفت منجیق :

دگر سوی راست همچون پای شیطان	چه چیزست آن که یکسو نردبانست
ازو آویخته خرطوم پیلان	سر زانو بسان فرضه ی تیر
زده آن پشک را برپای دیوان	دو پشک آهنین بینی مراو را
همه بر تافته چون زلف جانان	بر آن خرطوم وی صد زلف بینی
بگیرد هر یکی یک زلف را زان	چو عشاقش بدو انبوه گردند
شود هر کس ز بیم و هول لرزان	پندازد یکی سندان محکم

نظم

بزرگس بنگری چون جام زرین	بزرگس بنگری چون جام زرین
ز ناز و نیکوئی گشته کرشمه	تو گوئی چشم معشوقست مخمور

(لباب ۲۹۰)

اولین شاعر پارسی گوی لاهور نکهتی بود و اسمش را در تذکره های مختلف ذکر نموده اند . وی در زمان سلطان مسعود شهید بن سلطان محمود غزنوی میزیسته و قصیده هائی در مدح سلطان مسعود سروده است که نمونه ای از آنها در احوال نکتی درج گردید . نکتی و نکهتی یا نکهتی در اصل یک بودند و درباره این موضوع صاحب لباب الالباب چنین نوشته است : "بآنکه درباره کلمه نکتی ، مولف جناس آورده و "تقریر نکت نکتی" نوشته ، در برخی از سفینه ها تخلص وی را نکهتی نوشته اند که جنبه شاعرانه بیشتر دارد".

(لباب ۶۷۸)

(۴۴۸) نقی - میرزا علی نقی خان لاهوری

خلف قاسم خان بن فضیلت خان بهادر شاهی بوده . اکتساب فضایل علمی و سخن سرائی در خدمت مولوی محمد عوض جوپوری و شیخ علی حزین لاهیجانی نموده و در دارالسلطنت لاهور از عالم بطون بعرصه شهود شتافته و در شهر عظیم آباد نشو و نما یافته . کلیاتش ده هزار بیت بشماره آمده و تخلص لسانی هم در بعض اشعار آمده . خودش از اکثر تلویحات نقی است و کلامش از عیوب و اسقام نقی :

جلوه بر بام نمودی و بسوز افگندی	سوخت از مهر لقا آتشت از دور مرا
شد آنچنان ز زلف تو آشفته کار ما	منجلی بجای سبزه دمد از هبای ما

رواج شهر تو گفتم مگر دل آزاری است بخنده گفت بی رسم این دیار اینست
 بی جرم اگر چه کشتی ای بی وفا تقی را صد شکر از جفایت امروز آرمیدم
 (صبح ۵۳۷)

(۴۲۹) نواز (۱) - سردار الله نواز خان دیره غازی خان

سردار الله نواز متخلص به نواز برادر بزرگ سردار کریم نواز می باشد .
 او از یک خانواده بسیار مهم سرداران اهالی دیره غازی خان می باشد . سردار
 کریم نواز در دستگاه دولت دارای منصب مهمی است اما برادرش از منصب خود
 استعفی داده باسور بازگانی مشغول شده است . سردار نواز با ادبیات فارسی علاقه
 دارد و گاهی شعر می سراید :

مطربا دم بدم بگو ، پرده سرا بزن بزن
 حرفی بگو بما زما ، نغمه سرا بمن زین

دیدنی هست اهل هوش، برهمی مزاج دوست

زلف بدوش خم بخم چین بچین شکن شکن

عرض خرام ناز او نقش چمن طراز او

کوه بکوه ودشت دشت سرو و سمن دمن دمن

همچو نواز بر نخورد دیده روزگار یک

دور زمانه در نورد فاصله قرن قرن

ندارد کس مجال جرعه صهبای تند ما

به بحر آتش زند یک قطره درد ایام من

ز هر حرفی که گفتم عندلیب نغمه پیرا شد

ز هر هر قطره اشکم گل بدامان است باغ من

نواز از سوز الفت عالم گم گشتگی دارم

چو شمع در رنگ جان شعله می جوید سراغ من

بچشم نرگس بهلای گلشن خمار نشه میخانه کیست؟

قبای غنچه و گل چاک چاک است ز دست جرات زندانه کیست؟

بکیرم تو ازو نا آشنائی نواز آخر بگو دیوانه کیست؟

(۴۳۰) نواز - سید محمد نواز ملتانی

جوانی خوش فکر و خوش فهم . پرگو ولی کم گو ، با ادبیات فارسی

وانگلیسی خیلی علاقمند می باشد . در ناحیه پیر محل که در مضافات ملتان است در سال ۱۹۱۹ میلادی بدنیا آمد . لیسانس زبان فارسی و انگلیسی از دانشگاه لاهور گرفته و اینک در کراچی دارای منصب بزرگی میباشد . کلامش زیاده نیست و چاپ نگردید است . اینک یک غزل ایشان که بکمال التفات برای این تذکره به نویسنده مرحمت فرموده اند ، نقل می گردد :

برده چشم دوز من ، جلوه بی حجاب تو
 برق حیات سوز من ، چهره بی نقاب تو
 زندگی تمام من ، لمحہ کم بهای تو
 بحر عدم کنار من ، قطره تو جناب تو
 لذت فطره گناه ، کرد مرا اسیر خویش
 ورنه نبد گران به من ، طاعت تو ثواب تو
 ظلم و ستم به خود کنم ، بهر چه خشمگین شوی ؟
 ظالم و جاهل ازل ، گفت مرا کتاب تو
 ای که نشسته بر فلک ، زیر فلک نگاه کن
 حیرت ارضیان شده ، عالم اجتناب تو
 گر نه خفا شوی زمن ، حرف غریب گویمت
 جنت تو سراب من ، طاعت من سراب تو
 مالک عادل جهان ، عدل تو خوب دیده ام
 تا دم زبست جرم من ، تا به ابد عذاب تو
 پیش کسان چرا برم ، عذر گناه خویش را
 عفو اگر نمی کند رحمت بی حساب تو

(۳۳۱) نواز (۱) سردار نواز درانی دیره غازی خان

جوانیست خوش فکر و خوش خیال ، صاحب طرز و زیبا مقال . در آغاز عرصه سخن است . غزل ها و قطعاتی چند در مجله آرگس بجای رسانیده است اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است . ازوست .

ز خلوت جلوتم شرمنده گردید	صوابم در نمایم ، عیب پوشم
بگویم ، فاش گویم ، فاش گویم	که من گندم نمایم ، جو فروشم
خود نوشتم سر نوشت خویشتن	خود برای خود مقدر گشته ام

قسمت نقش رنگین دارم نواز نام خود را طالع بر گشتم ام
 این نواخیزد نواز از ضربت مضراب غم شاعری را آه درد آلود می دانیم ما
 قدرت به دم زدن نبود در جهان نواز هر چند اختیار بود اختیار نیست
 مانده ام شمع مزار خود نواز هستی ما بر سر انکار بود

(۳۳۲) نوری (۱) - قاضی نورالله شستری لاهوری

در عهد جهانگیر بر مسند سخنوری متکی بوده . ازوست :

بتاراج دل ما هر زمان ای غم چه می آئی ؟
 متاع خانه درویش غارت را نمی شاید

(کلمات ۱۱۹)

از سادات شوستر و علمای نامور فرقه ائنا عشریه بود و در عهد اکبر
 بادشاه بهندوستان رسید و از حضور شاهی بعهد قاضی دارالحکومت لاهور مامور
 گردید . بتالیف مجالس المؤمنین و احقاق الحق پرداخت و بعد سریر آرائی
 نورالدین جهانگیر بادشاه بحضور شاهی رسید . شاه از مذهبش پرسید . وی
 خود را سنی المذهب و نمود . بادشاه گفت که اگر قاضی دروغگو باشد از
 حق وی حکم شرع چیست ؟ جواب داد که قابل عزل و تعزیر واجبی است .
 هماندم فرمان شاهی نفاذ یافت که او را تازیانه خاردار زنند و حسب فتوی
 خودش معذب کننده قاضی بضراب سه تازیانه بی هوش افتاد و بهمان صدمه در سن
 تسع عشر و الف . موکلان قضا جان داد . نعش در اکبر آباد متصل باغ قندهاری
 دفن کردند :

وه کین شب هجر تو بر ما چه دراز است

گوئی که مگر صبح قیامت سحر اوست

فرهاد صفت این همه جان کندن نوری

در کوه ملاست بهوای کمر اوست

خویش پریشان شده با تو نگفتم نوری

آفتی این سر و سامان تو دارد در بی

(صبح ۵۰۹)

(۲۳۳) نوری (۱) - ملا نور الدین محمد سرهندی

ملا نور الدین محمد سفیدونی پرگنه سفیدون از توابع سهند در جاگیر او بود. آن مشوب گشت. در علوم هندسه و ریاضی و نجوم و حکمت ممتاز بود. و از جمله مصاحبان همایون پادشاه و باین جهت خطاب ترخاننی یافت. سلیقه شعر داشت و دیوانی ترتیب داده. نهر بلده کرنال تا پنجاه کروه بنام سلطان سلیم ساخته اوست. در سنه ۹۹۴ در انک بمرد. ازوست:

دل تنگ و درازان لب خندان نشسته ام

مانه شجه سر بگریبان نشسته ام

(نگرستان ۱۳۵)

(۲۳۴) نوری - نوری بیگ خان لاهوری

از خطه لاهور ظهور نموده. و معاصر تقی اوحدی بوده:

چنان با غیر گوئی آشنائی که بی او در خیال من نیائی

(صبح ۵۶۰)

(۲۳۵) نوشاهی - سید غلام مصطفی گجراتی

اسم وی سید غلام مصطفی، کنیتش ابو الشریف و تخلص او نوشاهی بود. بین مردم بتخلص خود ملقب بود. اسم پدرش سید حافظ محمد شاه بن سید محمد امین نوشاهی بود. در سال ۱۳۰۷ متولد گردید. بهره های سواد و خط و علوم ظاهری را از پدر خود بدست آورد. کتب متعددی را نوشته است که تمام آنها درباره تصوف می باشد. یکی از کتابهایش که باسم عیون التواریخ معروف است در پیرامون موضوع تاریخ است. در سال ۱۳۸۴ وفات یافت و در ده ساهن پال که از نواحی گجرات است مدفون گردید. بزبان فارسی هم شعر می سرود اما هنوز دیوانش چاپ نگردیده است. یکی از نامه های منظومی که به شرافت نوشاهی نگاشته بود، بفارسی است. اشعاری چند از آن مکتوب در زیر نقل می گردد:

بحفظ خدا پاک باشی منیر

بتو پند گویم که یاد آمدست

محمد اولوالعزم دانای کریم

عزیزم شرافت مقدس ضمیر

اگر نام اصلی شریف احمد است

بتوحید ایزد شوی مستقیم

همه وقت حق یاد داری بدل ز خبث گنه دل بر آری ز گیل
 بوقت ضرورت بگو خوش کلام بوقت خموشی خموشی مدام
 ز نوشاهی مفتقر صد دعا درازی حیات و علوم و غنا

(۱۳۳۶) نوشته - سید حاجی محمد ساهن پال

سید حاجی محمد که با اسم گنج بخش معروف و نوشته تخلص داشت ، پسر حضرت سید حاجی علاء الدین حسین غازی بود . از سادات علوی بود و با خانواده قادریه تعلق داشت . رفت و آمدی با اکابر و مشایخ عصر خود داشت . سلسله نوشاییه را اجرا نموده و دوائی بان بخشید . علوم دینی را در خدمت حافظ قائم الدین قادری و حافظ بدها شاه قادری فرا گرفت . خرقه خلافت را از حضرت شیخ سلیمان قادری بهلولی بدست آورد . به شعر گفتن علاقه داشت . بزبان فارسی هم شعر می سرود . این رباعی ازوست :

منادی ست در کوچه میفروش که امروز در هر که یابند هوش
 گریبانش گیرند و دامن کشند کشاکش بدیوان مستان برند
 در سال ۱۰۶۴ در زبان شاهجهان پادشاه فوت گردید . مزارش در ساهن پال میباشد که در نواحی گجرات است .

(۱۳۳۷) نیر (۱) - سید علی احمد واسطی

طیب معروف پاکستان آقای حکیم سید علی احمد متخلص به نیر از خانواده واسطی ده نهمتور هستند . پدر آقای واسطی سید مظفر حسین نام داشت و از نگینه بود که دهیست در نزدیکی نهمتور و در شهر بجنور . علوم عربی و فارسی را در خدمت مولانا امتیاز حسین و مولانا حامد حسین گنگوهی فرا گرفت . طیب بسیار ورزیده ای است . و چهل سال است که در شهر تاریخی لاهور زندگی میکند . ذوق شعر و سخن دارد و بار دو و فارسی شعر می سراید . بزبان های اردو ، فارسی ، ترکی ، پنجابی ، انگلیسی و عربی تکلم می کند . در فن شاعری شاگرد نواب سراج الدین سایل و مولانا وحید الدین بیخود است .

بر مزار ملا جامی سروده است :

بیامد بر در جامی گدائی فقیری ، خسته حالی ، بی نوائی
 ز خاک پاک بهر دلستانی دل بیتاب و چشمی خوفشائی
 نوایش ناله درد آشنائی شکست شیشه ای دل را صدائی

گدائی ره نشین جاده، جام ز سرمستی خراب باده، جام
بر آمد از درون دل خروشم که من دل را بیجام نو فروشم

بر مزار حضرت معروف کرخی در بغداد سروده شد :

به بغداد یک مرد معروف بود که از نام معروف موصوف بود
به توحید و اخلاص آگه بود ز رمزی که در قل هو الله بود
روان ذکر او از زمین تا بچرخ چه خوش گفت سعدی چو آمد به کرخ
نه بینی که در کرخ تربت بسی است بیجز گور معروف معروف نیست
در تعریف و تمجید شهر شیراز :

به رکناباد و گلگشت مصلی فضای جلوه عرش معلی
برای مستی دیوانه عشق ز لالش باده، خمخانه عشق
لطفاتهای سعدی در زبانش خم حافظ به بزم میکشانش
دل مهجور عاشق را مکنی بشهر دلبر کوی فلانی
خوشا شیراز و وضع بی مثنایش خداوندا نگهبان از زوالتش

فخر ایران و نازش همدان تاجدار جهان فضل و کمال
وارث علم بو علی سینا مرد والا گهر ستوده خصال
بارک الله عارفانه کلام لوحش الله شاعرانه کمال
لطف تو زیر سایه الوند بر من خسته چون نسیم شمال
دارم امید دید روی ترا کاش بینم بهار کوی ترا

(۴۳۸) واحد (۱) - سید عبد الواحد بلگرامی لاهوری

برادر بزرگ حسن بلگرامی است . سید مذکور در سن یک هزار و یکصد
وسی و چار در لاهور هنگامیکه والدش حاکم آنجا بود در یکی از معارک شهید
شد و هم آنجا مدفون گردید . ازوست :

آتش پوشیده ام در ناله پر شور خویش
گر سمندر نیستی مگشای مکتوب مرا

(هندی ۲۳۴)

(۴۳۹) وارث لاهوری

جواهر آبدار مضامین از خزینه خاطر بر می آورد . گوی از جوهریان سخن میراث همون برد :

الهی از کرم. عنقا صفت گردان نشانم را
همای قدس اگر جوید نیابد استخوانم را
زبانم را بوحدت آنچنان حمد آشنا گردان
که هفتاد و دو ملت آید و بوسد دهانم را

(صبح ۵۷۹)

(۴۴۰) وارد - محمد بتالوی

خواهر زاده نور العین واقف مسطور است :

غم جدا ، درد جدا ، داغ جدا می خواهد
دل که یک قطره خون است چها می خواهد

(هندی ۲۳۵)

(۴۴۱) وارسته - سیالکوتی مل سیالکوتی

مولد او سیالکوت از توابع لاهور است . لهذا نام سیالکوتی مل بود . از ابتدا من شعور ذوق سخن بهم رسانیده و در نظم و نثر رتبه شایسته پیدا کرد و رسایل مفیده نوشت . ازان جمله رساله مصطلحات الشعراء است . در دیباچه آن مینویسد :

”بنده وارسته به محض سر نوشت ازلی محو مطالعه دواوین فصحا بودم و دل و جان را وقف پیشق نوخطان الفاظ و معانی نمودم . اکثر محاورات غریبه پارسی زبانان در اشعار فصاحت باز دیدم و به تحقیق آن کمر به سعی بر بستم . هر چند کرد کتب لغات گردیدم ، نغمه معانی ازان نشنیدم ، ناچار رجوع بزبان دانان ایران دیار آوردم و پانزده سال تلاش بسر بردم . آنچه از زبان آن جماعت شنیدم ، برای انتفاع جمهور سخن پردازان خواستم . در حرز کتابت در آورم لهذا آن را با بعضی لغات غریبه با وصف آن که معانی در نسخ لغات و شروع دواوین و مثنویات قدما مرقوم است ، جهت سهولت طلبه درین صحیفه مرقوم نمودم و این نامه را به مصطلحات الشعراء که مفید تاریخ ۱۱۸۰ هجری شروع تالیف است موسوم گردانیدم .“ . مرد قصیر التماس بود . زبان گزنده داشت . اکثر معاصران خود را

بجو کرد . معاصران هم در خدمت گذاری کمی نکردند . مثل میر محمد علی رایج سیالکوتی و شیخ نورالعین واقف بتالوی و دیگران . از وطن بر آمده جهان آباد و جاهای دیگر را سیر کرد و جماعت موزونان را بر خورد . تذکرة الشعرا نوشت . آخر حال بدیره غازی خان که قریب ملتان است و در همان جا سنه ثمانین و مائه الف و ۱۱۸۰ رخت ازین عالم بر بست . صاحب دیوان است اما اشعار او به مولف نرسیده .

مولدش سیالکوت من مضافات لاهور است . در نظم و نثر ما هر بود . که بعروض و قافیه و اصطلاحات و لغت با خبر . چنانچه درین فن تالیفی دارد . و شعر هم خوب بنیگفت . ازوست :

نگردد رام کس هرگز دل و حیثت لباس ما

نه خونها خورده طفل اشک تا شد روشناس ما

(هندی ۲۳۶)

برای تحقیق اصطلاحات فارسی بسرزمین ایران قدم گذاشت . سی سال در آن جا بود . و کتاب مصطلحات الشعرا و صفات کائنات بکمال تنقیح و تمهذیب تالیف نمود . و با شیخ محمد علی حزین لاهیجی محبتی داشت . بنا برین رجیم الشیاطین در جواب تنبیه الغافلین خان آرزو نگاشت . میرزا محمد حسین قتیل نبیره او بود و آهنگ سخن بدین طریق می سرود :

دل ز زلفش مشک چین دارد هوس این پریشان بند بر مو بسته است

سرو در رقص است و قمری مست و دست افشان چنار

وقت بشکن بشکن توبه مست ساقی می بیار

رباعی

از سیرت نواب ز ما می پرسی داند همه کس تو از کجا می پرسی

دانی که لثیم مست و خمیس مست و بخیل بینی ده فرسنگ ، چرا می پرسی

(صبح ۵۸۰)

نگارنده اشعاری چند در کتاب مصطلحات الشعرا خوانده ام که وارسته آنرا سروده است اما اشعار مزبور لایق این که درین تذکره مذکور گردد ، نیست . و نمیتوان آنرا نمونه اشعارش قرار داد . اسامی آثار وارسته در زیر داده میشود :

- ۱- مصطلحات الشعرا
- ۲- مطلع السعدین
- ۳- صفات کائنات
- ۴- جواب شافی یا رجم الشیاطین
- ۵- جنگ رنگارنگ یا تذکره وارسته .

(۴۴۲) واصف - مولا بخش گجراتی

مولا بخش واصف ، از مردم ده جهیورانوالی بود که در نواحی شهر گجرات قرار دارد . اشعار خوبی بزبان های اردو ، فارسی و پنجابی میسرود .
در مدح مولوی عبدالکریم چنین سروده است :

برجبا ای مولوی عبدالکریم	بر تو بادا رحمت رب رحیم
فی ز عربی فارسی تو قاصری	بر نوشت وخواند آنها قادری
در گلستان فصاحت بللی	در خیابان بلاغت صصلی
بر چراغ دین حق پروانه ای	از ریا و زرق تو بیگانه ای
چون کنی اسرار قرآنی بیان	صاحب کشف گوید مرجبا

(۴۴۳) واقف - نورالعین بتالوی

میان نورالعین . واقف تخلص ، پسر سوئم قاضی امانت الله که آبا و اجداد تا عهد محمد شاهی بقضائی پرگنه بتاله تابع صوبه لانور که وطن مشارالیه است به نیکنایی و خدا پرستی تمثیلت اموری فرمائید . فقیر وقتیکه بعد سیر ولایت کانگره از کوه فرود آمدم تنها بشوق ملاقاتش که اشعار وی در دار الخلافه رسیده بود ، به بتاله رفتم و هم در دیوان خانه ایشان فروکش کردم تا یک و نیم سال بسبب فترات نادر شاهی هم در آنجا اقامت داشتم . در ذات مهارکش اوصاف درویشی و استغنا از دنیا و دنیا داران بسیار می یافتم . الحق مرد عزیز است . مشق سخن از نظر میر محمد معصوم وجدان گذرانید و اکثر شعرای پنجاب صحبتها داشته . این ابیات وی از غزلها نیست که فقیر همطرح بود . از واقف است :

بچشم یار در بیگانی هم چشم افتاد است

درین وادی دلم خود را ز آهو کم نمی داند

چو ابر تیره کو گرید شب و روز از تمنایش

که چشمش سرمه راهم در حیا مجرم نمی داند

(خوشگو - ۳۸۲)

فقیر مولف این تالیف از سی سال باین عزیز بزرگ آشنا است . اول صحبت به خانه مخدومی شاه آفرین مرحوم دیده بود . دیوانی قریب شش هفت هزار بیت ترتیب داده ، قصاید هم دارد . ترجیع بندی در کمال فصاحت و بدرد گفته . عاشق غزل است و رباعی هم خوب می گوید و هرچه میگوید ناخن بدل میزند و خالی از تلاش و لطف نیست . بختگی و استادی از سخنش معلوم است .

خودش میفرماید :

ناله ای چند کرده ام موزون - نه غزل نی قصیده ای دارم

از اماراوست :

دیدم به کتب خانه هفتاد و دو ملت

غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

واقف زدهان و کمر یار چه می پرسی

از هیچ خبر نیست من هیچمدان را

چو شمع قصه سوز و گداز می خوانم

بمحفلی که نفهمد کسی زبان مرا

مرا بهانه آن شوخ کرده خانه خراب

خدا کند که شود خانه بهانه خراب

ز بهمت میروم با صد ندامت

تکلف بر طرف صاحب سلامت

بماند ما کجاست وفادار بنده ای

ما را برای جور و جفا می توان خرید

مکن عیبم اگر از دیدنت در اضطراب افتم

که پروانه ام ای شمع خود داری نمیدانم

ساخت شهر را ویران آب دیده ات واقف

من ترا نمی گفتم جای گریه پیدا کن

عزت دشت جنون بنگر که چون آیم بیباغ

گل با ناخن خار بیرون میکشد از پای من

قدت دیدم قیامت را شنیدم

شنیده کی بود مانند دیده

(نردم ۱۱۴)

از قاضی زادگان بتاله است . در علم رسمی باخیر و در اصطلاحات و لغت ماهر .
 باتفاق حکیم خان وارد لکهنؤ گردیده عازم بیت الله گردید . بعد از رسیدن مقصد
 ادای مناسک نموده اورنگ آباد آمد . غلام علی آزاد بسیار بسلوک پیش آمده ،
 چندی در آن جا بود . باز بر لکهنؤ تشریف آورد . خودش میگفت که در اوایل
 از بندرا بن خوشگو و آفرین لاهوری اصلاح شعر گرفته ام . با راقم اکثر ملاقات
 می کرد . عزیز خوشگویی عالی طبیعت بود . کلامش بسیار مستکی دارد . بعد مدت
 چند سال به سند رفت . چندی در آنجا بسر برده وفات یافت . دیوانش قریب

ده هزار بیت خواهد بود . اوراست :

ز دست عزیزان وطن می گذارم وطن اگر بهشت است ، من می گذارم
گرفته گریبانم او ، دامنش من نه او می گذارد - نه من می گذارم
ازین بد حریفان خدا حافظت باد تا مست در انجمن می گذارم

(هندی ۲۳۱)

کلید گنجینه^۱ معارف شیخ نورالدین واقف که اصلش از قصبه بتاله من متعلقات دارالسلطنت لاهور است که بمسافت سه گروهی جانب شرق واقع گشته ، عهده قضای آن قصبه باسلافش از قدیم الایام متعلق بوده . پدر بزرگوارش قاضی امانت الله هم بهمان خدمت قیام داشته . طبع نقاد و ذهن وقاد ، داد خوش کلامی داد ، اشعار آبدارش قدر لولوی شاهوار را کاسته . افکار بی نظیرش بفصاحت و بلاغت مشهور . بن او و شاه عبدالحکیم حاکم اتحاد قلبی بود . باتفاق یک دیگر بهزم سیاحت دکن از پنجاب بر آمدند . حاکم بحرین شریفین شتافت و واقف از کثرت امراض متوقف گشت . بعد معاودت حاکم از سفر حجاز هر دو باتفاق باورنگ آباد رسیده . آخر کار در ۱۱۹۵ هجری خمس و تسعین و مائت و الف بگلشن قدس آرمید . این چند بیت از دیوان فصاحت عنوانش فرا چیده شد :

از شگفتن ها چه می پرسی من دلگیر را

خنده می آید بحالم غنچه^۲ تصویر را

بر تو روشن کنم شبی از شمع

همچو پروانه جان فشانی را

خواستم کز کوچه دیوانگی بیرون روم

تا قدم برداشتم زنجیر نالیدن گرفت

با که گویم درد پنهانی که شبهای فراق

کس بمن همخانه غیر از صورت دیوار نیست

شوق زلفت که بمن این همه شیون آسخت

که مرا ناله چو زنجیر ز صد جا برخواست

قطره^۳ خونی که نامش در ازل دل کرده اند

سخت حیرانم که در پهلوی او سنگ از چه شد

با وجود اینکه چشمش چون دهانش تنگ نیست

بر سر یک بوسه واقف با منش جنگ از چه شد

شش جهت آینه جلوه^۴ اوست

خود نمائی بخدا می زبید

این چه ظلم است ندانم که باین تشنه لبی
 تیغ دریا دل خوبان دم آبم ندهد
 روز ازل که گشت غمت آشنای دل
 دل مبتلای غم شده ، غم مبتلای دل
 یارب چه چشمه ایست محبت که من ازان
 یگ قطره آب خوردم و دریا گریستم
 ای قدیمان قفس تازه بدام آمده ام
 ناله در خانه صیاد کنم یا نکنم
 هر گل که بعد مرگ بروید ز خاک من
 باشد نمونه ای ز دل چاک چاک من
 صبح چون بی پرده شد بر خویشتن لرزد چراغ
 دیدنی دارد ز رویت اضطراب چشم من

رفتم ز خویش مژده وصلت شنیده دوش
 چون آمدم بخویش شنیدم نیامدی
 صبا یا زلف یار من چه کردی
 مکدرگر نه کردی با تو گویم
 زدی برهم قرار من چه کردی
 که باسشت غبار من چه کردی
 ترجیح بند :

ای زلف تو عنبرین کمندی
 ای سرو قد از کدام باغی
 شیرینی و تلخیت چه گویم
 ناخن ز دلم مزن به شوخی
 تو شمع کدام دود مانی
 کردم بسیار امتحانت
 بشتب که می رود جوانی
 حال من نا توان خراب است
 در عهد تو هر دلی به بندی
 پست است بر تو هر بلندی
 آمیخته به گلاب قندی
 این ساز شکسته را صدا نیست
 داغ تو هزار دودمان سوخت
 دیدم که ترا سروفا نیست
 دریا ب که رفت زندگانی
 تعمیر کن که میتوانی

(نتائج ۷۵۷)

واقف بتالوی شیخ نورالعین نام دارد . خلف قاضی امانت الله
 ساکن بتاله که قصبه ایست از توابع دارالسلطنت لاهور . میان او و شاه
 عبدالحکیم حاکم اتحاد روحانی است . باراده میر بدکن با چاکم از طقه
 پنجاب روان شد و بست و نهم رجب سنه اربع و سبعین و مائه و الف ارد
 اورنگ آباد گردید . چاکم از راه دریا جانب جرمین شریفین قطره زد . و واقف

از ضعف جثه و هجوم امراض طاقست سفر دریا نداشت. در سورت کمر اقامت گشاد، چون حاکم از منر حرمین شریفین مراجعت کرد هر دو عزیز با هم از سورت برآمده. بانزدهم جمادی الاول سنه خمس و سبعین و مائه و الف باورنگ آباد رسیدند. بعد طی مراحل و قطع منازل حاکم دوم شوال سال حال به خانپور و هوشیار پور و واقف به بتاله رسید.

(عامره . ۴۰)

خلف قاضی امانت الله متوطن بتاله متعلق امرتسرا از اعمال لاهور است. اسلاف کرامش خلفا عن سلف منصب جلیل قضا آن بلده عز امتیاز داشتند و خودش بعد تکمیل علوم رسمیه بحکم طبع ارجمند و فکر بلند کمر خدمت نظم بر میان جان بست و در دیوان سخن بر کرسی تفوق نشست. ارادت به سلسله عالیه چشتیه کشید با این سودای کیمیا در سرش جا گرفته و عمری براه طلبش رفته و باشاه عبدالحکیم لاهوری مخاطب بحکیم بیگ خان و متخلص بحاکم بنای محبت محکم داشت و بقصد حرمین شریفین همراهش قدم به جاده مسافرت گذاشت. واقف باتفاقی راه مراجعت نوشت و درین ایاب و ذهاب گذر هر دو بشهر اورنگ آباد افتاد. در آن جا باحسان الہند سید غلام علی آزاد بلگرامی صحبت های دوستانه رو داد. تسمیه آزاد تذکره حاکم را بمردم دیده که خیلی لطیف و مناسب مقام است در همین یکجائی بوده و زمانیکه از اورنگ آباد بوطن راندند قطاع الطریق بر سراینان ریختند و بفارت سرمایه سفر خاک بی سامان بر فرق اینان بیختند. ناچار بیچارگان از نقل و حرکت در مانده درین کرتب غربت بوساطت کتابت از آزاد آزادانه نهاد در مساعده چاره جوئی نمودند. واقف که سیماب از اسباب مہوسی وعینکش از نهب محفوظ مانده بود در نامه خود این شعر نوشت :

چشم حیران و دل بیتاب با ما مانده است

عینکی و پاره سیماب با مانده است

حاکم در لاهور به سال اثنین و ثمانین و مائه الف ازین عالم احراف طواف بیت المعمور بست : سپس واقف بوقفه دوازده سال در سنه خمس و تسعین از مائه دوازدهم بموقف فنا قیام نمود. و وی معذرت حرمان خود از سعادت حضوری حرمین شریفین در کتابت اسمی یکی از دوستان خودش بدین عبارت اداسی نماید. "بملاحظه تلوث خود از سفر حجاز و زیارات اماکن معلی که محل تقدس و تنزه است، مقصر ماندم و این شعر اوستاد حسب حالی خود یافتم :

گر چه جان بیتو بلب نزدیک است

دور بودن با ادب نزدیک است

دیوان واقف که اینک پیش نظر است پنجمزار بیت کمایش دارد .

(روشن ۷۳۵)

واقف شیخ نورالعین خلف قاضی امانت الله ساکن بتاله من توابع لاهور، طبع بلندش تحسین خواه و فکر ارجمندش قابل بارک الله . . عمری خدمت سخن کرد و در تصحیح زبان کوشید . اگرچه کتب تحصیلی هم کسب نموده اما لذت شعری بر مذاقتش غالب آمد . میگفت ، شبی در رویا این مصراع بخاطر رسید ع :

جام طرب بدست تو لبریز داده اند

بعد بیداری این پیش مصراع بهم رسانیدم ع :

در خنده اختیار نداری برنگ گل

و نیز میگفت این مصراع بخاطر رسید ع :

ای چراغت به کف از رنگ حنا زود بیا

شش ماه فکر مصراع دیگر می کردم ، باین پیش مصراع بهم رسانیدم ع :

دل زدمتم به شبستان غمت گم گردید

دیوانش بضخامت است . این اشعار از آنجا فرا گرفته شده است :

نکشد یار از غرور مرا	کشتن خویش شد ضرور مرا
خواهم سعادت ز طواف قدم برم	ورنه چه حاصل است ازین مشقت پر مرا
در نظر چون سایه شمشاد می آید مرا	سر بیای یار سودن یاد می آید مرا
آه از خشکی طالع که درین فصل بهار	سیل تشریف نیاورد بویرانه ما
یارب زدود آه کدامین میاه روز	آن زلف در بهشت پریشان نشسته است

خامه را احوال ما تقریر کردن مشکل است

زانکه او را بر زبان ز خمست و ما را در دل است

ز هر کسی بجهان یادگار می ماند	بکوی یار ز ما هم غبار می ماند
غم چه امتاده ای تو بر در ما	اندر آ یار ما پراذر ما

ترا که گفت که مایل بسیر بستان باش

پنوش یکدوسه جامی و خود گلستان باش

همان بهتر که من از آستانش زود بر خیزم

چه لازم بعد روزی چند تا خوشنود بر خیزم

تو نویسی بکس مکتوب لیک از بدگمانی ها

چو بر خیزد کبوتر از سر بامت برد هوشم

نخواهم تند چون سیلاب گفتن سرگذشت خود
کنم پیش تو عرض ماچرا آهسته آهسته
ای آنکه سوز می طلبی از مزارها
از مرقد منور پروانه غافل

(انجمن ۵۰۹)

(۲۲۲) واله - علی قلی خان داغستانی ثم لاهوری

نسبش بعنایس عم آنحضرت صلعم میرسد. بهند آمد و بتدریج به منصب
هفت هزاری رسید. واله در اصفهان در ۱۱۲۴ متولد شد. خدیجه سلطان
دختر عم او باو نامزد شده بود. هر دو در مکتب باهم درس می خواندند.
خدیجه سلطان اراده هند کرد، در اثنای راه فوت شد. واله در هندوستان
همه وقت شور او در سر داشت و اشعار بسیار در فراق گفته. این بیت
ازان است:

از گلشن حسن تازه سروی نشسته بشاخ او تدروی

میرآزاد واله را در لاهور دیده و ترجمه حافله او در خزانه عامره نوشته
در ۱۱۷۰ هجری در شاهجهان آباد و دیعت حیات سپرد. مرض موت قریب
حالت احتضار در فکر شعر رفت.

رباعی

گر جان رودم ز تن نخواهم مردن و رخاک شود بدن نخواهم مردن
گویند علی قلی بمرد، این غلط است اوهام تو مرد، من نخواهم مردن
این چند بیت ازوست:

جانان بسر مزارم آمد	آخر مردن بکارم آمد
در دیده بجای سرمه بنشست	گردی که ز کوی یارم آمد
چون شمع قصه شوقم بانتهای نرسید	دنید صبح و مرا با تو گفتگو باقیست
عمر شب زندگی سر آمد	کوتاه نشد فسانه دل
رزم بیان حسن نفهمد کسی چومن	پروانه طینتم که زیاندان آتشم

بتقریب مرض عشقبازی واله داغستانی نسخه مفرح دلکشای این بیماری تالیف
نموده. (شمع ۴۹۲)

خلف محمد علی خان میبه سالار ایران، نواسه زاده شاه حسین صفوی، نیره
کاشمغال والی داغستان است. مرید و شاگرد شیخ محمد علی خزین. هم براه

شیخ میرود. در عهد محمد شاهی از ولایت بهندوستان آمد، پنج هزاری منصب یافت. از شعرای هنگامه سازاست. ازوست:

به هنگامیکه نمودی ز تو خورشیدم شدم
آخر ای شوخ به پیش تو نظر بند شدم

یارب چه کرده ایم که آن سنگدل بما
هرگز نه بود این همه نامهربان که هست
چلوه به گلستان مده قامت دلفریب را
دشمن سرو و گل مکن قمری و عندلیب را

در شرح خون گرم تو ای برق خانه سوز
سر تا بپا چو شعله آتش زبانه ام

(خوشگو ۲۹۳)

خان مذکور چون بعزم هندوستان از ایران بلاهور رسید، شاه آفرین بقید حیات بود. بعد از آن خان مذکور بدارالخلافة رسیده بوساطت روشن الدوله و بموجب نوشته ی برهان الملک ملازمت فردوس آرامگاه محمد شاه پادشاه کرد و بمنصب چهار هزاری سرافراز گردید. چهل و شش سال عمر یافت. این فقیر در تاریخ وفاتش گفته بودم:

پیوست برحمت واله

دوست خوش معاش و خوش پوش بود. اکثر مقروض می ماند. خیلی خوش صحبت و خوش کلام و خوش تقریر، در شعر کسی را منظور نمی داشت. دیوانی قریب شش هفت هزار بیت دارد. ازوست:

آب حیات و کیمیا، عمر دوباره و وفا این همه میرسد بهم، یار بهم نمیرسد

جاهلان را نیست آگاهی ز حال خویشتن

خفته دایم خویش را بیدار می بیند بخواب

کشود چون سر غم نامه ام بقاصد گفت

بر و بگو که بمیرد به غم، جواب اینست

گوتاه شد فسانه ی عمر دراز خضر

هر جا حدیث آن سر زلف دراز رفت

نه هر که بنده شود خدمتی کند بسزا

نه هر که خواجه شود بنده پروری داند

(مردم ۹۸)

داغستانی از اولاد سلاطین داغستان است. در سن یکم هزار و یکصد و بیست و چهار در اصفهان تولد یافته. همانجا به تحصیل علوم پرداخته. در ایامیکه نادر شاه بر سلطنت آنجا تسلط داشت، وارد هندوستان گردید. بچهار هزاری منصب و دو هزار سوار و خلعت و قیل و جاگیر یافت. بدختر عم خود تعشق داشت و باو نامزد گشته بود. دیوانش را که میر شمس الدین فقیر جمع کرده قریب چهار هزار بیت خواهد بود. ازوست :

گریه ها در آستین داریم و خند انیم ما
 محفل ایام را شمع فروز انیم ما
 فکر زلفی میزند جمعیت ما را بهم
 روزگاری شد کزین سودا پریشانیم ما

جانان بسر مزارم آمد آخر مردن بکارم آمد
 زان شکر لب ز قصه شیرین نمکین تر فسانه ای دارم
 بنام خویشتن عاشق از انیم کد زوزی بر زبان او گنسته است

(هندی ۲۳۰)

واله علی قلی داغستانی ، پشتش بعباس عم النبی صلی الله علیه وآله وسلم میرسد
 و لهذا میطر از د

درد ز زلف کسوت عباسیان پیر از دودمان ماست رخ دلستان ما

جداعلای او در آشوب چنگیزی وارد داغستان شد. غلی قلی خان در اصفهان سنه
 اربع و عشرین و مائه^۲ و الف بعرضه^۳ وجود خرامید. ملاقات او به فقیر در لاهور
 سنه سبع و اربعین و مائه^۴ و الف و قتیکه از بلاد سند بکشور هند عطف عنان نمودم ،
 اتفاق افتاد. و باهم تا شاهجهان آباد سفر کردیم. در سنه سبع و ستین و مائه
 و الف همراه صفدر جنگ از شاهجهان آباد بصوبه اوده رفت. (داستان خدیجه
 سلطانه که در تذکره های دیگر مذکور است در این تذکره با تفصیل زیادی
 مطرح و مندرج گردیده است. ولی نگارنده آن را حذف کرده ام. مؤلف)واله در
 هندوستان به صدر امارت بسر میرد تا آنکه در شاهجهان آباد سنه سبعین و مائه^۵
 و الف ودیعت حیات سپرد. شاه عبدالحکیم حاکم ماده تاریخ یافت. و فقیر
 آن را در سلک نظم کشید :

ظفر جنگ امیر گهر سنج معنی بحکم قضا از جهان کرد رحلت
 طلب کرد دل سال تاریخ فوتش خرد گفت "پیوست واله برحمت"

ازوست :

گر جان رودم زتن نخواهم مردن و ر خاک شود بدن نخواهم مردن
گویند علی قلی بمرد این غلط است او هام تو مرد من نخواهم مردن
او تذکرة الشعراء نوشته است . سسمی به ریاض الشعراء مشتملبر احوال موزونان صلف
و خلف . واله می گوید :

جانان پسر مزارم آمد آخر مردن بکارم آمد
آب حیات و کیمیا ، عمر دوباره و وفا این همه میرسد بهم یار بهم نمیرسد
(عاسره ۴۴۹)

لاله گلستان سخندانی علمی ، علی قلیخان واله داغستانی در عهد محمد شاه
بادشاه بهند آمده بمرتبہ امارت رسیده . در تذکره خود بروضه السین آورده که
اینکس به کل شفقت سلطان خدیجه دختر عم خود پرورش یافته . باز واله وصالش
گردید . چنانچه در تذکره دیوانش دلیل این معنی است . منہ :

من پیادش گشته ام خاموش در هندوستان
با رقیبان می کند او در صفاهان اختلاط
شد غنچه غلام لب می نوش خدیجه
شمشاد بوده غاشیه بر دوش خدیجه
فریاد کسان بود ز بیگانه و من
از دختر عم خویش دارم فریاد
(حسینی ۳۶۲)

علی قلی خان در عنفوان جوانی از اصفهان بهند آمده و همانجا فوت شد .
شعر بسیاری گفته . صاحب دیوان و تذکره موسوم به ریاض الشعراء است .
(شعرا ۱۴۲)

(۲۲۵) وامق - محمد اخلاص سیالکوتی

نو مسلم ، در صغر منی صحبت حقایق آگاه شیخ محمد درویش دریافته
کسب کمال میکرد و توفیق اسلام یانت . مدتی از معارف پناه اسلام خود را
پوشیده میداشت . پدرش که قانون گوی کلانور بود خبر یافته قصد هلاکش
کرد . از آن جا گریخته بخدمت فضایل دستگاه مولوی عبدالله خان مولوی
عبدالحکیم سیالکوتی رفت . برفاقت ایشان در سنه بیست و دوئم جلوس والای جهانبگری
بم حضور پرنور آمده احراز ملازمت نموده گاهی گاهی تبتمربی مصرع موزون

میکنند . این چند بیت از زادهای طبع اوست :

محتسب میکشی از دست تو مشکل شده است

شیشه می به بغل آبله دل شده است

مبرمی ظالم بفریادم اگر وقتست وقت

میزند ورنه شیخون بر سر من ماهتاب

(کلمات ۱۲۳)

اخلاص کیش عرف اخلاص خان وامق در یادی العمر هندو بود از قوم کهنتری ،
موطن قصبه کلانور پنجاب که تخت گاه اکبر پادشاه است . وی صحبت محمد
مسلم که از اکابر آنجا بود در یافته بر مسلمانی اعتقاد آورد . در خدمت مولوی
سیالکوتی در حضور پادشاه عالمگیر اسلام آورد . در سال هزار و چهل و سه
وفات کرد .

اصلش از قوم کهنتری بوده است . در زمان عالمگیر پادشاه شرف اسلام را دریافته
بتحصیل فضایل کوشیده و در عربیت و شعر و انشا دستی داشته . در اوایل جلوس
محمد شاهی در گذشت . محمد افضل سر خوش در تذکره خود این دو بیت را بنام
او نوشته است (اشعار در بالا گذشت) .

«شاعر طاق محمد اخلاص عذرائی معمور» سخن سنج نموده ، وامق تخلص می نمود .

(حسینی ۳۶۱)

شاعری بدل مذهباً هندو بود و کسیکه قلب تیره او را از انوار محمدی منور و
تابان کرد مولانا عبدالله چپلی فرزند ارجمند ملا عبدالحکیم سیالکوتی بود . وامق
شاعر قادر الکلام و همعصر دلاور خان نصرت بود . شاه عالمگیر او را از خطاب
ملک الشعراء سرفراز فرموده بود . کلیاتش عبارتست از غزلیات و رباعیات و
قطعات . وامق صاحب دیوان بود . با وجود سعی بسیار کلام او مفقود است .
نمونه شیرین از قند پارسی او تقدیم می نمائیم :

محتسب می کشی از دست تو مشکل شده است

شیشه می به بغل آبله دل شده است

(مجله هلال . جلد ۹ . شماره ۴ . سال ۱۹۷۲)

(۴۴۶) وامن (۱) - محمد اخلاق کلانور

اسم نامی آن وامن پیشه دلداده عذاری بیعالی محمد اخلاق است ، از قوم
کهنتری ، مولد شریفش کلانور است . بصحبت سراسر منفعت مولوی عبدالله سیالکوتی

فایز شده شرف مسلمانی دریافت . و موسوم به محمد اِخْلاص شد . بملازمت سلطان هند عالمگیر پادشاه مشرف گردیده رفته رفته بمرتبه امارت و امرائی رسید . در نثر نویسی پایه عالی داشت و صاحب طرز جدید بود . فکر عاشقانه دارد . آخر در سنه یک هزار و یکصد و چهل و سه جانب ملک عدم شتافت . از آن وامن خوشگواست :

گلستان جمال یار دیدن آرزو دارم	گل وصلی ازان گزار چیدن آرزو دارم
نسیم زلف مشکینش رسد گرد دماغ من	چو گل پیراهن خود را دریدن آرزو دارم
بصحرای محبت تا شوم دیوانه شوقش	به بزم آن پری بیکر رسیدن آرزو دارم
شوم گرمین دوچار سهر روی یار خود وامن	برنگ ذره در وصلش ظمیدن آرزو دارم

(معراج ۱۹۳)

(۴۴۷) وجدان - میر معصوم عالی نسب خان لاهوری

مخاطب به عالی نسب خان خلف الصدق میر محمد زمان راسخ است . اکثر به طرف پنجاب می ماند . چندی مشق شعر بخدمت میرزا بیدل گذرانیده فکرس بسیار برنگینی و مضبوطی آشنا است . از دیوان اوست :

آن لطافت که توداری نتواند آورد
گل اگر رنگ شود ، رنگ اگر برود
چشم داریم که بر پله ما هم آئی
هر کجا تیر تو ای شوخ ترازو گردد
(خوشگو ۲۷۰)

از اولاد میر حضرت میر کلال است قدس سره . از سادات مهربند است . در عهد فرخ سیر برفاقت میر جمله مرحوم بلاهور رسیده و یکدو دفتر مثنوی معنوی نزد شاه آفرین گذرانیده قدری اصلاح شعر همی میگرفت . چنانچه خود او نزد این فقیر اظهار این معنی نموده که من هم "شاگرد استاد شمائیم" . ظاهراً باز بجهان آباد عود نمود . چون در عهد محمد شاه پادشاه چندان کارش نه رفت و به تنگ دستی عاید گردید بلاهور مراجعت کرد و مدت ها در لاهور فقیر و میان نورالعین واقف و خان مذکور و میرزین العابدین عاطر یک طرح غزلها میکردیم . بسیار صاحب قدرت و صاحب تلاش بود . سخنش خیلی شوخ و رنگین و مضامین تازه داشت و زمین های سنگلاخ طرح میکرد . دیوانی ضخیم قریب به بیست هزار بیت و قصاید و مثنوی علاحده دارد . و اکثر به غریب خانه تشریف می آورد . آخر الامر به آزامر فالج یا لقوه در ماه جمادی الثانی من ۱۱۶۰ هزار و صد شصت در لاهور رحلت کرد . شصت و چند سال عمر یافت . از وصیت :

دلی بیار و به میخانه عاشقانه در آ
 بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ
 به سیر باغ اکثر می رود آن طفل می ترسم
 بگل از بسکه همرنگ است در گلزار گم گردد

(سردم ۱۰۶)

سر حلقه عالی طبغان ، میر معصوم علی وجدان ، مخاطب به عالی نسب
 خان که خلف رشید سید محمد زمان راسخ سمرندیسست در اقسام سخن به ایجاد
 مضامین تازه و تلاش نیکو می پرداخت و در سراتب نظم به خوش بیانی و ایراد
 الفاظ رنگین سر شهرت می افراخت . دیوانی ضخیم قریب بیست هزار بیت جمع
 نموده و مثنوی و قصاید علاوه بر آن بوده . در لاهور سکونت برگزید . سالها
 در رفاقت نواب سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور و ملتان بسر برد . بعد
 سیف الدوله ذکریا خان پسرش هم آن وظیفه جاری داشته . در عمر هفتاد
 سالگی سنه ۱۱۴۰ متین و مائه و الف ترک لباس هستی گرفت . از کلام
 لطیف اوست :

دلی بیار و به میخانه عاشقانه در آ

بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ

بس از مردن مرا آن سرو قد بر مزار آمد

قیامت آمد اما بعد چنین انتظار آمد

(نتایج ۷۲۹)

عالی نسب خان ولد محمد زمان خان راسخ ، اسمش میر معصوم و تخلص
 وجدان است . مدت ها در دهلی برفاقت عبدالصمد خان صوبه دار لاهور و ملتان می
 بود . بعد فوتش بخدمت پسرش نواب ذکریا خان بسر می برد . با شاه آفرین
 لاهوری همطرح بود . در سن هزار و صد و شصت فوت شد . شاعر خوش تلاش
 است . اوراست :

در سعی فنا برق شتاب است دل ما یک سوخته خانه خراب است دل ما

دلی بیار و به میخانه عاشقانه در آ بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ

(هندی ۲۳۳)

میر مفاخر حسین ثاقب عم و استاد میر است . و ارادتخان و میر غازی
 شهید متوطن بهیره از اعمال لاهور . هر دو شاگرد میر اند . میر در اوایل نوکری
 محمد اعظم شاه خلد مکان بود و بمنصب هفتصدی مرفرازی داشت . شاه
 هیدالحکیم لاهوری از زبان آقا رضائی مشهور تخلص لاهوری با فقیر نقل کرد

که میر محمد زمان این شعر گفت :

دلبری یافتم و گوشه خلوت
ریختم شمع باندازه کاشانه خویش

وجدان صاحب ذهن عالی و خازن گنج لالی است . در شاعری کار از پدر پیشتر برده و دیوانی ضخیم قریب بیست هزار بیت فراهم آورد و قصاید و مثنوی علاحد، دارد . و توطن لاهور اختیار کرد . مدتی رفیق نواب سیف الدوله عبدالصمد خان ناظم لاهور و ملتان بود . نواب مرحمتی خاص مبدول میداشت . شصت و چند سال عمر یافت و در لاهور ماه جمادی الاخر سنه ستین و مائه و الف جان آفرین تسلیم نمود .

(عامره ۴۴۳)

مخاطب یعالی نسب خان ، خلفالصدق میر محمد زمان راسخ سرهندی . واجد مبانی رنگین و خازن گنج معانی شیرین امت . دیوان ضخیم قریب بیست هزار بیت فراهم آورده . توطن لاهور اختیار کرد . شصت و چند سال عمر یافت و در ۱۱۴۰ هجری جان بجهان آفرین تسلیم نمود . این نظم شعله فکر اوست :

نه من شهرت تمنا دارم و نی نام میخوام
فلک گر واکذارد یک نفس آرام می خواهم
فروغ طبع بخشیدی ، الهی اوج همت ده
به سیر عالم مهتاب پشت بام می خواهم
(انجمن ۴۹۱)

(۴۴۸) وجیه - مولوی وجیه الدین گجراتی

درده چک ساده از مضافات گجرات زندگی میکرد . وجیه تخلص داشت . احوالش معلوم نیست ، اما شعر زیر ازوست :

قد و زلفش و دهنش چه گویم وجیه
الف لام میم است لاریب فیه

(۴۴۹) وجیه - شیخ وجیه الدین پنجابی

شیخ وجیه الدین پنجابی ، بایاری اصلاح نور العین واقف گلزار کلامش را حضرت و شادابی :

آمد بهار ای دل دیوانه صبر کن زنجیر از برای تو فرموده ایم .
(گلشن ۵۸۷)

(۴۵۰) وحدت - شیخ عبداللّه معروف به شاه گل سرهندی

حضرت شاه عبد الاحد ، وحدت تخلص ، مشهور به میان گل نبیره و خلیفه بر حق شیخ الشیوخ شیخ احمد سرهندی مشهور به مجدد الف ثانی نقشبند . درویشی بود بزرگ همت ، عالی نژاد ، اگرچه از اشغال باطن فرصت نمی یافت که به فکر سخن پردازد اما درین کار نیز استاد بود . بسیار معانی تازه و رنگین ازو گل می کرد . به سال هزار و صد و بیست و شش وصال کرد . رحمه الله علیه . دیوان مختصری از آنجناب یادگار است . چند شعر تیمناً و تبرکاً بقید قلم می آید :

جلوه گاه شمع رویش دوش این کاشانه بود
پرده های دیده ناقوس و نگه پرواز بود
گوهر مقصود را از سنگ طفلان یافتم
عقل آنجا سنگ سار از مشرب دیوانه بود

(خوشگو ۶۹)

ابن شیخ محمد سعید ابن مجدد الف ثانی شیخ احمد سرهندی جامع طریقت و شریعت و حاوی معرفت و حقیقت بوده . و جاده فقر و توکل و طریقه ذکر می پیموده و در سنه سته و عشرين و مائه^۲ و الف ازین عالم رحلت فرمود :

در آبه وحدت و بازیچه^۳ دوئی بگذار درون کعبه دم از کعبتین بی ادیست

رباعی

تا چشم تو بافته گری ساخته است	قد تو بشوخی علم افراشته است
با گرمی ^۴ بازار تو ای آفت جان	خورشید قیامت علم انداخته است
آن تیغ که زندگی ازو درخلل است	آتش فکن خرمن طول ابل است
هم تشنه خون خلق وهم موج بلاست	هم دست قضا وهم زبان اجل است

(روشن ۷۰۲)

وحدت ، شیخ عبد الاحد ، معروف بشاه گل ، فرزند شیخ محمد سعید ، خلف شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی قدس سرهست . در ذاتش علم ظاهری با علم باطنی اتحادی پیدا کرده و بشعر و شاعری از امثال و اتراب سر بر آورده ، شیخ سعد الله گلشن از مریدان اوست و کلامش در کام و زبان ارباب ذوق شیرین و حلوا :

هر که چون فواره بر یاد قد جانان ستاد
پای تا سرگریه گشت و آبرو بر باد داد
تشنه فقر تر ز فنا یافته ام
ده قدم پیش بود ز کفن تا کفنی

(نگارستان - ۱۰۴)

(۴۵۱) وحشت - بهوپت رائی لاهوری

وحشت تخلص، بهوپت رائی، متوطن لاهور، اندر کاندی مجله، متصل سعید خانبان در اول همراه نواب احمد یار خان یکتا در تته رسیده و دیوان کل بوده. مرتبه دوئم با نواب معین الدوله دلیر دل خان جماعتدار سرسایر مران سپاه شد. اگرچه هندو بوده اما بتصوف آشنا و غریب اعتقاد بیجناب حضرات میورزید. در ایام محرم تعزیت به از مسلمانان میگرفت. در جوانمردی و شجاعت بیبدل و در تدبیر و متانت یگانه. شعر چند می گفت. منه:

عشق آمده تاخت بر سر من یا دست قضا چه زور پنجه

(مقالات - ۸۲۷)

(۴۵۲) وفائی لاهوری

وفائی سپاهانی پرتوی از ذوق دارد. چندی آبله پای دشت تجرد شد. امروز طلیسان تعلق بر دوش است. ازوست:

ای برق شبی بمن اول بزن که من تخمی نیم که خوشه بیخمن در آورم
خریدار یوسف خریدار نیست خریدار آن شو که درکار نیست

(آئین ج ۱: ۲۰۳)

وفائی اصفهانی از وطن به کشمیر رسیده چندی قیام نمود. پس در لاهور آمده ملازم خدمت زین خان کولکاش بود.

عیش خوش و ایام جوانی همه گوئی
چون بوی گل بود که همراه صبا رفت
باحتیاط نظر کن که بر سر کویت
بهرطرف که روی دیده و دل افتادست

(صبح - ۵۹۶)

سرمد احمد خان در خاشیه کتاب آئین اکبری نوشته است:
وفائی اصفهانی بپهند رسیده. چندی در کشمیر بسر برد و بعد از آن بلاهور

رسید و با زین خان کو که پیوست .

(۲۵۳) وقار - ناظم علی انبالوی

در سال ۱۹۰۴ میلادی در انباله متولد شد و ده سال اول زندگی خود را در شهر پيشاور در پیش پدر بزرگ خود گذراند . پدر بزرگش هم باشعار فارسی خیلی علاقمند بوده و ناظم علی تحت تاثیر ذوق شعری او قرار گرفت . معمولاً او بزبان اردو شعر می سراید و گاهی بفارسی هم بشعر و سخن می پردازد . قصیده ای که در مدح استنادار جدید پاکستان غربی آقای محمد موسی خان سروده است در زیر نقل می گردد . آقای محمد موسی خان اخیراً باین سمت خود منصوب و قبلاً فرمانده کل نیرو های زمینی بوده است .

خوش کرشمه ها به بین از گردش سیارگان

خاک نا چاری نموده چاره بی چارگان

هم عصای موسی را نسبتی با نام او

هم به ضرب حیدری او ناصر خود دارگان

هم به رزم جذب و مستی تا شهادت می رسد

هم به بزم عقل و دانش هادی هشیارگان

همتش را گردش ایام چون بازیچه ای

حکمتش را پایه ای در دیده بیدارگان

صدر ایوب از هزاره وین هزاره از قبیل

آفتابی ، ماهتابی ، بر سر ما خوارگان

گر خوشامد می کنم ، دم باز عصیان می ززم

ورنسی گویم خوش آمد چیست جایم یارگان

کج نظر گوید وقار کج زبان شاعر نمی

حرف نا گفته بلب آید همی هموارگان

(۲۵۴) وقار - نواب صمصام الدوله ثانی میر عبدالحی

خان بهادر لاهوری

خلف المصدق نواب صمصام الدوله شاهنواز خان مرحوم خوانی اورنگ آبادی

است . متاقب این اسیر بی نظیر زیاده از آن است که زبان قلم تقریر توان کرد . ولادت او بیست و نهم رمضان سنه احدی عشر و مائه و الف در دار السلطنت لاهور واقع شد . چون اقربای او اکثر در اورنگ آباد بودند به این علاقه در عنفوان

شباب از لاهور به اورنگ آباد آمد. نواب صمصام الدوله ثانی باقتضای تخلص خود در منات و وقار مستثنای اقران است و کتب فارسی از علمای وقت استفاده نموده و استعداد شایسته بهم رساند. از عنفوان شعور مزاولت شعر نموده و مهارت خوبی بهم رساند و وقار تخلص گرفت. در وقت تحریر این اوراق همین ابیات بدست آمد:

اگرچه گل به چمن آب و رنگ و بو دارد
و لیکن این همه خوبی کجا که او دارد
ز خاک سرمه سازد چشم خود بینی که من دارم
حنا بندد بخون من نگارینی که من دارم
(بینظیر ۱۴۰)

(۲۵۵) وقوعی - میر محمد شریف لاهوری

مایل وقوع گوی بود لهذا وقوعی تخلص می نمود. و در شعر و تاریخ دانی و خوشنویسی ید طولی داشت. در عهد اکبری از ولایت سری به بند کشید. اول با شهاب الدین احمد خان صحبت او موافق افتاد. بعد انتقال خان مذکور رفاقت خانخانان برگزید و در لاهور از بن عالم رحلت کرد. خان خانان او را برین رباعی سه هزار محمودی صلہ بخشید:

ای بزم ترا دردی ساغر خورشید وی عیش شبت کشیده در بر خورشید
گر فضله خاک آسمانت نشدی چون ظلمت شب شدی مکدر خورشید
(عامره ۲۴۳)

(۲۵۶) ولی لاهوری

از قوم هند بود و به منشی گری سرکار شاهزاده داراشکوه قیام داشت. و از اثر صحبت و تربیت ملا شاه بدخشی باصطلاحات صوفیه آشنا شده و تخلص خود ولی قرار داد. حرف از تصوف بسیار می زند. ازوست:

رباعی
در خود بنگر که جان و جانانه توئی در مجلس خود چراغ و پروانه توئی
تا چند بگرد، خانه گشتن شب و روز در خانه در آکه صاحب خانه توئی
(رعنا ۱۷۹)

(۲۵۷) هاتف - رائی رام جی ابدالوی

از معاملات ملکی و مالی واقف، رائی رام جی متخلص به هاتف، متوطن قصبه

انباله، قوم کهنتری، از علم اخلاق و آداب ملوک آشنا است و اکثر رسائل حقایق و معارف دیده و فوائد بسیار از علم شعر و انشا و تواریخ و میاق حاصل نموده ، در اوائل عهد محمد فرخ میر به نیابت دیوان من امتیاز داشت و الحال بمیرسامانی امیرالامرا صمصام الدوله خان دوران بهادر عرف خواجه عاصم مامور است . هر چه بهم می رساند بکشاده پیشانی و خوشدلی در ادای حق الله و حق الناس صرف می نماید و ذخیره سعادت دینی و دنیاوی می اندوزد .

اگر چه جامع این اوراق و آن مرد بزرگ تعلم یافته یک دبستان اند ، و خوشه چین یک خرمن لیکن از رؤی کمالات کسبی و علمی خود را پیش آن معنی شناس بیش از سها پیش مهتاب و زیاده از ذره پیش آفتاب نه داد . گاه گاهی بحسب اتفاق و صفای ذهن بحال شعر نیز می پردازد، و قصه بر تهنیت تولد خلف نواب مذکور گفته و تاریخ ازین مصرع بر آورده :-

خلف الصدق دودمان وفا

(همیشه)

هاتف از قوم کهنتری ، ساکن انباله بود . در سنه ۱۱۳۴ بقید حیات بود .

(۱۸۵۸) هندی - رائی بهادر کنهیا لال لاهوری

از قوم کاسته بود . و بین شاگردان مفتی غلام سرور لاهوری قرار داشت . در پنجاب بمنصب مهندس فایز بود . کتب متعددی نگاشته است که ظفرنامه رنجیت سنگه - مثنوی فارسی نگارین نامه - تاریخ پنجاب - تاریخ لاهور - مخزن توحید و یک دیوان فارسی اهمیت خاصی را دارا می باشند . اشعارش زیاد شهرت ندارد . در تاریخ ۲۳ فوریه ۱۸۸۸ عرصه وجود را ترک گفت .

اگر تو سرود نکو کاری و نکو اندیش ز شاهراه هدایت قدم مکن پس و پیش
چرا به عیب دیگر کس نظر کند نادان بچشم غور نه بیند چرا بحالت خویش
بفکر عاقبت کار باش ای هندی اگر تو صاحب عشقی و مرد دور اندیش
زحد خلق و ادب پا برون مکش هندی مکن بوحدت حق گفتگو دلیرانه
فهرست کتاب هائی که وی نگاشته است ، در زیر درج میگردد :

(۱) گلزار هندی (۲) بندگی نامه

(۳) یادگار هندی (۴) اخلاق هندی

(۵) تاریخ لاهور (۶) تاریخ پنجاب

(۷) رنجیت سنگه نامه (۸) نگارین نامه

تاریخ نگارش نگارین نامه این است :

برای انکشاف حال تاریخ چون از هاتف بچشم سال تاریخ
ندا از چرخ چارم زد مسیحا بگو "پر درد نظم هیر و رانجها"
او در قصبه جلسر که در بخش آگره - اکبر آباد - واقع است در حدود ۱۸۰۹ میلادی بدنیا آمد. زمان کودکی و جوانی خود را در پنجاب طی نمود. و تحصیلات خود را در رشته مهندسی از همان شهر فرا گرفت. سالهای دراز در لاهور زندگی کرد. مثنوی نگارین نامه را هم نوشته بود که اشعار زیر از همان نقل میگردد :

نوشتم	اولا	گلزار	هندی	چه	گلشن	گلشن	بی	خار	هندی
نوشتم	بندگی	نامه	دگر	بار	که	خواهد	بندگی	از	بنده
سیوم	مرقوم	شد	رنگین	کتابی	ز	هندی	یادگار	لاجوایی	
چهارم	بار	شد	اخلاق	هندی	رقم	بر	صفحه	اوراق	هندی
گشادم	بعد	ازان	دست	مناجات	پیش	فیض	بخش	اهل	حاجات
عجب	نظمی	مناجات	عجیبی		ازو	دارم	بهر	شایق	نصیبی
رقم	کردم	یکی	دیوان	توحید	برای	طالبان	ترک	و	تجربید
نوشتم	بعد	ازان	رنجیت	نامه	بنوک	خامه	عنبر	شنامه	
نوشتم	بعد	ازان	تاریخ	پنجاب	گشادم	بر	دل	از	فیض
کنون	بر	صورت	یوسف	زلیخا	نمودم	تازه	عشق	هیر	و رانجیا

(۴۵۹) هنر - حاجی بیگ لاهوری

حاجی بیگ ، هنر تخلص ، والدش تاجی تخلص ، از رفقای قدیم خواجه عبدالجبار والد خواجه عبدالقهار مرحوم که از اولاد حضرت مخدوم اعظم اند ، بود . و خود هنر در لاهور برفاقت زکریا قلی خان بخشی نواب دلیر جنگ بلکه صاحب مدارخانه او بود . در هر فن صاحب سلیقه بنظر آمد . بخصوص در علم تیر اندازی و انشاء و تصویر دسترس تام داشت . شاگرد شاه آفرین بود . با فقیر مدتی آشنائی و اخلاص داشت و اکثر بخانه فقیر می آمد . دیوانی در چند روز ترتیب داد . باین جلدی شعر گفتن و دیوان درست کردن همین کار او بود . یک بیت از دیوانش که شاه آفرین نیز پسند فرموده بودند ، انتخاب شد و نوشته آمد :

از طرز خرام تو سراپا روش اعجاز
هر گرد که برخاست ز جا کبک دری بود

(مردم ۱۹۰)

حاجی بیگ ابن تاجی اله آبادی از اقربای نواب دلیر جنگ و از تلامذه آفرین لاهوری بود. و در فن انشا بردازی و هنر تیر اندازی ید بیضا می نمود:

در هر روش از طرز خرام توز اعجاز
هر گرد که برخاست زجا کبک دری بود

(صبح ۷۰۹)

(۲۶۰) همایون - فصیر الدین محمد پادشاه

توجه عالی به شعر و شعرا نیز داشتند و از آنجا که طبع موزون از خصایص فطرت سلیم است در خلال اوقات و ارادت قدسی را چه از حقیقت و چه از مجاز در سلک نظم می کشیدند و دیوان شعر آنحضرت در کتابخانه عالی موجود است. (اکبر نامه ج ۱ صفه ۳۶۸)

پسر بابر پادشاه بود. بسن چهار سال و چهار ماه و چهار روز رسم آغاز درس او انجام گردید. و خواجه کلان و شیخ زین الدین بمنصب معلم همایون نایل گردیدند. بعد از پایان تحصیلات در امور دولتی اشتغال پیدا کرد ولی در عین حال ذوق شعری و علم ریاضی و هندسه را هم دنبال می کرد. اگرچه زبان مادری او ترکی بود اما بفارسی هم شعر می سروده. ازوست:

در آئیند گرچه خود نمائی باشد پیوسته ز خویش تن جدائی باشد
خود را بنمای غیر دیدن عجب است این بوالعجبی کار خدائی باشد

بعد از اینکه همایون از شیر خان شکست خورد در سال ۹۵۰ رهسپار ایران گردید و به شاه طمھاسپ صفوی چنین نوشت:

خسروا عمریست تا عنقای عالی همتم

قله قاف قناعت را نشیمن کرده است

روزگار سفله گندم نمای جو فروش

طوطی طبع مرا قانع بارزن کرده است

دشمنم شیریست اما پشت بر من کرده بود

این زمان از ضعف طالع روی بر من کرده است

التماس از شاه آن دارم که با من آن کند

آنچه با سلمان علی در دشت ارزن کرده است

وی این رباعی را هم فرستاد:

ای شاه جهان که نه فلک پایه تست در دست ولایت همه سرپایه تست

شاهان جهان جمله همای طلبند بتگر هما چگونه در سایه تست

دیوانش ترتیب یافته اما از مدتی نا پیدا بود ولی بالاخره جناب آقای سید حسن
عسکری استاد تاریخ دانشکده پتله این دیوان را از دهکده کهجوا از سارن بهار
پیدا کردند ولی هنوز هم چاپ نگردیده است :

رباعیات

ای دل مکن اضطراب پیش رقیب	حال دل خود مگوی با هیچ طبیب
کار یکه ترا بآن جفا کار افتاد	بس قصه مشکل است و بس امر عجیب
ای دل ز حضور یار فیروزی کن	در خدمت او بصدق دلسوزی کن
هر شب بخمال دوست خرم بنشین	هر روز بوصل یار نروزی کن
ای اادی لا مکان مکانت	دور ازل و اید زمانت
ای هستی بی نشان مطلق	شد هستی بی نشان نشانت
ای آنکه دزدخول بر خود بستی	با توبه و زهد عاقبت بنستی
هرگز نکند فایده این طور ترا	از خود چو گذشتی بخدا پیوستی
حجاب است از نور در پیش ما	از آن گشته بیگانه این خویش ما
ترا شاهی و حسن و صد سلطنت	بلائیست بر جان درویش ما
ملاحت نمودی ز جان سوختی	نمک ریختی تازه بر ریش ما
وفا سی کنی و جفا سی کشیم	نباشد جز این شیوه در کیش ما
همایون بروی تو چون بنگرد	حجابست از نور در پیش ما

(۲۶۱) یتیم - میرزا نصر الله بیگ لاهوری

در لاهور می گذرانید . شاگرد میان آفرین است . جنون سرشاری دارد .
که گاهی می گوید . ازوست :
بود یک برگ گل ز گلشن عشق کوعکن تیشه‌ی که زد بر خویش
(خوشگو ۲۶۸)

بعد از آن بفقیر ملاقات نمود و پیوسته همراه فقیر می بود و مشق سخن
میکرد . جوان صاحب تلاش و بسیار خوش و شجاع بود . آخرها جنونی
بهم رسانید و رفته رفته جنونش بجائی رساند که در کوچه ها سر و پا برهنه می
گشت . بعد چندی وفات یافت . شعر خوب میگفت . اگر زنده می ماند بی پایه
استادی می رسید . عمرش وفا نکرد . ازوست :

آزاد پس از مرگ دلم کی ز غم اوست
خشت لخدمتخته مشق ستم اوست

بی برگیم چو آئینه بر خلق روشن است
قانع بنان خشک رود میهمان ما

(۱۹۱م رد)

ابن میرزا منعم بیگ لاهوری بود. پدرش بملازمت نواب زبردست خان ناظم لاهور اوقات بسر می نمود. و این در تیمش بموزونی طبعی و تلمذ شاه آفرین لاهوری میل به تغزل داشت و در عنفوان شباب و ابتدای مشق سخن بوم شوم جنون در آشیانه^۱ دماغش بیضه گذاشت. در کوچ و بازار برهنه تن میگشت تا آنکه بهمین حالت ازین عالم گذشت:

بشوق لعل لبش با شراب میسازم
و گر نه من بیکی جام بنگ شهبازم

(صبح ۶۱۲)

(۲۷۲) یکتا - احمد یار خان خوشابی

خلف الله یار خان تهانه دار غزنین، نبیره خنجر خان مرحوم شاعر کمپنه. اواخر عمر در عهد محمد شاهی به تهانه داری غزنین بجای پدر سرفرازی یافته و به سال هزار و صد و چهل پنج همانجا در گذشت.

(خوشکو ۱۹۰)

شاعر نیکو ادا، احمد یار خان یکتا، حکومت غزنین و بهکر داشته. فقیر این دو بیت از کلاش نگاشته:

سرمه آلود نگاهی که ببادم آمد
که سرشک شفقی از مزه ام طوسی ریخت

سر و سامان چه می پرسی زین، عمریست چون کاکل

میه بختم، پریشان روزگارم، خانه بر دوشم

(حسینی ۳۷۳)

نظم پیرای بی همتا، احمد یار خان یکتا، که از قوم برلاس است، اجدادش در قصبه خوشاب از متعلقات لاهور سکونت گرفتند. والد ماجدش الله یار خان بنظامت لاهور و تهته و ملتان سر باوج افتخار کشیده در علوم و فنون رایت یکتائی میافراشت. و در اصناف سخن قدرت بایسته داشت. شاعر بی نظیر بود. و منشی خوش تحریر. آخر الاسر در ۱۱۴۷ هجری، سبع و اربعین و مائه و الف مرحله پیمای سفر آخرت گردید.

(نتایج ۷۹۰)

والد الله یارخان داروغه هرنین ، اصلش از طایفه بر لاسی ترکستان است .
یکی از اجدادش از آجا در عهد بادشاه بابر بهند آمده خودش نیز از عصر عالمگیر
بادشاه تا زمان محمد شاه بادشاه فی الجمله از دولت و امارت منصبی داشته و بسیار
صاحب کمال و هنر وده . در اقسام شعر خصوصاً مثنوی ماهر بود . محمد اشرف
یکتا با او سوال کرد که این تخلص را با من بگذارند . او جواب داد یکتا
بودم ، دو تا شدم . او برین حرف راضی نشد . تا باهم قرار یافت که هر دو
صاحبان غزل طرح نمایند ، هر که پیش برد ، تخلص از او باشد . خان مسطور روزی
صحت طرح داده اعزه سخن فهم را دعوت کرد و یکتای مدعی را دران بهنفل
طلبیده این غزل طرحی خواند :

(مطلع و مقطع درج میگردد : مولف)

تا خطش طرح جهانگیری کالسی ریخت
لشکر زنگ چو رومی بسر رون ریخت
شمع از اشک رخس بوقلمون سوخت بزم
جای اشکش همه خاکستر طاوسی ریخت

محمد اشرف مسطور حیران مانده لب سخن و انتوانست کرد . خان معز الیه محضری
بر این ماجرا نوشته بمهر سخنوران بسجل گردانید . شاه آفرین لاهوری بجای مهر
این بیت ثبت کرد :

گواهم آفرین بر این سخن ما که احمد یارخان یکتاست یکتا
مؤلف ریاض الشعراء می نویسد که هنگام ورود فقیر در لاهور خبر فوت او از
عظیم آباد رسید . و مولف بد بیضا قلمی کرده که هرگاه که بنده از سفر سنده
برگشته دارد بملتان بودم ، شنیدم که احمد یار خان یکتا بیست و سیوم
جمادی الاولی سن هزار و یک صد و چهل و هفت برحمت الهی پیوست . و در
خوشاب من مضافات لاهور مدفون شده . این قطعه تاریخ فوتش بحسب خواهش
بعضی دوستان بتعمیه یکعدد گفتم :

خان والا رتبه احمد یارخان ذات او آئینه خلق عظیم
در فنون فضل یکتای زمان زاد های طبع او در یتیم
چونکه یکتارفت شد تاریخ او جای احمد یار خان بزم نعیم
راقم می گوید که شاید در عظیم آباد وفات یافته باشد و نمیش او از آنجا نل
بغوشاب کرده به خاک سپرده باشند . او راست:

چه برسی از سر و سامان من عمریست چون کاکل
سیاه پختم ، پریشان روزگارم ، خانه بردوشم

در فوت عالمگیر پادشاه گفته بود . این است :

امیران کهن ببقدر و قیمت چون مال مرده پامال غنیمت
همه در خاک ببقدری فسرده چو شمشیر اصیل زنگ خورده

(هندی ۲۶۱)

خلف الله یار خان از قوم برلاس ، اجدادش در عهد سلاطین تیموریه وارد هند گردیدند . در قصبه خوشاب از اعمال لاهور توطن گزیدند . الله یارخان بحکومت لاهور و تته و ملتان سرفرازی یافت . احمد یارخان یکتا پایان دور عالمگیری بنظامت صوبه تته منصوب و بصفات پسندیده متصف بود . بر اقسام نظم عموماً و بر مثنوی خصوصاً قدرت کامل داشت . در سنه سبع و اربعین و مائه و الف راه نا گریز اختیار نمود و آن در خوشاب مدفون گردید . مثنوی گلدسته حسن و جهان آشوب و غیر ازان از وی یادگار است . گویند که در لاهور محمد عاقل یکتا لاهوری را با احمد یارخان یکتا بر سر تخلص نزاعی واقع شد و فصل قضیه بر آن برقرار گرفت که غزلی طرح کنند ، هر که خوبتر گوید تخلص ازو باشد . پس روزی بمحضر جمعی از صاحب طبعان سخن شناس هر دو حاضر آمدند و احمد یارخان یکتا زبان غزل خود گشاد . شور و تجسین و آفرین از هر گوشه بلند شد . محمد عاقل یکتا ، کلام خود دون رتبه کلامش یافته ، مهر سکوت بر دهان زد . احمد یار خان محضری نوشت بخواتم مهره این فن مسجل گردانید . آفرین لاهوری بر آن محضر این بیت نوشت :

برین معنی گواهییم آفرین ما که احمد یار خان یکتاست یکتا
و دیگری این مصراع نگاشت :

گوهر یکتاست احمد یارخان

و همچنین دیگران هم لطیفه ثبت کردند . چند اشعار از غزل طرح اینست :

بامیدی که شود جلوه گران سرو روان را

خاک شد جبه و در راه قدم بوسی ریخت

بر در میکده از ناله زارم ناقوس

همه تن اشک شده در بر ناقوس ریخت

شمع از اشک رخش بو قلمون سوخت بزم

جای اشکش همه خاکستر طاؤسی ریخت

از بسکه مرا با ز غم عشق تو داغم

چون کاغذ آتش زده یک شهر چراغم

(روشن ۷۹۴)

احمد یار خان خوشابی ، شاعر یکتاست و معنی طراز مستثنی ، سلیقه او در نظم و مثنوی بسیار عالی افتاده . اما در غزل آن رتبه نیست . در سنه سبع و اربعین و مائه و الف بعالم باقی خرامید . احمد یار خان چند مثنوی دارد که مثنوی گلدسته ، حسن و جان آشوب از آنها اند . ازوست :

جامه صد چاک بر گل تنگ بود
این جفا بر قامت دل دوختند
از نا خوشی میان من و اهل روزگار
جوش غبار صورت دیوار بسته است

(بینظیر ۱۴۷)

از نژاد قوم برلاس است . اسلاف او در قصبه خوشاب از اعمال لاهور توطن داشته اند . پدرش الله یار خان به صوبه داری لاهور و تنه و ملتان رسید و آخر سالها به فوجداری غزبن قناعت کرد . یکتای امثال بود . و مجتمع فنون و فضایل . خطوط در نهایت جودت می نگاشت . و تصویر در کمال تحفگی می کشید . و اقسام شعر بقدرت می گفت . در سنه تسعدعشر و مائه و الف (۱۱۱۹ هجری) وارد بهکر شد و با علامه مرحوم میر عبدالجلیل بلگرامی صحبت معتقدانه داشت . و نسخه کلام الله بخص نسخ از تحریر خود بطریق یادگار تسلیم نمود . احمد یار خان بیست و سوئم جمادی الاولی سنه سبع و اربعین و مائه و الف (۱۱۷۴) هجری در قصبه خوشاب خلوت نشین تراب گردید . قطعه تاریخی در سلک نظم کشیدم و یک عدد زیاده را بحین تعمیر بر آوردم :

چونکه یکتا رفت شد تاریخ او جای احمد یار خان بزم نمیب
مثنوی متعدد دارد مثل گلدسته حسن و شهر آشوب و غیره ذالک :

(کرام ج ۲ : ۱۹۹)

(۲۶۳) یکتا - محمد اشرف ، محمد عاقل لاهوری

محمد عاقل یکتا تخلص ، طبع درست دارد . در صفت سرفات شعری یکتای روزگار است . ازوست :

بسکه با ساز تجرد گرم می جوشیم ما

چون نوای پیرهن یکتا می پوشیم ما

نالد از بخت سیاه هر که ز اهل قسمت

صحبت ناطق این حرف صریر قلم است

(خوشگو ۲۷۵)

از کهنه شعرای خطه کشمیر است . مولف ید بیضا نامش محمد عاقل و وطنش لاهور نوشته . و مولوی حبیب‌الله که عزیز صاحب سخن و در کشمیر که وطن اوست عمری مانده ، میگفت که نامش محمد اشرف و وطنش کشمیر است . دیوانش همگی قریب هفت صد بیت خواهد بود . و درین صبرت همین قول صحیح باشد و همین یکتا با احمد یار خان یکتا بر تخلص مجادله می کرد . او آخر عهد محمد شاه بادشاه داعی اجل را لبیک گفت . اوراست :

جانب میخانه ها پوسته باشد رو مرا

پشت خم شد در سیه کاری چون آن ابرو مرا
خاک گشتم بره سرو خرامان کسی
بعد ازین دست غبار من و دامان کسی
من نه آنم که دو صد نکته رنگین گویم

همچو فرهاد یکی گویم و شیرین گویم
(هندی ۲۶۴)

یکتا لاهوری ، نامش محمد عاقل بوده . در سخنوری مرد کامل . ازوست :
ناله از بخت سیاه هر که ز اهل قلم است
صحبت ناطق این حرف صریر قلم است

(شمع ۵۳۷)

(۲۶۴) یگانه - محمد افضل سوده‌ره

شیخ محمد افضل یگانه فرزند شیخ محمد حفیظ و نسباً صدیقی قریشی بوده و در نیمه اول قرن دوازدهم هجری در دهکده سوده‌ره که تقریباً پنجاه میل از لاهور مسافت دارد ، متولد شد . و در اوایل قرن سیزدهم در دهکده تلوندی موسی خان درگشت است . از آثار اردو او را زیاد در دسترس نمی‌باشد . یک نسخه خطی از منظومه رزمیه افضل در کتابخانه ایندیا آفس لندن موجود است و ازان استنباط می‌شود که افضل در زمان خود در شعر و ادب بمقام برجسته ای داشته و مورد تکریم اهل ذوق و اهل علم بوده است . در زبان فارسی در انواع رایج یعنی غزل و رباعی و مثنوی و قصیده شعر ساخته و کلام او رویهم رفته روان و شیرین میباشد . غزل زیر نمونه شیوائی از کلام پر معنی و آهنگ دلنواز او می‌باشد :

مژده ای دل! که یار می آید	مونس غمگسار می آید
از شبان دراز تنهائ	غم مخور یار غار می آید
برخلاف زمان مهجوری	کام دل درکنار می آید
بهر احمای نا توان جانم	روح افزا نگار می آید

جان هشاق بسته در فتراک
 هر که رفت از پی هوا آخر
 شاهسوار از شکار می آید
 پیش حق شرمسار می آید
 افضل آنجا که بارشاهان ایست
 کی گدا در شمار می آید

افضل در تاریخ گوئی نیز مهارت داشته .

(مجله هلال جلد ۳ شماره ۴ سنه ۱۹۵۶)

(۲۶۵) ییمینی - محمد بن عثمان العتبی

العبد المحترم محمد بن عثمان العتبی الیمینی الکاتب . ییمینی که قلم از
 یمن یمنش مایه دار بود و جهان جان را از مدد بیان او همیشه بهار . عروس
 فضل از معانی او سواد و خلخال یافته و لباس هزار معانی او طراز جمال گرفته و
 اورا چند تالیفست . که هر یک بر روی فضل چون دیده بصیرند . و بر آسمان
 لطف چون بدر منیر و یکی از انجمله "بزم آرای فخری" است که در بدایع تشبیهات
 و روایع اوصاف داد فضل داده است . و حق بیان گذارده و این قصیده از بدایع
 بیان شاقی و دایع ضمیر صافی اوست که ابتدای آن بتوحید خالق بی چون و
 آفریدگار این فرش بوقلمون میکند و تخلص بمدح بادشاه جهان پناه و زینت تاج گاه
 و تخت و کلاه بهراشاه می گوید (انتخاب اشعاری که عوفی داده است در زیر
 نقل میگردد: مواف)

منت و شکر و سہاس بی قیاس و حد و ہر
 ذوالجلالی را کہ بی حکمش نباشد خیر و ہر
 ہم میرادات او از موت و فوت و عزل و ہزل
 ہم منزہ تعت او از عیب و ریب و خواب و خور
 تافتنہ تمکین و تسکین از کمالش فرش و عرش
 خواستہ تنویر و تدویر از نوایش ماہ و خور
 شد عروس طاعت اہلبین زارش خاکسار
 گشت شاہ تربت آدم ز فضلش تاجور
 دین احمد از جلال قدر او شد کانگار
 ملک محمود از کمال وضع او شد مشتہر

و این رباعی کہ تیر فلک را در استماع کن از بحر چون تیر دہان ہاژ ہماند ،
 در وصف کمانچہ می پردازد :

ساز تو چون نون و میمی آمد بمثال
 وین قامت چون الف از آن ہر دو چہ دال
 خورشید چو تو نبیند اندر یک حال
 یک دست گرفته بدر و یک دست ہلال

و در صفت چنگ این ترانه گفته است و این گوهر مفته :

ای چنگ سر افکنده چو هر ممتحنی
در پای کشان زلف چو معشوق منی
گر ضد ترست خشک پس از چه غنی
هم خشک زبانی و هم تر سخن

(لباب ۴۵۱)

در زمان محمود غزنوی میزیسته است و تاریخ نگار دربارش بود . در تمام جنگهای او بهمراهی او به هندوستان آمد و ذکر جنگهایش را بطور بسیار مفصل نگاشت . بدلیل اینکه جنگهای بهاتیه (۱) ملتان و لاهور را شخصاً مشاهده نموده است ، حتماً در پنجاب زندگی کرد و بهمین جهت ذکرش درین تذکره آمده است .

(۲۶۶) یحیی - محمد یحیی خان لاهوری

اصلش از قوم افشار بود . والدش میرزا بابر نام در هند رسیده سکونت در لاهور اختیار نمود . همانجا در سال تسع و سبعین از مائه^۱ حادی عشر یحیی خان سر بهر صبه^۲ ظهور کشید و بعد سن تمیز بقصد کسب علوم بایران زمین رسید و بعد حصول مقصود عود نموده در دهلی ملازمت محمد اعظم شاه بادشاه و بعدش بخدمت محمد فرخ سیر بادشاه شهید در میدان امتیاز از اقران می شتافت . آخر الامر پسر دفتری دار الانشا^۳ محمد شاه بادشاه سرفرازی یافت و مدته العمر بر همان عهد بود . تا آنکه در سنه ثانیه از مائه^۴ ثانی عشر وداع حیات نمود :

ز فیض رعشه^۵ پیری بوجد آمد ایاغ من
برنگ گل ز باد صبح روشن شد چراغ من

(صبح ۶۱۲)

۱- اصلاً این نام هاتیه است و در حاشیه مطبوعه تاریخ یمنی نوشته است که هاتیه بلد من بلاد الهند است و این لفظ "با" اسم اضافت است. اکنون هاتیه یک ده است نزدیک ده حضور که در ضلع اتک واقع است و آن را هتیان می گویند . آنجا آثار قلعه قدیمی موجود هست .

ضریبہ

A

(۱) اختر - محمد داؤد خان لاهوری

محمد داؤد خان شیرانی که اختر تخلص داشت، پسر حافظ پروفیسور محمود خان شیرانی بود که یکی از فضلاء پنجاب بشمار میرفت. پدر بزرگش مولوی محمد اسماعیل خان تونکی نام داشت. اختر در امارت تونک که یکی از امارت های استان راجپوتانه میباشد در سال ۱۹۰۵ میلادی متولد شد (۱). وی اشعار بسیار خوبی را بزبان اردو میسرود و دارای دیوانی نیز میباشد. اما اشعارش بفارسی کمتر است. وی در عین جوانی در لاهور فوت کرد و در همان شهر مدفون گردید. او مجله هائی را باسم خیالستان و رومان اجرا نموده و اشعار خود را در آن مجله ها چاپ میکرد. یکی از غزلهای فارسی او بدستم رسیده و اینک در زیر نقل میگردد:

هزار بزم بیبهای سرگ نیم شبی است
هنوز مطرب اسیر نوای زیر لبی است
زبان شوق و گناه بیان، چه بوالعجبی است
که در حضور تو عرض نگاه بی ادبی است
غرور عشق گدا را مجال شکوه نداد
ستاره سر بزگان، دعای نیم شبی است
دو چیز آنکه جوان است و هم جوان سازد
نگار شوق و قسون ساز و باده عنبی است
چطور ضبط کنند راز ربط پنهان را
نگاه شوق که مست ادای بی ادبی است
ز دوستان منافق مدار چشم وفا
میان پیکر اسلام روح بولهبی است
شهادتست بر آئین اختصاص کرم
جفای دوست که آئینه وفا طلبی است
جواب شعر گزافی نوشته ام اختر
اگرچه عرض هنر پیشین یار بی ادبست

(۲) اسلم - محمد اسلم خان

محمد اسلم خان اسلم یکی از شعرای معاصر پاکستان و علاقمند واقعی ادبیات و شعر پارسی میباشد. وی در تاریخ نهم نوامبر ۱۹۵۳ میلادی غزلی را در روزنامه نوای وقت چاپ لاهور به چاپ رسانیده بود که بعنوان نمونه اشعارش در زیر نقل میگردد:

دیده خوابناک ما ، محو جمال کائنات

هست و بلند کائنات ، آئینه تجلیات

صوفی خانقاه نشین ، کور نگاه و خود پرست

مشت غبار فلسفی ، سلسله تصورات

بهر چه کرده ای عیان ، عالم آب و خاک را

ای که ز پر تو هست گرمی این تجلیات

ما بجمال تو فدا ، تو بجمال ما فدا

هستی تو ز نادرات ، هستی ما ز نادرات

زیر نقاب گرچه هست جلوه لایزال تو

تیزاگر بود طلب ، جلوه تو ز ممکنات

مشت غبار خویش را در عمق محیط زن

بر لب ساحلی بخوان فلسفه صفات و ذات

یک غزل دیگر را آقای حفیظ هوشیار پوری برای نگارنده فرستاده است که در زیر درج میشود:

بهشت ارض می نگر بشاخ کوهسارها

چه دلنشین ، چه کیف زا ، نوای آبشارها

بشهر ماه پیکران ، سکون قلب بی نشان

بکوه و مرغزارها ، قرارها قرارها

باسمان نیلگون چه بیخودانه بنگرم

نه حسن راهگذارها ، نه چشم انتظارها

ز شهریان بیوفا ، امان طلب امان طلب

نهان بهر شجر بین هزارها نگارها

سحاب نیلگون قبا ، بهار قطره بقا

میو بدوش مرود نسیم نو بهارها

بها بکوهسارها ، بهشت خاکیان بین

چو زاهدان نیسته ای به خلد انتظارها

(۳) پدر - مولانا محمد افضل دایره دین پناه

مولانا محمد افضل متخلص به بدر یکی از فضلاء دانشمند معاصر میباشد و در حال حاضر در مظفر گره از نواحی ملتان بسر میبرد . او علاقه بسیار مفرضی را با ادبیات فارسی دارد و گاهگاهی باین زبان شیرین شعر نیز میسراید . اگرچه او شعر کم میگوید اما آنچه که از طبع لطیفش بظهور مییوندد بدون تردید عالیست . اینک انتخابی از اشعارش در زیر داده میشود :

شبی دیدم حسینی ، نازنینی	سیه چشمی ولی روشن جبینی
خوشا بختی ، خجسته روزگاری	نیاز آئین و هم ناز آفرینی
لب لعلش مثال غنچه نو	گهرهای مصفی را امینی
همی دارد چنان روی صبحی	سحر از باغ حسنش خوشه چینی
به تقدیر سیاهم آن چها کرد	مپرس از من ز چشم سر مگینی
سیه زلفش برخسار صبحش	شب تاری به خورشید قرینی
شفق بر سرخی لبهاش قربان	فدا بر عارضش ماه مبینی
پسوخی برق در ایر بهاران	چراغ محفل خلوت گزینی
مپرس از نغمگی حرف و صوتش	فرو ریزد ز لبها انگبینی
ز گفتار دلاویزش چه پرسی	فصیحی ، هم بلغی ، هم ذهنی
بصورت پیکر تهذیب افرونگ	بمعنی روح مشرق را امینی
غم پنهان ز چشمانش هویدا	شباب مضمحل اندوهگینی
به برگ سبز مسمانداری او	چند لطفی کرد بر قلب حزینی
کراچی در نگاهم گشت فردوس	مکانی را فروغی از مکینی

غریب شهر هستی پدر بادا
کجا تو و کجا آن دل نشینی

مپرس از من کداسم ، کیستم من	فروغ دیده ، معنیستم من
ز حال خویش و بر حال دل ریش	زیس خندیدم و بگریستم من
ندیدم در جهان چون تو نگاری	بهر سوئی بسی نگریستم من
سپردم جان چو در راه تو ای جان	حیات جاودانی زیستم من

بقا را هست نازی بر وجودم
به ظاهر جوهر فانستم من

چه خوش قامت او کشیده کشیده
خط خوش بر آن مصحف روی روشن
دلی غمزده را چو آب حیاتی
به چشم گل و نرگس و یاسمینی
ز اول نگاهی که افتاد بر او
دماغ من است از فروغ تجلی
رسیدم به خمخانه چشم مستی
بشهر و بیابان و کهنسار گردم
بخواب آمد آن سرو مستم که رفته
بیا منظر بسمل خویش بنگر
بان نازش بدر بمان دلنوازی
برو نامه من ! پریده پریده

(۴) بقائی (۱) - ملا بقائی

در جوانی به هند رفته و مدتی در دکن بوده و با ملک قمی شاعر معروف
با هم میزیسته اند. و از آنجا به گجرات رفته و در خدمت میرزا نظام الدین احمد
بوده و در آن زمان مشغولی تخلص میکرد و چون میرزا نظام الدین این تخلص را
نمی پندیده او را بقائی تخلص داده است و پس از چندی که ملازم خان خانان
بوده از وی جدا شده مدتی در آگره و مدتی در لاهور میزیسته و شاعر خوش ذوق
با حالی بوده و زندگی مرفه داشته است.

(نظم و نثر در ایران ج ۱ : ۴۲۸)

(۵) پطرس - احمد شاه بخاری لاهوری

پروفیسور سید احمد شاه بخاری پسر سید اسد الله شاه بخاری یکی از اساتید
ورزیده زبان انگلیسی بود. وی قبل از تقسیم شبه قاره ریاست اداره رادیو و
انتشارات را بعهده داشت و سپس بریاست دانشکده دولتی لاهور مامور گردید.
مهارت فوق العاده ای را در زبان اردو و فارسی دارا بود و باین دو زبان شعر
نیز میسرود.

در اواخر عمر خود نمایندگی پاکستان را در سازمان ملل عهده دار گردید.

یکی از هزل‌هایش که بفارسی مروده است بدستم رسیده و اینک بخوانندگان گرامی تقدیم میگردد :

شدی تا باعث آرام جان آرام جان گم شد
حدیث نام تو تا بر زبان آمد زبان گم شد

مپرس از جستجو و نارسائی های مجنونی
چو آواز جرس هر سو دوید و هر زمان گم شد
نشان سجده ام اهل نظر را آستان باشد
که زیر سجده های شوق من آن آستان گم شد
مرا جز خاشی محرم نبود و وای نا کاسی
باظهار سخن چون لب گشودم رازدان گم شد
مگر آوارگی آرد سوی منزل بخاری را
که از گمراهی خود هم ز راه گمراهان گم شد

(۶) تپش - شیخ عبد اللطیف لاهوری

شیخ عبد اللطیف تپش یکی از شاعران معروف لاهور بود . بعد از پایان تحصیلات خود در رشته ادبیات شرقی و غربی با دانشگاه پنجاب مربوط گردیده و سپس بدانشکده دولتی پسرور استخدام شد . وی در سال ۱۸۹۵ میلادی در لاهور متولد شد و همانجا در سال ۱۹۶۰ میلادی فوت و دفن شد . علاقه خاصی را با زبان و ادبیات فارسی دازا بود و گاهی شعر هم میسرود . اشعار فارسی وی هنوز مدون نگردیده است اما دیوان اشعار اردوی وی چاپ شده است . اشعار زیر بعنوان نمونه درج میگردد :

اهل زمانه را بمقدر فروختند	ما را بدست این دل مضطر فروختند
دادند پیر باغ بمرغان تیز تر	حسرت بیال طائر بی پر فروختند
جنس فراغ برده سپردند نقد زیست	ما را بدست ما چه گرانتر فروختند
چون زخم عشق حوصله دهر بر نتافت	چاک دلم بدامن محشر فروختند
غار تکران میکند رنگ و بوی عشق	جام شکسته را به گل تر فروختند
خمیازه کش ز باده گردون مشو تپش	این شیشه را به پنبه اختر فروختند

(۷) ترکی - ترک علی شاه قلندر لاهوری

مؤلف تذکره سخنوران چشم دیده که ترک علی شاه قلندر نام و ترکی تخلص دارد درباره احوال خود چنین نوشته است : نمیخواستم که چون تذکره

نویسان دیگر همه تذکره از اشعار و احوال خویش سیاه کنم لیکن بعضی احباب مجبور کردند. بناچار سرگذشت خود کم و بیش بقلم می آورم :

سلسله این فقیر بچند واسطه بفردوسی طوسی میرسد . جد من آباوان نام بانادرشاه از هرات آمده رخت اقامت در لاهور انداخت و بعد از آن در عهد سکهان والد من در شهر نور محل که از مضافات لاهور است قیام پذیر شد . والده ماجده فقیر حبیبه سردار نور محمد هراتیست . سخن در پارسی میزند و بعد از آن کم کم در پنجابی هم حرف زدن آموخت . وقتی آن مرحومه باین فقیر فرمود که تو در آن ایام که در شکم من بودی روزی برای نماز سحر برخاسته و وضو کرده نماز خواندم و عادت من بود که بغیر از گذاردن نماز اشراق حرف نمی زدم ، هنوز اشراق نخوانده بودم که کسی در مسجد که متصل خانه من بود این شعر بر خواند :

طفل می گرید چون راه خانه را گم میکند

چون نگریم من که صاحب خانه را گم کرده ام

مرا ازین شعر رقت روی داد و چندان گریستم که دامن من تر شد و هنوز اشک من جاری بود که سر بسجده انداخته دعا کردم که ای خالق هژده هزار عالم ! این چنین که در شکم من است اگر طفل است شاعری باشد که نام او بافاق مشهور گردد و عمرش دراز باشد و اگر دخترست تو مالکی ! بعد از آن معلوم شد که آن شعر از صائب صفاهانی بود و چون جوان شدم مرا مردم صائب ثانی میگفتند . جد من از صد سالگی عمر افزون یافت و والد فقیر اگرچه شعر و شاعری پسند نمی کردند مگر در حل معنی اشعار و معما ید طولی داشتند . روزی شاعری لاهوری که خود را از اولاد شاه آفرین میگفت برای ملاقات والد آمد و گفت یکماه شده که این مصراع گفته ام :

شبنم نظر به خم زلف مشکفام تو بود

مصراع ثانی چنانکه می خواهم خم نمیشود . آنجناب فرمودند که من دل بستگی بشاعری ندارم مگر پسر من که هنوز هفده ساله است ، جنونش در سر می دارد . شاید بر این مصراع مصراع خم میکند . و این سخن در گوشه استاده می شنیدم و در مصراع ثانی فکر میکردم که والد آواز داد . بفرور حاضر شدم . فرمود : میتوانی برین مصرعه ثانی چسبان کنی ؟ اگر حسب منشای این مهمان مصراع بیوند کنی از امروز ترا اجازت شعر گفتن خواهم داد . من روی خود بسوی مهمان کرده عرض کردم بفرمائید ! آن بزرگ مصراع بالا خواند ، فقیر آن مصراع را مطلع کرده بر گفتم :

شبه نظر به خم زلف مشکفام تو بود
اسیر طائر نظاره ام بدام تو بود

مهمان و دیگر حاضرین از جا برجستند و صدای تحسین بلند کرده گفتند :
زنده باش . بزرگ گفت : گواه باشید من مصراع خود باین طفل بخشیدم و
والدم نیز فرموده اجازت گفتن شعر دادند . من آداب بجای آورده سر در پای
والد و مهمان و حاضرین افکندم . بعد از چار روز مرا پیش حضرت ناطق مکرانی
برده دست من بدست آنجناب سپرده بشاگردان شان سرفراز نمودند . چون بسن
چهل سالگی رسیدم خطاب امیر الشعراء از لردیو (انگلیسی) و راجگان یافتم و سند
شعر این عاجز در حیات من شعرای عجم و هند گرفته اند و تفصیل کتب مصنفه
فقیر اینست که در پارسی گفته ام :

- | | |
|----------------------------|---------------------------|
| ۱- فرخنامه معروف برامائن | ۲- دیوان موسوم بگلشن معنی |
| ۳- ساقی نامه | ۴- مثنوی گلزار محبت |
| ۵- رساله بدر حسین - نظم | ۶- مثنوی صوت مرید |
| ۷- سرور الناظرین - نثر | ۸- گلبانگ ترکی - نثر |
| ۹- دیوان سرمایه پیری | ۱۰- مثنوی طول امل |
| ۱۱- مثنوی شکرلب | ۱۲- مثنوی ناز و نیاز |
| ۱۳- تذکره سخنوران چشم دیده | |

و آنچه کلام من در ریخته است تفصیل او اینست :

- | | |
|----------------------|----------------------|
| ۱- مثنوی گلزار شهادت | ۲- مثنوی جلال اختر |
| ۳- مثنوی سعد و جمیله | ۴- تبسم کده |
| ۵- تمسخر کده | ۶- دیوان سرمایه حیات |
| ۷- دیوان شباب | |

سال عمر من به نود (۹۰) رسیده . نمونه اشعار اینست :

ته نشین بالا نشین گردد به پیش با صفا
زیر پا آید نظر در آب چرخ سر بلند
دل را بغم نرگس مستانه شکستم
این شیشه گلرنگ به پیمانہ شکستم
مفکن نگه مست بدلهای شکسته
ریزد نه کسی باده بپینای شکسته

نفس ز سوز جگر شعله بار می دارم
 سمندرم که با آتش قرار میدارم
 باز در چشم پر آبم رخ تو جلوه نمود
 باز این برق تپان شعله بدریا انداخت
 کرد بیخود دلم این مصرع رنگین ترکی
 چشم مست تو بمیخانه چه غوغا انداخت
 هر که بیند رخت ای غنچه دهن میگوید
 عارضت از خط مشکین چه بهاری دارد
 خاک گشتیم و هنوز آن بت بدظن از ما
 بار بر خاطر و در سینه غباری دارد
 ترکی سخن زخم دم پیری چو نوجوان
 صد ناز تا بطبع خدا داد میکنم
 (چشم ۲۵)

(۸) جگر - علی سکندر مرادآبادی

جد وی مولوی محمد سمیع در دهلی زندگی میکرد و معلمی و تربیت شاه مغول هندوستان، شاهجهان، را بعهده داشت. باری شاهجهان از وی ناراضی شد و او از دهلی رخت مسافرت بسته وارد مراد آباد گردید. پدر علی سکندر که علی نظر نام و نظر تخلص داشت بزبان فارسی شعر میگفت. درجه تحصیلات تا متوسط بود و او معمولاً بزبان اردو شعر میگفت و گاهی اشعار بزبان شیرین فارسی هم میسرود. بیشتر عمر خود را در راه مسافرت و آوارگی بخرج داد و گاهی بلاهور هم میرفت. رابطه دوستی و مودت خود را با شعرای پنجاب استوار کرده بود. وی مرید پیرشاه عبد الغنی منگوری بود و در تصوف هم عقیده داشت. ذوق خط و موسیقی را هم دارا بود:

ای که میبرسی ز کار ما و جهد کارما
 چاک شد از دشت ما هر پرده اسرارما
 صد حقیقت عرض میکرد ای سکوت بیخودی
 پرده دار حرف مطلب شد لب گفتارما
 شراب و ساغر و سبو، گل و بهار و آب جو
 دو صد جهان رنگ و بو نمود یک جهان ما

دیوانه وار جان بفشانند گناه من
 بیگانه وار رخ ننمودن گناه کیست ؟
 شغل گناه کردن و رفتن گناه من
 ذوق گناه دادن و دیدن گناه کیست ؟
 هستی تمام مستی و مستی تمام کفر
 دایم به جام و میکده کافر نگاه کیست ؟
 صد نقش سجده تا در بت خانه دیده ام
 این هم جگر اشاره ظرف کلاه کیست ؟

همنشین راز عشق میپرسد ناله بی اختیار می آید
 من به پنهان جگر نلش کنم او مگر آشکار می آید
 خواه در صومعه رو خواه به میخانه نشین
 او بهر رنگ که خواهی بخدا می آید
 جنون عشق ما را قید کردست
 در آن زندان که دیواری ندارد
 از سبابش شراب میریزد ز آفتاب آفتاب میریزد
 تنک ظرفی خماری کردند پیدا می دو شینه را بدنام کرده
 همچو نقش قدم جگر منشین صورت گرد کاروان بگذر
 کعبه در پای یار دیدم دوش این چه گفتی جگر خموش خموش !

ای گد ز روی عاشقان پرده رخ کشیده ای
 جامه صبر و عقل و هوش از همه جا دریده ای
 بیخبرم ز خویشتن وزنه تو صد هزار بار
 گاهی ز جان گذشته ای گاه بدل رسیده ای

(۹) حالی - خواجه الطاف حسین

از شاگردان حضرت غالب مرحوم بودند . صاحب تصانیف کثیر است .
 فقیر یکبار در حیدرآباد بمنزل حضرت شاد با آن جناب ملاقاتی شده . بسین صاحب
 خلق بودند . دو ماه شد که بعمر هفتاد سالگی رحلت فرمودند . این چند شعر پارسی
 از زادگان طبع آنه بزرگوار است :

بی سبب رنج و گوی کله بهتر نبود
 طاقت چور تو در حوصله ما نبود

برقع بر افکنده بهر سو نگرانند
 فریاد که این پردگیان پرده درانند
 همه غیر میا ، گر به خیالم گذری
 جز تو در سینه ام از تنگی دل جا نبود

(چشم صفحه ۴۱)

حالی ، مولوی الطاف حسین ، او را پانی پت وطن است و کلام لطیفش
 آبروی شعر و سخن :

صید نا افکنده محو دست و بازوی خود است
 این جوان روزی شکار خویشتن خواهد شدن

(نگارستان صفحه ۲۳)

اسم وی خواجه الطاف حسین و تخلص حالی بود . در سال ۱۸۳۷ در شهر
 معروف پانی پت متولد شد . اسم پدر وی خواجه ایزد بخش بود و نسب او به
 حضرت ایوب انصاری میرسد . اجدادش در زمان غیاث الدین بلبن شاه از هرات
 آمدند و در پانی پت ساکن شدند . هنوز سن حالی به نه سالگی نرسیده بود که
 پدرش عرصه وجود را ترک گفت و برادر بزرگش خواجه امداد حسین تربیت وی
 را بعهدہ گرفت . هنگام مسافرت دهلی با میرزا اسد الله خان غالب ملاقات نمود
 و بشاگردی او در آمد و اندکی پس ازان وارد شهر لاهور گردیده مشغول کار
 گردید . در ۱۸۶۳ با نواب مصطفی خان شیفته ملاقات نمود و اشعار فارسی
 خود را بمنظور اصلاح تقدیم وی کرد . هنگام اقامت لاهور وی زبان انگلیسی هم
 یاد گرفت . چهار سال پس ازان بدہلی رفت و با سرسید احمد خان ملاقات نمود
 این همان سرسید احمد است که در ایران وی را امیر کبیر ثانی می گویند .
 وی در دهلی کتابهای معروف خود را باسم حیات جاوید ، حیات سعدی و یادگار
 غالب نگاشت . وی علاقه مفراطی را نسبت به دانشگاه های اسلامی علیگر وحیدرآباد
 دکن داشت . در سال ۱۹۰۶ بخطاب "شمس العلماء" نایل گردید . بیشتر
 باردو شعر می گفت و همواره می خواست که آرزوی حریت و آزادی را در قلب
 مسلمانان هند بوجود آورده آنها را با تاریخ درخشنده خود آشنا سازد . او مرثیه
 ای بمناسبت درگذشت سرسید احمد خان سروده است که بعضی از ابیات آن
 بدین قرار است :

ای عجب کز رحلت فردی ز افراد بشر

عالمی را از قیامت در گمان انداختند

سید اندر قوم نقدی بود اندر کیسه ای
 کیسه خالی مانده و نقد از میان انداختند
 کاروان قوم دور افتاده بود از راه راست
 رفت و از بی راهه بر گرداند و آوردش براه
 چیست انسان ها تپیدن از تب همسایگان
 از سموم نجد در باغ عدن پشیمان شدن
 زیستن در فکر قوم و مردن اندر بند قوم
 گر توانی میتوانی سید احمد خان شدن
 شصت ملیون هست در هندوستان توحید گوی
 وه که چندین خلق در ماند ز کار یک نفر
 یادگار خواجه بعد از خواجه برپا داشتن
 شکر او را خوبتر زین نیست اسلوبی دگر
 انتخابی از اشعار خواجه الطاف حسین حالی بدین ترتیب است :

ز هری بگلوی جان فشانده	لب تشنه ^۱ خویش کرده ما را
از غیر گسسته اندک اندک	دلهای با آننت آشنا را
راز تو بلب نمی پسندم	هم ساز بسوزد هم نوا را
از سختی ^۲ دهر رو نتابم	دانم کرم ستم نما را
کردیم گناه و فاش گفتیم	پذیر گناه بی ریا را
حالی ! چه زنی تو دم ز توحید	چون نا بلدی ره خدا را
درد دلها شنیده ای بسیار	اندکی گوش کن ترانه ^۳ ما
بایدت قدر خویشتن دانست	پای بیرون منه ز خانه ^۴ ما
زیر لب نا کشوده طوماریست	کاش پرسی ز ما فسانه ^۵ ما
قدر حالی ز قوم کس نشناخت	عاقبت رفت از میانه ^۶ ما

گو ملامت گر ما ، دل به نکوهش مخراش!

یوسفی هست گرت تاب تماشائی هست
 هر رقم را نبود حسن قبول ارزانی
 ورنه حافظ چه نوشتست که حالی بنوشت
 بنده را نیست مجال سخن آنجا حالی
 ورنه افسانه دراز است گراز من می پرسند
 صوتیست که ساز ما ندارد
 گراز من پشتوی روداد حالی
 به چشم خواب زین افسانه سوزد

رباعی

ای هیچ به هیچ خود نمائی تا چند
 خود بینی و خویشتن ستائی تا چند
 چون می دانی که جز کف خاک نه ای
 پس این همه دعوی خدائی تا چند؟

چندی بهوای گلهذازان بگذشت
 لختی در بند روزگاران بگذشت
 بر نامده کام دل شباب آخر شد
 نشگفته گلی و نوبهاران بگذشت

حالی در تاریخ گوئی و حساب ابجد هم مهارت فوق العاده ای داشت . وی
 قطعه تاریخ منزل سید عوض علی مرحوم را نوشته است . این قطعه در بلند شهر
 حسب فرمانیش برادرش سید فیاض حسین نگاشته آمد :

کرد سید عوض علی تعمیر این شبستان برای نزهت دل
 چون پایان رسید هاتف گفت سال هجریش دان "ظفر منزل"

۱۳۰۷

پس بکن لفظ "بی مثال" فزون تا شود سال عیسوی حاصل

۵۸۳

$$۱۸۹۰ = ۵۸۳ + ۱۳۰۷$$

(۱۰) راحل - شیخ عبد الرشید هوشیار پوری

شیخ عبد الرشید متخلص راحل پسر شیخ فضل محمد خان و برادر بزرگ
 حفیظ هوشیار پوری بود که احوالش درین تذکره مرقوم گردیده است . وی در
 سال ۱۹۰۲ میلادی در هوشیار پور متولد و در سال ۱۹۵۳ میلادی در لاهور
 فوت و مدفون گردید . وی یکی از شاگردان غازی عبد الرحمن امرتسری و تحت
 تاثیر عقاید سیاسی وی قرار گرفته بود . راحل در تاریخ گوئی و شعر پارسی مهارت
 بسیار عجیبی را دارا بود و علاقه خاصی را نسبت بتصوف داشت . بعد از
 وفات پدر خود گوشه عزلت گرفت . هنگام تقسیم شبه قاره وی در شهر هوشیار پور
 زندگی میکرد و تمام کتب وی و اشعارش بدست هندوان غارت گردید . فقط
 اشعار زیر که آقای حفیظ هوشیار پوری برای نگارنده ارسال داشته اند باقی مانده است .
 اشعار راحل گاهی در رساله ای باسم شمع رخ چاپ میشد .

تاریخ چاپ "غالب" بوسیله غلام رسول مهر :

جاسی بده ز باده غالب بلطف خاص

جام فدای لطف تو ساقی مهر چهر

زین بار گو به حضرت مهر این پیام من
دل را بذل رهت درین گنبد سپهر
در زیر پرخ راحل سرمست را بس است
جامی زدست ساقی و "غالب زکک مهر"

۱۳۵۵

تاریخ تشریف فرمائی اعلیحضرت همایون محمد رضا شاه، شاهنشاه آریا مهر
پاکستان :

بفرمود تشریف برارض پاک	شهنشاه ایران محمد رضا
بگفتم من هجری و عیسوی	که مضمهر در آنست حرف دعا
پخواهم که در خدمت کجکلاه	رسد این پیام بدوش صبا
بفیش قدوش مشرف شدم	<u>جوان بخت شاه - خوشبخت ما</u>

۱۳۶۹ ۱۹۵۰

راحل یکی از دوستان و قدر دانان "گرامی" و استفاده های شایانی را از
وی بدست آورده بود. وی قطعه زیر را بمناسبت درگذشت گرامی سروده است :

گرامی که در آخر عمر زیست	بخاک طریناک هشیار پور
همه خاک شد منزلش بعد مرگ	<u>بجوسالشن از "خاک هوشیار پور"</u>

۱۳۴۵

شاعری معروف باسم عظامی تاریخ درگذشت وی را چنین گفته است :

سخن سنجی ، سخن فهمی ، ادیب نکته دان راحل
دریغا میت پاکش بدوش ما سوارستی
بگفتم آنچه در تاریخ فوتش صورتاً بمعناً
محرم از هزار و سه صد و هفتاد و چارستی

۱۳۷۴

الف کش ای عظامی باز گو سال وفات او
ستمبر یک هزاری نهصد و پنجاه چارستی

۱۹۵۴ = ۱ - ۱۹۵۳

در سال ۱۹۲۴ راحل درده توبه تیک سینگ اقامت داشت. مرض هیبتنای
سر تا سر آن ده را فرا گرفته و باعث ائلاف زندگی های مردم میشد. فامیل
هایش بوی نامه ها فرستادند که ده مزبور را ترک گفته و بزودی از خطر مرگ و
مرضی رهایی یابد اما وی توجهی بنامه هایشان نداد و با مستخدم خود که روشن

نام داشت و در همان ده زندگی میگردد . بالاخره مولانا محمد سعید عثمانی طی نامه ای منظوم ازو خواهش کردند که بزودی بهوشیارپور بر گردد . چنین است آن نامه :

ای جلوه درد را طرازی	ای آتش عشق را گدازی
ای رنگ تورنگ میگساران	ای یاد تو یاد دلفگاران
ای آنکه توازغمی، غم از تست	در کاکل شمع جان جم از تست
ای رفته برون زهاو هوئی	مرداده بدست جستجوئی
ما دیده انتظار بر راه	گاهی بدلی و بدیده گاه
بر خیز که نام تست راحل	راحل ز سفر بیاش غافل
اعراض مکن که دلفگارم	انکار مکن که بیقرارم
دادیم ترا بکعبه سوگند	سامان سفر شتاب بر بند
بازچه مسنج درد مارا	در یاب سعید را خدا را

(۱۱) شبلی - شجس العلماء مولانا شبلی نغمائی

او صاحب شعر العجم و سیرة النبی بزبان اردو است . مدت ها در لاهور بسر می برده و در خدمت مولانا فیض الحسن تحصیل میکرده . در شهر اعظم گره متولد شد . او بنیان گذار دار المصنفین و مجله معارف بود و در تاریخ و فلسفه و ادبیات اردو و فارسی ماهر بود . بزبان های اردو و فارسی شعر میسرود . اشعارش بسیار لطیف و طرز نوشتی اوی بسیار عالی بود . اشعار اوی که در زندگی وی در مجلات مختلف چاپ گردیده بود بعداً جمع آوری شده بصورت کلیات او چاپ گردید و اشعار زیر از همان کلیات انتخاب شده است :

دوش این مژده بگوش گل و ریحان آمد
که بهار آمد و بسیار بسامان آمد
اگر گوهر همه افشاند چو گریبان بگذشت
گل همه زرد و پراکنده چو خندان آمد
بر من این مایه بلد از لب جانان آمد
چکنم آه بدردی که ز درمان آمد
ز می این مایه مستیها نمی آید مگر شبلی
نگاه مست ساقی ریخت چیزی در قدح مارا

همین تنها نگاه لطف را لذت شناس استی

معموره عشق ماند ویران تا شبلی پاکباز برخاست
بپرس از تشنه کامان ستم ذوق عتابش را

بنگر معجزه حسن که آن نرگس مست
بهم آمیخته هشیاری و مدهوشی را
از پریشانی ایام میندیش که من
دست در حلقه آن زلف پریشان زده ام
گرچه من مرد هوسبازی و رندی نیستم
این چنین هم گاه گاه هم اتفاق افتاده بود
شاهد و باده و طرف چمن و بجوش بهار
شبلیا خود تو بفرما که به اینها چکنم ؟
تو بدین حسن توانگر چه زبان برداری
این دو بوسه اگر خود نشماری چه شود
فلسفی سر حقیقت نتوانست کشود
گشت راز دگر آن راز که افشا میکرد
ساقی مصطبه عشق هر آن نکته که گفت
از ره گوش همی رفت و بدل جا میکرد
شبلی از قامت و بالای تو میکرد سخن
یا مگر خود سخنی از عالم بالا میکرد
پرسم که هیچ دردل تو هست جای من
هر چند دائم این که سخن را جواب چیست
حدیث دلکش و افسانه از افسانه می خیزد
اگر از سر گرفتم قصه زلف پریشان را
ای دوست مهرس از من رسم و ره تقوی را
اکنون که من بیدل سودای دگر دارم
رندی و سیه کاری مستی و نظر بازی
زین گونه اگر خواهی بسیار هنر دارم
ای شبلی نعمانی ، این پرده دری از چیست
اینها که ز خود گفتمی من نیز خبر دارم
دودل بودن درین ره سخت ترعیب است سالک را
خجل هستم ز کفر خود که دارد بوی ایمان هم

(۱۲) صرفی - (۱) صرفی ساوجی

شاعر است که از ایران به هندوستان رفته و چندی در گجرات با خواجه نظام الدین احمد بوده و سپس به لاهور رفته و در آنجا مانند درویشان زندگی میکرده است و در زمانی که فیضی شاعری معروف را از دربار اکبر مامور دکن کرده اند وی هم جزو شاعران دربار اکبر بوده، با او رفته و در آنجا در گذشته است و مردی درویش مسلک و مجرد بوده و قصیده را نیکو میسروده است.

(نظم و نثر در ایران ج ۱ : ۴۳۲)

(۱۳) محروم - منشی تلوک چند

منشی تلوک چند محروم یکی از شعرای بسیار نامی و گرامی پنجاب است . دو غزل زیر که محروم آنرا سروده است در مجله الحمراء در شماره ماه ژوئن ۱۹۰۳ میلادی چاپ گردیده است :

همینست آرزوی من که بوسم آستانی را

زمین سجده صد شوق سازم آسمانی را

چرا ای آسمان کردی غریب ناتوانی را

حریف فتنه چشمی که آشوبد جهانی را

بهر یک کاروان لبیک گوید منزل دنیا

و لیکن بر نمی تابد قیام میهمانی را

بسر کردیم در تدریس عمر خویش را لیکن

ندانستیم درس مهر دادن مهربانی را

بیا محروم با من تا مدار بلبلی خانه

بدهلی گر بجوئی نکته سنجی نکته دانی را

در چمن زار عالم دگر

بی نیازم ز طوف دیر و حرم

بی خیالت بهر چه در نگرم

واعظ شهر خواند بی بصرم

چه قدر غافلم چه بی خبرم

تا نکوئی که نخل بی ثمرم

رفت سودای سیر گل ز سرم

منت شیخ و برهنم نبرم

دشمن عقل و هوش می یابم

چون بگردار او نظر کردم

موسم گل رسید و با هوشم

غزل تازه ام بخوان محروم

(۱۴) منظور - منظور حسین

احوالش چنانکه باید در دست نیست . وی یکی از شعرای بسیار نامی و معروف پاکستان است و معمولاً منظومه هایش را در روزنامه های مختلف پاکستان بچاپ میرساند . وطن وی دهسیت معروف بهمدالی شاهپورکه در پنجاب میباشد . دو منظومه اش تحت عنوان "پیام بوزیر ملت پاکستان" و "پیام بایر ملت" در ۲۳ نوامبر ۱۹۵۳ میلادی در روزنامه نوای وقت چاپ گردیده است و انتخاب زیر از همان دو منظومه اش داده شده است .

پیام بایر ملت :

این پیام من به آن مردی رسان
کو زمام مملکت دارد بدست
نقد دل داری اگر، بیدار باش
از جفای او تغافل خوب نیست
با تو گویم نکته دانای راز
گفته مرد قلندر یاد دار
در شهنشاهی فقیری کرده اند
خدمت ملت دلیل سرور است
لن تنا لو البر حتی تنفقوا
الحذر زین کرگسان آز مست

ای صبا ای پیک دور افتادگان
کو دل بزم وطن آرد بدست
کز فریب این زمان هشیار باش
عصر حاضر را وفا مرغوب نیست
تا نینداری حقیقت را مجاز
محفل از سوز جگر آباد دار
آن مسلمانان که میری کرده اند
خواجگی در دین ما خدمت گریست
هیچ خیر از مردم زر کش مجو
الحذر زین تاجران زر پرست

پیام بوزیر ملت :

یاد کن آن سنت اجداد ما
کو ز دینداری وقار ما فزود
می نماید آبدار و تابدار
رنگ و بو از بوستان ما گرفت
این غلط حرفی که محتاجیم ما
اهرمن پنهان و یزدان آشکار
از وجودش سود ملت هم زیان
زین حقیقت او نباشد بی خبر
جرعه ای از جام صهبای کهن
لرزه اندارد بهمت در تنش
وادی ایمنی شود این سر زمینی

ای وزیر ملت آزاد ما
کو ز دلداری دل عالم ربود
گلشن مغرب که از جوش بهار
چون نهالش صورت زیبا گرفت
از سلف گنج گران داریم ما
الامان زان کس که دارد درکنار
هستی اش بهر وطن آزار جان
میر محفل گر بود ز اهل نظر
ای امانت دار مینای وطن
مرد حر باید که پیچد گردنش
قوم باید دولت دنیا و دین

(۱۵) میر ولی الله ایدت آبادی

اندکی از احوالین در دیباچه این کتاب درج گردیده است . چهار سال است که جهان را بدرد گفته . وی علاقمند زبان و ادبیات فارسی بود و کتابی را باسم "لسان الغیب" در چندین جلد درباره احوال و شرح اشعار حافظ شیرازی منتشر نموده است . بار دو هم شعر میگفت . غزل زیر ازوست :

عشق من خاموش و حسن تو فصیح	کجی بداد خود رسم در داوری
فتنه قد مسهی تو صحیح	کجروی های فلک حرف غلط
کی شود زنده باعجاز مسیح	کشته تیر نگاه سینه دوز
ای نمک افشانی حسن ملیح	زخم من سرهون صدا حسان تست
لطف پنهان است در جور صریح	یاس تو بیجاست کاندرا این دیار
شعر من خالیست از هجو و مدیح	بیت من معمور از انوار عشق

(۱۶) وفا - میلارام پنجابی

وی مذهباً هندو بود و در پنجاب زندگی میکرد . غزل زیر از وی در مجله آفتاب در ماه ژانویه سنه ۱۹۲۲ چاپ گردیده بود که اینک نقل میگردد :

در کنار یار خود را خفته میگیرم هنوز
رفت خواب از یاد و محو حسن تعبیرم هنوز
بند شد باب اجابت بر دعای بیکسان
عزم گردون دارد آه هیچ تاثیرم هنوز
قابل زندان قرارم دار گو قانون ناز
آشکارا نیست بر من هیچ تقصیرم هنوز
دام دارد گرد و پیشم رشته های صد نگاه
رستگارم کرده اند و پا بزنجیرم هنوز
با وجود تلخ کامی های پیهم ای وفا
جرعه از جام شراب عشق میگیرم هنوز

(۱۷) وفائی (۱) اصفهانی

شاعریست که از ایران به هندوستان رفته و در دربار اکبر راه یافته و بیشتر بخدست زین خان کوکه اختصاص داشته و چندی در کشمیر بوده و سپس

به لاهور رفته است و در آغاز مجرد میزیست و سپس علایقی بهم زد و از غزل سربان خوب این دوره است .

(نظم و نثر در ایران ج ۱ : ۴۳۰)

(۱۸) عارف جلالی - دوست محمد

دوست محمد متخلص بعارف جلالی یکی از دوستان بسیار صمیمی نگارنده میباشد . وی جوانی شیک پوش ، خوش ذوق و دارای سواد وافری میباشد . اصلش از افغانستان است اما اجدادش در شهر سیالکوت زندگی میکردند و او با یک خانواده صوفیان که با حضرت مخدوم جهانیان جهان گشت اوچهای میبوندند ، تعلق دارد . زبان های متعددی را بلد است و مهارت تامی را در فارسی ، عربی ، سندی ، پنجابی ، اردو ، پشتو و گجراتی بدست آورده است . اکنون در اداره رادیو خدماتی را انجام میدهد . دیوانش هنوز چاپ نگردیده است اما اشعاری که بنگارنده ارسال داشته است در زیر نقل میگردد . وی در سال ۱۹۲۶ میلادی بدنیا آمد .

سنزاد رباعی :

یک ذره ناچیز شود چون پنهان	صحرا صحرا
یک قطره ی بی مایه جوگردد یک جا	دریا دریا
دیدیم و شنیدیم بسی سر جهان	خیران خیران
مائیم و شم هزار دنیا دنیا	تنها تنها

عهد گل هست و جنون باز دمیدن باید

جامه هوش و خرد پاک دریدن باید

همچو پروانه چه سوزی به چراغ دگران

ز آتش گرم دل خویش طپیدن باید

بنده لذت آهننگ زمین ای تا چند ؟

نغمه گردش افلاک شنیدن باید

ما شنیدیم و شنیدی که شنیدن نبود

ما ندیدیم و ندیدی که ندیدن باید

چيست چون گاه سر موج حوادث بودن

در نه مینه ایام خلیدن باید

هزار میکده ها دور راه ما گیرند

اگر گهی بطواف حرم اراده کنیم

بیان واعظ کج فهم شورش انداخت
 بیا کز اهل نظر چیزی استفاده کنیم
 هوا خنک شد و باران نرم میبارد
 بیا که این در سیخانه را کشاده کنیم
 خریده ایم چو کیش قلندری تا چند
 خیال تکمله را داده و نداده کنیم
 هنگام صبحی است بیارید بیادم
 کیفیت نظاره اعضا شکنی را
 خوابیده همان بهجت و دل یار همان بهجت
 آخر چه کنیم این همه شهرین سخنی را
 چون از حد افراط و زتفریط گذشتیم
 عارف چه شناسیم غنی را ودنی را

ندیده ای که فقط عارفان پاک نهاد
 گذر ز عالم فانی قلندرانه کنند
 عارف کف خاکیم و در آفاق ننگیم
 تا حال خبر نیست که آخر چه کسانیم

(۱۹) وزیر - وزیر النساء بیگم

وزیر النساء بیگم شاعره ای بسیار خوب بود که احوالش کم پیدا است .
 وی در پتیاله زندگی میکرد و از میرزا خاور اصلاح شعر میگرفت . وی در سال
 ۱۸۸۰ زنده بود و در اواخر عمر خود بلاهور رسیده و بقیه عمر خود را در همین
 شهر بسر کرد . در لاهور معروفیت داشت . ازوست :

مرا عهدیت با جانان که تا جان در بدن دارم
 سر کونش ز در اشک خود رشک عدن دارم
 بهار و مطرب و ساقی و یار و ابر ازهر سو
 خدا حافظ من ای یاران دل پیمان شکن دارم
 توای صیاد بر بستی اگر بال و پریم باری
 ز بانم ده که پیغاسی بمرغان چمن دارم
 وزیرم گرچه در کنج تو آری بوده ام لیکن
 سمند طبع جولانگر به میدان سخن دارم

ز سینه تا به لبم صد هزار فرسنگست
 ازان زمان کد به ضبط نقان شدم مامور
 ظفر به پرچی آمد بگیر و دار سخن
 بهر کجا که کشیدیم رایت منصور
 خون من ریخت بشوی و حنا بست ز کف
 پرده انداخته بر رخ ز صبا باز آمد
 بخت شد باور و اقبال قرین گشت یمن
 آنچه می خواستم از حق بدعا باز آمد
 در طلب خسته شدم باز بدرمان رفتم
 رفتم از خویش که آن کار کشا باز آمد
 شاد می باش وزیرا که چنین شاه جهان
 بهر پرسیدن احوال گدا باز آمد
 (تذکره بهارستان ناز صفحه ۲۳۳)

* * *

I wish I could see my children
and the things they like very much

and I hope for the future they
will be happy and healthy

and I hope they
will be happy and healthy

and I hope

and I hope

and I hope

and I hope

and I hope

and I hope

and I hope

and I hope they will be happy and healthy

and I hope they will be happy and healthy

and I hope they will be happy and healthy

فہرست شاعران بلحاظ قدمت تاریخی

سنوات ہجری

تخلص	نام	محل زندگی/تولد	ت : تولد عصر : و : وفات
یگانہ	محمد بن عثمان	لاہور	قرن پنجم
سلمان	خواجہ سلمان	ہمدان	”
رافع	عبدالرافع بن ابی فتح	ہرات	”
جمال	جمال الدین بن محمد یوسف	لاہور	”
خسروی	ابوبکر	لاہور	”
ثمنہ	ثمنہ الدین بن محمد یوسف	لاہور	”
نصر	نصر اللہ بن عبدالحمید	لاہور	”
علی	شیخ علی المہجویری	لاہور	۴۰۱ - ۴۶۵
سلمان	مسعود سعد سلمان	لاہور	ت - ۴۳۸
نکتمی	ابو عبداللہ روزبہ	لاہور	ت - ۴۶۰
زونی	ابو الفرج ابن مسعود	لاہور	ت - ۴۸۴
عطا	عطا بن یعقوب	-	و - ۴۹۱
- عادت	سعادت بن مسعود	لاہور	قرن پنجم و ششم
- حاکم	شیخ حمید الدین حاکم	لاہور	۵۷۰
فرید	فرید الدین گنج شکر	کھوتوال	۵۸۲
رشید	خواجہ محمد رشید	لاہور	۵۹۸
نواشی	ابو جعفر محمد بن اسحاق	لاہور	قرن ششم
معتاج	ابوالرشید رشید	لاہور	”

۶۰۵	ملتان	بہا' الدین ذکریا	بہا' الدین
۶۰۸	ہمدان	فخر الدین	عراق
۶۴۹	ملتان	شیخ رکن الدین ابوالفتح	رکن الدین
قرن ہفتم	لاہور	سراج الدین	منہاج
قرن ہشتم	ہرات	امیر حسین بن عالم	حسینی
۵ ۷۲۴	باقی پت	شاہ شرف بوعلی	شرف
۵ ۷۲۵	دہلی	یمین الدین	خسرو
قرن نہم	لاہور	یحییٰ خان	یحییٰ
قرن دہم	لاہور	دیوان پندت مان ناتھ	اصغر
"	لاہور	سرزا قلیچ خان	الفتی
"	لاہور	شیخ الہداد	الہداد
"	قرشاہ	ظہیر الدین محمد	بابر
"	کابل	میر شہبہ	تشیبہ
"	وزیر آباد	مولوی جان محمد	جان
"	اصفہان	حرمان	حرمان
"	لاہور	حمیدی	حمیدی
"	تبریز	حیدری	حیدری
"	کاشان	میر حیدر معانی	رفیعی
"	لاہور	شتری	شتری
"	لاہور	شیری	شیری
"	گجرات	صلاح الدین	صرفی
"	عراق	مولانا صلاح الدین	صیرفی
"	لاہور	عباس قلی خان	عباس
"	لاہور	عبیدی	عبیدی
"	لاہور	میرزا کامران	کامران
"	لاہور	افضل خان	کلا
"	تلونڈی	گورو نانک بابا	گورو نانک
"	سرہند	محب علی	محب
"	لاہور	محمود	محمود
"	حصار	محتی	محتی
"	لاہور	مستغنی	مستغنی

۱۰۵۷-۹	لاهور	اسحاق لاهوری	اسحاق
۱۰۶۱-۹	همدان	ابو طالب	کلیم
۱۰۶۱-۹	شیراز	مسیح الزمان صدرا	مسیح الہی
۱۰۶۲-۹	واسط	مولانا شاہ محمد صالح	نسبتی
۱۰۶۴-۹	ساہن پال	سید حاجی محمد	نوشہ
۱۰۶۵-۹	مشہد	خواجہ ثنائی	ثنائی
۱۰۶۸-۹	بدخشان	ملا شاہ	شاہ
۱۰۷۳-۹	لاہور	احسن اللہ خان ظفر خان	احسن
۱۰۷۳-۹	لاہور	چندر بہان	برہمن
۱۰۷۶-۹	لاہور	اسیر	اسیر
۱۰۷۹-۹	جہلم	ملا فطرت	فطرت
۱۰۸۱-۹	لاہور	میرزا محمد طاہر عنایت خان	آشنا
۱۰۸۷-۹	ملتان	محمد معید قریشی	معید
۱۰۸۷-۹	ملتان	محمد معید	قرشی
۱۰۹۰-۹	بلخ	ملا مفید	مفید
۱۰۹۲-۹	لاہور	لطف اللہ	مہندس
۱۰۹۳-۹	ساہن پال	محمد برخوردار	برخوردار
۱۰۹۵-۹	مشہد	قاسم ارسلان	ارسلان
قرن دوازدهم	دہلی	مید احسن اللہ	احسن
"	لاہور	شاہ محمد افضل	افضل
"	کلانور	میرزا غلام محمد برلاس	الفت
"	ملتان	شیخ الہداد	الہداد
"	اچ	میر امام الدین	امامی
"	سامانہ	میر محمد احسن	ایجاد
"	ملتان	شیخ عبدالباقی	باہو
"	لاہور	ملا جامی	بیخود
"	ملتان	محمد شفیق	بیدل
"	لاہور	سید عبداللہ	تجرد
"	لاہور	میر محمد علی	تجرید
"	ملتان	تجسین	تجسین
"	مسہرند	میر مفاخر حسین	ناقب

قرن دوازدهم

بہکر	جان محمد	جان محمد
سیالکوٹ	جریدہ	جریدہ
لاہور	حاجی محمد امین	جنون
سرہند	شیخ محمد فاضل	جویا
پنجاب	مسیحا بن حکیم درویش	چنابی
لاہور	مید حسام الدین	حسام
سرہند	شیخ محمود	حیران
لاہور	محمد احسن	خبرت
لاہور	خواجہ اسماعیل خان	خلیل
خوشاب	جعفر علی	خوشابی
لاہور	پرتاب رائی	مخوشدل
لاہور	دانا	دانا
پسرور	دل محمد	دلشاد
لاہور	آغز خان بہادر مغل	دہدہ
سرہند	میر محمد زمان	رائج
پنجاب	محمد ارشد	رسای
ایران	محمد حسین	رضوان
پنجاب	منشی بیوج راج	روشن
پنجاب	محمد احسن خان	سابع
کاشان	سروری	سروری
سود عرہ	شیخ زسی الدین غلام مرتضیٰ	سروری
پنجاب	سلامت	سلامت
لاہور	ملا جمال	سویدا
ملتان	شہاب ملتان	شہاب
سیالکوٹ	میر دوست محمد	صانع
لاہور	قمر الدین	عطار
لاہور	شاہ عنایت اللہ	عنایت
لاہور	محمد حفیظ خان	عنایت
لاہور	میر غازی	غازی
اصفہان	میرزا ابو تراب	مبار
کنجاہ	محمد اکرم	مخنیمت

قرن دهم	لاهور	معصوم بن ابوالمعالي	معصوم
”	لاهور	شيخ عبدالمنعم	منعم
”	شوستر	قاضي نورالله	نوری
”	اصفهان	وفائي	وفائي
”	احق آباد	مير محمد شريف	وقوعی
۹۲۳ - ۹	اوجه	مخدوم محمد گيلاني	قادری
۱۰۱۴ - ۹۴۰	عمرکوت	جلال الدين محمد	اکبر
۱۰۰۴ - ۹۵۴	آگرا	شيخ ابو الفیض	فیضی
۹۹۹ - ۹۶۳	شیراز	شيخ جمال الدين	عرفی
۹۴۴ - ت	لاهور	عبدالرحيم خان خانان	رحيم
۹۹۴ - ۹	سرهند	ملا نور الدين محمد	نوری
۹۹۵ - ۹	سبزوار	پير زاده لوائي	لوائي
۹۷۳ - ۹	قندهار	مولانا محمد شاه	انسی
”	قندهار	آتشى	آتشى
ت - ۹۷۷	لاهور	نور الدين محمد	جهانگیر
قرن یازدهم	لاهور	چغت رانی	برهن
”	لاهور	عبدالعزيز	تھسین
”	لاهور	جشنی	جشنی
”	لاهور	غلام علی	حسینی
”	کنجہا	لچھنی نرائن	ذبیح
”	سرهند	سرآمد	سرآمد
”	سیالکوت	ملا ابو محمد	سرابی
”	سیالکوت	ابو محمد	سیرابی
”	جہلم	ملا فطرت	شادمان
”	پنجاب	سلطان شادمان خان	شادمان
”	سیالکوت	شاه خوش قاضي	قاضي
”	لاهور	جوت پرکاش	شوقی
”	لاهور	شہزادہ شہریار	شہریار
”	مازندران	ملا محمد ہونہ	صوفی
”	لاهور	میر حسین	عارف
”	اصفهان	مہرزا محمد ابراہیم	فارغ

قرن یازدهم	ملتان	رستم میرزا بن سلطان حسین	قدائی
"	امن آباد	ملا فرخ حسین	فرخ
"	پنجاب	نواب قاسم خان	قاسم
"	سیالکوٹ	قاضی محمد عارف	قاضی
"	سیوستان	میان شاہ میر	میر
"	لاہور	میر نجابت	نجابت
"	لاہور	نور جہان بیگم	مخفی
"	پنجاب	ولی	ولی
"	لاہور	نصیر الدین محمد	ہمایون
"	لاہور	حاجی بیگ	ہنر
"	لاہور	میرزا ابو نصر اللہ	یتیم
"	لاہور	محمد اشرف محمد عاقل	یکتا
۱۰۰۰ - ۹	یزد	کاتب یزدی	کاتبی
۱۰۰۵ - ۹	آمل	شریف آملی	شریف
۱۰۰۷ - ۹	لاہور	ملا فیضا	فیضا
۱۰۱۰ - ۹	تبریز	جلیس بیگ	فارغ
۱۰۱۰ - ۹	لاہور	میر احمد	فایق
۱۰۱۱ - ۹	بتالہ	میر احسن	احسن
۱۰۱۶ - ۹	لاہور	عبدالحق	سمندر
۱۰۱۹ - ۱۰۵۴	لاہور	ملا ابو البرکات	منیر
۱۰۲۴ - ۹	لاہور	ابو المعالی	غربتی
۱۰۲۴ - ت	اجمیر	محمد دارا شکوہ	قادری
۱۰۳۵ - ت	آمل	مولانا مید محمد طالب	طالب
۱۰۳۹ - ت	شیرکوٹ	سلطان محمد	باہو
۱۰۴۰ - ۹	لاہور	نور محمد انوری	انور
۱۰۴۰ - ۹	ملتان	علی محمد	ضالی
۱۰۴۸ - ت	لاہور	نواب زیب النساء بیگم	زیب
۱۱۲۶ - ۱۰۵۰	سرہند	محمد افضل	سرخوش
۱۱۳۳ - ۱۰۵۴	عظیم آباد	میرزا عبد القادر	بیدل
۱۰۵۴ - ۹	لاہور	محمد حاجی محمد بنیانی	لقائی
۱۰۵۶ - ۹	مشہد	حاجی جان محمد	قدسی

قرون دوازدهم	ملتان	فاروق	فاروق
"	ایران	فاضل هلی خان	فاضل
"	گجرات	محمد فاضل	فاضل
"	لاهور	میرزا ابو تراب	فتوت
"	لاهور	خیرالله	فدا
"	داغستان	عباس قلی خان	فدائی
"	چالندهر	فنا فی الله	فنا
"	پنجاب	شیخ سعدالله	گلشن
"	جونپور	میر محمد مراد	لابق
"	لاهور	ابنائی داس	مخلص
"	لاهور	میر مد هوش	مد هوش
"	لاهور	صوفی	مشار
"	لاهور	صوفی مشتاق احمد	مشتاق
"	سودهره	شیخ صفی الدین غلام مصطفی	مفتون
"	تکودر	اندر جیت نکودری	منشی
"	طالقان	محمد طاهر	منیری
"	اوجه	میر جان نلی	میر جان علی
"	خوشاب	میر عوف بیگ	میرزا
"	لاهور	میرزا مقیمائی	میرزا
"	ملتان	مہگ راج	مہگ راج
"	ملتان	ملا نادر	نادر
"	لاهور	خواجہ رحمت الله	ناطق
"	لاهور	میرزا علی ذبی خان	نقی
"	پتالہ	محمد	وارد
"	لاهور	سیالکوٹی مل	وارسته
"	پنجاب	شیخ وجیہ الدین	وجیہ
۱۱۰۰-۰	لاهور	میرزا جلال الدین	میادت
۱۱۰۰-۰	کشمیر	شاه صادق	صادق
۱۱۸۰-۱۱۰۳	اصفہان	شیخ محمد علی	حزین
۱۱۰۷-۰	سرہند	سید محمد زمان	راسخ
۱۱۰۸-۰	سرہند	ناصر علی	علی

۱۱۱۰ - و	پنجاب	میرزا عبداللطیف خان	تنہا
۱۱۱۱ - و	بتالہ	احسن	احسن
۱۱۱۱ - ت	لاہور	صمصام الدولہ ثانی	وقار
۱۱۱۲ - و	لاہور	سرآمد	سرآمد
۱۱۱۷ - و	اکبرآباد	محمد سعید	اعجاز
۱۱۱۸ - ت	اصفہان	میرزا جعفر	راہب
۱۱۲۰ - ت	لاہور	حکیم بیگ خان	حاکم
۱۱۲۰ - و	لاہور	فاضل خان خواجہ بابا	منصف
۱۱۲۳ - و	لاہور	میرزا محمد امین	بیرنگ
۱۱۲۳ - و	لاہور	منعم خان بہادر	منعم
۱۱۲۴ - و	لاہور	عاقل خان میر کرم اللہ	عاشق
۱۱۲۴ - ۱۱۷۷	داغستان	علی قلی خان	والہ
۱۱۳۰	لاہور	میر غازی	شہید
۱۱۳۱ - و	بخارا	میرزا مقیمائی بخاری	مقیمائی
۱۱۳۲ - و	پنجاب	بہویت رائی	بیغم بیراگی
۱۱۳۳ - ت	مالیہ	لالہ مشتاق رائی	قدرت
۱۱۳۴ - و	ترمذ	میر عبدالواحد	بلگرامی
۱۱۳۴ - و	لاہور	سید عبدالواحد	واحد
۱۱۳۶	پنجاب	منشی جودت پرکاش	جودت
۱۱۳۶ - و	انبالہ	رائی رام جی	ہاتف
۱۱۳۹ - و	سیالکوٹ	دلور خان	نصرت
۱۱۴۱ - و	سرہند	میان فضل اللہ	خوشتر، ہنر
۱۱۴۳ - ت	سیالکوٹ	محمد اخلاص	وامق
۱۱۴۳ - ت	سیالکوٹ	محمد اخلاص	وامن
۱۱۴۵ - و	لاہور	امام الدین	ریاضی
۱۱۴۶ - و	لاہور	میر زاہد علی	سغا
۱۱۴۷ - و	خوشاب	احمد یار خان	یکتا
۱۱۴۸ - و	کنجاہ	محمد ماہ کنجاہی	صداقت
۱۱۵۰ - و	لاہور	فقیر اللہ	آفرین
۱۱۵۰ - و	سیالکوٹ	میر محمد علی	رایج
۱۱۵۰ - و	لاہور	عبدالصمد خان	عبدالصمد

۱۱۵۴ء و	لاہور	میر محمد علی	افصح
۱۱۵۴ء - و	اوج	میان غلام علی	میان
۱۱۵۵ء - ت	پاندوکی	محمد اشرف	اشرف
۱۱۵۵ء - و	لاہور	خواجہ عبداللہ	سامی
۱۱۵۷	پنجاب	گل محمد	شاعر
۱۱۵۸ء - و	لاہور	منشی لچھمن نرائن	شفیق
۱۱۶۰ء - و	لاہور	ابوالحسن قابل خان	مرزا
۱۱۶۰ء - و	لاہور	میر معصوم عالی نسب خان	وجدان
۱۱۶۱ء - و	بلخ	میر محمد خان	خرد
۱۱۶۱ء - و	اورنگ آباد	مولانا سید قمر الدین	قمر
۱۱۶۴ء - و	لاہور	آنند رام	مخلص
۱۱۶۵ء - و	سودھرہ	عبداللہ	نعتی
۱۱۶۹ء - و	لاہور	میرزا ابو طالب	طالب
۱۱۷۰ء - و	شہر سبز	منور خواجہ	قدرت
۱۱۷۲ء - و	کابل	میرزا محمد صالح	آشنہ
۱۱۷۳ء - و	ساہن پال	محمد حیات سید نوشاہی	حیات
۱۱۷۹ء - و	پنجاب	شیورام	عاشق
۱۱۷۹ء - و	لاہور	شیخ محمد بی	تجرد
۱۱۸۶ء - و	سردند	شیخ عبدالواحد	وحدت
۱۱۹۰ء - ت	بتالہ	نورالعین	واقف
۱۱۹۱ء - ت	لاہور	پیر فرخ بخش	فرحت
قرن سیزدہم	امرتسر	انوری	انوری
،،	ایران	ہالیر مسیحی	ہالیر
،،	قصور	سلام اللہ جان	تسلیم
،،	گجرات	حکیم خدا بخش	خدا بخش
،،	چک سکندر	نظام الدین	خادم
،،	لاہور	ابی چند	دستور
،،	کنجاہ	شیخ محمد زاہد	زاہد
،،	جہلم چک عمر	شیخ عبداللہ	شیخ
،،	لاہور	ملا تنہو	فصاحت
،،	سور	محمد پناہ	قابل

قرن سیزدهم	لاهور	میرزا محمد حسین	فتیل
”	لاہور	ملا جیون	متین
”	کنجاہ	محمد صالح	محمد صالح
”	لاہور	مراد شاہ	مراد
”	اصفہان	معطری صفاہانی	معطری
”	لاہور	میر محمد زمان	مفتون
”	نور محل	مولوی رکن الدین نور محلی	مکمل
”	جھپورانوالی	مولا بخش	واصف
”	ملتان	گور بخش رائی	حضوری
۱۲۶۵ - ۱۲۰۲	ملتان	منشی خواجہ غلام حسن	حسن
ت - ۱۲۰۳	گوجرانوالہ	سید غلام قادر نوشاہی	نوشاہی
و - ۱۲۰۸	وزیر آباد	حافظ غلام محمد خان	آزاد
۱۲۸۶ - ۱۲۱۲	گجرات	سید قل احمد نوشاہی	قل
و - ۱۲۱۴	لاہور	شیخ سکندر شاہ	امداد
و - ۱۲۱۵	لاہور	غلام رکن الدین شاہ مراد بخش	غلام
ت - ۱۲۴۴	لاہور	مولانا حکیم مفتی غلام سرور	سرور
و - ۱۲۵۱	پنجاب	قل احمد فاروقی	قل
۱۳۳۶ - ۱۲۵۷	دہلی	حسین	حسین
و - ۱۲۶۵	لاہور	فتیر عزیز الدین	آزاد
و - ۱۲۶۸	لاہور	فتیر نور الدین	منور
ت - ۱۲۷۲	جالندھر	غلام قادر شاہ	اثر
۱۳۴۸ - ۱۲۷۳	رہتک	ابو سلیمان مظفر احمد	فضلی
و - ۱۲۷۷	ساہن پال	خدا بخش	خدا بخش
ت - ۱۲۸۱	ساہن پال	محمد شاہ سید نوشاہی	محمد
و - ۱۲۸۴	کنجاہ	غلام محی الدین	غلام محی
ت - ۱۲۹۰	بہاولپور	محمد عزیز الرحمن	مزین
و - ۱۲۹۰	ساہن پال	سید غلام محی الدین	محمی الدین
و - ۱۲۹۸	کشمیر	خواجہ محمد حسن کشمیری	شعری
ت - ۱۲۹۹	گجرات	سید سیف اللہ	سیف
قرن چہاردهم	گجرات	غلام محمد	تسکین
”	نوشہرہ	مشتاق احمد ہاشمی	مشتاق

قرن چهاردهم	گجرات	فیضان محمد بخشش	محمد بخشش
”	کسوری	غلام جیلانی	غلام جیلانی
”	شاد یوال	مفتی غلام رسول	غلام رسول
”	لاهور	نواب فیروز الدین	فیروز
”	کسوری	عبدالمالک	صادق
۱۳۰۲ - و	گجرات	سید احمد قلعه‌دار	ناظم
۱۳۲۳ - ت	گجرات	سید محمد شاہ	سینی
۱۳۲۵ - ت	گجرات	شریف احمد	شرافت
۱۳۲۶ - و	گجرات	قاضی محمد فخر الدین	قاضی
۱۳۳۲ - و	گجرات	نجم الدین	فایز
۱۳۵۴ - و	لاهور	مولانا دیدار علی	دیدار
۱۳۶۷ - و	رحیم یار خان	عبدالنبی	بدلی محمد
۱۳۸۱ - و	ساہن ہال	بشیر احمد	بشارت
۱۳۸۴ - و	گجرات	سید غلام مصطفیٰ	نوشاہی

سنوات میلادی

قرن ہفدہم	مشہد	حکیم میرزا محمد نعمت خان	ہالی
”	کاشان	محمد سعید	سرمد
قرن ہجدهم	لاهور	حیرت خان عالمگیری	حیرت
”	لاهور	راجہ دینا ناتھ	سوز
”	اتک	محمد شاکر	شاگرد
”	گجرات	میان اللہ جوایا	شوق
”	قاسم	عبداللطیف خان	شہاب
”	لاهور	ابوالقاسم خان	صافی
”	ایمن آباد	میر زین العابدین	عاطر
۱۷۷۱-۱۸۲۲	لاهور	قلندر شاہ لاہوری	قلندر
قرن نوزدهم	دہلی	سیف الحق	ادیب
”	مصر	اسحاق	اسحاق
”	کرنال	محبوب علی شاہ	اصغری
”	لاهور	میرزا اکرم بیگ چغتائی	اکرم

قرن نوزدهم	کشمیر	امام الدین	امام
”	دہلی	پندت سروپ نارائن	ایمن
”	لاہور	ترک علی شاہ قلندر	ترکی
”	خراسان	عزیز الدین ملتانی	چالاک
”	گجرات	محمد چراغ گجراتی	چراغ
”	جالندھر	مید اکبر علی	حافظ
”	سیالکوٹ	میر حسین الدین	حسین
”	ساہیوال	غلام قادر	حیدر
”	سیستان	میرزا محمد اکبر	مہاور
”	لاہور	محمد یحییٰ	خرد
”	تبریز	میرزا بدیع الدین	سارق
”	شیراز	شمس الدین	صافی
”	امر تسر	منشی عطا محمد	عطا
”	لاہور	منشی غلام محبوب مہجانی	محبوب
”	گولہ	نہر علی شاہ	نہر
ت - ۱۸۲۲	لاہور	دیوان امر ناتھ	اکبری
۱۸۳۰ - ۱۸۹۰	تلونڈی	غلام محمد	خوشدل
۱۸۳۵ - ۱۹۰۸	گورداسپور	میرزا غلام احمد قادیانی	غلام احمد
ت ۱۸۳۷ - ۱۹۱۴	پانی پت	خواجہ الطاف حسین	حالی
و - ۱۸۳۷	بتالوی	محمد علی	محمد علی
۱۸۴۳ - ۱۹۰۷	گجرات	سید اسد اللہ شاہ	اسد
و - ۱۸۴۴	لاہور	فتیر امام الدین	اظہر
۱۸۵۲ - ۱۹۲۸	گورداسپور	عبید اللہ	پسمل
۱۸۵۷ - ۱۹۲۷	دہوشیار پور، جالندھر	غلام قادر	گرامی
ت - ۱۸۵۷	لاہور	دکتر شیخ محمد الدین	ناظر
۱۸۷۰ - ۱۹۰۴	سیالکوٹ	ظفر علی خان	ظفر
و - ۱۸۷۰	لاہور	وزیر النساء بیگم	وزیر
ت - ۱۸۷۱	دہلی	پندت تریہون نات زتشی	زار
ت - ۱۸۷۲	سیالکوٹ	اشرف محمود	شجر
۱۸۸۰ - ۱۹۰۹	امر تسر	خواجہ عبید اللہ	اختر
ت - ۱۸۸۰	لاہور	پندت برجموہن لال تکو	زیبا

ت - ۱۸۸۲	امرتسر	حکیم فیروز الدین احمد	طفرانی
۱۸۷۳ - ۱۹۳۸	سیالکوٹ	شیخ محمد اقبال	اقبال
۱۸۷۶ - ۱۹۵۴	امرتسر	شیخ عبدالرحمن امرتسری	مینائی
۱۸۸۳ - معاصر	سیالکوٹ	خواجہ محمد مسیح پال	امین مسیح
ت - ۱۸۸۳	پنجاب	قاضی محمد یوسف	یوسف
و - ۱۸۸۵	دہلی	پندت امر نات ہالو	آہفتہ
۱۸۸۷ - ۱۹۶۴	امرتسر	عنایت اللہ خان	مشرقی
۱۸۸۸ - ۱۹۵۸	مکہ - کوئیم کرن	ابو الکلام احمد	آزاد
و - ۱۸۸۸	لاہور	رائی بہادر کنہیا لال	ہندی
۱۸۹۴	امرتسر	عبدالرحمن	خاکی
۱۸۹۴	امرتسر	حکیم محمد حسین	عرشی
۱۸۹۵ - ۱۹۶۱	لاہور	عبدالطیف	تپش
۱۸۹۵ - ۱۹۵۹	پتالہ	عبدالحمید	سالک
۱۸۹۶ - معاصر	مظفر نگر	محمد احمد	منظہر
۱۸۹۸ - ۱۹۵۷	ہوشیار پور	عزیز الدین احمد	عظاسی
۱۸۹۹ - معاصر	امرتسر	صوفی غلام مصطفیٰ	تبسم
۱۹۰۰ - معاصر	نہتور	حکیم علی احمد	نیر
۱۹۰۱ - معاصر	پسالی	دکتر غلام جیلانی	برق
ت - ۱۹۰۱	لاہور	احسان الدین	پردان
۱۹۰۱ - معاصر	لاہور	سید علی امام ابوظفر رضوی	نزش
۱۹۰۲ - ۱۹۵۰	لاہور	دکتر محمد دین	تائیر
۱۹۰۲ - ۱۹۵۳	ہوشیار پور	عبدالرشید	راجل
۱۹۰۴	انبالہ	ناظم علی	وقر
۱۹۰۵ - ۱۹۶۵	لاہور	محمد داؤد خان	اختر
۱۹۰۷ - معاصر	تلونڈی	ممتاز حسن	احسن
۱۹۰۷ - معاصر	سیالکوٹ	دکتر عبدالحمید	عرفان
۱۹۰۹ - معاصر	گورداس پور	شیخ محمد ایوب	ایوب
۱۹۱۰ - معاصر	بجنور	محمد ایوب علی	کوکب
ت - ۱۹۱۰	دہوا	سردار اللہ نواز خان	نواز
۱۰۱۲ - معاصر	ہوشیار پور	شیخ عبدالحفیظ	حفیظ
۱۹۱۴ / ۱۹۶۷	لاہور	پروفیسر فیروز الدین	وازی

۱۹۱۴ - و	سابور	محمد حسن گجراتی	مسکین
۱۹۲۳ - معاصر	جالندھر	غلام محمد صابری	نذر
۱۹۲۶ - معاصر	سیالکوٹ	دوست محمد جلال	عارف
۱۹۳۴ - معاصر	مونگٹا نوالہ	سید محمد اکرم	اکرام
۱۹۴۵ - و	چک عمر	مولوی سلام اللہ	شایق
۱۹۵۵ - و	گجرات	محمد عالم	عالم
۱۹۵۷ - و	گجرات	محمد عبدالکریم قریشی	کریم
۱۹۶۱ - و	لاہور	غلام دستگیر	نامی
۱۹۶۳ - و	گجرات	مولانا غلام رسول	غلام رسول
معاصر	گجرات	احمد حسین قریشی	احمد
نیمہ اول قرن بیستم	ملتان	سید محمد اولاد علی	اولاد
معاصر	داہرہ دین پناہ	مولانا محمد انضبل	بدر
معاصر	گجرات	غلام رسول شاہ	برق
معاصر	دیرہ غازی خان	سردار پیر بخش	پیر بخش
نیمہ اول قرن بیستم	لاہور	احمد شاہ بخاری	پطرس
معاصر	گجرات	محمد رمضان قریشی	تیسم
نیمہ اول قرن بیستم	کتھالہ	اصغر علی	روحی
معاصر	پنجابی	غلام غوث	صہانی
معاصر	چوہامل	ضیا محمد گجراتی	ضیا
نیمہ اول قرن بیستم	جلالپور جتان	نجف علی	عاصمی
معاصر	دیرہ اسماعیل خان	سردار عزیز جاوید	عزیز
نیمہ اول قرن بیستم	کنجاہ	علی محمد	علی
معاصر	گجرات	قاضی عطا محمد	عطا
نیمہ اول قرن بیستم	کنجاہ	نیک عالم	فیضی
نیمہ اول قرن بیستم	امرتسر	خواجہ کرامت اللہ	قمر
نیمہ اول قرن بیستم	پنجاب	منشی تلوک چند	مترجم
معاصر	کنجاہ	میان محمد شریف	مجزون
معاصر	پنجاب	محمد اسلم محمد اسلم	محمد اسلم
معاصر	گجرات	محمد حیات قریشی	محمد حیات
معاصر	گوجرانوالہ	چودھری محمد علی	محمد علی
نیمہ اول قرن بیستم	گجرات	محمد اکبر	منیر

معاصر	ایست آباد	میر ولی الله	ناصر
نیمه اول قرن بیستم	چترال	محمد ناصر الملک	ناصر
»	هریه والا	خوشی محمد	نواز
معاصر	دیره اسماعیل خان	سردار الله نواز	وفا
نیمه اول قرن بیستم	پنجاب	میلا رام	ابن مناح
عصر نا معلوم	لاهور	ابن مناح منہاج	الاسام
»	بلخ	شمس الدین حاجی بیچہ البستی	اسین
»	لاهور	اسین	انصاف
»	لاهور	محمد ابراہیم	انور
»	لاهور	ملا انوار لاهوری	بلبل
»	کشمیر	پندت گوری شنکر	بیدار
»	نوشہرہ	گلاب رائی	پروانہ
»	کنجاہ	موتی رام	ذبیح
»	پنجاب	محمد اکرم	جمال
»	لاهور	جمال الدین علی	جوش
»	پنجاب	محمد نظام پنجابی	جون
»	کنجاہ	راجہ سکھ جیون	حائلی
»	کشمیر	حالتی	حتوری
»	بخارا	حرب بن محمد	حقیقت
»	سرہند	میر علی رضا	حمید
»	لاهور	حمید الدین مسعود بن سعید	حمید
»	لاهور	حمید الدین شالی کوب	خطابی
»	ایران	خطابی	خطیر
»	لاهور	خطیر الدین محمد بن عبد الله	ذاکر
»	کشمیر	خواجہ محمد دائم	ذره
»	فرخ آباد	مہر چند	ساغر
»	لاهور	ساغر	مند
»	لاهور	میر شمس الدین	سوزی
»	لاهور	سوزی	شبابی
»	میالکوت	شبابی	شفیع
»	ملتان	میر محمد شفیع	

عصر نا معلوم	لاهور	نرنجن نات تکو	شکوه
»	کاشان	صالح	صالح
»	لاهور	مخدونا آقا عظیما	عظم
»	لاهور	حسینی بیگ	هیان
»	لاهور	خواجہ محمد فاضل خان	غبار
»	خراسان	القاضی الامام فخر الدین	فخر
»	دہلی	سید علی بخش	فرقی
»	ملتان	مولانا فضلی ملتانی	فضلی
»	لاهور	میرزا علی تقی خان	لسان
»	لاهور	وحید لکنی	لکنی
»	ترکستان	محمد جواد	محمد جواد
»	لاهور	محمد حسین شاہ رضوان	محمد حسین
»	کنجاہ	محمد خویشی	محمد خویشی
»	لاهور	منشی رام جس	محیط
»	سرہند	میر احمد حسین	مخلص
»	کنجاہ	لطف اللہ	مرہب
»	لاهور	ملا حاجی	ملا
»	لاهور	خراسان خان	سوالی
»	سیالکوٹ	نادری	نادری

* * *

فهرست اعلام

- آباوان ۱۸۰ ، آتشی ۲۰ ، آدینه بیگ ۱۴۷ ، آذر - پروفسور ۲۵۹ ، آرزو - خان سراج الدین علی خان ۸۱ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۱۹ ، ۱۲۹ ، ۱۴۷ ، ۱۵۵ ، ۱۷۶ ، ۳۲۹ ، ۳۳۱ ، ۳۴۴ ، ۳۸۱ ، آزاد - ابوالکلام احمد ۱۷ ، ۲۴۴ ، آزاد - حافظ غلام محمد خان ۱۹ ، آزاد - فقیر عزیز الدین ۱۸ ، ۸۴ ، ۲۲۹ ، ۳۰۰ ، آزاد - محمد عبدالرحمان ۲۴۴ ، آزاد - میرزا آزاد ۲۰۸ ، ۲۰۹ ، آزاد - میر غلام علی بلگرامی ۱۲۳ ، ۱۵۹ ، ۱۶۸ ، ۱۸۷ ، ۳۸۳ ، ۳۸۶ ، ۳۸۸ ، آزوده - مفتی صدرالدین ۲۰۶ ، آسی - علاء محمد عالم امرتسری ۲۳۷ ، آشفته - ہندت امرنات ۳۴ ، ۳۶ ، ۵۲ ، آشفته - میرزا صالح محمد ۳۴ ، آشنا - عنایت خان ۲۳ ، آشنا - میرزا محمد طاہر ۳۴ ، ۳۵ ،
- آصف جاہ - نواب ۲۰۸ ، ۲۰۹ ، ۲۷۰ ، ۲۹۲ ، آصف خان - میرزا ابوالحسن ۷۳ ، ۲۱۲ ، ۲۴۹ ، آغز خان بزرگ ۱۵۰ ، آفرین - شاہ فقیر اللہ ۴۰ ، ۴۱ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۴۴ ، ۴۵ ، ۴۶ ، ۴۷ ، ۴۸ ، ۹۱ ، ۱۰۱ ، ۱۱۴ ، ۱۱۶ ، ۱۱۷ ، ۱۳۸ ، ۱۵۶ ، ۱۷۲ ، ۱۷۸ ، ۲۹۱ ، ۳۳۵ ، ۳۳۹ ، ۳۵۶ ، ۳۸۲ ، ۳۸۳ ، ۳۸۹ ، ۳۹۳ ، ۳۹۴ ، ۴۰۶ ، ۴۰۲ ، ۴۰۳ ، ۴۰۶ ، ۴۱۸ ، ابن عربی - شیخ محی الدین ۲۳۵ ، ۲۳۷ ، ابن مناج - منہاج ۲۰ ، ابوالبرکات خان ۲۱۷ ، ۳۲۷ ، ابو الفتح بتالوی ۲۲ ، ابو الفتح گیلانی ۲۳۴ ، ۲۴۰ ، ۲۴۲ ، ابو الفتح موسوی ۲۵ ، ابو الفرج بن مسعود - رک : روئی ، ابو الفضل علاسی ۷ ، ۶۲ ، ۷۲ ، ۷۳ ، ۱۰۳ ، ۱۳۳ ، ۲۴۰ ، ۲۴۱ ، ۲۴۲ ، ۲۶۲ ، ۲۸۳ ، ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۲۸۶ ،

اسد - اسد خان جمدة الملك ۸۰ ،

۸۱

اسد - سيد اسد الله خان گجراتی ۳۲

اسدی - طوسی ۱۳۱

اسکندر - پادشاه ۷

اسلام خان ۷۳

اسلم - محمد اسلم خان ۴۱۴

اسماعيل ميرزا ۸۰ ، ۸۱

اسير - جلال ۳۲ ، ۹۲ ، ۱۰۲ ، ۲۱۱

اشرف - محمد اشرف ۳۳

اصغری - بنديت بان نات ۳۶ ، ۵۲

اصغری - محبوب علی شاه ۳۶

اظهر - فقير امام الدين ۱۸ ، ۱۹ ، ۳۷

۳۰۰ ، ۳۴۸

اعتماد الدولة ايراني ۱۰۹ ، ۲۲۳ ، ۳۴۴ ، ۳۴۹

اعتماد خان - ملا قوی ۱۷۹

اعجاز - محمد سعيد ملتاني ۳۷ ، ۴۴

۱۸۲

افصح - مير محمد علی ۴۸

افضل - افضل خان ۴ ، ۷۲ - ۷۵

افضل - شاه محمد ۴۹

اقبال - علامه شيخ محمد ۳ ، ۷ ، ۹

۱۰ ، ۱۲ ، ۲۸ ، ۵۱ ، ۵۳ ، ۵۹

۶۱ ، ۶۶ ، ۶۷ ، ۱۳۰ ، ۱۵۷

۲۱۹ ، ۲۲۶ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹

۲۴۴ ، ۲۷۹ ، ۳۰۹ ، ۳۵۱

۳۶۱ ، ۳۶۲ ، ۳۶۵

اکبر - جلال الدين محمد ۷ ، ۲۲

۲۷ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۵۹ ، ۱۰۵

۱۱۸ ، ۱۳۳ ، ۱۳۵ ، ۱۵۹

ابو الفضل محمد بن حسين ۲۴۹

ابو المتصور خان ۱۴۴

ابو حنيفة - امام ۲۴۹

ابو سفيان ۱۱۳

ابو طالب تبریزی ۱۸۷

ابهي چند ۱۷۸

اثر - غلام قادر شاه ۳۱

اجمير خان ۱۹۳ ، ۲۸۲

احسن الله خان ظفر خان ۲۲ ، ۲۳ ، ۳۴

۳۰۴ ، ۳۶۸ ، ۳۵۰

احسن - مير احسن پتالوی ۲۲ ، ۲۵

احسن - ممتاز حسن ۲۴ ، ۱۴۴ ، ۱۴۵

احمد - احمد حسين قریشی ۱۰ ، ۱۵

۲۶ ، ۹۸ ، ۱۳۴ ، ۱۹۵ ، ۲۳۴

۲۶۹ ، ۲۷۰ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱

۳۲۳ ، ۳۳۴ ، ۳۶۶

احمد جام - زنده پیل ۵۰

احمد دين ۶۱

احمد سروش ۵۵

احمد شاه ابدالی ۷۶ ، ۲۱۷ ، ۲۷۱

احمد معمار مهندس ۳۵۳

اختر - عباد الله ۳ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۲۹

اختر - محمد داؤد شیرانی ۴۱۳

اديب - سيف الحق ۳۱

اديب صابر ۱۸۵

ادهم بلخي ۱۴۷

ارادت خان ۲۹۴

ارسلان - قزل - قاسم لاهوری ۳۱

اسحاق لاهوری ۳۱

اسحاق ملتاني ۳۱

- امری - پیر مسکین شاہ ۳۶۶
 امیر علی جامدار ۶
 امیر کبیر ایرانی ۴۲۲
 امین حزین - خواجہ محمد مسیح پال
 ۶۱
 امین لاهوری ۶۱
 انسی - مولانا محمد شاہ ۶۲
 انصاری - حضرت ابو ایوب ۴۲۲
 انصاری - حکیم عبدالوہاب ۵۴
 انصاف - محمد ابراہیم ۶۲
 انور شاہ مولوی کاشمیری ۲۴۷
 انور - ملا انوری ۶۲
 انور - نور محمد ۶۳
 انوری امرتسری ۶۳
 انوری - ملک الشعراء ۶ ، ۱۶۱ -
 ۳۱۹۱ : ۶۵
 انیس - میر انیس ۲۲۶
 اودی بہان ۷۴ ، ۷۵
 اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ۳۵ ،
 ۴۲ ، ۴۸ ، ۷۵ ، ۸۰ ، ۸۳ ،
 ۱۱۲ ، ۱۱۴ ، ۱۳۹ ، ۱۴۷ ،
 ۱۵۸ ، ۱۶۸ ، ۱۷۳ ، ۱۷۹ ،
 ۱۸۲ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۱۹۲ ،
 ۱۹۵ ، ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۰۰ ،
 ۲۰۷ ، ۲۰۹ ، ۲۱۱ ، ۲۳۱ ،
 ۲۳۲ ، ۲۶۵ ، ۲۶۷ ، ۲۶۹ ،
 ۲۷۳ ، ۲۸۸ ، ۲۹۹ ، ۳۱۶ ،
 ۳۳۲ ، ۳۳۹ ، ۳۴۰ ، ۳۴۴ ،
 ۳۵۱ ، ۳۵۶ ، ۳۶۸ ، ۳۷۰ ،
 ۳۹۲ ، ۳۹۳ ، ۴۰۰ ، ۴۰۶ ،
 ایاز - غلام ۳۲۵
- ۱۹۴ ، ۲۰۰ ، ۲۱۳ - ۲۱۵ ،
 ۲۳۴ ، ۲۴۰ ، ۲۶۷ ، ۲۷۲ ،
 ۲۷۸ ، ۲۸۳ ، ۲۸۴ - ۲۸۶ ،
 ۳۰۰ ، ۳۱۸ ، ۳۲۵ ، ۳۲۶ ، ۳۳۴ ،
 ۳۷۶ ، ۳۹۲ ، ۳۹۹ ، ۴۲۸ ، ۴۳۰ ،
 اکبر خان شیرازی ۷۵
 اکبری - دیوان امر ناتھ ۳۶ ، ۵۰ ،
 ۵۲
 اکرام - سید محمد اکرم ۵۱ ، ۵۲ ،
 اکرم - میرزا اکرم بیگ چغتائی ۵۲ ،
 ۵۳
 اکمل - محمد افضل ۱۷۶
 التفات خان اصفہانی ۲۵۹
 التمش - سلطان شمس الدین ۳۴۷
 الفت - میرزا غلام محمد برلاس ۴۷
 الفتی - میرزا قلیچ خان ۵۹ ، ۶۰ ،
 الفتا - محمد صادق ۳۴۶
 الواشی - ابو جعفر محمد بن اسحاق ۴۷ ،
 ۴۸
 اللہ یار خان ۴۰۴ - ۴۰۷
 الہداد - شیخ الہداد گیلانی ۶۴
 الہداد - شیخ الہداد ملتانی ۶۴
 امام - امام الدین لاہوری ۶۰
 امام دین گجراتی ۲۶۲
 امام قلی خان ۱۶۸
 امام - میر امام الدین اوچہ ۶۰
 امان اللہ خان بادشاہ ۲۲۸
 امان اللہ - مولوی ۱۹۵
 امانت خان ارشد خان نواب ۱۳۹
 امداد - شیخ سکندر شاہ لاہوری ۶۰
 امر - ہندو ۲۶۵

ایجاد - میر محمد احسن ۶۴ ، ۶۵ ،
 ایمن ہندت سروپ نارائن ۶۵
 ایوب - شیخ محمد ایوب ۶۶ ، ۶۷
 باہر - ظہیر الدین ۲۰ ، ۲۷ ، ۶۲ ،
 ۶۸ ، ۳۰۴ ، ۳۱۶ ، ۴۰۰
 باقر - دکتر محمد باقر ۱۵ ، ۲۷۳
 باقی باللہ - خواجہ ۹۱ ، ۹۷
 باغو - سلطان محمد شیر کوٹی ۶۹
 باہو - شیخ عبد الباق ملتانى ۶۸ ،
 ۶۹
 بایزید بسطامى ۶۹
 بخت مل مدن ۱۸۸
 بخشى - ضیاء الدین ۱۳۳
 بخشى - هندو ۳۱۳
 بدا یونی - ملا عبد القادر ۱۰۶ ، ۳۰۵
 بدر الدین - مولوی ۱۰۶
 بدر منبلی ۲۴۷
 بدر - مولانا محمد افضل ۱۵
 برخوردار محمد ۶۹ ، ۳۲۱
 برق - دکتر غلام جیلانی ۱۵ ، ۷۰ ،
 ۳۶۷
 برق - غلام رسول شاہ ۷۱
 برہان - احسان الدین ۷۱
 برہان الملک ۳۸۹
 برہمن - جگت رائی ۳ ، ۷۲
 برہمن - چندر بھان ۷۲ ، ۷۶
 بسمل - عبید اللہ ۷۸ ، ۳۳۸
 بشارت - بشیر احمد ۷۸ ، ۷۹
 بشیری - رک : شیری لاہوری بشیری
 کوکوال
 ہقا ۱۶۹

بلابل - حبشی ۲۶
 بلبل - ہندت گوری شنکر ۷۹
 بلبل - محمد عبد النبی ۷۹
 بلین - سلطان جلال الدین غیاث الدین
 ۹۱ ، ۱۴۰ ، ۳۴۷ ، ۴۲۲
 بلگرامی - میر عبد الجلیل ۳۹
 ۳۱۶ ، ۴۰۷
 بلگرامی - میر عبد الواحد ۸۰ ، ۱۶۸ ،
 ۳۷۹
 موقی شاہ - غلام محی الدین ۳۱۶
 بہادر شاہ پادشاہ ۴۲ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ،
 ۳۵۶ ، ۳۴۶
 بہار - محمد تقی ۲۴ ، ۲۳۸ ،
 ۳۳۹
 بہاؤ الدین ذکر با ۶ ، ۷ ، ۶۸ ، ۹۰ ،
 ۹۱ ، ۱۲۷ ، ۱۶۱ ، ۱۸۰ ،
 ۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۷۶
 بہرام شاہ غزنوی - سلطان ۱۸۱ ،
 ۱۸۵ ، ۳۶۸ ، ۴۰۹
 بھوانی داس ۱۸۸ ، ۲۰۷ - ۲۰۹
 بھیکہ - شاہ حضرت ۱۵۹
 بیخود - ملا جامی ۸۰
 بیخود - مولانا وحید الدین ۳۷۸
 بیدار - گلاب رائی ۸۲
 بیدل - محمد شفیع ۹۰
 بیدل - میرزا عبد القادر ۳ ، ۴ ، ۱۰ ،
 ۳۷ ، ۳۸ ، ۴۳ ، ۸۲ ، ۹۰ ، ۹۵ ،
 ۱۲۸ ، ۱۲۹ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ،
 ۱۵۶ ، ۱۵۷ ، ۱۷۱ ، ۱۷۶ ،
 ۱۹۴ ، ۲۲۹ ، ۲۳۱ ، ۲۳۸ ،
 ۲۴۳ ، ۲۵۰ ، ۲۹۱ ، ۲۹۴

- تجسین ملتانی ۱۰۱
 تربتی - ابوالحسن ۲۲
 ترک - ترک علی شاه ۴۱۷ - ۴۲۰
 ترمذی - ملا حسام الدین ۹۰
 ترمذی - میرزا ابوالقاسم ۸۸
 تسکین - غلام محمد گجراتی ۱۰۱
 تسلیم - سلام الله خان ۱۰۲
 تسنیم - دکتر شفاعت احمد ۲۲۵
 تشبیبی - لاهوری، میر ۱۰۳
 تقی اوحدی ۱۳۳، ۱۸۸، ۲۱۴
 ۲۲۱، ۲۹۶، ۳۶۷، ۳۷۷
 تنویر - خدا بخش خان ۳۳
 تنها - عبد اللطیف خان ۹۱، ۹۲
 ۱۰۲
 ثور خان - ترخان - میرزا جانی ۶۴
 توماس آرنولد - مر ۵۳، ۵۴
 تیک چند بہار ۱۴۷
 تیمور - امیر ۴۸، ۷۲
 ثابت - میر محمد افضل ۲۰۷
 ثاقب - میر مفاخر حسین سہرندی ۱۰۴
 ۱۳۲، ۱۵۳، ۳۹۴
 ثروت - امراؤ بیگم ۳۰۷
 ثقہ الدین بن یوسف محمد ۱۰۴
 ثقہ الملک ۱۸۳، ۱۸۴
 ثنائی - خواجہ ۱۰۵
 جاسی - سولان نور الدین ۱۱۲، ۱۲۶
 ۱۷۷، ۳۷۸
 جان محمد ملتانی ۱۰۶
 جان محمد - منشی ۱۲۵
 جان محمد - مولوی ۱۰۶
 جان - میر جان علی ۱۰۶
- ۳۲۸ - ۳۳۱، ۳۴۶، ۳۷۰
 ۳۹۳
 بیربر - راجہ ۱۷، ۲۰۷، ۲۱۴
 بیرہ خان ۱۵۹
 بیرنگ - میرزا محمدی امین ۹۱، ۹۲
 ۲۷۲
 بیغم - بہویت رائی ۹۲ - ۹۵
 ہالپر - ہادری - راہب - مسیحی ۵
 ۹۵، ۳۴۲
 پروانہ - موتی رام کنجاہی ۹۵
 پریم نات دت - چودری ۲۲۵
 پطرس - احمد شاہ بخاری ۱۶، ۴
 ۴۱۷
 ہندت ہشن نارائن ۶۵
 ہندت - پرتھی نات ۱۶۷
 ہنون و سسی ۱۰۹
 پھلوی - محمد رضا - آریا مہر شاہنشاه
 ایران ۲۰۲، ۴۲۵
 پیر بخش ۹۵
 پیر کرم شاہ - مسیتا شاہ ۳۳۳
 تاثیر - دکتر محمد دین ۹۶
 تاجی الہ آبادی ۴۰۱، ۴۰۲
 تائب - محمد اکرم ۹۶
 تبسم - رمضان قریشی ۹۸، ۲۳۴
 تبسم - صوفی غلام مصطفی ۳، ۱۰، ۴
 ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۲۵۵
 تیش - شیخ عبد اللطیف ۱۷
 تجرد - سید عبداللہ ۹۹، ۱۰۰
 تجرد - شیخ محمد علی ۹۹، ۱۰۰
 تجرید - میر محمد علی ۹۹، ۱۰۰
 تجسین - عبدالعزیز ۱۰۱

- ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۵ ، ۳۷۶ ،
 ۳۷۷ ، ۳۹۱
 جی بابا ۱۹۴
 جیون - راجہ سکھ جیون ۱۱۱ ، ۱۲۸
 جیون - ملا ۱۶۸
 چالاک - عزیز الدین ملتانی ۱۱۱
 چایکین - پروفیسور ۱۶۵
 چہلی - مولانا عبد اللہ سیالکوٹی ۳۹۲
 چراغ - محمد - گجراتی ۱۱۱ ، ۱۱۲
 چشتی - ملا احمد بخش ۴ ، ۵۰
 چغتائی - دکتر محمد عبد اللہ ۴
 چنابی - بسیتا بن حکیم درویش ۱۱۲
 چودری محمد علی ۳۲۴
 چیمہ - چودری محمد حسین ۳۲۰
 حاجی محمد ہاشم گیلانی ۳۶۶
 حافظ الہی بخش ۳۰۰
 حافظ جمال الدین ۳۲۱
 حافظ خواجہ شیرازی ۹ ، ۱۴ ، ۲۱۷ ،
 ۲۳۵ ، ۲۹۱ ، ۳۰۰
 حافظ - سید اکبر علی ۱۱۲
 حافظ محمد حیات نوشاھی ۱۳۸
 حافظ محمد شاہ ۷۸ ، ۳۷۷
 حافظ محمد شاہ - نیک اختر نوشاھی
 ۲۰۵
 حافظ نور اللہ ۱۳۸ ، ۳۰۰
 حالتی پنجابی ۱۱۸
 حاکم - عید الحکیم بیگ ۴۲ ، ۴۴ ،
 ۱۱۴ - ۱۱۸ ، ۱۴۵ ، ۱۵۶ ،
 ۲۷۲ ، ۳۴۰ ، ۳۸۳ - ۳۸۶ ،
 ۳۹۰ ، ۳۹۴
 حاکم - شیخ حمید الدین ۱۱۳
 حاجی - سلطان ابراہیم ۱۰۵
 جریدہ سیالکوٹی ۱۰۷
 جیسوت رائی - لالہ ۲۰۹
 جشنی - غلام علی لاهوری ۱۰۷
 جعفر خان ۸۰
 جعفر صادق - ع - امام ۱۱۲
 جگر - علی سکندر مراد آبادی ۴۲۰ ،
 ۴۲۱
 جلال الدین اکبر - چودھری ۲۲۵
 جلال الدین بخاری ۱۱۲
 جمال الدین افغانی ۳۳۶
 جمال الدین بن یوسف لاهوری ۱۰۷
 جمال الدین سلیمان ۲۷۷
 جمال الدین عبد الرزاق ۱۸۵
 جمال الدین علی ۱۰۷
 جمال - مولانا ۲۲۸
 جنون - حاجی محمد امین ۱۰۸
 جنید بغدادی ۱۴۳ ، ۲۴۹
 جودت - منشی جودت پرکاش ۱۰۹
 جوش - محمد نظام ۱۰۹
 جوہا - شیخ محمد فاضل ۱۰۹
 جوہا - میرزا داراب ۲۷۱
 جہان خان وزیر ۲۱۶
 جہاندار خان سلطان ۱۹۲
 جہاندار شاہ - معز الدین ۸۱
 جہان گشت - مخدوم جہانیاں ۴۳۱
 جہانگیر - نور الدین محمد - سلیم ۱۲ ،
 ۲۲ ، ۶۰ ، ۶۳ ، ۱۰۷ ، ۱۱۰ ،
 ۱۱۱ ، ۱۲۶ ، ۱۷۲ ، ۱۹۰ ،
 ۲۱۲ ، ۲۲۰ ، ۲۲۲ ، ۲۲۳ ،
 ۲۴۰ ، ۲۹۱ ، ۳۰۵ ، ۳۱۸

- حکمت - مولوی محمد عوف ۳۱۷
 حکیم خدا بخش ۱۱۱
 حکیم درویش ۲۱۲
 حکیم زاهد علی ۲۳۷
 حکیم شفائی ۲۶۸
 حکیم شیخ حسین ۱۵۳
 حکیم عماد الدین ۳۳۴
 حکیم فخر الدین شیرازی ۳۳۴
 حکیم محمد باقر ۳۳۴
 حمزه میرزا ۸۱
 حمد الله مستوفی ۱۸۶ ، ۱۸۵
 حمید الدین مجذوب ۲۵۵ ، ۲۵۲
 حمید الدین مسعود شالی کوب ۱۳۳
 حمید الدین مسعود ۱۳۳
 حمیدہ بانو بیگم ۵۰
 حمیدی لاهوری ۱۳۳
 -یدر - غلام قادر ۱۰۱ ، ۱۳۴ ،
 ۳۳۴
 حیدری لاهوری ۱۳۵
 حیران - شیخ محمود ۱۳۵
 حیران - مولوی اکرام الدین ۱۱۲
 حیرت - لاهوری ۱۳۶
 خادم حسین ۳۲۰
 خادم - نظام الدین گجراتی ۱۳۶
 خاقانی ۱۴۰ ، ۶
 خاکی - عبد الرحمان ۱۳۶
 خان - پروفیسور محمود شیرانی ۴۱۳
 خان جهان کوکہ ۲۸۳ ، ۴۴
 خانخانان - عبد الرحیم و عبد المنعم
 ۲۴ ، ۶۴ ، ۶۸ ، ۱۵۹ ، ۲۴۰ ،
 ۳۴۶ ، ۳۴۵
- حالی - خواجہ الطاف حسین ۴۲۱ -
 ۴۲۴
 حاند حسین گنگوہی ۳۷۸
 حبیب الرحمان ۷۹
 حبیب الله خواجہ ۱۶۰
 حبیبی - عبد الحی ۱۸۶
 حرمان اصفہانی ۱۱۸
 ہزین - شیخ محمد علی ۱۰۳ ، ۱۱۸ ،
 - ۱۲۵ ، ۱۳۰ ، ۱۴۰ ، ۱۷۱ ،
 ۲۶۸ ، ۳۱۷ ، ۳۴۲ ، ۳۷۳ ،
 ۳۸۱ ، ۳۸۱
 حسام - سید حسام الدین ۱۲۵
 حسن دہلوی ۱۲۶
 حسن سرہنگ ۶۷
 حسن عسکری - امام ۱۱۲
 حسن - منشی غلام حسن ۱۲۵ -
 ۱۲۶
 حسینی - امیر حسین بن عالم ۱۲۶ -
 ۱۲۸
 حسین دوست ۱۲۳
 حسینی - امیر حسین الدین ۱۲۶ - ۱۲۸
 حسینی - غلام علی ۱۲۶
 حفصوری - گور بخش رائی ۱۲۸ ،
 ۱۲۹
 حفظ الله خان ۳۵۷
 حفظ - شیخ عبد الحفیظ ہوشیار پوری
 ۱۵ ، ۱۲۵ ، ۱۲۹ - ۱۳۱ ،
 ۱۴۹ ، ۲۷۷ ، ۳۰۹ ، ۳۱۳ ،
 ۴۱۴ ، ۴۲۴
 حقوری - حرب بن محمد ۱۳۲
 حقیقت - میر علی رضا سرہندی ۱۳۲

- خان - روح الله ۳۴۶
 خان - شهاب الدين ۳۹۹
 خان شهيد ۱۲۶ ، ۱۴۰
 خان محمد علي ۳۸۸
 خان هدايت الله عنايت الله ۳۶۹
 خاور - ميرزا محمد اكبر ۲۰۷ ، ۱۳۸ ، ۴۳۲
 خبرت - محمد احسن ۱۳۸
 خدا بخش - حكيم ۱۳۸ ، ۱۳۹ ، ۳۰۴ ، ۳۰۰
 خدا بخش نوشاهي ۱۳۸
 خديجه سلطان ۳۸۸ ، ۳۹۰ ، ۳۹۱
 خرد - خواجه محمد يحيى خان ۱۳۹
 خرد - مير محمد خان ۱۳۹
 خسرو - امير - دهلوی ۵ - ۳۲ ، ۸ ، ۶۸ ، ۱۱۵ ، ۱۲۶ ، ۱۴۰ ، ۱۴۲ ، ۱۹۱ ، ۲۰۴ ، ۲۰۳ ، ۲۰۴
 خسرو خان ۶۹
 خسرو ساسانی - پادشاه ۲۷ ، ۱۶۳
 خسرو ملك ۱۰۴ ، ۱۰۷ ، ۱۴۲ ، ۱۴۵ ، ۱۴۶ ، ۲۳۲ ، ۲۳۳ ، ۳۶۸
 خسروی - ابوبكر ۱۴۲
 خطابی گجراتی ۱۴۲
 خطیبی - حسين - جناب استاد ۵۶
 خطير الدين محمد بن عبدالملك ۱۴۳
 خليفه سلطان ۱۵۸
 خليفه محمد ابراهيم ۳۰۸
 خليل خان نواب ۱۳۵
 خليل - خواجه اسماعيل خان ۱۴۵
 خموش - رائي صاحب رام ۱۰۹
 خنجر خان ۴۰۴
 خجند - ملا وجه الدين ۲۷۷
 خواجه احمد الدين ۲۲۵ ، ۲۳۷
 خواجه افضل الدين ۲۶۷
 خواجه امداد حسين ۴۲۲
 خواجه ايزد بخش ۴۲۲
 خواجه حسن ۶ ، ۵ ، ۳۲۶
 خواجه جمال الدين ۶۳
 خواجه شاه سلمان ۳۲۳
 خواجه شمس الدين سيالكوتي ۳۵۳
 خواجه عبد الجبار ۴۰۱
 خواجه عبد الحليم خان ۱۳۹
 خواجه عبد القهار ۴۰۱
 خواجه عبد الكريم ۲۳۳
 خواجه عبيد الله احرار ۲۳۳
 خواجه عميد منصور بن مسعود ۱۶۳
 خواجه غلام محي الدين ۲۷۲
 خواجه محمد بن بهروز احمد ۱۶۳
 خواجه محمد حسين ۹۶
 خواجه محمد رشيد لاهوری ۱۴۵ ، ۱۴۶
 خواجه محمد صادق ۴
 خواجه محمد موسى ۳۵۸
 خواجه محمد نظام بخش ۹۶
 خوانساری - حسين ۱۲۲ ، ۱۲۴
 خوشابی - جعفر علي ۱۰۷
 خوشتر - ميان فضل الله ۱۴۴
 خوشدل - پرتاب رائي ۱۴۴
 خوشدل - غلام محمد ۲۴ ، ۱۴۴
 خوش قلم - فيض الله ۱۴۴
 خوشگو - بندرا بن ۴۱ ، ۱۴۴ ، ۱۷۳

ذاکر - خواجه محمد داویم ۱۵۱
 ذره - مهر چند ۱۵۱
 ذکریا خان - سیف الدوله - (نواب ۳۷)
 ۴۲ ، ۴۶ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۴
 ۳۲۹ ، ۳۹۴ ، ۴۰۱
 ذوالفقار خان - نواب اسد خاں ۲۵۷
 ۲۵۴ ، ۲۵۵
 ذوق - شاعر اردو ۳۳۶
 راحل - عبدالرشید هوشیار پوری ۱۳۰
 ۴۲۴
 رازی پروفیسور فیروز الدین - ۱۵۲
 رازی رک : عاقل خان
 راسخ - میر محمد زمان سرھندی ۴۵
 ۱۰۴ ، ۱۰۳ - ۱۵۵ ، ۱۷۷
 ۲۱۲ ، ۲۵۲ ، ۲۵۸ ، ۲۶۵
 ۳۹۳ ، ۳۹۵
 راشیدی - پیر حسام الدین ۱ ، ۲
 رانجھا و ہیر ۴۲ ، ۴۴ ، ۱۱۲
 راھب - میرزا جعفر ۱۵۸
 رائی - آنند رام - رک : مخلص
 رائی بھان ۸۴
 رائی - جسونت رام ۱۴۷
 رایج - میر محمد زمان سرھندی ۱۵۸
 رایج - محمد علی ۴۳ ، ۹۲ ، ۱۰۴ -
 ۱۵۸ ، ۱۸۸ ، ۲۱۸ ، ۲۵۸
 ۲۵۹ ، ۲۷۱ ، ۳۸۱
 رجب - علی عالی ۲۵۰
 رحمت اللہ مخدوم ۱۰۱
 رحمی - عبداللہ خان ۲۹۷
 رحیم رک : خانخانان
 رسالی - محمد ارشد ۱۵۹ ، ۱۶۰

۳۲۷ ، ۳۸۳
 خیال - تاج محمد ۲۶
 خیرام - حکیم عمر ۲۰۲
 خیر اللہ رک : فدا
 دارا شکوہ - محمد - قادری ۴۴ ،
 ۷۴ ، ۷۵ ، ۷۶ ، ۹۴ ، ۲۹۹
 ۳۶۸ ، ۳۶۹ ، ۳۹۹
 داغ دھلوی ۵۳ ، ۱۶۷ ، ۲۰۲
 داغستانی - والہ - علی قلی ۱۱۹ ،
 ۳۸۸ ، ۳۹۱
 دانا لاهوری ۱۴۷
 دانش - میرزا محمد رضی ۳۴ ، ۳۲۸
 دانیال شاہپور ۲۲ ، ۵۹
 داؤد بخش بن خسرو ۲۱۲
 دبیر - لچھمی نارائن ۱۴۷
 درگاہی مل - درگاہ مل ۲۹۲ ، ۲۹۳
 دستور - اہی چند ۱۴۷
 دلرس بانو ۱۶۸
 دلشاد - دل محمد پسروری ۱۴۷ - ۱۴۹
 دلپ سنگ ۵۱
 دلیر خان نواب ۱۴۴ ، ۳۹۷
 دماوندی - خواجه ادیب شرف الدین
 احمد ۴۷
 دوانی - جلال الدین محمد ۳۵۲
 دوست محمد ایرانی ۲۲۵
 دھوم داس ۷۲
 دیانت خان ۲۲۲ ، ۲۲۳
 دیدار - مولانا دیدار علی ۱۴۹
 دیدہ - آغز خان مغل ۱۵۰ ، ۲۹۱
 دینانات - راجہ ۳۶
 دیوانہ - قاسم ۳۴

- ۲۱۰
- سارق - میرزا بدیع الزمان ۱۶۹
- ساغر - لاهوری ۱۷۰
- سالک - عبدالمجید ۱۷۰
- سالم - حاجی اسلم ۱۵۳
- سامع - محمد احسن خان ۱۷۱
- ماسی - خواجه عبدالله ۱۷۱، ۴۳
- سایل ۳۷۸
- سبکتگین ۱۶۴
- سبحان قلی خان ۳۴۴
- سجاسی - رکن الدین ۲۴۵
- سحبا - میر زاہد علی ۱۷۱
- سختی شاہ سلیمان ۷۸
- سرآمد - ہندی ۱۷۲
- سرآمد - کشمیری ۱۷۲
- سرابی - ملا ابو محمد ۱۷۲، ۱۹۰
- ۱۹۱
- سراج الدین ۲۲۷
- سر بلند خان ۱۴۸، ۴۸
- سرخوش - محمد افضل ۱۴۴، ۱۷۳ -
- ۱۷۸، ۲۵۰، ۲۶۷، ۳۳۹ -
- ۳۹۲
- سردار کریم نواز ۳۷۴
- سردار نور محمد ۴۱۸
- سرمید احمد خان ۲۸، ۱۰۳، ۲۱۵
- ۲۴۴، ۲۸۳، ۳۳۶، ۳۶۱
- ۳۹۷، ۴۲۲
- سرمید - صادق ۲۳۹
- سرمید - محمد سعید ۱۷۸، ۱۷۹
- ۲۸۸ -
- سرور - حسین ۲۳۹
- رضوان - محمد حسین ۱۶۰، ۱۲۳
- رضوی - دکتر یاسین ۱۶
- رضی - ابراہیم سلطان ۱۶۲، ۱۶۴
- ۱۶۵، ۲۴۶، ۳۱۹، ۳۷۱
- ۳۷۳
- رقیمی - میر حیدر معنائی ۱۶۰
- رنجیت - دیو راجا ۱۴۷
- رنجیت سنگ راجا ۱۸، ۳۷، ۵۰
- ۵۲، ۱۶۷، ۱۸۸، ۲۱۱، ۳۰۰
- ۳۴۷، ۴۰۰
- روخی - اصغر علی گجراتی ۱۶۱
- رودکی ۱۳۳، ۲۲۶
- روشن الدولہ ۳۸۹
- روشن - محمد روشن ۱۶۱
- روشن - مستخدم ۴۶۶
- روشن - منشی بھوج راج ۱۶۲
- روخی - مولوی ۷۹، ۲۰۳، ۲۱۹
- ۲۳۹، ۲۶۲، ۲۶۳، ۳۱۴، ۳۲۴
- رونی - ابوالفرج بن مسعود ۱۶۲، ۳۱۹
- رہی معیری ۲۳۸
- ریاضی - امام الدین ۱۶۶، ۱۶۷
- ۳۵۴
- زار - ہندت تربہون نات زتشی ۱۶۷
- زاہد - شیخ محمد زاہد ۱۶۷
- زبردست خان ۴۰۴
- زخمی - عبد اللہ خان شاہجہانی ۱۷۴
- زلالی - خوانساری ۴۴، ۲۱۲
- ۲۱۳، ۲۷۲
- زیب - نواب زیب النساء بیگم ۱۶۸
- ۱۶۹، ۲۳۲
- زیبا - ہندت ہرجموہن لال نکو ۱۶۹

- ۴۸۱ ، ۳۰۴ ، ۰۲
 سوز - راجه دینا ناتھ ۱۸۸
 سوزی لاهوری ۱۸۸
 سویدا - ملا جمال ۱۸۸
 سیادت - میرزا جلال الدین ۱۸۸
 ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، ۲۷۰ ، ۲۷۱
 ۳۳۲ ، ۳۶۶ ، ۳۶۷
 سید اسدالله شاه گجراتی ۱۹۱
 سیدالله شاه ۹۱
 سید حاجی علاءالدین ۳۷۸
 سید حسن عسکری ۴۰۳
 سید حسین علی خان ۳۶۹
 سید رفیع الدین ۱۱۲
 سید سیف الله شاه گجراتی ۱۹۱
 سید خلیل شاه ۳۲
 سید عبدالله ۱۰۰
 سید عبدالله نوشاهی ۳۲۳ ، ۳۲۶
 سید عوض علی ۴۲۴
 سید فراز علی ۳۰۷
 سید کریم بخش ۲۷۶
 سید محمد ۳۰۳
 سید محمد اشرف ۸۰
 سید محمد امین نوشاهی ۳۲۰ ، ۳۷۷
 سید محمد شفیع ۳۲۰
 سید فیاض حسین ۴۲۴
 سید مظفر حسین واسطی ۳۷۸
 سید نظیرالدین شاه ۳۰۳
 سید ام طاهر ۳۳۸
 سیف الدوله - سیف خان بدخشی - نواب
 ۲۰۱ - ۲۰۰ ، ۳۴۴ ، ۳۵۰ ،
 ۳۵۱
- سرور مجاز ۹۹
 سرور - مولانا غلام سرور ۱۸۰
 سروری - رومی - مصطفی بن سلیمان
 ۱۸۱
 سروری - شیخ رضی الدین غلام مرتضی
 ۱۸۰ ، ۳۳۸
 سروری لاهوری - کاشی ۱۸۱
 سسی پتون ۱۰۹
 سعادت بن مسعود سعد ۱۸۱
 سعادت قلی خان ۹۱ ، ۱۷۲
 سعد رک : سلمان - مسعود سعد
 سعیدالله خان ۷۳
 سعدی شیرازی ۶ ، ۹ ، ۶۸ ، ۷۴ ،
 ۱۱۲ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۲۳۸
 سکو جیون - راجه ۱۶۲
 سکهرائی لاله ۱۷۳
 سلامت پنجابی ۱۸۳
 سلطان شاه میرزا ۴۸
 سلطان شهید ۱۴۲
 سلطان محمد ۱۴۱
 سلمان - خواجه - ابومسعود سعد ۱۸۳
 سلمان - مسعود سعد ۱۸۳
 سلیم الله - سر - نواب ۳۶۵
 سلیم - محمد علی کشمیری ۳۰۶
 سلیم - مولانا ۲۴۴
 سمندر - عبدالخالق ۱۸۷
 سنائی - حکیم ۱۸۵
 سنجر - ملک الشعراء ایران ۷۸
 سنجر - ابوالفرج ۱۶۴
 سند - سیر شمس الدین ۱۸۷
 سوری - شیر شاه - غازی ۱۹۳ ،

- شبلی ۲۰۲
 شبستری - شیخ محمود ۱۲۶
 شبلی - حضرت ۱۴۳
 شبلی نعمانی ۵۱، ۲۶
 شتری ۲۰۲
 شجاع ابونصر ۳۴۷
 شجاع - شجاع الملک ۳۴۱، ۳۴۲
 شجاع علی خان - نواب ۲۲۴
 شجر - اشرف محمود میالکوتی ۲۰۲
 شرافت - شریف احمد گجراتی ۲۰۵
 شرف - شاه شرف بو علی قلندر
 ۲۰۳ - ۲۰۵، ۳۰۷
 شرف یار خان ۸۱
 شریف آملی - لاهوری ۲۰۵، ۲۰۶
 شعری - خواجه محمد حسن ۲۰۶
 ۲۰۷
 شفیق - منشی لجهمی نرائن ۲۰۷ -
 ۲۱۰
 شفیع - میر محمد ۲۰۷
 شکرالله نواب ۴، ۸۵، ۲۲۹
 شکوه - پندت نرنجن ناتھ ۱۶۹،
 ۲۱۰، ۲۱۱
 شمس الدین حاجی بچه البستی ۲۱۰
 شمس الدین مولوی ۶۱
 شمس الدین میان ۲۴ -
 شمس - شمس الدین تبریزی ۲۰۳،
 ۲۳۵
 شمیم - پندت تربھون ناتھ زتشی
 رک : زار
 شوق - میان اللہ جوایا ۲۱۱
 شوق - جوت پرکاش ۱۹۵، ۲۱۱
- سیدی - سید محمد شاه گجراتی ۱۹۱
 شادمان خان - فطرت - سلطان ۱۱۴ -
 ۱۱۷، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۸۱، ۲۸۲
 شاعر - گل محمد معنی یاب ۱۹۴
 شاکر - محمد شاکر ۱۹۴، ۱۹۵
 شاه ابراہیم ۳۶۹
 شاه امیر ۲۹۰
 شاہجہان - پادشاہ ۴، ۲۳، ۳۱،
 ۳۴، ۳۵، ۶۳، ۷۲، ۷۴، ۷۵،
 ۸۰، ۱۱۲، ۱۵۰، ۱۷۵، ۱۷۸،
 ۱۸۲، ۱۹۲، ۱۹۹، ۲۰۰،
 ۲۰۱، ۲۲۸، ۲۶۸، ۲۷۲،
 ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۵، ۲۹۷،
 ۲۹۹، ۳۰۵، ۳۴۰، ۳۵۰،
 ۳۵۵
 شاه خوش قاضی ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۱۱
 شاه عالم ۱۹۴
 شاه عبدالنبی ۴۲۰
 شاه فاضل ۸۷
 شاه قاسم ہوالنہی ۸۷
 شاه کابلی ۸۷
 شاه محمد رضا قادری ۳۶۶
 شاه محمود ۱۱۵
 شاه - ملا شاہ بدخشی ۹۴، ۱۲۴،
 ۱۹۶ - ۲۰۲، ۲۸۸، ۲۹۰،
 ۳۹۹
 شاه ملوکی ۸۷
 شاہتواز خان ۱۶۸، ۳۰۵، ۳۰۶،
 ۳۹۸
 شایق - مولوی سلام اللہ ۱۹۵،

- شیخ کمال ۷۸، ۸۸
 شیخ محمد اچہ ۲۶۳
 شیخ محمد حفیظ ۴۰۸
 شیخ محمد درویش ۳۹۱
 شیخ محمد صداقت ۱۴۷
 شیخ محمد صوفی ۳۸
 شیخ محی الدین - رک : ابن عربی
 شیدا - ملا ۴
 شیر جنگ - نواب ۱۰۲
 شیریں - ملا میالکوتی ۲۱۴، ۲۱۵
 شیرین - خسرو ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۶۳
 شیفتہ - نواب مصطفی خان ۴۲۲
 شیکسپٹر - ولیم ۲۲۶
 شیون - میرزا شجاع خان ۲۲۵
 صابر اصفہانی - ملا ۲۴۱
 صابر تبریزی ۱۸۶
 صادق - شاہ صادق ۲۱۵
 صادق علی خان - نواب ۱۴۳
 صادق - عبدالملک گجراتی ۲۱۶
 صافی - ابوالقاسم خان ۲۱۷
 صافی - شمس الدین لاہوری ۲۱۷
 صالح کاشی ۲۱۸
 صالح - میر دوست محمد ۱۵۵،
 ۱۵۶، ۲۱۸
 صائب - میرزا - تدریزی ۲۳، ۲۴
 ۴۲، ۱۱۲، ۱۷۷، ۳۱۶
 ۳۲۸، ۳۴۰، ۳۵۶، ۴۱۸
 صبوری مشہدی ۲۲۳
 صداقت - محمد ماہ ۲۱۸
 صدیق - ملا ۵۲
 صرغی ساوجی ۴۲۸
 نور - محمد حسین ۲۵۸
 شوکت ۳۴
 شہاب الدین سلطان - غوری ۱۱۳،
 ۲۷۷
 شہاب - عبداللطیف ۲۱۱، ۲۱۲
 شہاب ملتانی ۲۱۲
 شہرت - اکرم الملک ۱۷۱
 شہرستانی ۳۰۶، ۳۰۵
 شہر یار - شہزادہ ۲۱۲
 شہید - شاد محمد اسماعیل ۲۷۸
 شہید - میر غازی ۲۱۲، ۲۱۳،
 ۳۹۴
 شیخ احمد مرہندی ۲۵۲
 شیخ احمد ملتانی ۶۴
 شیخ اللہ یار ۲۵۷
 شیخ الہی بخش ۲۳۷
 شیخ - حمید ۱۱۳
 شیخ حمد الدین ۲۸۴، ۲۸۵
 شیخ رکن الدین ۱۲۷، ۱۶۱
 شیخ سعید ۱۹۰
 شیخ سکندر بخش ۳۰۸
 شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ۹۰،
 ۹۱، ۱۲۶، ۱۲۷، ۲۳۵، ۲۳۶
 شیخ عبدالرحمن ۳۶۵
 شیخ عبدالرزاق ۲۲۵
 شیخ عبداللہ امانت خانی ۲۷۲
 شیخ عبداللہ جہلمی ۲۳۴
 شیخ عبداللہ مولوی ۱۹۵، ۲۷۰
 شیخ عثمان ترمذی ۶
 شیخ غلام محمد ۱۳۰
 شیخ کلالہ ۶۸

- ظہیر الدین ابراہیم بن مسعود ۱۶۳
 ظہیر الدین احمد ۲۴۷، ۳۰۰
 عابدی - سید وزیر الحسن ۵۱
 عارف - دوست محمد جلالی ۴۳۱،
 ۴۳۲
 عارف - صدر الدین ۱۶۱
 عارف - میر حسین ۲۲۸، ۲۲۹
 عاشق - جعفر ۲۵۹
 عاشق - شیورام ۲۲۹
 عاشق - عاقل خان میر کرم اللہ ۲۲۹
 عاصی - نجف علی ۲۳۰
 عاطر - میرزین العابدین ۲۳۰، ۲۹۳
 عاقل خان رازی ۷۵، ۲۲۹
 عالم - شہزادہ اورنگ زیب - رک :
 اورنگزیب
 عالی - رک : رجب علی
 عالی - حکیم میرزا محمد نعمت خان
 ۲۳۱، ۲۳۲
 عباس اقبال ۱۳۲
 عباس - حضرت - علیہ السلام ۳۸۸،
 ۳۹۰
 عباس قلی خان - رک : فدائی
 عبد الجلیل لاہوری ۶۰
 عبد الحکیم خان ۱۴۰
 عبد الحکیم سیالکوٹی ۷۰، ۷۵،
 ۳۹۱، ۳۹۲
 عبد الحی لاہوری ۲۱۴
 عبد الخالق میرزا ۸۳
 عبد الرسول حافظ ۱۹
 عبد الرشید ۱۶
 عبد الرفیع بن ابی فتح ہراتی ۳۳۲
 صرغی - صلاح الدین ۲۱۹
 صفدر جنگ ۳۹۰
 صفوی - شاہ اسماعیل ۲۷۲
 صفوی - شاہ حسین ۳۸۸
 صفوی - شاہ سلیمان ۳۴۰
 صفوی - شاہ ظہماسپ ۳۰۴، ۴۰۲
 صفوی - میرزا رستم ۳۰۵
 صفی الدین اسحاق اردبیلی ۱۱۸،
 ۱۲۰، ۱۲۲
 صمدانی - غلام غوث ۲۱۹، ۲۲۰
 صمصام الدولہ خان دوران ۲۰۹،
 ۴۰۰
 صوفی - ملا محمد یوسف ۲۲۰
 صہبائی - امام بخش ۷۹، ۱۲۳،
 ۲۰۶
 صیرفی - مولانا صلاح الدین ۲۲۱
 ضالی - علی محمد ملتانی ۲۲۱
 ضیا - ضیا محمد کجراتی ۲۲۱، ۲۲۲
 ضیاء اللہ ملتانی ۲۲۱
 ضیائی مسلم ۳۷۱
 طالب آملی - سید محمد طالب ۱،
 ۶۰، ۱۳۰، ۱۶۶، ۱۶۷، ۲۲۲
 - ۲۲۴، ۳۳۰
 طالب - میرزا ابوطالب ۲۲۴
 طاہر قصر آبادی - نیزا ۷۲
 طباطبائی - میرزا جلال ۳۵۰
 طفرائی - حکیم فیروز الدین احمد
 ۲۲۴ - ۲۳۷، ۲۲۶
 طنطاوی - علامہ ۳۶۱
 ظفر احمد ۳۳۷
 ظفر علی خان - مولانا ۲۲۶ - ۲۲۸

- ۲۸۵
 عزیزانہ - سید - شاہ ۲۲
 عزیز - سردار عزیز جاوید ۲۴۳
 عزیز - محمد عزیزالرحمان ۲۴۴
 عشقی - حسین ۲۳۹
 عطا بن یعقوب ۲۴۶
 عطار - قمرالدین ۲۴۶
 عطا محمد ۳۳۶
 عطا - منشی عطا محمد امرتسری ۲۴۴
 عظامی - عزیزالدین احمد ۲۴۷
 ۲۴۸ ، ۲۴۵
 عظم - محمداقا عظیمیا ۲۴۹
 علی - حضرت علی علیہ السلام ۶۹
 ۷۰ ، ۱۶۸ ، ۲۵۱
 علی - خان بہادر نواب ۲۰۸
 علی تابا ۷۲
 علی قلی خان ۱۲۳ ، ۲۲۲
 عل محمد کنجاہی ۲۵۶
 علی وردی خان ۷۶
 علی یزدی ۶۸
 عمادالملک ۲۹۳
 عمر بن خطاب ۷۸ ، ۲۷۷
 عمر شیخ میرزا ۶۸
 عنایت - شاہ عنایت لاہوری ۲۵۷
 عنایت - محمد حفیظ خان ۲۵۷ ، ۲۵۸
 عنصری - ایرانی ۱۳۳ ، ۱۶۵
 عوق - محمد ۷ ، ۲۸۱ ، ۴۰۹
 عیان - حسین بیگ ۲۵۸
 عیسیٰ - حضرت - علیہ السلام ۷۴ ، ۷۵
 عیسیٰ - میر محمد مہدی ۲۷۶
 غازی خان ۶۸
- عبدالصمد خان دلیر جنگ ۴۲
 ۴۶ ، ۸۶ ، ۹۱ ، ۹۲ ، ۱۰۸
 ۱۱۴ ، ۱۱۹ ، ۱۴۵ ، ۱۵۰
 ۱۵۸ ، ۲۳۳ ، ۲۵۸ ، ۲۷۳ ، ۳۲۹
 ۳۳ ، ۳۴۰ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵
 ۳۵۶ ، ۳۹۴ ، ۳۹۵ ، ۴۰۱
 عبد العزیز خان ۳۴۰
 عبد الکریم چغتائی ۵۳ ، ۷۲ ، ۷۳
 عبد الکریم قریشی ۳۶ ، ۲۳۴
 ۳۲۳ ، ۳۸۲
 عبد المالک صادق ابوالبرکات ۲۳۴
 ۲۶۱
 عبد المومن خان - نواب ۱۴۵
 عبد الولی عزلت موری ۸۴ ، ۳۷۰
 عبد اللہ خان ۱۸۴ ، ۲۹۷
 عبد اللہ لاہوری ۷۰
 عبیدی ۲۳۴
 عثمان اجلاہی ۲۴۹
 عثمانی - مولانا محمد سعید ۳۱۰
 ۳۱۳ ، ۴۲۶
 عراق - شیخ محمد فخرالدین ۹۱
 ۲۳۵ - ۲۳۷
 عرشی - حکیم محمد حسین ۱۵
 ۲۲۵ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸
 عرفانی - خواجہ عبدالحمید ۲۳۸
 ۲۳۹
 عرف شیرازی ۷ ، ۲۳۷ ، ۲۴۰
 ۲۴۳ ، ۳۵۰ ، ۳۵۱
 عربان - باباطاھر ۲۳۸
 ہزالدین - مولانا ۳۳
 عزت - عبدالعزیز ۳۷ ، ۳۹ ، ۸۳

- غلام معی الدین ۳۷ ، ۲۴۶ ،
 ۳۲۶ ، ۳۴۷
- غلام مصطفی نوشاهی ۷۱ ، ۷۸ ،
 ۲۰۰ ، ۳۳۵ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ،
 غوث الاعظم - حضرت ۷۰ ، ۷۹ ،
 ۲۶۵ ، ۲۸۹ ، ۲۹۰ ، ۴۰۱ ،
 غنی کشمیری ۳ ، ۱۷۵ ، ۲۲۸ ،
 ۲۹۸
- غنیمت کنجاهی - محمد اکرم ۱۴۷ ،
 ۲۱۸ ، ۲۱۹ ، ۲۶۴ - ۲۶۷ ،
 غیاث الدین بلبن - ۵ - ۷ ، ۹۱ ،
 ۱۴۰ ، ۳۴۷ ، ۴۲۲
- غیاث الدین علی ۱۰۰
- فارغ - میرزا ابراهیم احمد لاهوری
 ۲۶۸
- فارغ - جلیسی بیگ - عباسی ۲۶۷ ،
 ۲۶۸
- فاروق ملتانی ۲۶۹
- فاروقی - عزیز الدین ۲۹۹
- فاروقی - محمد اشرف ۲۹۹
- فاضل - فاضل علی خان ۲۶۹ ، ۲۷۰ ،
 فاضل - محمد فاضل گجراتی ۲۶۹
- فایز - نجم الدین ۲۷۰
- فایق - میر احمد ۳ ، ۲۷۰ ، ۲۷۱ ،
 فتح علی خان - نواب ۳۰۹
- فتوت - میرزا ابوتراب ۲۷۱
- فخر - القاضی الامام فخر الدین ۲۷۳ ،
 ۲۷۴
- فخرمدبر ۶
- فدا - میان خیر الله ۹۲ ، ۹۹ ، ۱۰۰ ،
 ۲۷۲ ، ۳۲۶
- غازی - میر غازی ۲۵۸
- غازی - عبدالرحمان ۴۲۴
- غالب - اسدالله خان ۶۱ ، ۲۰۶ ،
 ۲۰۷ ، ۲۲۶ ، ۲۴۴ ، ۳۳۶ ،
 ۴۲۱ ، ۴۲۲
- غبار - خواجہ محمد فاضل خان ۲۸۵ ،
 ۲۸۹
- غبار - میرزا ابوتراب ۲۵۹
- غربتی - ابوالمعالی ۴۹ ، ۲۶۰ ،
 ۲۹۵ ، ۳۳۸
- غزالی - امام شیخ محمد ۲۳۵
- غزالی - مشہدی ۲۱۴ ، ۲۸۵
- غلام احمد قادیانی ۲۶۱ ، ۲۶۲ ،
 غلام جیلانی ۲۶۱
- غلام حسن ہریہ والا ۲۶۲
- غلام رسول ابو عزیز ۲۴۴
- غلام رول اسرتوری ۲۲۵
- غلام رسول مفتی ۲۶۱
- غلام رسول - مولوی ۱۳۶ ، ۲۶۲
- غلام رکن الدین شاہ مراد بخش ۲۶۳
- غلام سرور مفتی ۱۹ ، ۲۹۰ ، ۴۰۰ ،
 غلام شاہ ۳۷ ، ۳۴۷
- غلام فرید - بابا ۷۹
- غلام قادر بتالوی ۱۷۰
- غلام قادر نوشاهی ۲۶۳
- غلام محبوب سبحانی ۱۳۸ ، ۲۱۷ ،
 ۳۱۹
- غلام محمد - حاجی ۲۲۵
- غلام محمد شاہ ۱۰۰
- غلام محمد - مفتی ۱۸۰
- غلام محمد - مولوی ۹۹

۱۵۷
 فیروزالدین - نواب ۲۸۲ ، ۲۸۲ ، ۲۹۲
 فیضا - ملا ۲۸۲
 فیضی - ابوالفیض فیاضی ۷ ، ۷ ، ۹۵ ، ۱۶۰ ، ۱۶۰ ، ۲۲۱ ، ۲۱۹ ، ۲۴۰ -
 ۲۴۲ ، ۲۸۳ - ۲۸۷ ، ۳۴۲ ، ۴۲۸
 فیضی - نیک عالم ۲۸۷
 قانی ۵۲ ، ۲۲۶
 قابل - محمد پناه ۲۹۱
 قتیل - میرزا محمد حسین ۲۹۲ -
 ۲۹۴ ، ۳۸۱
 قادری - رک : داراشکوه
 قادری - پیر عبدالرحمان ۶۹
 قادری - حافظ بدھا شاه ۳۷۸
 قادری - حافظ قائم الدین ۳۷۸
 قادری - مید محمد ۱۳۳
 قادری - شیخ سلیمان ۳۷۸
 قادری مخدوم محمد گیلانی ۲۹۰
 قاسم تبریزی ۱۲۲
 قاسم خان نیشاپوری ۱۳۵
 قاسم - نواب قاسم خان ۲۹۱ ، ۳۷۳
 قاضی ابوالقاسم ۲۲۸
 قاضی اختر ۱۶۸
 قاضی امانت اللہ ۳۸۲ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵
 ۳۸۷
 قاضی سائین دتہ ۳۵۵
 قاضی عطا محمد گجراتی ۲۳۴ ، ۲۴۵ ،
 ۲۷۴ ، ۳۳۴
 قاضی عنایت اللہ ۲۴۵
 قاضی فخرالدین ۲۷۴
 قاضی قلندر ناروقی ۳۵۵

فدائی - رستم میرزا بن سلطان حسین
 ۲۷۲
 فدائی - عباس قلی خان ۲۳۲ ، ۲۷۳
 فرحت - پیر فرح بخش ۲۷۴ ، ۲۷۵
 فرخ - ملا فرخ حسین ۲۷۵
 فرخ میر - محمد ۴۳ ، ۶۵ ،
 ۱۱۴ ، ۱۳۹ ، ۱۷۶ ، ۲۳۳ ،
 ۲۶۹ ، ۲۷۳ ، ۲۷۵ ، ۲۷۶ ،
 ۳۴۰ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵ ، ۳۵۶ ،
 ۳۹۳ ، ۴۰۰ ، ۴۱۰
 فردوسی طوسی ۱۳۱ ، ۴۱۸
 فرسم خاتون ۲۷۷
 فرقتی - مید علی بخش ۲۷۶
 فسائی - محمد مسیح ۱۲۲ - ۱۲۴
 فصاحت - ملا تھو ۲۷۸
 فضل احمد - مولوی ۱۹۵
 فضل علی خان ۲۷۰
 فضل محمد خان ۱۲۹ ، ۴۲۴
 فضلی - ابولیمان مظفر احمد ۲۷۸ - ۲۸۰
 فضلی - مولانا - ملتانی ۲۸۱
 فضیلت خان ۳۷۳
 فطرت - رک : شادمان خان
 فطرت - میر معز موسوی خان ۱۷۴ -
 ۱۷۷
 فغفور ۲۹۷
 فقیر شمس الدین - سر ۳۹۰
 فقیر عزیز الدین ۳۷ ، ۴۴۷
 فقیر محمد جہلمی ۲۶۱
 فقیر نور الدین ۳۷ ، ۴۴۷
 فنا - فنا فی اللہ جالندھری ۲۸۲
 فرق - منشی محمد دین اسرٹسری

کاشغالی - ۳۸۸
 کاشی - حسن قلی خان ۱۱۹
 کافی بن ابوالفرج رونی ۱۶۵
 کاسران - میرزا ۳۰۴ ، ۳۰۵
 کاسروپ ۱۲۸ ، ۱۲۹
 کاسکار خان ۸۱
 کابلتا ۱۲۸ ، ۱۲۹
 کرشن پرشاد - مهاراجا ۳۰۹
 کرم شاه مسیتا شاه ۶۰ ، ۲۷۵
 کشته - منشی مولا بخش ۲۲۵
 کفایت خان ۱۳۹
 کلاهی - افضل خان ۳۰۵
 کلیم - ابوطالب ۲۹۶ ، ۲۹۷
 ۳۰۵ - ۳۰۷
 کمال الدین علی قرشی ۹۰
 کوکب - محمد ایوب علی ۳۰۷
 کوکلتاش - زین خان ۶۳ ، ۲۰۲
 ۲۱۴ ، ۳۹۷ ، ۳۹۸ ، ۴۰۲ ، ۴۳۰
 کیتل داس ۷۶
 کیقباد - ۲۷
 گرامی - غلام قادر ۵۱ ، ۲۴۸
 ۳۰۸ - ۳۱۵ ، ۴۲۵
 گردیزی - ملا شاه ۱۱۱
 گلزار - سرتیب ۱۵
 گلشن - شیخ سعدالله ۳۱۵ ، ۳۹۶
 گنج بخش - سید علی هجویری ۶۰
 ۷۸ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۳۱۹
 گنج شکر - فریدالدین ۷۹ ، ۲۷۷
 گنیش داس کجراتی ۲۶۹
 گورونانک ۳۱۶
 گیلانی - حکیم علی ۳۳۵

قاضی محمد اسلم ۳۳۳
 قاضی محمد حسین ۲۶۳
 قاضی محمد عارف سیالکوٹی ۲۲۸
 قاضی محمد فخرالدین ۲۷۴
 قاضی میر علی بخاری ۲۰۶
 قاضی میر یوسف ۱۱۵ ، ۳۲۴
 قاضی نورالله شوستری ۳۷۶
 قائد اعظم - محمد علی جناح ۳۹
 قتلیق نگار خانم ۶۸
 قدرت - لاله مشتاق رائی ۲۹۴
 قدرت - منورخواجہ سرہندی ۲۹۴
 قدسی - حاجی جان محمد ۱۶۰ ،
 ۲۹۵ - ۲۹۸ ، ۳۰۶
 قرشی ۲۹۹
 قطب الدین ۱۱۳
 قطب الدین علی خان ۱۲۹
 قل - سید قل احمد نوشاهی ۳۰۰ ،
 ۳۲۰
 قل - قل احمد فاروقی ۲۹۹
 قلندر شاه لاهوری ۱۸ ، ۱۹ ، ۵۰ ،
 ۵۲ ، ۵۳ ، ۱۸۸ ، ۶۳ ، ۳۰۰ ،
 ۳۰۲
 قلندر میرزا ۸۷ ، ۸۸
 قلیچ خان ۱۹۱
 قمرالدین - نواب ۳۲۹ - ۳۳۱
 قمر - خواجہ کرامت اللہ ۱۴ ، ۱۵ ،
 ۳۰ ، ۳۰
 قمر - سید قمرالدین ۳۰۳
 قمر - ملک محی الدین ۲۲۵
 کاتبی - کاتب لاهوری ۳۰۳
 کاتبی - مولانا تجلی ۳۳۱

محمد اعظم شاه ۸۳ - ۸۵ ، ۱۵۳ ، ۱۵۴ ، ۳۹۴ ، ۴۱۰
 محمد ایوب خان - قیلد مارشال ۷-۳
 محمد باقر بن قاضی محمد حسین ۶۳-
 محمد بخش - میان ۳۲۰
 محمد جواد ۳۲۱
 محمد حسن ۲۴
 محمد حسین - مولوی ۷۸
 محمد - حضرت پیغمبر ۲۳ ، ۲۶ ، ۶۱
 ۶۹ ، ۱۲۷ ، ۱۶۱ ، ۱۷۸ ، ۲۰۱
 ۲۱۸ ، ۲۴۵ ، ۲۴۷ ، ۳۷۱
 ۳۸۸ ، ۳۹۰
 محمد حیات - سید - نوشاهی ۳۲۱
 محمد حیات قریشی ۳۲۱
 محمد خویش کنجاهی ۳۲۲
 محمد زاهد ۱۷۳ ، ۱۷۵
 محمد - دانا خان شهید ۶۰
 محمد شاه پادشاه ۴۳ ، ۵۰ ، ۶۵
 ۱۱۴ ، ۱۱۶ ، ۱۳۶ ، ۱۳۹
 ۱۵۷ ، ۱۵۹ ، ۱۹۴ ، ۲۳۳
 ۲۶۹ ، ۲۹۴ ، ۳۲۸ ، ۳۳۰
 ۳۴۰ ، ۳۴۶ ، ۳۵۶ ، ۳۸۲
 ۳۸۹ ، ۳۹۱ - ۳۹۳ ، ۴۰۴
 ۴۰۵ ، ۴۰۸ ، ۴۱۰
 محمد شاه - سید - مولانا ۲۰ ، ۲۴۷
 محمد صادق - نواب ۲۱۶
 محمد صدیق ۳۲۴
 محمد ظاهر شاه ۲۳۰
 محمد فاضل خان ۱۰۸
 محمد محفوظ الحق ۰۰۴
 محمد مسلم ۳۹۲

گیلان - شیخ زاهد ۱۱۸ ، ۱۴۰ ، ۱۲۳ ، ۱۲۳
 لاله کمکالس ۳۲۶
 لاهیجی - شیخ علی وحدت ۱۱۹ ، ۱۲۱
 لایق - میر محمد مراد ۳۱۶
 لرد میو - ۴۱۹
 لقانی - محمد حاجی محمد بنیانی ۳۱۷
 لکنی - وحید لکنی ۳۱۸
 لوانی - پور زاده ۳۱۸
 لودهی - بهلول خان ۳۱۶
 لودهی - شیر خان ۱۹۸
 لهراسپ بیگ بدخشی ۸۱
 ماهر - میرزا محمد علی ۷۳ ، ۱۷۴ -
 ۱۷۷
 مایل - میرزا قطب الدین ۱۷۵
 مبارزخان ۳۷۰
 مبارک الله ناگوری ۷۰ ، ۹۵ ،
 ۲۷۴ ، ۲۷۵ ، ۲۸۵ ، ۳۴۲
 متوکل - نجیب الدین ۲۷۷
 متین - سلاجیون ۳۱۸
 مجد الدین - امام ۱۴۳
 مجدد الف ثانی ۲۵۱ ، ۲۵۴ ، ۲۵۵ ،
 ۳۹۶
 محب علی سرهندی ۳۱۸
 محتاج - ابوالرشد رشید ۳۱۹
 محدث - شاه ولی الله ۲۴۷ ، ۲۵۹
 معروف - منشی تلوک چند ۴۲۸
 محزون - میان محمد شریف ۳۲۰
 محسن قانی ۳
 محمد ابراهیم - حافظ ۲۱

- مسکین - محمد حسن ۳۳۴
 مسیح اللہ - مسیح الزمان صدرا ۳۳۴
 مسیح - حکیم رکن الدین کاشی ۲۲۲
 مشتاق احمد ہاشمی ۳۳۵
 مشتاق - سید علی اصفہانی ۱۵۸
 مشتاق - صوفی مشتاق احمد ۳۳۵
 مشرب - میر معصوم ۱۲۸، ۱۲۹،
 ۲۵۴، ۲۵۲
 مشرقی - عنایت اللہ خان ۳۳۶، ۳۶۱
 ۳۶۲
 مشہور - آقارضائی ۳۹۴
 مصحفی ۳
 مصیب ۲۵۷
 مظفر خان ۱۲۵، ۳۵۸
 مظفر خان پادشاہ ۳۴۱
 مظفر - سید کاظم علی ۳۰۷
 مظفر علی - قاضی ۱۹۵
 مظہر - محمد احمد ۳۳۷
 مظہر - مولانا ۷۸
 مظہر - میرزا جان محمد جان ۳۵۶،
 ۳۶۴
 معتمد خان عالمگیری ۱۳۶
 معروف کرخی ۳۷۹
 معصوم بن ابوالمعالی ۳۳۸
 معصوم فاروقی ۳۳، ۲۹۹
 معطری صفہانی ۳۳۷، ۳۴۲
 معین الدین چشتی اجمیری ۲۴۹
 معین الملک - نواب ۱۴۷، ۱۴۸
 مفتون - شیخ صفی الدین ۳۳۸
 مفتون - میر محمد زمان ۳۳۹
 مفتی محمد عبدہ ۳۶۱
 محمد موسیٰ خان ژنرال ۳۹۸
 محمد نادر خان ۲۳۰
 محمود الحسن دیوبندی ۲۴۷
 محمود - سلطان ناصر الدین ۳۴۷
 محمود - عزالدین ۲۷۷
 محمود غزنوی - سلطان ۲۷، ۱۶۳،
 ۱۶۴، ۱۸۶، ۲۷۷، ۳۲۵، ۳۷۳،
 ۴۱۰
 محمود لاہوری ۳۲۵
 محمودہ اختر ۳۰
 محنتی سرہندی ۳۲۶
 محیط - منشی رام جس ۳۲۶
 مخدوم نوح ۱۰۷
 مخفی رشتی ۱۶۸
 مخفی - نور جہان ۱۲، ۱۳، ۱۱۱،
 ۱۶۸، ۱۶۹، ۲۱۲، ۳۳۱،
 ۳۳۲
 مخلص - ابنائی داس ۳۲۷ - ۳۳۱
 مخلص - رائی آند رام ۱۵۵، ۳۲۸
 مخلص - میر احمد حسین ۳۲۸
 مدہوش - میرمدہوش ۳۳۲
 مراد بخش - سلطان ۱۸۲
 مراد - مرادشاہ ۳۳۳
 مرہب - لطف اللہ ۳۳۳
 مستانہ - صوفی ۳۳۳، ۳۳۵
 مستغنی لاہوری ۳۳۴
 مسحور - ابوعلی ۱۶۴
 مسطور - محمد اشرف ۴۰۵
 مسعود بن محمود غازی - سلطان ۱۸۶،
 ۳۷۲، ۳۷۳
 مسعود - رک : گنج شکر

- مقدری - تقی ۵۶
 مہمائی - میرزا ۳۴۰
 مکرم خان - نواب ۳۶۷ ، ۳۶۵ ، ۳۹
 مکمل لاهوری ۵ ، ۹۵ ، ۳۳۷ ،
 ۳۴۱ - ۳۴۳
 ملا حاجی لاهوری ۳۴۳
 ملا حمید ۳۴
 ملا شاہ - رک : شاہ
 ملا صبوحی چغتائی ۶۲
 ملا صدرا ۱۷۸
 ملا عبد الحمید ملتانی ۳۵۰ ، ۳۴۹
 ملا عبد اللطیف سہارنپوری ۲۸۹
 ملا عبد اللہ لاهوری ۳۰۵
 ملا عبیدی آخوند ۱۹۷
 ملا عشرتی ۲۶۸
 ملا غیرتی ۲۶۸
 ملا مفید بلخی ۱۷۷ ، ۳۳۹
 ملا یحییٰ ۲۱۵
 ملکش خان ۲۲۲ ، ۲۲۳
 ملک قمی ۴۱۶
 ملک سوید ۱۰۷
 مہارا خان ۱۹۳ ، ۲۸۲
 متو - خواجہ جمال الدین ۳۰
 متو - خواجہ غلام رسول ۳۰
 منسا رام ۲۰۷ ، ۲۰۹ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴
 منشی رام ۱۴۷
 منشی سوہن لال ۳۱۶
 منشی فیض بخش ۱۴۷
 منشی لعل چند ۳۵۷
 منصف - فاضل خان بابا ۳۴۴
 منظور - منظور حسین ۴۲۹
 منعم - شیخ عبد المنعم ۳۴۶
 منوچہر بن قابوس ۱۸۶
 منور - نور الدین لاهوری ۱۹ ، ۳۴۷
 منہاج - سراج الدین ۳۴۷
 منیر - محمد اکبر - پروفیسر ۳۵۱ ،
 ۳۵۲
 منیر - ملا ابو البرکات ۴ ، ۲۸۲ ،
 ۳۴۸ - ۳۵۱
 منیری - محمد طاہر ۳۵۲
 موالی - خراسان خان ۳۵۲
 مولانا امتیاز حسین ۳۷۸
 مولانا فیض الحسن ۴۲۶
 مولانا ملک ابوالخالیق ۱۸۷
 مولوی شیخ عبد اللہ ۲۱۶ ، ۲۶۴ ،
 ۳۹۱ ، ۴۰۸
 مولوی عبد الرحیم ۳۶۱
 مولوی علی بخش ۳۶۷
 مولوی محمد اسماعیل تونکی ۴۱۳
 مولوی محمد جعفر ۱۳۸
 مولوی محمد سلطان ۱۴
 مولوی محمد سمیع ۴۲۰
 مولوی محمد صالح کنجاہی ۱۳۴ ،
 ۱۳۶ ، ۱۶۷ ، ۲۱۱ ، ۲۵۶ ، ۲۶۴ ،
 ۳۲۲
 مولوی محمد عالم ۲۱۶ ، ۳۲۳
 مولوی محمد علی بتالوی ۳۲۳
 مولوی محمد عوض ۳۷۳
 مومن خان مومن ۲۰۶

میرزا صفی - صیفت خان ۳۶۹
 میرزا عبد العزیز بیگ ۲۶۵
 میرزا عوض بیگ خوشابی ۲۵۸
 میرزا عیسی - حاکم ملتان ۲۶۳
 میرزا غازی ۲۲۲ ، ۲۲۳
 میرزا غلام حسن ۱۴۴
 میرزا محمد باقر شهید ۲۹۲ ، ۲۹۳
 میرزا محمد علی ماهر - رک : ماهر
 میرزا محمد محسن ۱۴۴
 میرزا مقیم ۳۰۵
 میرزا مقیمائی بخاری ۳۵۶
 میرزا منعم بیگ ۴۰۴
 میر عبد العزیز ۳۶۸ ، ۳۶۹
 میر عثمان علی خان - نظام دکن ۳۰۹
 میر عماد الحسینی - خطاط ۱۵۳
 میر عماد سرھندی ۱۵۳
 میر عنایت لدھیانوی ۳۳۸
 میر فخر الدین حسینی ۴۵
 میر قدرت اللہ ۲۶۹
 میر کلالی ۳۹۳
 میر محبوب علی خان - نظام دکن
 ۳۰۹
 میر محمد تقی میر ۱۱۲
 میر محمد رفیق ۵۱
 میر معز - موسوی خان - رک : فطرت
 میر - میان میر - سید شاہ ۲۲ ، ۱۹۶
 - ۲۰۱ ، ۲۸۸ - ۲۹۰ ، ۳۱۷ ،
 ۳۱۸ ، ۳۳۳ ، ۳۵۵
 میر ولی اللہ آیت آبادی ۱۴ ، ۴۳۰
 میگ راج ۳۵۷
 مینائی - شیخ عبد الرحمن ۳۵۷

منہر علی شاہ گولرہ ۳۵۳
 مہر - مولانا غلام رسول ۱۷۰ ، ۴۴۴
 مہنا سینگ ۳۰۰
 مہندس - لطف اللہ ۱۶۶ ، ۳۵۳ -
 ۳۵۵
 میان دین محمد ۲۳۷
 میان شریف کنجاہی ۱۶۷
 میان غلام علی اوچہ ای ۲۶۳
 میان کرم دین گجراتی ۲۶۲
 میان محمد دین کشمیری ۲۶۲
 میان محمد - والی سند ۲۴۶
 میان نتھو - نتھہ ۳۱۸
 مہر جملہ سمرقندی ۳۴۰ ، ۳۹۳
 میر ابو القاسم ۱۷۸
 میر بخش ۴۸
 میر جمال الدین ۴۵
 میر جمال الدین - محدث ۱۹۰
 میر حبش ۳۰۵
 میر حسن - شمس العلماء ۵۳
 میرزا ابو الحسن قابل خان ۳۵۵ ،
 ۳۵۶
 میرزا ارنق بیگ ۲۶۵
 میرزا امام علی ۱۵۹
 میرزا امین راوی ۱۳۵
 میرزا باہر افشاری ۴۱۰
 میرزا بخش - سلطان ۲۹۲ ، ۲۹۳
 میرزا بیضا ہروی ۲۲۵
 میرزا جانی بیگ ۱۵۹
 میرزا جعفر ۱۵۹
 میرزا سعد الدین ۱۷۱
 میرزا شاہ حسن ۲۶۳

- نادرشاہ - بادشاہ ۹۹ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰ -
 ، ۱۲۴ ، ۱۴۸ ، ۲۳۳ ، ۳۲۱ ،
 ، ۳۲۹ ، ۳۸۲ ، ۳۹۰ ، ۴۱۸
 نادر - قاضی - ملا ۳۵۷ ، ۳۵۸
 نادری سیالکوٹی ۲۵۸
 نازش - سید علی امام ابو ظفر رضوی ۳۵۸
 ناصر الدین قباچہ ۷ ، ۲۸۱
 ناصر علی سرھندی ۳ ، ۳۴ ، ۳۷ ،
 ، ۳۹ ، ۴۲ - ۴۴ ، ۴۹ ، ۶۵ ،
 ، ۸۱ ، ۹۳ ، ۹۴ ، ۱۳۲ ، ۱۳۵ ،
 ، ۱۳۶ ، ۱۵۳ ، ۱۵۵ ، ۱۵۶ ،
 ، ۱۵۸ ، ۱۶۷ ، ۱۶۸ ، ۱۷۲ ،
 ، ۱۷۴ ، ۱۷۵ ، ۱۷۷ ، ۲۵۰ -
 ، ۲۵۶ ، ۳۴۴ ، ۳۴۵
 ناصر - محمد ناصر الملک چترالی
 ۳۶۶ - ۳۶۷
 ناطق - خواجہ رحمت اللہ ۳۶۴
 ناطق مگرانی ۴۱۹
 ناظر - خوشی محمد گجراتی ۳۶۵
 ناظر - دکتر شیخ محمد دین ۳۶۵
 ناظم - سید احمد قلعدار ۲۳۴ ،
 ، ۲۷۰ ، ۳۶۶
 نامدار خان ۸۰ ، ۸۱
 نامی - غلام دستگیر ۲۷۴ ، ۳۶۶
 نامی - میرزا غلام احمد ۲۰۷
 نائینی - میرزا رفیعا ۱۵۸
 نجابت - میر نجابت لاهوری ۳۶۶
 نجار - نعمت اللہ ۳۶۷
 ندرت - کام چند ۱۷۳ ، ۳۴۶
 نرائن چند ۹۲ ، ۹۳
 نرائن رام بھراگی ۹۲ ، ۹۳
- ندیم - ملا ۳
 نذر - غلام محمد صابری ۳۶۷
 نذر محمد ۱۴۴
 نذیر احمد دہتی (شہر دار) ۳۶۶
 نسبتی - مولانا شاہ محمد صالح ۳۶۰
 نسیم - سید غلام نبی ۳۳۰
 نوآبادی - محمد طاہر ۸۳ ، ۸۷ ،
 ، ۱۷۳ ، ۱۷۶ ، ۲۵۰
 نصر اللہ بن عبد الحمید ۳۶۸
 نصرت دلاور خان میر محمد نعیم
 ۳۶۸ - ۳۷۰ ، ۳۹۲
 نصیرت خان ۴۴
 نظام الدین ابو نصر رک : ہبہ الفارسی
 نظام الدین احمد ۹۹ ، ۴۱۶ ، ۴۲۸
 نظام الدین اولیا ۲۰۳ ، ۲۰۴ ،
 ، ۲۵۰ - ۲۵۲ ، ۲۵۴ - ۲۶۶
 نظام الدین لکھنوی ۱۰۰
 نظام الملک - نظام حیدر آباد ۳۶۹
 نظام خان حاکم ۶۸
 نظامی عروزی سمرقندی ۱۸۵
 نظامی گنجوی ۶۸ ، ۱۴۰ ، ۳۰۹
 نظر علی نظر مراد آبادی ۴۲
 نظیری - محمد حسین نیشاپوری ۳۳۱
 نعیم خیاط لاهوری ۳۷۲
 نعیم - محمد نعیم لاهوری ۳۷۲
 نفیسی - استاد سعید ۱۴ ، ۱۵ ، ۶۷ ،
 ۱۸۶
 نعنی - عبد اللہ سودھری ۳۷۱
 نقی - لسانی - میرزا علی نقی خان
 ، ۳۱۷ ، ۳۷۳ ، ۳۷۴
 نکتی - نکہتی - ابو عبد اللہ ۳۷۲

- نواز - سردار الله نواز ۳۷۴ ، ۳۷۵
 نواز - سید محمد ۳۷۴
 نور احمد نوشاهی ۱۳۸
 نور محمد کشمیری ۵۳
 نور محمد گورداسپوری ۶۶
 نوری - رک : قاضی نور الله
 نوری - ملا نور الدین محمد سرهندي
 ۳۷۷
 نوری - نوری بیگ خان ۳۷۷
 نوشه گنج بخش - سید حاجی محمد
 ۳۰۰ ، ۷۰
 نیر - سید علی احمد واسطی ۳۷۸
 وارث لاهوری ۳۸۰
 وارد - محمد بتالوی ۳۸۰
 وارسته - سیانکوتی مل ۲۹۲ ، ۳۸۰
 ۳۸۱
 واصف - بولا بخش گجراتی ۳۸۲
 واقف - داؤد علی خان ۳۴۳
 واقف لاهوری - رک : مکمل لاهوری
 واقف - نور العین بتالوی ۳۴ ، ۴۱ ،
 ۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۱۵ ، ۱۱۷ ، ۲۲۹ ،
 ۳۴۱ ، ۳۴۲ ، ۳۶۴ ، ۳۸۰ ،
 ۳۸۸ ، ۳۹۳ ، ۳۹۵
 واله - رک : داغستانی
 وامن - واسق - محمد اخلاص ۳۹۱
 وحدت - عبدالاحد - شاه گل ۳۱۵ ،
 ۳۹۶ ، ۳۹۷
 وحشت ۳۹۷
 وجدان - میر یعصوم عالی نسب خان
 ۱۸۷ ، ۲۳۰ ، ۳۸۲ ، ۳۹۳
 وجدی - ملا ۴
- وجیه الدین - شیخ ۹۰ ، ۳۹۵
 وجیه اندین - ملا عوض ۱۷۱
 وزیر - وزیر النساء بیگم ۳۲ ، ۳۳ ،
 وفا - میلارام ۴۳۰
 وفائی - سپاهانی - بہوپت رائی ۳۹۷ ،
 ۴۳۰
 وقار انبالوی - ناظم اعلیٰ ۳۹۸
 وقار - نواب عبدالحی ۳۹۸ ، ۳۹۹
 وقوعی - میر محمد شریف ۳۹۹
 ولیعہد ایران والا حضرت - رضا
 پہلوی ۱۳۱
 ولی لاهوری ۳۹۹
 هاتف - رائی رام جی ۳۹۹
 هاتفی ۵۰
 ہادی - شیخ محمد الواعظ ۳۳۴
 ہبہ - الفارسی - نظام الدین ۲۴۶ ، ۳۷۱
 ہردی رام - ہری رام - راجہ ۳۲۸ ،
 ۳۳۰
 ہروی - میر حسینی عراقی ۹۱
 ہلاکو خان ۲۹۰
 ہمایون - نصیر الدین محمد ۲۷ ،
 ۴۹ ، ۶۲ ، ۲۸۸ ، ۳۰۴ ، ۳۷۷ ،
 ۴۰۲
 ہمت خان - بدخشی الممالک ۱۷۶ ،
 ۲۲۸
 ہمت یارخان ۴۸ ، ۲۹۱
 ہندی - رائی بہادر کنھیالال ۴۰۰
 ہنر - حاجی بیگ لاهوری ۴۰۱ ،
 ۴۰۲
 ہنر - فضل اللہ رک : اکمل محمد افضل
 پاور ۲۸۲

- ۲۱۳، ۳۹۷، ۴۰۴ - ۴۰۸
 یکتا - محمد عاقل لادوری ۴۹۰
 ۴۰۵ - ۴۰۸
 یگنہ - محمد افضل سوددرہ ۴۰۸
 یونس خان چغتائی ۶۸
 یمنی - محمد بن عثمان العتبی ۴۰۹
- یاسمی - رشید ۱۸۷
 یاسین رضوی - دکتر ۱۶
 یسہ - میرزا نصر اللہ بیگ ۴۰۳
 ۴۰۴
 یحییٰ خان بہادر ۱۴۰، ۴۱۰
 یزدی - علی ۶۸
 یکتا - احمد یار خان ۱۳۵، ۲۱۳

* * *

فہرست اماکن

۳۵۲ ، ۳۵۱ ، ۳۴۹ ، ۳۴۸	آدیہ نگر ۲۹۴
۴۰۱ ، ۳۷۶	آذرنالین ۱۱۹ ، ۱۲۴
۳۵۰ ، ۲۵۷ ، ۲۲۸ ، ۵۴	آسای شینہ ۳ ، ۸ ، ۱۱
۳۵۱	آکرا - ، ۱۱ ، ۳۹ ، ۷۶ ، ۱۲۳
امرتسر ۱۷ ، ۳۰ ، ۳۷ ، ۶۳	۱۳۵ ، ۲۲۱ ، ۲۲۲ ، ۲۷۲
۶۵ ، ۷۹ ، ۹۶ ، ۱۳۶	۲۸۵ ، ۲۸۲ ، ۳۵۱ ، ۴۰۱
۱۵۲ ، ۱۶۹ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷	۴۱۶
۲۱۰ ، ۲۲۵ ، ۲۴۴ ، ۳۳۶	آمل - - -
۳۵۷ ، ۳۶۵ ، ۳۸۶	ابراہیم آباد ۱۸۰
امرکوت ۴۹ ، ۵۰	اتک - ، ۱۹۴ ، ۲۰۳ ، ۲۴۱
امیتھ ۱۴۰	۳۰۴ ، ۴۱۰
انبالہ ۳۷ ، ۳۹۸ ، ۴۰۰	اجرستان - وجیرستان ۱۸۵ ، ۱۸۶
انگلستان ۶۵	اجمیر ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، ۲۸۹
اوتھ ۳۱۳	اجودھن - رک : پاک پتن
اودھ ۳۹۰	ارکسا ۱۹۷
اورنگ آباد ۱۰۹ ، ۱۱۵ ، ۱۱۶	اروپا ۵۴ ، ۵۵ ، ۲۲۶ ، ۳۳۶
۲۰۷ ، ۲۰۹ ، ۳۰۳ ، ۳۸۲ -	اسلم آباد - منٹھرا ۱۲۸
۳۸۵ ، ۳۹۸ ، ۳۹۹	اصفہان ۷ ، ۱۱۸ ، ۱۱۹ - ۱۲۱
اوپھ ۲ ، ۷ ، ۶ ، ۱۰۶	۱۲۳ ، ۱۳۱ ، ۱۵۸ ، ۱۷۱
۲۰۳ ، ۲۶۳	۳۰۶ ، ۳۴۲ ، ۳۸۸
ایران ۳ ، ۵ ، ۷ ، ۹ ، ۱۱ ، ۱۳	اعظم گڑھ ۴۲۶
۲۷ ، ۹۵ ، ۹۶ ، ۱۰۵ ، ۱۱۲	اندلسن ۳ ، ۱۳ ، ۸۸ ، ۱۳۰
۱۱۸ ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ ، ۱۲۴	۱۷۱ ، ۱۸۶ ، ۴۳۱
۱۳۱ ، ۱۳۵ ، ۱۵۲ ، ۱۶۰	انڈیا ۴ ، ۳۷ ، ۶۵ ، ۷۴
۱۶۸ ، ۱۷۱ ، ۱۷۶ ، ۱۷۸ ، ۲۲۳	۱۴۰ ، ۲۳۳ ، ۲۹۷

بنگلہ ۸۴ ، ۸۷ ، ۱۲۲ ، ۲۲۴	۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۶۷ ، ۲۶۹
۳۴۶	۲۸۴ ، ۲۹۵ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ ، ۳۲۸
بنگلور - بندر ۳۰۳	۳۳۴ ، ۳۴۲ ، ۳۵۲ ، ۳۵۶
بھاتیہ ۴۱۰	۳۵۸ ، ۳۸۰ ، ۳۸۱ ، ۳۸۹
بھاولپور ۱۶۹ ، ۲۱۶ ، ۲۴۴	۴۰۲ ، ۴۱۰ ، ۴۲۲ ، ۴۲۸
بھدالی شاہپور ۴۲۹	۴۳۰
بیکر ۱۰۶ ، ۱۲۲ ، ۱۲۳ ، ۳۵۵	ایمن آباد ۱۶۹ ، ۲۳۰ ، ۲۷۵
۴۰۴ ، ۴۰۷	۲۷۶ ، ۳۰۳
بھوپال ۷۸	بتالہ ۲۲ ، ۲۵ ، ۴۱ ، ۱۷۰
بھیرہ ۲۱۲ ، ۲۱۳ ، ۲۵۸	۳۲۷ ، ۳۸۲ - ۳۸۶
بیاس ۲۰۳	بجنائی ۱۹۴
بیانہ ۶۸	بجنور ۳۰۷ ، ۳۷۸
بیجاپور ۲۵۱ ، ۲۵۲ ، ۲۵۵ ، ۳۶۹	بدخشان ۱۷۵ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷
بیگوال ۱۰۶	۱۹۹ ، ۲۰۰
پاک پتن ۲۷۸	بدکم ۳۲
پاکستان ۱ ، ۱۳ ، ۱۷ ، ۲۴ ، ۲۶	برہانپور ۹۹ ، ۱۰۰
(۵) ، (۵۴) ، (۵۵) ، (۶۶) ، (۶۷)	بسالی ۷۰
۱۳۱ ، ۲۲۶ ، ۲۳۸ ، ۲۴۷	بستی شیخ درویش ۲۱
۲۷۹ ، ۳۲۴ ، ۳۳۶ ، ۳۶۷	بھارا ۶۰ ، ۱۰۸ ، ۱۳۲ ، ۲۸۱
۳۹۸ ، ۴۱۴ ، ۴۱۶ ، ۴۲۵	۳۰۷ ، ۳۴۱
۴۲۹	بغداد ۹ ، ۲۹ ، ۳۵۸
پاندوکی ۳۳ ، ۲۵۳	بلخ ۱۱۴ ، ۱۱۵ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰
پانی پت ۲۰۳ ، ۴۲۲	۱۴۷ ، ۳۳۰ ، ۳۴۱
پتنہ ۳۰۴ ، ۴۰۳	بلند شہر ۴۲۴
پتوانکوت ۱۷۰	بمبئی ۷۸ ، ۱۶۵ ، ۳۵۷
پتیالہ ۲۲۷ ، ۲۹۲ ، ۴۳۲	بنارس ۳ ، ۷۴ ، ۷۶ ، ۱۱۸ ، ۱۲۰
پتیالی ۱۴۰	- ۱۲۴ ، ۱۵۱ ، ۲۰۷ ، ۳۰۰
پسرور ۱۴۸ ، ۴۱۸	۳۲۷
پنجاب ۱ - ۳ ، ۷ ، ۱۱ ، ۳۳	ہند رشتہ ۱۲۰
۴۷ ، ۵۱ ، ۵۵ ، ۶۹ ، ۷۳	ہندرعباس ۱۱۹ ، ۱۲۲ ، ۱۲۴
۷۴ ، ۸۲ ، ۹۲ ، ۹۴ ، ۹۶ ، ۱۰۲	۱۷۱

توبه تیگ سینگ ۴۲۵	، ۱۲۸ ، ۱۲۵ ، ۱۱۲ ، ۱۰۹
تونک ۴۱۳	، ۱۴۹ ، ۱۴۸ ، ۱۴۳ ، ۱۲۹
بجالدھر ۲۱ ، ۱۱۲ ، ۳۰۸ ، ۲۴۷	، ۱۶۰ ، ۱۵۹ ، ۱۵۰ ، ۱۵۲
۳۶۷	، ۱۹۲ ، ۱۸۹ ، ۱۷۲ ، ۱۶۶
جام ۱۱۲	، ۲۱۳ ، ۲۰۷ ، ۲۰۳ ، ۱۹۴
جامو، کشمیر ۹۴	، ۲۳۸ ، ۲۲۹ ، ۲۱۹ ، ۲۱۸
جدہ ۳۰۳	، ۲۶۵ ، ۲۵۹ ، ۲۵۰ ، ۲۴۷
جرجان ۱۴۰ ، ۱۸۶	، ۲۹۹ ، ۲۹۴ ، ۲۹۱ ، ۲۸۲
جلاب ۲۴۹	، ۳۱۶ ، ۳۰۷ ، ۳۰۰ ، ۲۹۰
جلالپور جتان ۱۳۴ ، ۲۳۰	، ۳۵۳ ، ۳۵۱ ، ۳۲۵ ، ۳۲۲
جلیسر ۴۰۱	، ۳۸۲ ، ۳۷۲ ، ۳۶۷ ، ۳۶۰
جہان آباد ۳۸۱ ، ۳۹۳	، ۳۹۳ ، ۳۹۲ ، ۳۸۵ ، ۳۸۴
جہلم ۱۴ ، ۱۵ ، ۳۰ ، ۱۹۳	، ۴۱۳ ، ۴۱۰ ، ۴۰۱ ، ۴۰۰
۲۳۴ ، ۲۷۴ ، ۲۸۱	، ۴۳۰ ، ۴۲۹ ، ۴۲۸ ، ۴۱۷
جھنگ ۱۲۹	پنجند ۲۰۳
جھیورانوالی ۳۸۲	پہرہالہ ۱۹۳
جینو - کومستان ۱۰۰	پیر محل ۳۷۵
چترال ۳۶۰	پشاور ۹۱ ، ۱۸۸ ، ۳۹۸
چچنی - رک : کچنی	تاشکند ۶۸ ، ۸۸
چک سادہ ۲۱۱ ، ۳۹۵	تتہ ۴۸ ، ۵۰ ، ۱۲۲ ، ۱۴۴ ، ۲۲۱
چک عمر ۲۳۴ ، ۲۶۴ ، ۲۷۰	، ۲۹۱ ، ۲۶۹ ، ۲۶۳ ، ۲۵۸
چناب - روڈ ۱۱۲	، ۳۵۷ ، ۳۵۵ ، ۳۵۲ ، ۳۱۸
چوہا مل ۲۲۱	، ۴۰۶ ، ۴۰۴ ، ۳۹۷ ، ۳۷۲
حین ۱۴۳ ، ۱۵۱	۴۰۷
چیودازہ ۳۶	ترکستان ۲۹ ، ۳۲۱ ، ۴۰۰
حجاز ۹۹ ، ۱۱۹ ، ۳۰۳ ، ۳۸۴	تروند ۸۰
۳۸۶	تلونڈی موسیٰ خان ۲۴ ، ۱۴۴ ، ۳۱۶
حسن ایدال ۱۹۲	۴۰۸
خٹرو ۴۱۰	نہا سیر ۳۶۰
حقرہ ۱۳۲	تہران ۵۱ ، ۶۶ ، ۱۶۵ ، ۲۰۲
حلب ۲۹۰	۲۳۸

۲۹۳ ، ۳۱۹ ، ۳۲۶ ، ۳۲۹ ،
 ۳۳۰ ، ۳۳۹ ، ۳۴۲ ، ۳۶۱ ،
 ۳۶۲ ، ۳۶۴ ، ۳۹۴ ، ۴۱۰ ،
 ۴۲۲
 راجپوتانه ۴۱۳
 راجیکی ۲۶۲
 رامپور ۶۸ ، ۶۸
 راولپندی ۱۳۶ ، ۲۸۷ ، ۳۲۰
 زایچور ۳۶۹
 رته پیران ۳۷۵ ، ۳۰۰
 رحیم یار خان ۷۹
 ردولی ۳۰۰
 روان - رونہ ۱۶۳ ، ۱۶۴
 رھتاس ۱۹۳ ، ۲۸۱
 ساہور ۱۰۱ ، ۱۳۴
 سارن بہار ۴۰۳
 سامانہ ۶۴ ، ۶۵
 ساہن پال ۷۸ ، ۷۸ ، ۷۰ ، ۱۳۸ ،
 ۲۶۳ ، ۳۰۰ ، ۳۲۰ ، ۳۲۲ ،
 ۳۲۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸
 ساہیوال - ستگمزی ۲۴۷ ، ۲۷۸
 سبز ۲۹۴
 سبزوار ۳۱۸
 ستلیج - رود ۷
 سرھند - سہرند ۲ ، ۱۰۴ ، ۱۳۵ ،
 ۱۳۶ ، ۱۵۴ ، ۱۵۸ ، ۱۷۵ ،
 ۲۰۳ ، ۲۲۰ ، ۲۵۰ - ۲۵۵ ،
 ۲۰۳ ، ۲۲۶ ، ۲۲۸ ، ۲۷۷ ،
 ۲۹۳
 سفیدونی ۳۷۷

حیدرآباد - رک : دکن
 خانپور ۳۸۶
 خاوران ۱۶۳
 خجند ۳۰۳
 خراسان ۹ ، ۹۰ ، ۱۱۹ ، ۱۲۴ ،
 ۱۳۲ ، ۲۷۲ ، ۲۷۴ ، ۲۹۰ ،
 ۳۴۱
 خواب ۲۷۱
 خوشاب ۱۰۷ ، ۲۵۸ ، ۴۰۴ - ۴۰۷ ،
 دارا گلاب شاہ ۱۳۱
 داغستان ۳۸۸ ، ۳۹۰
 داکا - جھانگیر نگر ۳۳۲ ، ۳۶۵
 داور ۲۷۲
 دکن - حیدرآباد ۳ ، ۲۳ ، ۴۸ ،
 ۷۸ ، ۱۰۰ ، ۱۰۹ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ،
 ۱۱۶ ، ۱۵۹ ، ۱۷۸ ، ۲۰۷ -
 ۲۰۹ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۲۷ ،
 ۲۳۱ ، ۲۵۴ ، ۲۵۱ ، ۲۵۵ ،
 ۲۷۰ ، ۲۷۳ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵ ،
 ۳۰۹ ، ۳۴۳ ، ۳۵۲ ،
 ۳۵۶ ، ۳۶۹ ، ۳۸۴ ، ۳۸۵ ،
 ۴۱۶ ، ۴۲۱
 دسقی ۲۳۵ - ۲۳۷
 دہلی ۱۱ ، ۳۳ ، ۳۷ ، ۴۹ ، ۶۴ -
 ۶۶ ، ۸۲ ، ۸۳ ، ۸۶ ، ۸۷ ، ۱۰۲ ،
 ۱۱۲ ، ۱۱۷ ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ -
 ۱۲۴ ، ۱۲۶ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ،
 ۱۴۴ ، ۱۴۸ ، ۱۵۱ ، ۱۵۴ ،
 ۱۵۹ ، ۱۷۸ ، ۱۷۶ ، ۱۸۸ ،
 ۱۹۷ ، ۱۹۸ ، ۲۰۰ ، ۲۰۶ ،
 ۲۰۷ ، ۲۱۵ ، ۲۴۷ ، ۲۷۶ ،

شوستر ۳۷۶	سمرقند ۲. ۱۳۹، ۲۳۳، ۳۴۴
شیخوپوره ۲۷۵	۳۴۵
شیراز ۶، ۸۳، ۱۱۲، ۲۱۷، ۳۳۱	سند ۲، ۳، ۴۲، ۴۴، ۴۶، ۴۸
۲۴۰، ۲۴۲، ۲۹۱، ۳۵۵	۴۹، ۶۴، ۶۹، ۱۲۰، ۱۲۲
۳۷۹	۱۵۷ - ۱۵۹، ۱۷۸، ۲۱۲
شیرکوت ۶۹	۲۴۶، ۲۹۰، ۳۱۸، ۳۵۵
طوس ۱۳۱	۳۷۲، ۳۸۳، ۳۹۰، ۴۰۰
ظفروال ۲۱۰	مودهره ۱۸۰، ۳۲۹، ۳۳۰، ۴.۸
عراق ۹، ۱۱۹، ۱۲۴، ۱۵۴	سورت ۹۹، ۱۱۵، ۳۸۶
۲.۳، ۲۲۱، ۳۰۶	سوریه - شام ۲۳۶
عرب ۸، ۲۷، ۲۴۶	میالکوت ۵۳، ۵۵، ۶۱، ۱۲۶
عظیم آباد ۷۲، ۸۷، ۱۱۸، ۳۱۷	۱۴۸، ۱۵۴ - ۱۵۷، ۱۹۰
۴۰۰، ۳۷۳	۱۹۵، ۲۱۰، ۲۱۳، ۲۰۲
علیگر ۲۲۷، ۳۰۷، ۴۲۲	۲۲۱، ۲۲۷، ۲۳۸، ۲۳۹
عمان ۱۵	۲۶۵، ۳۵۸، ۳۶۵، ۳۶۸
غزنین ۶، ۷، ۱۵۴، ۱۶۴، ۱۹۶	۳۶۹، ۳۷۰، ۳۸۰، ۳۸۱
۲۴۹، ۴۰۴، ۴۰۰، ۴۰۷	۴۳۱
غور ۱۲۶	میستان ۱۶۴
فارس ۲۱۹، ۱۲۴، ۱۶۸، ۲۱۱	میوستان ۱۳۰، ۱۲۲، ۳۵۵
فتح پور سیکری ۲۴۰، ۲۴۱	شادیوال ۲۶۱، ۳۶۶
فوات ۲۳۲	شاهجهان آباد ۱۹، ۳۸، ۸۴، ۸۶
فوخ آباد ۱۹، ۲۲، ۱۵۱، ۳۶۴	۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۰ - ۱۲۲
فرغانه ۸، ۲۷	۱۲۴، ۱۵۵، ۱۶۶، ۱۷۱
فیروزپور ۷۹، ۲۷۸	۱۷۵، ۱۸۰، ۱۸۹، ۲۵۰ -
فیض آباد ۲۹۲	۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۷
قادیان ۷۸، ۲۶۰	۲۷۰، ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۹
قصور ۱۷، ۱۰۲، ۲۷۷	۳۱۵، ۳۳۰، ۳۴۴، ۳۵۱
قلعه میان سنگ ۱۳۶	۳۷۸، ۳۸۸، ۳۹۰، ۴۲۰
قنڈھار ۶۲، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۷۲	شاهدرو ۳۳۲
کابل ۸، ۲۲، ۳۴، ۶۸، ۹۳	شجاع آباد ۱۲۵
۱۹۳، ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۱۴	شوردی ۱۶۵

۲۶۵ - ۲۶۷ ، ۲۸۷ ، ۳۲۰ -

۳۲۲ ، ۳۶۶

کنچی ۲۵۲ ، ۳۵۵

کوری ۲۱۶

کو کوال ۲۱۴

کٹاریان ۲۳۴

کنجوا ۴۰۳

کھجولا ۱۵

کھمبی ۱۰۱

کھوتوال ۲۷۷

کھیم کرن ۱۷

کیمبل پور ۷۰ ، ۱۹۵ ، ۳۲۳ ، ۳۶۷

گجرات - احمد آباد ۳ ، ۱۴۳ ،

۱۵۹ ، ۱۸۲ ، ۲۹۹ ، ۳۱۵

گجرات - پنجاب ۱۵ ، ۲۴ ، ۲۶ ،

۳۲ ، ۷۰ ، ۷۱ ، ۹۵ ، ۹۸ ،

۱۰۶ ، ۱۱۱ ، ۱۳۴ ، ۱۳۶ ،

۱۳۸ ، ۱۴۳ ، ۱۴۷ ، ۱۵۳ ،

۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۹۱ ، ۲۱۱ ،

۲۱۶ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۳۰ ،

۲۳۴ ، ۲۴۵ ، ۲۵۹ ، ۲۶۱ ،

۲۶۲ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۷ ،

۲۷۰ ، ۲۸۷ ، ۳۰۰ ، ۳۲۰ ،

۳۲۲ ، ۳۳۱ ، ۳۳۴ ، ۳۳۵ ،

۳۶۵ ، ۳۶۶ ، ۳۷۷ ، ۳۷۸ ،

۳۸۲ ، ۴۱۶ ، ۴۲۸

گرہ ۱۱۲

گریوہ ۱۲۶

گوبند گرہ ۳۷

گوجرانوالہ ۳۳ ، ۱۱۲ ، ۱۶۹ ،

۲۶۳ ، ۲۹۹

۲۳ ، ۲۴۱ ، ۲۷۷ ، ۲۸۲ ، ۳۰۴ ،

۳۴۱ ، ۳۴۸

کاشان ۱۶ ، ۲۲۲ ،

کالپی ۲۹۳

کالی والہ ۲۳ ، ۲۹۹ ،

کامبریج ۳۶۶

کانپور ۲۴۳

کانگرہ ۳۲۷ ، ۳۸۲ ،

کپورتھلہ ۳۳۷

کتاس ۱۵

کتھالہ ۱۶۱

کچھ ۱۶۰

کراچی ۱۶ ، ۱۳۰ ، ۱۷۰ ، ۳۰۸ ،

۳۷۱ ، ۳۷۵

کرناٹک ۲۵

کرناٹک ۲۷ ، ۲۰۳ ، ۳۷۷ ،

کش ۱۶۰

کشمیر ۳ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۹ ، ۳۲ ،

۳۵ ، ۵۰ ، ۵۱ ، ۵۳ ، ۵۵ ، ۵۹ ،

۶۱ ، ۷۲ ، ۷۹ ، ۹۴ ، ۱۱۵ - ۱۱۸ ،

۱۰۰ ، ۱۵۲ ، ۱۶۷ ، ۱۶۹ ،

۱۷۳ ، ۱۷۵ ، ۱۷۸ ، ۱۹۱ ،

۱۹۷ - ۲۰۰ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ،

۲۱۲ ، ۲۱۵ ، ۲۲۰ ، ۲۲۳ ،

۲۲۵ ، ۲۲۹ ، ۲۹۱ ، ۲۹۵ ،

۳۰۶ ، ۳۳۴ ، ۳۶۵ ، ۳۹۷ ،

۴۰۸ ، ۴۳۰

کلانور ۴۷ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۳۹۱ ،

۳۹۲

کلکتہ ۲۰۷ ، ۳۰۴ ،

کنجاہ ۹۵ ، ۱۱۱ ، ۱۴۷ ، ۱۶۷ ،

۳۸۲ - ۳۷۵ ' ۳۷۳ ' ۳۷۱
 ۳۹۰ ' ۳۸۹ ' ۳۸۷ - ۳۸۴
 ۳۹۹ - ۳۹۷ ' ۳۹۵ - ۳۹۳
 ۴۱۰ ' ۴۰۸ - ۴۰۳ ' ۴۰۱
 ۴۱۸ - ۴۱۶ ' ۴۱۴ ' ۴۱۳
 ۴۲۸ ' ۴۲۶ ' ۴۲۴ ' ۴۲۲
 ۴۳۲ ' ۴۳۱
 لاهیجان ۱۱۹ ' ۱۲۰ ' ۱۲۱ ' ۱۲۴
 لائلپور ۳۳۸
 لرستان - لارستان ۱۲۴
 لکهنؤ ۱۰۲ ' ۱۴۰ ' ۱۸۰ ' ۲۷۸
 ۲۹۲ ' ۲۹۳ ' ۳۰۰ ' ۳۳۳
 ۳۸۳ ' ۳۶۴
 لندن ۶ ' ۴۰۸
 لوی هارس ۵۳
 مازندران ۲۲۲
 مالیه ۲۹۴
 ماوراء النهر ۶۲
 محمد آباد میان نور محمد ۲۹۲
 مراد آباد ۱۱۴ ' ۱۳۸ ' ۱۴۰
 مراره ۶۶
 مرو ۲۲۲
 مری ۶۷
 مستونی ۹۵
 مشهد ۴۸ ' ۱۰۰ ' ۱۳۱ ' ۲۳۱
 ۲۹۷
 مصر ۲۷ ' ۳۱
 مظفر گره ۴۱۵
 مغلانوالی ۲۳۸
 مکران ۱۱۳ ' ۱۶۰
 نک ۹۰

نوجرمان ۳۲۰

گورداس پور ۶۶ ' ۷۹ ' ۲۶۰

۳۳۳

گولیکئی ۱۰۶

لاهور ۷۰۳ ' ۱۲ ' ۱۴ ' ۱۷

۱۸ ' ۲۲ ' ۲۳ ' ۲۵ ' ۳۱

۳۴ ' ۳۶ - ۳۸ ' ۴۰ ' ۴۲

۵۴ ' ۵۹ - ۶۲ ' ۶۴ ' ۶۶ ' ۶۸

۷۲ ' ۷۳ ' ۷۹ ' ۸۱ ' ۸۳ ' ۸۶

۸۷ ' ۹۱ ' ۹۲ ' ۹۶ ' ۹۹

۱۰۰ ' ۱۰۷ - ۱۰۹ ' ۱۱۲

۱۱۶ ' ۱۱۸ - ۱۲۲ ' ۱۲۹

۱۳۲ ' ۱۳۳ ' ۱۳۸ - ۱۴۰

۱۴۳ - ۱۴۵ ' ۱۴۷ - ۱۴۹

۱۵۱ ' ۱۵۲ ' ۱۵۴ - ۱۶۴

۱۶۶ ' ۱۶۹ - ۱۷۳ ' ۱۷۸

۱۸۰ ' ۱۸۱ ' ۱۸۵ - ۱۹۰

۱۹۲ ' ۱۹۶ - ۱۹۸ ' ۲۰۰

۲۰۵ - ۲۰۹ ' ۲۱۱ - ۲۲۱

۲۲۳ ' ۲۲۷ ' ۲۲۸ - ۲۳۳

۲۴۰ - ۲۴۲ ' ۲۴۶ ' ۲۴۹

۲۵۴ ' ۲۵۷ ' ۲۵۸ ' ۲۶۰

۲۶۵ ' ۲۶۷ - ۲۷۳ ' ۲۷۵

۲۷۷ ' ۲۸۲ ' ۲۸۵ ' ۲۹۰

۲۹۳ ' ۲۹۵ ' ۲۹۶ ' ۳۰۰

۳۰۳ - ۳۰۷ ' ۳۰۹ ' ۳۱۶

۳۱۹ ' ۳۲۱ ' ۳۲۴ ' ۳۲۶

۳۳۰ ' ۳۳۲ - ۳۳۹ ' ۳۴۱

۳۴۲ ' ۳۴۴ - ۳۴۹ ' ۳۵۱

۳۵۲ ' ۳۵۵ ' ۳۵۸ ' ۳۶۰

۳۶۲ ' ۳۶۵ ' ۳۶۶ ' ۳۶۸

ہاتیہ - ہتیان . ۴۱

ہالہ ۶۴ ، ۱۰۷ ، ۲۸۲ ، ۳۰۴

ہجویر ۲۴۹

ہرات ۸ ، ۳۴ ، ۱۱۵ ، ۱۲۶

۴۲۲ ، ۲۳۲

ہرمز - دہ ۱۶۰

ہریہ والا - دہ ۲۶۲ ، ۳۶۵

ہمدان ۱۸۳ ، ۱۸۵ ، ۱۸۷

ہند - ہندوستان ۳ - ۱۴ ، ۱۷

۲۱ ، ۲۶ ، ۲۸ ، ۳۱ ، ۴۱

۴۲ ، ۴۴ ، ۴۸ ، ۴۹ ، ۵۴

۵۵ ، ۶۲ ، ۷۴ ، ۸۳ ، ۸۸ ، ۹۱

۹۵ ، ۹۹ ، ۱۰۳ ، ۱۰۵ ، ۱۱۵

۱۱۸ ، ۱۱۹ - ۱۲۴ ، ۱۳۲

۱۳۵ ، ۱۳۸ ، ۱۴۲ ، ۱۴۳

۱۴۸ ، ۱۴۹ ، ۱۵۴ ، ۱۵۷ -

۱۶۰ ، ۱۶۳ - ۱۶۵ ، ۱۷۲

۱۸۱ ، ۱۸۳ ، ۱۸۵ ، ۱۸۶

۱۹۲ ، ۱۹۳ ، ۱۹۶ ، ۱۹۷

۱۹۹ ، ۲۰۰ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳

۲۰۸ ، ۲۱۱ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ -

۲۲۳ ، ۲۲۶ ، ۲۳۱ ، ۲۳۲

۲۳۵ ، ۲۴۰ ، ۲۴۲ ، ۲۴۶

۲۴۹ ، ۲۵۱ ، ۲۵۵ ، ۲۵۸

۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۷ ، ۲۶۸

۲۷۱ ، ۲۷۷ ، ۲۸۱ ، ۲۸۳ -

۲۸۵ ، ۲۸۹ ، ۲۹۲ ، ۲۹۴ -

۲۹۸ ، ۳۰۳ ، ۳۰۵ ، ۳۰۶

۳۱۳ ، ۳۱۶ ، ۳۲۱ ، ۳۲۴

۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۱ ، ۳۳۴

مکھد ۳۲۳

ملتان ۲ - ۵۰ - ۷ ، ۳۲ ، ۳۳

۳۷ - ۳۹ ، ۴۴ ، ۹۰ ، ۹۲ ، ۹۵

۹۹ ، ۱۰۰ ، ۱۱۱ ، ۱۲۰ ، ۱۲۲

۱۲۳ ، ۱۲۵ ، ۱۰۷ - ۱۲۸

۱۳۵ ، ۱۴۰ ، ۱۴۱ ، ۱۵۸

۱۶۱ ، ۱۸۲ ، ۲۰۷ ، ۲۲۱

۲۲۳ ، ۲۳۶ ، ۲۶۳ ، ۲۷۲

۲۷۶ - ۲۷۸ ، ۲۹۰ ، ۲۹۹

۳۲۹ ، ۳۳۰ ، ۳۳۹ - ۳۴۲

۳۴۴ ، ۳۵۸ ، ۳۷۵ ، ۳۸۱ ، ۳۹۴

۳۹۵ ، ۴۰۴ - ۴۰۷ ، ۴۱۰ ، ۴۱۵

منتگمری - رک : ساہیوالہ

مونگتانوالہ ۵۱

موغله ۳۲۰

میونیک ۵۴

نارووال ۲۲۱

ناگور ۲۸۴ ، ۲۸۵

نافی ۱۴۴

نجف اشرف ۲۴۰ ، ۲۴۱

نصر پور ۱۰۶

نگینہ ۳۰۷ ، ۳۷۸

نور محل ۴۱۸

نوشہرہ ۸۲ ، ۳۳۵

نولکشتور - مطبع ۲۴۳

نہتور ۳۷۸

نیشاپور ۳۰۷

نیہان ۹۲ ، ۹۳

وجیرستان - رک : اجرستان

وزیرآباد ۱۹ ، ۲۲۷ ، ۳۶۵

وہنہ ۵۴

۴۳۰ ' ۴۲۸ ' ۴۲۰	' ۳۴۲ ' ۳۴۰ ' ۳۳۹ ' ۳۳۶
۴۰۹ ' ۴۰۷ ' ۴۰۶	' ۳۵۲ ' ۳۵۰ ' ۳۴۶ ' ۳۴۵
۴۲۶ ' ۴۲۴ ' ۴۲۳	- ۳۸۸ ' ۳۷۶ ' ۳۶۲ ' ۳۵۶
۳۰۳ ' ۳۰۲	' ۴۰۵ ' ۳۹۹ ' ۳۹۷ ' ۳۹۱
یوسف زئی ، کوهستان - ۱۵	' ۴۱۹ ' ۴۱۶ ' ۴۱۰ ' ۴۰۶

* * *

فهرست کتب

- آب و رنگ - مثنوی ۳۰۰
 آتشکده آذر ۱۲۷، ۱۶۳، ۱۶۸، ۲۹۰
 آرگس - مجله ۲۴۳، ۳۷۰
 آسمان سخن ۳۰۴
 آفتاب عالمتاب ۶۲، ۶۳، ۱۶۸
 آفتاب - مجله ۴۳
 آیین اکبری ۶۲، ۱۰۳، ۲۱۳
 ۲۱۰، ۲۴۰، ۲۸۳، ۳۹۷
 ابجد فکر ۴۲
 ابنان معرفت ۴۲
 اتالیق فارسی ۷۸
 احسانات العارفين ۲۸۸
 احقاق الحق ۳۷۶
 الحمراء - مجله ۴۲۸
 اخبار الاخبار ۲۷۷
 اخلاق هندی ۴۰۰
 اذکار قلندری ۲۷۰
 ارجح المطالب ۷۸
 اردو نامه - مجله ۱۴۹
 ارسغان پاک ۲۰۶
 ارسغان حجاز ۰۴
 ارسغان فارسی ۰۲
 اسرار خودی ۰۴، ۲۷۹
 اظهار حقیقت ۲۶۲
 اقبال ۰۶
 اکبر نامه ۴۰۲
 اکسیر اعظم ۲۸۹
 الافکار ۲۹۲
 البلاغ - مجله ۱۷
 الهامات منعمی ۳۴۶
 الهلال - مجله ۱۷
 انشای برهمن ۷۰
 انشای خادسی ۱۳۶
 انشای منیر ۳۰۰
 انوار قادریه ۲۱
 ایران امروز ۱۰۲
 ایران صغیر ۲۳۹
 ایشیا - مجله ۲۲۰
 بانر نامه ۳۱۶
 بال جبریل ۰۴
 بانگ درا ۰۴
 بدر حسین - رساله ۴۱۹
 برزخ صغری ۱۳۸
 برزخ کبری ۱۳۸
 بزم و رزم ۳۰۹
 بعض خصوصیات هندوستان - مثنوی
 ۱۷۷
 بلخ بیان - قصیده ۲۷۸
 بندی نامه ۰۴، ۰۰۴

تذکره الوفای ۱۰۹ ، ۳۲۷
 تذکره حسینی ۶۲ ، ۷۴ ، ۸۳ ، ۱۰۲
 ۱۱۸ ، ۱۲۰ ، ۱۶۰ ، ۱۷۴
 ۱۹۰ ، ۱۹۹ ، ۲۰۲ ، ۲۰۳
 ۲۵۷ ، ۲۶۶ ، ۲۷۵ ، ۲۸۴
 ۲۸۸ ، ۲۹۲ ، ۲۹۷ ، ۳۳۱
 ۳۶۷ ، ۳۹۲ ، ۴۰۴
 تذکره خواتین ۳۳۲
 ترجمان القرآن ۱۸
 ترجمان پارسی ۷۸
 تزک باہری ۶۸ ، ۳۰۴
 تکمیل الایمان ۳۰۰
 تمسخر کده ۴۱۹
 تنبیہ الغافلین ۱۱۹ ، ۳۸۱
 تنقید الحقایق ۲۶۲
 توحید باری تعالیٰ ۲۶۲
 تہذیب الاخلاق ۲۲۵
 تہذیب نسوان - مجلہ ۱۷۰
 تیمور نامہ ہاتفی ۴۵
 جامع المعجزات ۳۳۴
 جاوید نامہ ۵۴
 جلال اختر - مثنوی ۴۱۹
 جنگ رنگا رنگ ۳۸۱
 جنگ نامہ محمد اعظم ۱۷۷
 جوامع الحکایات ۷
 جوش و خروش ۱۷۷
 جہان آشوب - مثنوی ۴۰۶ ، ۴۰۷
 چارشریت ۲۹۳
 چنستان ۴۳۱
 چہار چمن ۷۲ - ۷۵
 چہار درویشی ۲۰۷

بوستان سعدی ۹۸
 بہارستان ناز ۴۳۳
 بہار عجم ۱۴۷
 بیدل ۳۰
 بیظیر - تذکرہ ۴۷ ، ۸۶ ، ۱۰۴
 ۱۰۹ ، ۱۲۵ ، ۱۵۴ ، ۱۵۷
 ۱۵۹ ، ۲۰۷ ، ۲۱۳ ، ۳۱۷
 ۳۴۵ ، ۳۷۰ ، ۳۹۹ ، ۴۰۷
 پارسی سرا بیان کشمیر ۲۱۵
 پاژند ۱۲۰
 پردیوہ چندر نایک ۹۲ ، ۹۳ ، ۹۴
 پروانہ پندار ۵۱
 پری خانہ ۳۳۱
 پس چہ باید کرد ۵۴
 پنجابی قصی فارسی مین (اردو) ۲۷۳
 پھول ۱۷۰
 پیام مشرق ۵۴
 تاریخ پنجاب ۴۰۰
 تاریخ طب ۱۳۸
 تاریخ فرشتہ ۵
 تاریخ لاہور ۴۰۰
 تبسم کده ۴۱۹
 تحفہ المجالس ۱۱۶
 تخت سلیمان ۲۰۰
 تذکرہ ۳۴ ، ۳۳۱
 تذکرہ الشعراء ۱۸ ، ۹۱ ، ۱۵۷
 ۱۷۵ ، ۲۵۴ ، ۳۵۱ ، ۳۸۱
 ۳۹۱
 تذکرہ العارفين ۱۲۴ ، ۱۲۸ ، ۱۵۷
 ۲۳۶ ، ۲۵۶ ، ۲۵۹ ، ۲۸۵
 ۳۱۸

- خواص اعداد - رساله ۳۵۴
 خود آموز پاریسی ۱۰۲
 خیالستان - مجله ۴۱۳
 دبستان مذاهب ۱۷۸
 درثمین ۲۶۱
 درد و الم ۳۰
 درد و درسان ۳۳۸
 درعدن ۳۲۴
 دستور عشق - مثنوی ۱۰۹
 دلیر و شیدا - مثنوی ۲۰
 ده فصل - رساله ۲۳۶
 دیوان شباب ۴۱۹
 ذره و خورشید ۱۰۳
 راز بیخودی - مثنوی ۲۷۸ ، ۲۷۹
 رانجهها و هیر ۴۲ ، ۴۴ ، ۱۱۲
 رجال السنند و الهند ۱۸۰
 رجال - تذکره ۴۸
 رجم الشیاطین ۳۸۱
 رساله جلالیه ۲۳۳
 رسول الکلام ۱۴۹
 رقعات مخلص ۳۳۱
 رمز و ایما ۳۰
 رموز بیخودی ۵۴
 روابیح - رساله ۱۷۷
 روح الارواح ۱۲۷
 روح المعانی ۳۵۹
 روز روشن - تذکره ۲۰ ، ۳۲ ،
 ۴۷ ، ۶۱ - ۶۳ ، ۷۲ ، ۸۱ ،
 ۹۰ ، ۹۴ ، ۹۹ ، ۱۰۱ ،
 ۱۰۲ ، ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۲۹ ،
 ۱۳۶ ، ۱۳۹ ، ۱۴۰ ، ۱۴۵
- چهار منبر ۸۲ ، ۸۷ ، ۸۸
 چهار گلشن ۳۱۶
 چهار مقاله ۱۸۵ ، ۱۸۶
 حاذق - مجله ۲۲۰
 حافظ - شرح دیوان ۳۰
 حدیث عشق ۲۳۹
 حدیقه - الاولیا ۱۸۰
 حرب و حزب ۳۵۹
 حسنات العارفین ۲۸۹
 حسن و عشق ۱۷۷ ، ۲۳۱ ، ۳۲۷
 حق الیقین ۷۸
 حق نما - رساله ۲۸۸ ، ۲۸۹
 حکمه - العین ۱۲۴
 حیات بسمل ۷۸
 حیات جاوید ۴۲۲
 حیات سعدی ۴۲۲
 حیات قدسی ۲۶۲
 ختمات القرآن ۷۸
 خدنگ نظر ۳۵۷
 خزانه عامره ۳ ، ۴۵ ، ۸۵ ، ۱۱۶ ،
 ۱۲۳ ، ۱۵۶ ، ۱۵۹ ، ۱۷۴ ،
 ۱۸۰ ، ۲۲۲ ، ۲۴۱ ، ۲۵۱ ،
 ۲۵۹ ، ۲۷۰ ، ۲۹۷ ، ۳۰۳ ،
 ۳۰۶ ، ۳۲۹ ، ۳۴۰ ، ۳۸۶ ،
 ۳۸۸ ، ۳۹۱ ، ۳۹۵ ، ۳۹۹
 خزینه - الاصفیا ۱۸۰
 سخسخانه نامه ۱۷۶ ، ۱۷۷
 خلاصه - الافکار ۱۸۷ ، ۳۱۷
 خلاصه - الحساب ۳۵۴
 خلافت اسلامیة ۳۰
 خمسه نظامی ۶ ، ۱۴۰

سبحه-المرجان فی آثار هندوستان ۱۸۷	، ۱۷۰ ، ۱۶۵ ، ۱۵۱ ، ۱۴۷
سبعه سیاره زلالی ۲۱۲ ، ۲۱۳ ،	، ۲۱۴ ، ۲۰۲ ، ۱۹۹ ، ۱۷۲
۲۷۲	، ۲۲۹ ، ۲۲۴ ، ۲۲۰ ، ۲۱۵
سخنوزان چشم دیده ۳۱ ، ۵ ،	، ۲۷۱ ، ۲۶۹ ، ۲۵۸ ، ۲۵۷
، ۱۱۱ ، ۹۵ ، ۶۰ ، ۳۷ ، ۳۲	، ۳۴۰ ، ۲۸۳ ، ۲۷۸ ، ۲۷۳
، ۲۸۲ ، ۲۱۷ ، ۱۷۰ ، ۱۳۸	، ۳۹۶ ، ۳۸۷ ، ۳۵۵ ، ۳۵۰
، ۴۱۷ ، ۳۴۳ ، ۳۲۷ ، ۲۱۹	، ۴۰۶
، ۴۲۱ ، ۴۲۰ ، ۴۱۹	روضه-الستین ۳۹۱
سراج منیر ۳۵۰	روضه-العین ۲۶۸
سرزمین سعدی و حافظ ۱۵۲	رومان - مجله ۴۱۳
سرمايه پیری ۴۱۹	روسی-عصر ۵۵ ، ۵۶ ، ۲۳۹
سرمايه حیات ۴۱۹	رئیسان پنجاب ۱۹
سرمايه نازش ۳۵۹	ریاض الشعراء ۴ ، ۱۱ ، ۱۹ ، ۴۱
سرو آزاد ۴۲ ، ۸۴ ، ۳۸۵ ،	، ۷۴ ، ۹۱ ، ۱۱۹ ، ۱۲۰
۳۵۱ ، ۲۹۸	، ۱۸۱ ، ۱۶۴ ، ۱۵۸ ، ۱۵۵
سرور الناظرین ۴۱۹	، ۱۹۸ ، ۱۸۹ ، ۱۸۸ ، ۱۸۵
سسی پنون ۳۴۴ ، ۲۷۵	، ۲۰۳ ، ۲۱۳ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰
سعد و جمیله ۴۱۹	، ۲۲۶ ، ۲۲۸ ، ۲۳۲ ، ۲۳۵
سفینه-الاولیا ۲۸۸ ، ۲۸۹	، ۲۴۱ ، ۲۶۵ ، ۲۶۸ ، ۲۶۸
سفینه خوشگو ۳۹ ، ۴۱ ، ۴۷ ،	، ۲۸۵ ، ۲۹۶ ، ۳۱۷ ، ۳۳۱
، ۱۰۱ ، ۹۳ ، ۹۱ ، ۸۳ ، ۴۹	، ۳۳۹ ، ۳۷۲ ، ۳۴۷ ، ۳۹۱
، ۱۳۲ ، ۱۲۸ ، ۱۱۸ ، ۱۱۴	، ۴۰۵ ، ۳۹۲
، ۱۵۵ ، ۱۵۳ ، ۱۴۴ ، ۱۳۶	ریاض الفصحان ۱۹
، ۱۸۷ ، ۱۷۳ ، ۱۷۱ ، ۱۶۶	زاد المسافرین ۱۲۷ ، ۱۲۸
، ۲۱۳ ، ۱۹۴ ، ۱۸۹ ، ۱۸۸	زبور عجم ۵۴ ، ۶۶
، ۲۵۱ ، ۲۳۱ ، ۲۳۰ ، ۲۱۸	زلالی-رک : سبعه سیاه
، ۲۷۵ ، ۲۷۲ ، ۲۷۱ ، ۲۶۵	زندار- روزنامه ۱۷۰ ، ۲۲۷
، ۳۳۵ ، ۳۳۰ ، ۳۲۸ ، ۲۹۱	ژند ۱۲۰
، ۳۷۰ ، ۳۶۷ ، ۳۵۶ ، ۳۴۶	سازوبرگ- مثنوی ۳۵۰
، ۳۹۳ ، ۳۹۲ ، ۳۸۹ ، ۳۸۲	ساقی نامه ۱۰۰ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷
	۴۱۹

شور جنون - مثنوی ۲۱۲، ۲۱۳	۳۹۶، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۷
شیرین و خسرو مثنوی ۳۴۰	۴۰۸
صاحب نامه ۲۶۹	سفینه دانش ۱۵۲
صارقه - تذکره ۱۸	سفینه علی حزین ۱۲۵
صبح گلشن - تذکره ۲۲، ۴۹	سفینه هندی ۲۹۲
۶۳، ۹۲، ۹۹، ۱۰۱، ۱۱۳	سکندر نامه ۱۰۵، ۲۶۲
۱۲۶، ۱۵۱، ۱۶۶، ۱۷۱	سکینه الاولیا ۱۹۷، ۲۸۹، ۳۱۸
۱۸۱، ۲۰۰، ۲۱۲، ۲۱۸	۳۵۵
۲۳۰، ۲۵۹، ۲۷۶، ۳۰۳	سلسله الاولیا ۱۶۷، ۳۲۲
۳۲۱، ۳۳۵، ۳۳۸، ۳۴۸	سلک سروارید ۲۴۴
۳۵۲، ۳۵۸، ۳۶۴، ۳۷۶	سواطع الالهام ۲۸۳
۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۹۶	سیره النبی ۴۲۶
۳۹۷، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۱۰	سیف صادم ۲۶۱
صحیفه التکوین ۳۶، ۳۶۲	سیمرغ ۲۷۸
صحیفه شم ۲۸۷	شام غریبان ۲۰۸
صراط المستقیم ۱۲۷	شاهنامه فردوسی ۶، ۲۶، ۶۸
صفات کائنات ۳۸۱	شاه و ماه - مثنوی ۲۵
صورت سرمد - مثنوی ۴۱۹	شجره الامانی ۲۹۳
صور صوتی ۳۵۴	شرح احوال و آثار بهار ۲۳۹
ضرب کلیم - اردو ۵۴	شعر المعجم ۴۲۶
ضرب کلیم - فارسی ۲۳۹	شکر لب - مثنوی ۴۱۹
طبقات ناصری ۶۸، ۳۴۷، ۳۴۸	شمع انجمن ۳۱، ۴۰، ۴۲، ۴۶
طرب المجالس ۱۲۷	۷۶، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۱۷
طوطی نامه حمیدی ۱۳۳	۱۲۴، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۷۲
طول امل - مثنوی ۴۱۹	۱۸۲، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۱۸
ظفر نامه رنجیت سینگ ۴۰۰	۲۱۹، ۲۴۲، ۲۵۸، ۲۶۷
ظفر نامه شاهجهان ۵۰، ۵۲	۲۶۸، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۴
ظفر نامه علی یزدی ۶۸	۳۱۶، ۳۳۲، ۳۴۰، ۳۵۱
عقاید ناظم ۳۶۶	۳۸۸، ۳۹۵، ۴۰۸
علم الاقتصاد ۵۵	شمع تابان ۱۶۸
عمدة التواریخ ۳۱۶	شمع جهان افروز ۲۱۵

- کارنامه عشق ۳۳۱
 کاروان خیال ۱۸
 کتاب الانساب ۴۸
 کتاب الرمل ۳۷
 کشف الاسرار ۲۴۹
 کشف المحجوب ۲۴۹
 کلمات الشعراء ۳، ۳۴، ۳۸، ۶۵
 ۷۴، ۸۰، ۸۲، ۹۴، ۱۰۲
 ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۶۰، ۱۷۵
 ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۹۲، ۲۲۸
 ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۶۴، ۲۷۱
 ۳۹۲
 کلیات اقبال لاهوری ۵۵
 کلیات فرحت ۲۷۵
 کلیله و دمنه ۳۶۸
 کنز الرحمت ۳۳
 کنز الفوائد ۷۸
 کنز المرموز ۱۲۷
 کیگور نامہ ۱۹۳، ۲۸۲
 کجرات کا دبستان شاعری - اردو ۱۵
 گرنٹو صاحب بابا نانک ۹۳، ۳۱۶
 گفته های روسی و اقبال ۲۳۹
 گلبنانگ حیات ۶۱
 گلبنانگ - رسالہ ۳۱، ۴۱۹
 گلبنانگ سخن ۲۷۸
 گلدسته حسن ۴۰۶، ۴۰۷
 گلدسته سخن ۲۱۱
 گل رعنا - تذکرہ ۷۲، ۷۵، ۸۲
 ۹۴، ۱۲۹، ۱۷۶، ۲۰۸، ۲۲۹
 ۲۹۴، ۳۲۸، ۳۳۱، ۳۸۱
 ۳۹۹
- عمل صالح ۱۸۲، ۱۹۶، ۲۹۶
 ۳۴۳، ۳۴۹، ۳۶۰
 عیون التاریخ ۳۷۷
 غالب ۴۲۴
 غبار خاطر ۱۸
 غرة الکمال ۱۴۱
 فانوس خیال - مجله ۱۷۰
 فتوح الغیوب - شرح ۲۵۹
 فخر الدین مبارک شاہی تاریخ ۶
 فرحت الناظرین ۳۲، ۱۹۰، ۲۵۴
 ۳۲۲، ۳۲۳
 فرح نامہ ۴۱۹
 فرخ صبیان ۳۱
 فرشته - تاریخ ۱۴۱
 فرہنگ عشق - مثنوی ۲۶
 فرہنگ نامہ رازی ۱۵۲
 فریاد فضلی ۲۷۸
 فلسفیان اسلام ۷۰
 قرآن مجید ۱۹۸ - ۲۰۰، ۲۸۳
 ۲۸۵، ۳۰۰، ۳۲۰، ۳۲۲
 ۳۶۱، ۳۶۲، ۴۰۷
 قصاید عرفی - شرح ۳۵۰
 قصص قمرای ہند ۹۳، ۹۴
 قصہ جنگ و جدل سیالکوٹ ۲۷۵
 قصہ عبد اللہ و رادھان ۲۷۵
 قضا و قدر - مثنوی ۱۷۷
 قند پارسی ۱۵۲
 قند عجم ۱۵۲
 قول فیصل ۱۸
 کارنامہ اسلام ۲۷۸
 کارنامہ - رسالہ ۳۵۰

- مجالس المومنين ٣٧٦
 مجمع البحرين ٢٨٨
 مجمع التواريخ ٢٦٤
 مجمع الفرس ١٨١
 مجمع اللطائف ٣٢٢
 مجمع النفايس ١١ ' ٢٣ ' ٨١ '
 ١١٦ ' ١١٧ ' ١٣٣ ' ١٤٣ '
 ٢٧٧ ' ٣٢١ ' ٣٢٩ ' ٣٣٠ '
 مجموعه قصايد خدا بخش ١٣٩
 محمود نامه ٣٢٥
 محيط اعظم ٣٢٧
 محيط الاسرار ٣٢٧
 محيط الحقايق ٣٢٧
 محيط دانش ٣٢٧
 محيط درد ٣٢٧
 محيط عشق ٣٢٧
 محيط غم ٣٢٧
 محيط معرفت ٣٢٧
 مخزن التواريخ ٢٤٥
 مخزن الغرايب ٩٤
 مخزن پنجاب - تاريخ ١٨٥
 مخزن توحيد ٤٠٠
 مخزن - مجله ٥٣
 مدن اكبرى ٣٦
 مذاهب اسلام ٣٠
 مرآة الاصطلاح ٣٣١
 مرآة الاسلام ٧٨
 مرآة التحقيق ١٣٨
 مرآة الخيال - تذكرة ٧٤ ' ٨٤ '
 ١٥٤ ' ١٧٤ ' ١٩٣ ' ٢٠١ '
 ٢٠٧ ' ٢٢٣ ' ٢٣٧ ' ٢٤٣ '
- كلزار حاكمي ١١٣
 كلزار خليل ٣٢
 كلزار شهادت - مثنوى ٤١٩
 كلزار محبت ٤١٩
 كلزار هندي ٤٠٠
 گلستان سخن ٧٩
 گلستان سعدي ٦٨ ' ٨٣ ' ١٨١ '
 گلشن راز جديد ٥٤
 گلشن راز - مثنوى ١٢٦ ' ١٢٧ '
 گلشن معرفت ٣٢٧
 گلشن معنى ٤١٩
 گل نخستين ٣٥٩
 گلچينه سرورى ١٨٠
 لباب الالباب ٧ ' ٢٠ ' ٤٨ ' ١٠٤ '
 ١٠٧ ' ١٠٨ ' ١٣٢ ' ١٣٣ '
 ١٤٢ ' ١٤٣ ' ١٤٦ ' ١٦٣ '
 ١٨٥ ' ١٨٦ ' ٢١٠ ' ٢٣٣ '
 ٢٤٦ ' ٢٧٤ ' ٢٨١ ' ٣٦٨ '
 ٣٧١ ' ٣٧٣ ' ٤١٠ '
 لسان العرفان - مثنوى ٢٧٨
 لسان الغيب ١٤ ' ٣٠ '
 لغت فرس ١٣٢
 لمعات عراقى ٢٣٥
 ليلي مجنون ٢٨٥
 مآثر الكرام ٤٦ ' ٦٠ ' ٨٧ ' ١٥٤ '
 ١٥٧ ' ١٧٥ ' ٢٥٥ ' ٣٠٧ '
 ٣٦٩ ' ٤٠٧ '
 ماه نو ٣٥٢
 مثنوى سبى ٣٠٤
 مثنوى محيط ٣٢٧
 مثنوى مولانا روم ٧٩ ' ٢٦٢ '

منتخبات آثار ۲۹۰
 منتخب التواريخ ۱۳۵، ۱۰۶، ۲۱
 ۱۶۱
 منتخب الحساب ۳۵۴
 مها بهارت ۲۹۴، ۲۱۵
 مهرونا - مثنوی ۲۲۸
 میتافیزیک آف پرشیا - انگلیسی ۵۵
 میرزا صاحبان - مثنوی ۲۷۳
 میخانه - تذکره ۱۰۶، ۱۴۱، ۲۲۲
 ۲۲۳
 نادر شاه نامه ۱۰۵۸
 نامه عشق ۳۴۴، ۳۴۳
 نتایج الافکار ۳۵، ۴۶، ۴۹، ۷۶
 ۸۰، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۹
 ۱۶۶، ۱۷۲، ۱۹۴، ۲۰۸
 ۲۴۲، ۲۵۳، ۲۶۷، ۲۷۱
 ۲۸۸، ۲۹۹، ۳۱۷، ۳۵۰
 ۳۶۹، ۳۹۴، ۴۰۴
 نزهت الارواح ۱۲۷
 نزهت الخواطر ۴۸
 نزهت القلوب ۱۷۶
 نسب صبیان ۳۱
 نشر عشق ۱۱، ۲۲، ۶۲، ۱۰۰
 ۱۰۱، ۱۳۵، ۱۴۰، ۱۸۲
 ۲۱۲، ۲۱۴، ۳۲۹، ۳۳۲
 نظم و نثر در ایران ۴۱۶، ۴۲۸
 ۴۳۱
 نغمه فردوس ۳۶۵
 نغمات الانس ۱۲۲، ۱۲۹
 نقوش اقبال ۱۵۳
 نقیب الاولیا ۱۷۸

۲۵۴، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۴
 ۲۹۸، ۳۳۳، ۳۴۷، ۳۵۷
 مراد العاشقین ۲۶۳
 مردم دیده - تذکره ۴۴، ۴۸، ۹۲
 ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۱۴
 ۱۱۷، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۵
 ۱۵۱، ۱۵۵، ۱۷۱، ۲۱۷
 ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۷۱، ۲۷۲
 ۲۷۸، ۲۹۱، ۲۹۵، ۳۱۸
 ۳۳۹، ۳۴۵، ۳۵۶، ۳۸۳
 ۳۸۶، ۳۸۹، ۳۹۴، ۴۰۱
 ۴۰۴
 مرقع غم ۲۸۷
 مرقع ملتان - تاریخ ۶۴
 مسافر - مثنوی ۱۳۰، ۵۴
 مثله خلافت ۱۸
 مسیحا - مجله ۲۲۵
 مٹاھیر اسلام ۳۰
 مصطلحات الشعرا ۳۸۱، ۳۸۰
 مطلع السعدین ۳۸۱
 معارف - مجله ۴۲۶
 معراج سخن ۳۸، ۱۰۰، ۳۹۳
 مقالات الشعرا ۶۰، ۶۴، ۶۹، ۹۰
 ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۲۵
 ۱۲۶، ۱۳۸، ۱۴۴، ۱۴۷
 ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۸۳، ۲۱۲
 ۲۲۱، ۲۴۶، ۲۵۸، ۲۶۳
 ۲۶۹، ۲۷۲، ۲۸۲، ۳۵۷
 ۳۷۲، ۳۹۷
 مقالات انگلیسی اقبال ۵۴
 مکتوبات فرحت ۲۷۵

هلال - مجله ۱۰۸ ' ۲۰۳ ' ۲۲۷
 ۲۳۸ ' ۲۳۹ ' ۲۴۸ ' ۲۸۱
 ۳۹۲ ' ۴۰۹
 همیشه بهار ۲۲ ' ۳۵ ' ۳۸ ' ۴۰
 ۶۳ ' ۶۵ ' ۷۲ ' ۸۳ ' ۱۰۷
 ۱۳۶ ' ۱۸۲ ' ۱۸۷ ' ۱۹۱
 ۲۲۱ ' ۳۱۶ ' ۴۰۰
 هند آزادی گرفت ۱۸
 هندی گویان - تذکره ۳ ' ۴۶
 ۱۲۲ ' ۱۴۰ ' ۱۵۶ ' ۱۵۹
 ۱۷۲ ' ۱۸۳ ' ۲۱۹ ' ۲۳۲
 ۳۳۵ ' ۳۷۹ ' ۳۸۰ ' ۳۸۱
 ۳۸۴ ' ۳۹۰ ' ۳۹۴ ' ۴۰۶
 ۴۰۸
 هنگامه عشق ۳۳۱
 هیر رانجه ۴۲ ' ۴۴
 هیر و ماهی ۱۱۲
 یادگار غالب ۴۲
 یادگار هندی ۴۰۰
 یدبضا - تذکره ۴۶ ' ۱۰۹ ' ۱۶۸
 ۲۴۲ ' ۴۰۵ ' ۴۰۸
 یمینی - تاریخ ۴۱۰

نگارستان سخن ۹۶ ' ۱۰۹ ' ۱۱۸
 ۲۰۰ ' ۲۱۴ ' ۲۲۹ ' ۲۳۵
 ۳۰۳ ' ۳۱۸ ' ۳۳۴ ' ۳۵۲
 ۳۷۷ ' ۴۲۲
 نگارین نامه مثنوی ۴۰۰ ' ۴۰۱
 نلدمن - نل و دین ۲۸۳ - ۲۸۵
 نوای فردا ۶۶ ' ۶۷
 نوای وقت ۴۱۴ ' ۴۲۹
 نورعلی نور - مثنوی ۱۷۷
 نور و صفا ۳۰۰
 خوشاهی - تذکره ۳۳۲
 فی رنگ عشق ۲۶۵ - ۲۶۷
 واردات دل ۲۷۸
 واقعات بابری ۱۰۹
 وکیل - مجله ۱۷ ' ۲۲۵
 هدیت الطریق الاستقامت ۱۴۹
 هدایت الغوی ۱۴۹
 هزار الفصاحت ۲۹۳
 هفت اقلیم ۱۳۵ ' ۱۸۵ ' ۳۳۵
 هفت پیکر - مثنوی ۲۱۲
 هفت منزل ۲۳

* * *

TADHKIRA SHU'RA-I PUNJAB

Lt. Col. K. A. RASHID

**IQBAL ACADEMY PAKISTAN
116 - MCLEOD ROAD LAHORE**

All rights reserved

1st Edition	1967
2nd Edition (reprint)	1981
Copies printed	1000
Price	Rs. 51/-

Publishers

Dr. M. Moizuddin
Director, Iqbal Academy
116, Mcleod Road, Lahore

Printer

Syed Khalid Mahmood
Falcon Printing Press
40-Urdu Bazar Lahore

FOREWORD

The Iqbal Academy is doing itself the honour of bringing out three publications on the auspicious occasion of the Coronation of Their Imperial Majesties the Shahanshah Arya Mehr and the Shahbano of Iran. These publications are:

- i) Tadhkira Shura-i-Punjab compiled by Lt. Col. K. A. Rashid,
- ii) Tadhkira Shura-i-Kashmir by Muhammad Aslah "Mirza" edited with an introduction, additions and notes by Sayyid Hussamuddin Rashdi,
- iii) A special issue of the Iqbal Review, the quarterly journal of the Academy.

Of these the first book is before us. This is the first proper Tadhkira of the Persian poets of the Punjab. No such Tadhkira has been written so far. A small book with the same title as the present work was written by Professor Dr. Mohammad Baqir of the Punjab University in the early Nineteen Thirties but it dealt only with the Urdu poetry of the poets of the Punjab. Similarly we have Lajvanti Rama Krishna's book on The Punjab Sufi Poets which treats of the Punjabi poetry written by Sufi poets of the Punjab. The same holds good of Osborne's translation of Hir and Ranjha and his monograph on Bullhe Shah,

Temple's translation of Mirza Sahiban and his articles on other Punjabi poets, or the recent translation by Maqbool Elahi of Sultan Bahu.

The Tadhkira contains accounts of four hundred and seventynine poets. The large majority of these poets have been included in one old Tadhkira or the other, and the rest have been added by the learned compiler of the present Tadhkira as a result of personal research. He has included a number of contemporary poets as well.

The Punjab, the land of five rivers (actually there are six rather than five), stands in a historic relationship with Iran. In the sixth B. C., there was virtually one Pak-Iranian people in this and the surrounding areas. A large part of West Pakistan was part of the twentieth Satrapy of the Achaemenian Empire.

The Punjab is also the place where Persian poetry flourished first in the Sub-continent. The first poet of the Persian language in this part of the world is Mas'ud Sa'ad Salman of Lahore. He was in love with Lahore and has written of it more than once:

مرا کی گوید: کای دوست عید فرخ باد
نگار من بلہاوور و من بہ نیشاپور
ای لاهور و بحک بی من چگونہ ای
بی آفتاب روشن ، روشن چگونہ ای

Who is there to say to me: 'happy id to thee, my
friend'?

My sweet-heart is at Lahore while I am languishing
at Nishapur.

Alas for thee, O Lahore! How art thou faring
without me?

How canst thou have light without the luminous sun?

The Punjab was a great centre of Iranian culture. A number of Mughul nobles of Iranian origin, whose duties kept them at Delhi most of the time, had residences in Lahore as well. The Emperor Jehangir was fond of Lahore and is buried there. His Iranian Empress, Nur Jehan, built his tomb and lived in widowhood for nearly sixteen years at Lahore after the death of her husband. A famous verse in praise of Lahore is attributed to her:

لاهور را بجان برابر ، خریده ایم
جان داده ایم ، جنت دیگر خریده ایم

I have bartered my soul for Lahore.

And have given life itself to buy for myself a new
paradise.

She died at Lahore and is also buried there.

The Persian poets of the Punjab are deeply enamoured of the beauty of their homeland. We find frequent references to rivers and gardens, trees and flowers and, of course, human beings. In his elegy on prince Sultan Mohammad, son of Sultan Ghiasud Din Balban, who was killed in battle against the Mongols near Multan, Amir Khusro spoke of Multan and the five rivers:

بس که آب چشم خلقی شد روان در چار سو
پنج آبی دیگر اندر مولتان ، آمد پدید

Tears flowed so profusely from the eyes of the
multitude,

That another five rivers came into being in Mooltan.

But the poet who has immortalised himself and the Punjab by speaking of it is Mohammad Akram of Kunjah:

نه دیدم کشوری غارتگر تاب بخوبی هائی حسن آباد پنجاب
چه پنجاب انتخاب هفت کشور قسم خورده بخاکش آب کوثر

Never have I seen a land that robbed me so of
patience,

As that Land of Beauty called the Punjab.

The Punjab, the choice one among all the seven
kingdoms,

Even the waves of Kauther swear by its dust.

Speaking of the physical contiguity of Kashmir to the
Punjab, the poet adds:

ازان حسرت که می آید به پنجاب دل کشمیر صد ره میشود آب

Out of its yearning to come to the Punjab,

The heart of Kashmir melts in a hundred ways into
water.

Probably the last great poet to speak of the Punjab is
Ghulam Qadir Girami who died in 1927:

بر آمد لفظ پنجاب از زانم زبان شد موج کوثر در دهانم

My tongue has uttered the word 'Punjab',

And has become like a wave of the sacred Kauther
in my mouth.

The greatest poet produced by the Punjab is, of course,
Mohammad Iqbal, whose family came from Kashmir. It
is difficult to say, however, that he belonged to the Punjab
although he lived and died there or to Kashmir which was
the land of his ancestral origin. He was far too great a
man for his identity to be confined within the limits of
space or time. He belongs to the whole world. If he is
included in the present Tadhkira as a poet of the Punjab,
it is only because he physically belonged to the Punjab
area.

He is one of the greatest poets of Persian ever produced
by the Indo-Pakistan Sub-continent just as he is one of the
greatest poets who ever wrote in Urdu. As a thinker he is
pre-eminently the man who gave the basic values of Islam

their bearings in the confusing environment of modern thought. He is also the man who dreamt the great dream of Pakistan and was the first to voice the demand for a separate State for the Muslims of the Sub-continent.

It is difficult to regard him as one of the many poets produced by the land of five rivers. He is so great and stands so much apart that his life and work cannot be treated in anything less than a self-contained book. Hundreds of books have been already written on him and thousands will be written in future. The intellectual and spiritual revolution which he promoted and led will keep his name and fame alive after him:

پس از من، شعر من خوانند و دریابند و می گویند :
جهانی را دگرگون کرد یک مرد خود آگاهی

When I am gone, men will sing my verses and know
the truth and say:

A Self-knowing One has changed the world.

The learned author of the Tadhkira, Lt. Col. K. A. Rashid, is a well-known star of the literary and academic firmament. He is equally well-known as a doctor, an administrator, a soldier and a scholar. The Academy is fortunate in having been able to persuade him to compile this Tadhkira for them and to have the honour of publishing it on the auspicious occasion of their Imperial Majesties' Coronation.

Karachi
October 6, 1967

Munitaz Hasan

